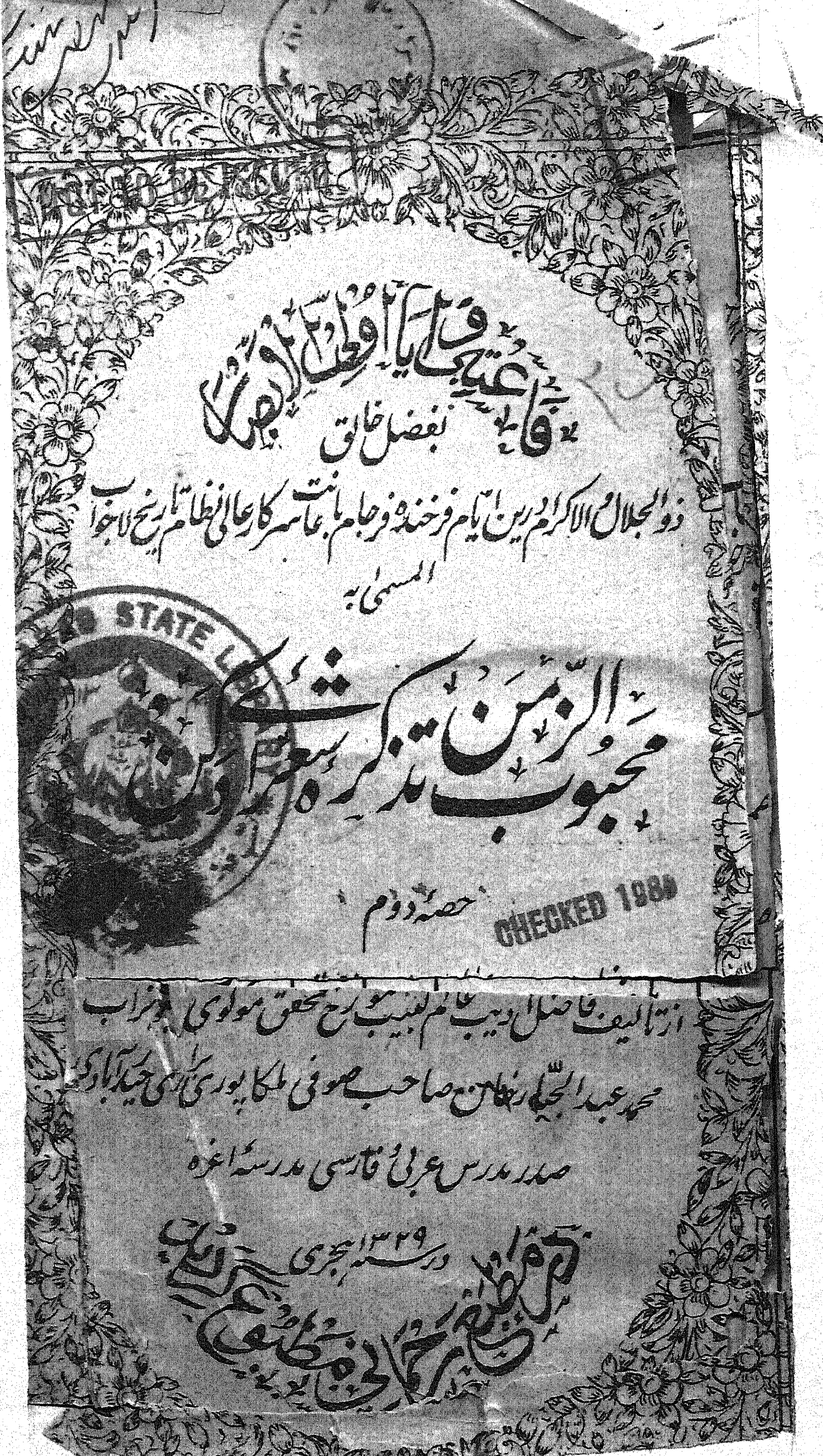


فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذو الجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام باشاعت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصہ دوم

CHECKED 1980

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی [illegible] نواب

محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری [illegible] حیدرآبادی

صدر مدرس عربی فارسی مدرسہ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

بمطبع رحمانی طبع گردید

NOT TO BE ISSUED

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفہ مولوی محمد ع

۱. محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول - در بیان سلاطین بہمنیہ -

۲. محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۳) صفحہ -

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ -

زیر طبع

۳. محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن - قریب نصف طبع شدہ

۴. محبوب [illegible]ن تذکرہ امرا و وزراء دکن -

۵. محبوب نو و کہن تذکرہ آثار دکن -

۶. محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم دربیان طوائف ملوک دکن

NOT TO BE ISSUED

۷۸۰۴ تذکرہ (۱۲۸)

فہرست حصۂ دوم محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

حرف واو

حرف الصاد

صارم - صمصام الملک میر عبد الحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص - میر عبد الحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے - آپ سادات خواف سے ہین - آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت ۱۱۴۲ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین ہوئی - نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم مدارس مین فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ مین مصروف رہے اور چندے حکمت نظری و عملی مین گذارے - غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - ۱۱۶۲ھ ہجری مین خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت و توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکی نام پر مقرر ہوئی - آپ برار مین رونق افزا ہوئے - خدمات مفوضہ کا سرانجام عمدہ طرح سے کرنے لگے - پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد مین شش ہزاری منصب و نوبت اور شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوئی - ۱۱۷۱ھ ہجری مین حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے - صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدرآباد روانہ ہوا - اور آپکو بھی ہمراہ لیا - حیدرآباد مین آپکو قلعہ گولکنڈہ مین مقید کیا - اور آپکے بھائی میر عبد السلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد مین بھیجا - پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدرآباد آئے - اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بہائیون مین ملاقات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے۔ مالی و ملکی کل مہمات
کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے
گویا از سر نو زندہ فرمائے۔ نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی و موروثی خطاب
کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا۔
اور آپکو مشیر و مقرب بنایا۔ ممالک محروسۂ دکن آپکی دیوانی کے آب و رنگ سے رشک
چمن ہوا۔ اور آپکی فیض رسانی توجہ سے سیراب و تازہ ہوا۔ ریاست کے کل امور جزئی و کلی
کا مدار آپکی رائے صائب پر تہا۔ اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے
چلتا تہا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تہی۔ تجارت و زراعت کی
بہی عمدہ حالت تہی۔ ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حد سے خارج تہے۔ کسی کی مجال
نہ تہی کہ غربا و فقرا کو ستاوے۔ آپ خوش مزاج و رنگین طبع و شگفتہ جبین و خوش وضع
تہے۔ ذی مروت و عالی ہمت۔ فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تہے۔ ذہانت و فطانت
مین عقل کل۔ شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین تازہ گل تہے۔ صولت و بہادری مین
شیر دل۔ جرات و دلیری مین کامل تہے۔ سخندان و سخن گو زندہ دل تہے۔ صاحب تمکین
و وقار۔ رحم دل و بردبار تہے۔ برامکہ خصائل ملائکہ شمائل تہے۔ علوم ادبیہ عربیہ
و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکہتے تہے۔ حکیم و ادیب تہے۔ خوش تقریر
و خوش تحریر تہے۔ آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکہنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے،
الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورۂ ایران معلوم ہوتا ہے۔ اشعار کی نزاکت
معانی سے کمال صفہان عیان ہے۔ فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے،
آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تہی۔ کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

مشیر و مشورہ کرتے تھے۔ تدبیر رسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد مین بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن مین معروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راست و کذب مین تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصل مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایان ہوجاتا تھا۔ دونون
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ مین بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہین کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ہر ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت مین ملک دکن
سیراب و شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل اطمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و فارغ البال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے۔ کفت خیانت
کے میدان مین کبھی قدم نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دلمین اسبات کے خیال کا بھی
گذر نہین تھا۔ جبتک رہے امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اسکو اسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور مین سعی سفارش کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہین۔ ہان
جوہر شناس ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے مین تمیز نہین ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لایق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصون کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کم زور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت مین

منہدم ہو جائیگی۔ اسیطرح ریاست مین کوئی لائق مدبر نہو تو وہ ریاست تباہ و برباد
ہو جائیگی۔ ریاست کی تقویت کے لئے دو جزو اعظم ہین ایک اہل قلم دوسرا اہل علم
یہی ریاست کے دو قوی بازو ہین جن کے بل پر ریاست چلتی ہے۔ سلف کے کارنامے
انہین باتونکا آئینہ ہے۔ زمانہ کے خاکہ مین انہین کا فوٹو کھنچا ہوا ہے۔ زمانہ یہہ فوٹو
ہاتھہ مین لئے کھڑا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ذرا ادہر آئے۔ ملاحظہ کیجے
ہم خواب خرگوش مین مست پڑے ہین۔ ناہی و نوش مین پست ہو رہے ہین۔ ہمارے
منہ پر غفلت کا نقاب ہے۔ اور ہماری آنکھون پر نادانی کا حجاب ہے۔ ہم نہ کانون سے
سنتے ہین نہ آنکھون سے دیکھتے ہین ہائے غفلت تیرا روسیاہ ہو تونے بہت سے گھر
خراب کئے اور آیندہ بھی کریگی۔
آپکی مزاج مین دور اندیشی اور عاقبت بینی کی صفت تھی۔ کرنے سے پہلے ہی اُس کام کا
خیالی نتیجہ قائم کر لیتے تھے۔ کوئی کام ہو اُس کے کرنے مین بڑی احتیاط فرماتے تھے
سونچہ سمجھکر کرتے تھے۔ اُن کے نتائج سے فائز المرام ہوتے تھے۔ کبھی ہو کا نہین پاتے
تھے۔ ہمکو بھی انہین بزرگون کی پیروی کرنا چاہیے۔ تاکہ پورے طور سے کامیابی حاصل
کرین۔ ہمکو آپکی دور اندیشی کا حال آپکے خط سے معلوم ہوا۔ جو انشا رشحات زخانی
مین ہے اُسکا مضمون یہہ ہے آپنے گردہر پرشاد کو ایک خط لکھا اور ظاہر کیا کہ مجھکو بالا بالا
معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن حضور بندگان عالی ایلورہ کے صنم کدون کو ملاحظہ کرینگے
میرے نزدیک اسوقت سیر کرنا تنہا بدون فوج سوار و پیدل مناسب نہین کیونکہ اُسکے
اطراف مین غنیم کی فوج پڑی ہوی ہے۔ مبادا کہ حضور سے مقابل ہو۔ آپ موقع دیکھکر
عرض کیجیے اور میرا خط ہے ملاحظہ مین گذرانئے۔

تبدیل تخلص

آپ ابتدا مین مخاطب بہ شمس الملک دلاور جنگ تھے۔ اُسوقت وقار تخلص فرماتے تھے
جب صمصام الملک سے مخاطب ہوے اُسوقت صارم تخلص اختیار کیا۔ صارم صمصام کے مناسب ہے

لطیفہ

میر غلام علی آزاد نے مآثر الامرا کے دیباچہ مین آپکے والد ماجد کے ترجمہ مین لکھا ہے
کہ شاہنواز خان مع ایک صاحبزادہ فرانس کے ظلم سے شہید ہوئے۔ اور میر عبد الحی خان
و میر عبد السلام خان محفوظ رہے۔ اسماء الٰہی کے لئے آثار ہین کہ اُنکا ظہور
مسمی کی ذات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ان دو بزرگون کے نام مین حی و سلام ہے
دونون نامون کے معانی نے آپکو بچایا۔ اور آفات سے محفوظ رکھا۔

آپ علما و فضلا کے قدردان۔ فقرا و غربا کے فیض رسان تھے۔ شعرا کی بھی بڑی قدر کرتے
تھے۔ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ سرکاری کامون سے فراغت پا کر علما
و شعرا کے ساتھ مجالسہ و مکالمہ فرماتے تھے۔ آپ بھی والد ماجد شہید کیطرح تاریخ دانی
و سخن فہمی مین بے نظیر تھے۔ اور شعر گوئی مین بھی بیمثل تھے۔ صاحب دیوان تھے۔ اور
زبان ریختہ مین بھی کبھی کبھی کہتے تھے زبان ریختہ مین دیوان مرتب نہین کیا تھا کہین کہین
چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین دونون زبان مین آپکا کلام شستہ و صاف ہے۔ تکلف
و بناوٹ سے پاک ہے۔ الفاظ کی بندش روزمرہ بامحاورہ ہے آپکا ہر ایک شعر برجستہ
معانی تازہ کا ذخیرہ ہے۔ خال و خط کی بیان مین غازہ پیرائی کی اور حسن و جمال کی
خوشنمائی دکھلائی۔ آپ قوی حافظہ تھے۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ تیموریہ خاندان کے
تمام واقعات اور کل صوبجات ہند کی حوادثات حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تھے

اور ہر ایک صوبہ کے نظم و نسق کی کیفیت سے واقف تھے۔ دکن کے کل چھہ صوبون کے جزو و کل سے ماہر تھے۔ مجکو آپکی خاص ایک بیاض ملی اُسمین دکن کے ہر ایک صوبہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات کا تفصیلی حال اور ہر ایک گانون کی آبادی کل رقبہ و محاصل بہی مرقوم ہے اور تمام دکن کے عمارات و قلعجات اور اُن کے بانیون کے نام اور سن بنا لکہے ہین۔ اور عالمگیری کل منصبدار اور نیز آصفجاہی امراء عہدہ دارون کے نام مذکور ہین ہمکو آپکی بیاض سے آثار دکن کے لکہنے مین بڑی مدد ملی۔

بیماری

پہر آپ آخر انقلاب زمانہ سے امراض متضادہ مین مبتلا ہوئے۔ بہت علاج و معالجہ کئے۔ مگر مفید نہوا کیونکہ تمام تدابیر تقدیر کی مخالف تہین۔ پندرہ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۶ ہجری قلعہ کولاس کے اطراف مین فوت ہوئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ ثانی قلعہ نرمل کی فتح مین مشغول تہے۔ چند روز کے لئے آپکی نعش مبارک کولاس مین امانتاً مدفون کئے پہر حیدرآباد دکن مین لائے۔ آپکا باغچہ جو یاقوت پورہ کے باہر ہے اسمین مدفون کئے۔ میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

افسوس کہ رفت امیر عالی گوہر	دیوان دکن صاحب فضل و ہنر
تاریخ وفات ابن امیر دانا	صمصام الملک عقل کل کرد سفر ۱۱۹۶

من اشعارہ الفارسی

دیدن آسان نیست حسن آتشین خوی ترا		آفتاب آئینہ باشد جلوہ روئے ترا
کیست از عالم کند آگاہ دلدار مرا	ولہ	در فراقت می پسندد دل ہم آزار مرا
در جہان عشق تو اے شوخ علم کرد مرا		ذوق جام لب میگون تو جم کرد مرا

حلقه زد مار صفت بسکه بگرد کمرت — بند شمشیر تو در بند ستم کرد مرا

روشن از روی تو شد در نظرم ملک وجود — دهن تنگ تو واقف ز عدم کرد مرا

ولہ

پیری چو رسید قامتت گشت دوتا — بر موی سفید وسمه هیچ است حنا

ای شیخ عبث فکر جوانی داری — مس زانتوان ساخت بتلمیع طلا

ولہ

تا خرامیدی بگلشن داده خط بندگی — سرو با آزادگیها قد دلجوی ترا

ولہ

ز غیر دوست بپرداز خلوت دل را — نه کعبه مسکن لات است منزل عزا

ولہ

مرا ز مردمک چشم شد عیان صانع — که کمترند در آفاق مردم بینا

ولہ

قیامت میکند برپا بتی کز خود خبر دارد — دو بالا ساخت حسن یار را آئینه دیدنها

ولہ

من تخم درد کاشته ام در زمین دل — جز دانه های اشک چه حاصل بود مرا

ولہ

در جستجوی خال تو دل شد اسیر زلف — آری بدام صید پی دانه میرود

آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد — در محفلی که صرف ز پروانه میرود

ولہ

بداغ عشق بپرستند همچو لاله مرا — ز خون خویش لبالب بود پیاله مرا

بهر کجا که رسم گریه سر کنم ز غمت — چو نی ز روز ازل لازم است ناله مرا

ولہ

نماند تاب چه امشب دل خراب مرا — بماهتاب برآرند آفتاب مرا

ولہ

سرمه گین چشم برده جان مرا — نیست ممکن صدا فغان مرا

ولہ

شگون گل بود کز پیرهن بر تن دمیدنها — به بلبل هم مبارک است آه از دل کشیدنها

هنرور کی تواند دید زیر چرخ آرامی — دُر غلطان ندارد یاد شکل رمیدنها

چه پرسی حالت من اضطرابی دارم از هجرت — که دل گاه نبض از هم برد کوی طپیدنها

بجز بیحاصلی نبارد گردن افرازی — بهر شمشاد باشد نی عمری از سر کشیدنها

وله

کند آرام هردم دختر رز در بر مینا — بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا

کسے خوشنمائے حسن معنی صورت لفظی — تهی از مے گل نیرنگ باشد پیکر مینا

چسان آسان برم جان را از دست نازکی ساقی — که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا

دلے دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی — سرے دارم بدوش خود بلا گردد سر مینا

وله

یا رب همه جرم گشته در پیش مرا — در فکر شده است جان و دل ریش مرا

هر چند که افزود ز حد عصیانم — محروم مکن ز رحمت خویش مرا

وله

هر کس که زند بر لب خود مهر ادب — بد خواهش را بود بهم بسته دو لب

وله

حق می داند بخاطرم یاد شماست — در کشور سینه داد بیداد شماست

از جنبش دل نام شما مے خیزد — این دانه ز سبحه هائے اوراد شماست

وله

ما را بسوئے شمع رخت دیدن آرزوست — پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست

اینشوخ من بیا که درین فصل نوبهار — با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

وله

من بقربان آورم که مرا — داد آواز یار آمده است

خنده زیر لب و برابرو چین — بچه انداز یار آمده است

وله

دهر است که تا تمام در وپیدا نیست — تا صبح شود و شام در وپیدا نیست

چندین شاهان دران حکومت کردند — امروز کسی نام در وپیدا نیست

وله

اے میخواران که صید می رام شماست — تشخص مینا بحلقهٔ جام شماست

لازم گیرید یاد شیفتگان — صهبائے طرب کنون که در کام شماست

وله

از دیده من که بر تو حیران شده است — در عرصه ره تو فرش سامان شده است

در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است — در دیده نم از اشک نمایان شده است

وله

ایدوست بیا که بهر پا اندازت — در کوی تو فرش نرگستان شده است

چون برق جهد ز یاد رویت رگ شوق — ای دوست بیا که وقت باران شده است

وله

تا بیاد یوسف گم گشته خود ای عزیز — بیت حزان از دل اندوهگین کردیم طرح

در دل ما عکس چین جبهه اش صورت گرفت — گرهی انصاف صبا زرم نقش چین کردیم طرح

وله

هر کس ترا دید بکس رو نکند — وانکس که ترا شنید گل بو نکند

عشاق تو فارغ اند از هر دو جهان — مست می عشق تو بمی خو نکند

وله

ای بادکشان چو می که می نوش کنید — حرفی بشما گویم اگر گوش کنید

وا رید بدل ز خود فراموشان را — ای کاش فراموش گر فراموش کنید

وله

ز شوق چشم او نرگس نگه بستن نمیداند — بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند

وله

ای که همواره لعل تو می گون شد — شیشه می ز لبت آبله خون باشد

وله

گهی تغافل و گه ناز و گه جفا دارد — برای کشتن عشاق شیوه ها دارد

وله

چگونه جان برد آسان ز ظلم خو ظالم — که تیر آه غریبان بر قفا دارد

وله

در جست و جوی خال تو دل شد اسیر زلف — آری بدام صید پی دانه می رود

آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد — در محفلی که صرف ز پروانه می رود

وله

سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را — که جز جواب نگردد صدا ز کوه بلند

وله

اگرچه گل بچمن رنگ و بو دارد — ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد

وله

بسیر باغ چو آن می پرست برخیزد — گل از چمن کده ساغر بدست برخیزد

ز هیچ دان چه سوال و جواب خواهد بود — شهید چشم تو در حشر مست برخیزد

کدورتی نکند جا درون صاف دلان — اگر به آئینه گردی نشست برخیزد

وله

ظالم نگهبان بداغ چمن منزل کردند
صد جور و جفا بر من بیدل کردند

چشمک زده ساختند چون وحشی رام
تیغ ابرو نموده بسمل کردند

وله

داشت شوق گل رو تو نهانی نرگس
کز عدم چهره برآورده خزانی نرگس

وله

از تاب حسن روتو نازد بجوشش گل
از خون خویش شد بچمن باده نوش گل

ای نوبهار عزم گلستان نموده
کز شادی وصال تو شد جوش گل

صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل
ما کنده ایم نقش ترا در نگین دل

وله

شربتی کردند رنگ گل عذ دیوان من
بسکه در وصف لب شیرین مقامی کرده ام

تا به غفلت بر دل من ناوک اندازی کند
باز گشتیهای مژگان ترا فهمیده ام

وله

مجنون صفت بدامن صحرا نمی روم
آن وحشی ام که گوشهٔ دل هست پیشه ام

درباغ لاله گفت بمن با زبان حال
من داغ اشک سرخ تو صارم همیشه ام

وله

زشوق چشم خوشت رفته رفته مست شدم
بیاد روی تو آخر صنم پرست شدم

وله

نمیدانم چه ثابت کرده ظالم گناه من
بگردون می رسد هر لحظه از جور تو آه من

بامدک بدنش جان میدهم هیهات ز قتلم
تغافل می کند بسیار شوخ کم نگاه من

نگه در دیده سویش کردم از شرم این جرات
نویسد سطرها از اشک چشم عذر خواه من

وله

گل بچه رنگ بشکند رخ بکشا که همچنین
سنبل تر خیان ر بد خط بنما که همچنین

جستن برق از رویش خواست نشان بد همین
صورت آن بخنده کرد اداکه همچنین

وله

شب از چشم و خطش در بزم مستان بود نیرنگی
ز گیسو جام می از سوی دیگر نشار رنگی

بهر حالت ز مشتاقان خود غافل مشو ظالم
بهر صلحی نداری گر بما اندیشهٔ جنگی

وله

تو و ملک سلطنت خویش من و کوچه گدائی
که بشاهی سکندر زند هم برهنه پائی

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن از عبد الجبار خان محمد

13215

سر کیمیا گرت ہست رہ عشق گیر صارم — کہ بمہر سیم ساقان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن مین حیف کہل گئین یہ آنکھین — پھر مونہ پلک مین وہ نہ دیکھا رویا

مین مدت کے بعد ایک دم جو سویا — دیکھوں تو مجھ کنے ہے صنم گویا

ولہ

مجھے گر جان کنی کا حکم وہ شیرین دہان کرتا — کہا اوسکا خدا کی سون ارے یارو بجان کرتا

فلک گر تا زمین ہٹتی چمن سے رنگ اڑ جاتا — اگر مین اپنے دل کا حال نظالم بیان کرتا

ولہ

از بسکہ ہم اب عشق کی سیکہی گہاتین — سب بہول گئے شادی کے باتین

نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر — اسو جہ ستین شاید کہ بہرین دل راتین

ولہ

سجن تجہ زلف مین دل بل رہا ہے — ہمارے ہاتہہ مین کب دل رہا ہے

نہین کہلتا بہار و باغ سون دل — یہی عقدہ مجھے مشکل رہا ہے

ولہ

دل صد پارہ آخر کیا مزیکا گوشت قیمہ ہے — بہرا یا غرق خون ہو داغ دل ہریہ قیمہ ہے

نہین کہتا ہون دست زور اپنی خون ناحق کا — مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کون پہنچے

اسیرون کی قفس کے کس تئین پرواہ مر نیکی — ہماری کسطرح فریاد اب صیاد کون پہنچے

صرفی۔ صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص۔ صلاح الدین نام۔ آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تہے۔ وطن مالوف سے ہند مین آئے۔ اور یہان سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ بہی جد و پدر کے ہمراہ ہند مین پہنچے اولاً گجرات مین چند مدت رہے۔ پہر گجرات سے لاہور مین آئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا۔ آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تہے۔ صابر و قانع تہے۔

صرفی

٩٢٨٤٩١٨٣٦

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہوگئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکہتے تہے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف وبامزہ ہوتا تہا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروش من کہ خواہد گل ببازار آورد | بابداول تاب غوغاے خریدار آورد

زراہ کعبہ ممنوعم وگرنہ میفرستادم | کف پاے برحمت چیننی خار مغیلانش

باتو اشکم کشد و بے تو جدائی چکنم | میکشم اینہمہ از دیدن ونادیدن تو

صادق - میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص - میرزا صادق نام - شاعر خوش فکر وخوش بیان تہا - وطن مالوفہ سے دکن مین آیا - شہر احمدنگر مین سکونت پذیر ہوا - مرتضی نظام شاہ والی شہر مذکور سے ملا - نظام شاہ نے ازروی قدردانی منصب جاگیر سے سرفراز فرمایا - اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا - صادق مدت تک عیش وآرام کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین رہا - آخر اکبر بادشاہ کے حملہ کے وقت باجل طبعی فوت ہوا - ھو ھذا

شکوہ کی بسادگی از وکرو م صبر | اکنون خطش زغبار دارد سر جبر

از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب | سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صالی - اردستانی

صالی تخلص - مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا - وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین بارباب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو
کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا۔ شاعری وشعرگوئی مین مشغول رہتا تہا۔ صاحب دیوان
تہا۔ اسکا دیوان نادرالوجود ہے **من کلامہ**

خوش آن رہ روکہ رہ تنہا سپارد — کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر۔ میر صابر صفہانی برہانپوری

صابر تخلص۔ میر صابر نام۔ سادات صفہانی سے تہا۔ جہانگیری زمانہ مین
وارد ہندہو کے شاہی ملازمون مین شریک ہو گیا۔ اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری
ودیوانی پر مامور ہوا۔ پہر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پر مقرر۔ مدۃ العمر شادی
نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا۔ بختاور خان مراۃ العالم مین لکہتا ہے۔ کہ خواجہ شکیبا
جو میر صابر کا تبنّٰی وتربیت یافتہ تہا۔ راقم کے ساتہہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے
فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتہہ شاہی
مقربین مین شریک ہے۔ نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ ورتالاب
بنا فرمایا۔ اور فہرو نام قصبہ مین جو ماببن مشہد مقدس اصفہان ہے ایک ندی تہی
جب اسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات ومکانات کو خراب برباد
اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کردیتی تہی۔ میر مرحوم نے ندی مین ایک پل
جسکا عرض پچیس درعہ اور طول یک فرسنج ہے تعمیر کیا۔ اور ایک باغ اور سرا اور
حمام بہی بنایا۔ اسکی تاریخ یہہ ہے ع گفت آرام گاہ خلق جہان۔ انتہیٰ کلامہ
اور میر صابر نے ۱۰۲۷ ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا۔

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی ؎

بکاوش مژہ از گور تا نجف بردم　　اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تھوڑا تغیر کرکے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی ؎ بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد * میر صابر نے ۱۰۶۴ ہجری شہر برہانپور مین فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تھا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تھا۔ رباعی اکثر کہتا تھا۔ خان اعظم مرزا سے اخلاص و ارتباط رکھتا تھا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات مین ایک باغ بنایا۔ میر نے اُسکی تعریف مین یہ رباعی کہی ؎

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است	می را طرب ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منور است از نورش	یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان بباغ و راغش کردیم	گوشے بنوائے کبک زاغش کردیم
دیدیم کہ با ما سر نیازی داشت	ما نیز نساختیم و داغش کردیم

صعود۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص۔ حافظ میر محمد علی نام۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے۔ صعود کی ولادت احمد آباد مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی مین علوم و فنون کو کسب کیا۔ درجہ کمال کو پہنچا۔ دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ خلائق کو درس و تدریس سے مستفید کرتا رہا۔ علم نجوم و رمل و شاعری مین کامل استعداد رکھتا تھا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تہے وہ بذریعہ نجوم ورمل صحیح صحیح جواب دیتا تہا۔ اہل گجرات کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تہے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر تہا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تہے تحفہ و نذرانہ گذارتے تہے آپکی وفات کی کیفیت معلوم نہین ہوی

من اشعارہ الفارسی

زبسکہ حد نبود وصف دلستان مرا
ہمیشہ جنگ بود با زبان ہان مرا

شبے بخانۂ ما گر ترا گذر افتد
بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا۔ میرزو الفقار علیخان لکہنوی

صفا تخلص میرزو الفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفاء لکہنو سے تہا۔ فن شاعری مین یگانہ روزگار میر تقی میر کا شاگرد تہا لکہنو سے بنگالہ گیا وہان چند مدت رہا۔ امرا ورؤسا کی مدح مین قصائد لکہے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پہر وہان سے میر ابو القاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آیا۔ چند روز میر عالم کی سرکار مین لازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوئی تہی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکہانے لگے پہر تو آپ شہرۂ آفاق ہوے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوے چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تہے۔ صاحب مذاق وقدردان تہے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کردی اور مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ نابمرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے - مرد باکمال تھے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تھے - صاحب دیوان ہین آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بھی لکھے ہین - مثلاً مثنوی چھو منتر وغیرہ مشہور ہین - ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے - آپ ہندی و فارسی دونون زبانون مین خوب کہتے تھے - آپکا انتقال سنہ ١٢٦ ہجری مین ہوا -

من اشعاره الفارسی

مراد لیست چه وحشی دلے که در گفتار — سخن بدر کند و ہنگر سعی دیوار
بزینه در بیت العتیق میماند — سر سجود من و آستانه دربار
فلک بدست گرفته ست حشمت نقره و زر — بود بفکر چه تعمیر پیراسته کار
بہار آئینه قصر لاجوردی بین — ہجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیار
اگر بطبع در آید معانی دلکش — اساس ہیئت شمار و طبیعت اشعار
بہر طرف نگرم رو بہ پیش محراب است — مگر تعلق دل شد بابروے دلدار
بطالعم در دولت کشاده شد باید — که مثل سایه بشوم سجده ریز تا دیوار
کجاست گرمی بازار مردم شروان — که دستگاه فروشم چو ساغر سنجار
جناب عشق بفکر عمارت دلہاست — چنانکه خامه دستور در کشائش کار
چه سروری که بہنگام گنج بخشی او — گذارد از عرق شرم ابر گوہربار
نسیم گلشن خلقش چو منفعل آید — زمانه تاز فرو شد با ہوائ تتار
بعہد او نخرد کارگاه اکسون باف — شعاع دیدهٔ خورشید از لقیمت تار

زہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین — بہا زہی گل و سنبل گرفت مار و شرار
نہ در عنایت او التماس را خلے — نہ در سخاوت او انتظار را آثار
جہان ہمت و انصاف راجہ چندو لعل — کہ ہست خاک در او طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا — چہ ارمغان کہ نبارد بسوئے گل گلزار

ولہ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادیانی ہا گیتی استوار — جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم ہمت ز فضل کردگار — جلوہ از مہر و قمر باہم مبارک سازگار

ایضاً ولہٗ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو — جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
از برائے تہنیت ہمت بگو — وصل ماہ و مشتری آمد نکو

صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص - مرزا محمد صادق نام - آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کے صاحبزادے ہین - آپکی ولادت روز یکشنبہ بتاریخ سوم شعبان سنہ ۱۰۱۸ ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی - اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ و فارسیہ سے فارغ التحصیل ہو کے ہند و سندھ و دکن کی سیر کی - اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے - جہانگیری و شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تھے - آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تھے -

اور تاریخ دانی مین مورخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمی بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور کے خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصر تذکرہ لکھا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین۔
آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی ہو ہذا

سوئے میخانہ بتائید جنون خواہم رفت | باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
خداین بادیہ جز اشک ندید دست کسے | آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

ہیہات آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی۔ یہہ بزرگ گیارہوین صدی ہجری مین زندہ تھے
گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاودانی کے طرف رحلت کی۔

گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد ماجد بندر سورت مین عبد الرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتاً مقرر تھے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔
پس ۱۰۲۱ سنہ ہجری مین نوکری ترک کرکے احمد آباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کرکے ۱۰۲۲ سنہ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ جب ۱۰۲۳ سنہ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بہیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تھے
سیاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تھی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف رہے انتہی کلامہ۔ اب مین آپکے

سفرنامہ کو مختصراً لکہتا ہون ہو ہذا

صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکہتا ہے کہ اسی زمانہ مین
مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوے میرے والد ماجد سے ملے دونون باہم نہایت
محبت و الفت تہی۔ مولانا صوفی مشاہیر علما سے تہے صوفی مشرب تندخو سخت گو
کسی سے ملتے جلتے نہین تہے۔ عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تہے اور گجرات کو
وطن بنا لیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو
بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہوگئے۔ مجکو آپ سے نیاز حاصل تہا
مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکہی ہے

بہر سال وفات او گفتم — رفتہ ملا محمد صوفی
۱۰۳۴

من اشعارہ

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ — کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جارا
نمی ماند این بادہ اصلا آب — تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ
کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اسوقت برہانپور مین پہنچا اور سنہ ۱۰۲۷ ہجری مین احمد نگر
دکن مین آیا۔ پہر احمد نگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پہر میرے والد نے
سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا۔ اور شاہزادہ اسوقت الہ آباد مین تہا۔ مین بہی
والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکہا۔ سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف
تہا۔ ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا۔ جب ہندوستان مین آیا اسوقت فغفور تخلص
اختیار کیا۔ آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۰۲۸ ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔

فلک دیگر بکام زندہ دا آشام میگردد — عسس گو خواب رحمت کن کہ امشب جام میگردد

سر شوریدہ را بسامان نتوان باز آورد — این دستار پریشانست کہ از سر بندند

پہر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکاً کافیہ شاہ صاحب سے پڑہی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے سنہ ۱۰۳۲ھ مین فوت ہوئے۔ پہر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ شاہزادے کے امرائے اکابر سے تہا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ

پاسبان شیشۂ دل باش اے غافل ز سنگ — یار سنگین دل فلاخن وار دارد دل ز سنگ

پہر ایک سال نہین گذرا تہا کہ میرے والد ماجد حسب الحکم شاہزادہ دیوان خالصہ ہوئے سنہ ۱۰۲۹ھ ہجری مین پٹنہ و بہار شاہی گماشتون کے سپرد ہوا والد کے ہمراہ وہان گیا اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن تہا۔ وہان مولانا میر معز الدین یزدی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہتا رہا۔ مولانا شاہزادے کے ہمرکاب تہے سنہ ۱۰۳۵ھ ہجری مین ایک بد معاش کے ہاتہ سے قتل ہوئے۔ من اشعارہ

وحی کہ جان دمد ببدن نغمہ نی ست — آبے کہ خاک بر سر آتش کند می ست

مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ ان دنونمین مین مولانا محمد حسین کشمیری کے خدمت مین مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تہا۔ مولانا منقولات مین مہارت کاملہ رکہتے تہے۔ مدت تک پٹنہ مین خدمت افتائی و تدریس مین مشغول رہے۔ آخر سنہ ۱۰۳۵ھ مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین مولانا محمد حسین غزنوی متخلص بہ میرتی سے خط کی مشق کرتا تہا۔ میرتی شاہزادے کی ملازمت مین تہا۔ شاہزادے کے بعد بنگالہ سے

پٹنہ مین آیا۔ وہان دیر تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہان سے بارادہ بیت اللہ لاہو گیا۔ من اشعارہ

از بس بر آستانِ تو شبہا فتادہ ام | چون نقش پائے خویش زپا فتادہ ام
چون سایہ فتادہ بالائے دلبرم | اے دوستان زعالم بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہیجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمدورفت کرتا تھا۔ وہ مشاہیر شعرائے زمانہ سے تھا اکبری عہد مین وطن مالوفہ سے ہند مین آیا تھا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین بھی بسر کیا۔ آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ مین نے آپ کو سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین دیکھا تھا۔ شاعر ماہر و بد اعتقاد تھا۔ سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ملک بنگالہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

دوش ورا انداز زلف یار گرفتن | بر من آسان نمود مار گرفتن
جام بکف گیر وز آفتاب بیاموز | راہ سر تیغ کوہسار گرفتن

پھر مین حکیم مولانا نادم گیلانی سے ملا وہ عازم ایران تھا۔ میرے والد کے پاس ملنے کیلئے آیا تھا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تھا۔ اولا وطن سے دکن مین آیا تھا۔ پھر دکن سے پٹنہ مین پہنچا۔ چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو روانہ ہوا۔ من اشعارہ

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر | گر بتابوت روم شوخی گہوارہ کنم

انہین ایام مین میرزا قاسم امامی اصفہانی بھی پٹنہ مین وارد ہوا۔ لطیف الطبع تھا فن موسیقی مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ اور شاعری مین اُستاد مانا جاتا تھا بھر اجی تخلص کرتا تھا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستون سے تھا۔ اسی زمانہ مین

میر محمد سعید یقینی بہی فوت ہوا۔ من اشعارہ سراجی

بس زخم و بیچ مہر شیدیم چو آب ‌ ‌ ‌ نالان نالان بسے دویدیم چو آب

چون از منزل نشان ندیدیم چو آب ‌ ‌ ‌ در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بہی دیکہا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا
پہر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بہی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تہا
اولا وطن سے ہند مین وارد ہو کے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد
مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور رہا ہوا تہا۔ وزارت سے معزول ہو کے
پٹنہ مین آیا تہا۔ مین نے اُسکو دیکہا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ پہر کابل
کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشۂ چشم تو ‌ ‌ ‌ افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ خلف او

میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکہا تہا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی
مین مامور ہے۔ من اشعارہ

زلفش ز دو سو گوئے زنخ زا یمان داشت ‌ ‌ ‌ از یکطرف آمد خط و گو را ز میان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تہا۔ والد کے دوستون سے تہا۔

اور میرزا ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تہا۔ دیری تخلص کرتا تہا
شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشنجر خان خطاب پایا تہا
شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان
خطاب پایا۔ آخر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف رو را ز چشم من ‌ ‌ ‌ ز انسان کہ روز باران کتاب را

محمد فصل و سال و چہار ست　　علی زان فصلہا فصل بہار ست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ صفہانی تہا - مین نے اسکو بنگالہ مین دیکہا تہا - فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

من اشعارہ

گل شگفت و گل عذار ان فرو رفت باغ　　روز روز بلبل ست و بخت بخت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا - پہر پٹنہ سے جونپور گیا - مین اس سے دو نون مقام مین ملا ہون - شعرگوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا - شاہزادے پرویز کی خدمت مین چند روز رہا کچہہ فروغ نہین پایا - جونپور سے بنارس مین آیا - اور یہان سکونت پذیر ہوگیا - جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اسوقت بادشاہ کی خدمت مین آیا - عنایت سے سرفراز ہوا - جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا اسوقت بنارس مین مراجعت کی - بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک سکونت پذیر رہا - جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا - مراحم سلطانی سے سرفراز ہوا - آخر رخصت لیکر ایران چلا گیا - صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہوکر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا - من اشعارہ

یار ہشیار آمد و از صحبت ما مست رفت　　حیف چون عمر یکہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر تہے دیوان انوری و خاقانی خوب جانتے و سمجہتے تہے - ان کے فرزند محمد لطیف لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے - خوش مزاج و لطیف الطبع تہا - دوستون کو

ان کے ملنے سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا۔

جب سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تہا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اُسکی تصنیفات سے ہے۔ من اشعارہ

ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش　　نالہ پرورد گلستان زخم خارے ہم بداشت

راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست　　ہر طرف مرغ قفس جلوہ کند در قفس است

میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب تہے۔ بمقتضائے ضرورت ٹہٹہ جانیکے لئے مامور ہوئے حسب الحکم جب عازم ہوئے مین جونپور سے مقام بنارس مین اُنکی خدمت مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی مسیحا کو دیکہا وہ ایران کے اکابر حکما و شعرا سے ہے مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر بادشاہ سے رنجیدہ ہوا اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش　　شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پہر ایران سے ہند روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پہر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر مومن استرابادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے سہواً شیشہ شراب کو بگمان شیشہ گلاب کے میر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تہا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اُسیوقت بیجاپور کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پہر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا۔ جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشد

پہر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکہا ہے۔ اگر دیکہنا مطلوب ہو تو وہان دیکہئے۔ من اشعارہ

بیادوست یکدو روز صبورم کہ از فراق — چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز

اے ملائک در شما آوارگی می افکند — کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پہر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علماء سے تہے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد و صالح و متقی تہے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین بہی تہے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بہی مشرف ہوا تہا۔ کبہی کبہی شعر بہی موزون فرماتے تہے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست — مراد و چشم تو پیوستہ در خمار بود

پہر جونپور مین شیخ عبدالعزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تہے۔ من اشعارہ

تا بر تو نظر کشودم اید وست — تیغ تو سرم بدامن افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تھے۔ کبھی عطائی۔ کبھی معنوی تخلص کرتے تھے۔ میرے والد ماجد کے دوستون سے تھے۔ اب سنتا ہون کہ دونون بھائی فوت ہو گئے۔ من اشعارہ

مطلب گرفتہ بطمعی ازین جہان رفتم	بسان طفل کہ پستان گرفتہ خواب رود
ہر لحظہ خطش در نظرم خوبتر آمد	ہمچو خط اُستاد کہ بینی بتامل
سودا بسرم ہمچو پلنگ اندر کوہ	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ
دور از وطن خویش بخواری کردم	چون شیر بدریا و نہنگ اندر کوہ

اور شعرائے جونپور سے تھا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور رہے۔ اور اُسکی عمر صد سال سے زیادہ تھی۔ اور وہان کے شعرا مین شادابی بھی تھا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تھا۔ من اشعارہ

نمی گردد گرد مطلب نباد دل انا — کہ شمع مردہ را بر سر نگردد ہیچ پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین سنہ ۱۰۳۵ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اولاً جونپور سے اکبر آباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اُسوقت میرے والد حسب الحکم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تھے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایک سال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرہ علم سے دور تھا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

یہہ واقع ۱۰۳۶ سنہ ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاہ در غمّ شاہ ساز و از سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہوکے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب رہا۔ وہان مرزا محمد حسین سہری قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوی۔ میرزا طاہر منیری اُس زمانہ مین سخندان صاحب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین وطن طالقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و پٹنہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا۔ ۱۰۴۲ سنہ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوئی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لب آہ تمام	درون من شدہ چو دود کش سیاہ تمام
ز یک نگاہ بس لاف التفات مزن	نکرد دعوی خود کش بیک گواہ تمام
بنائے صورتش با حتیاط نہاد	چنانچہ او کرد در دو ماہ تمام
ز تنگدستی و بیطاقتی منیری	نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بہی سخندان زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتداروں سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اسکے بعد ۱۰۵ مین آیا کہ وہ فوت ہوگیا۔

آلودہ بخونم چہ کنی تیغ نگاہت ما را غم سر نیست ولیکن غم تیغ است

نیز برہانپور مین میر قابلی گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و اوصاف ذاتی سے موصوف۔ من اشعارہ

ہرگز زبادہ چہرہ ما لالہ گون مباد لبریز ہر پیالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

جام عشرت با جز بخون مباد　　خالی نئی ز نغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر مذکور مین میرزا علی قلی بہی تہا - اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا ازبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا - میرزا لطیف الطبع تہا - من اشعارہ

بسیار ملولیم ازین عمر ندانیم　　کاسایش ما در دم تیغ کہ نہفتہ است

بعد ازان مین چند روز برہانپور مین مقیم رہا - خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کرلی - بامر لاچاری میرے والدنے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا - اور اکبرآباد روانہ ہوا - مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت وہمرکابی ہونے سے بازرہا - اور جنیر کا ارادہ کیا - جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر و فرودگاہ تہا - اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب و محن سہنا پڑا - منازل طی کرتے ہوئے - شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر و دار الحکومت ہے پہنچا - شہر کو نہایت آباد و خوش فضا پایا - اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا - اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا - **ھو ھذہ**

چون بسوئے دکن نہادم رو　　سخت محنت کشیدم از ہر سو

رخت بستم ز شہر برہانپور　　چون شدم منزلے ازان دور

رنج غربت اثر نمود مرا　　رنج بر رنج فزود مرا

خون دل راه دران گذرگہ تنگ　　راہبر اشک و آه بیش آہنگ

تیرہ شد روز دلفروزئی من　　دل من تنگ تر ز روزی من

زخم از درد دل زریر شده　　دلم از راه باد گیر شده

چاره دم روز چون سپردم راه　　شہر کرکی پدید شد ناگاه

شہر عنبر نسیم مشک سرشت — آب او بردہ آبجوئے بہشت
خاک آن بقعہ مشک اذفر بود — راستی آن بنائے عنبر بود
ہم در و قصرے آسمان مانند — سایہ بر ابر و پایہ بر الوند
ساکنانش ملک بہ نیکوئی — بزمین آمد آسمان گوئی
روز دیگر شدم ازان منزل — آب در دیدہ آتشے در دل
شہرے آمد بہ پیش من در راہ — قلعہ اش بر فلک زدہ خرگاہ
قلعہ سر فراز ہمچو فلک — ساکنانش شنیدہ ذکر ملک
قلعہ داران فزون تر از انجم — فکر اختر شمر در ایشان گم
اطلس چرخ تنگ بر تن او — شمع خورشید زیر دامن او
تیغ او پاسبان خرمن ماہ — دست گردون ز دامنش کوتاہ
نام آن شہر و قلعہ پرسیدم — زیکے دیو گیر بشنیدم
دیگرے گفت این صبا باشد — اینچنین شہر در کجا باشد
دیگرے گفت دولت آباد ست — شاہ جم دولت در وشاد ست
شہریار دکن نظام الملک — مالک صف شکن نظام الملک

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ شہر کرکی بہر دو کاف تازی سے اورنگ آباد مراد ہے ۔ تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا ۔ اولاً اس آبادی کو کرکی کہتے تہے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تہی ۔ ملک عنبر نے اس زمین کرک میں شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا ۔ اور اسمیں عمارات عالیہ بنا کیا ۔ انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکھا۔ کہ مولف جنیری لکھتا ہے کہ ملک عنبر جب
نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کرکے بیجاپور مین چندروز حاضر شاہی
دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی۔ مع جمعیت عبید حبشیہ و کنیہ
وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا۔ ایکروز
بطریق سیر و شکار اُس میدان پُر فضا جہان شہر کرکی آباد کیا تھا آیا۔ اور وہان خیمہ
و خرگاہ قائم کیا چندروز شکار و سیر مین مصروف رہا۔ اس مقام کی سبزی و شادابی
دیکھکے بہت محظوظ ہوا۔ مقربین و یاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد
کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا۔ یاران جلسہ نے ملک موصوف
کی راے سے اتفاق کیا۔ اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئے۔ پس ملک نے
جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تھا وہان شہر کی بنیاد رکھی۔ اور اسکا نام خرگاہی
رکھا۔ کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا۔ پھر عوام الناس کے استعمال سے
خرگہی کا کرکی و کھرکی ہوا۔ انتہی کلامہ

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ پھر مین دولت آباد سے مع الخیر والعافیہ
جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا۔ اُسوقت میر عبدالسلام خان مشہدی
مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب و سپاہ و فوج کا بخشی تھا
میرے حال پر مہربانی کی اور مجکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا۔ شہر جنیر خوش نما
و خوش وضع تھا لیکن ویران و خراب ہو رہا تھا۔ چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

؎ شہر دیدم خراب چون دل ریش	یادم آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر	دل مردم ز شہر ویران تر

بود کوهی بمرغزار جنیر — بر سرش قلعه بنام سنیر
کمرش را ز لاله پیرایه — دامنش را زمانه در سایه
قلعه اش راه اختران میزد — تیغ بر ساق آسمان میزد
کمرش را بر آسمان تقدیم — تن جوزا ز تیغ او بدو نیم

مین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ اُن ایام مین ملازمان
درگاہ جہان پناہ سے ملازمت و مجالست کا اتفاق ہوتا تھا۔ ازانجملہ قیصر بیگ
شیرازی ہے۔ لطیف الطبع و خوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والامین حاضر
رہتا ہے۔ من اشعارہ

زیر دستان را نوازش کن که از دریا گرد — قطره دریا می شود هر که بدریا میرود

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن
متوہم ہوکے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہم رکاب تھا
کہ خانجہان افغان و فتنہ و ہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا سن ۱۰۳۹ھ

هیچ نگفتیم چرخ بی سر و پا را — بر که نوشتی برات روزی ما را

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی ہے

خورد چربی و مالد دست بر سر — چو شمع آوبیخته هر موی صبحی

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اُسکا لڑکا
محمود شاہ مسند نشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تہنیت کیلیے
بہیجا۔ مین بہی ہم رکاب تہا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خوردہ
کاشی کو دیکہا۔ شعرا زمان سے تہا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تہا۔ بعد ازان

بنگالہ مین گیا۔ اور حج کا عزم کیا۔ سنہ ۱۰۳۸ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا

طول و عرض راہ عشق آغاز و انجام است و بس — ہمنے از کعبہ تا بتخانہ یک گام است و بس
برہمن زنار و زاہد سبحہ صد دانہ داشت — ہر کجا پرواز کردم دانہ و دام است و بس

سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا۔ اس خبر کے سنتے ہی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بنگالہ کی راہ سے روانہ ہوا۔ اولاً گجرات مین پہنچ کے اکبرآباد کیطرف متوجہ ہوا۔ اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتہہ ہوا۔ اسلام خان حسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا۔ مین اسلام خان کے ہمراہ بنگالہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا۔ وہان ملا مونسی شاعر سے ملا ذی استعداد و خوش سیرت تہا۔ شاعری مین عمدہ سلیقہ رکہتا تہا۔ من کلامہ

بدوستی تو یک شہر دشمن است مرا — کدام را من تنہا بدست و پا افتم

پہر مین سورت سے احمدآباد گجرات مین پہنچا۔ اور وہان سکونت اختیار کی۔ تقی بلبانی سے جو شیخ اوحدی بلبانی کا نواسہ تہا ملا۔ تذکرۃ الشعرا اُسیکی تالیفات سے ہے یہہ متعدد جلدون پر شامل ہے۔ من اشعارہ

تنم از غم چنان پاشیدہ از ہم — کہ آید ہمچو گرد از جامہ بیرون

چند روز احمدآباد مین قیام کرکے اکبرآباد متوجہ ہوا۔ شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ اور چند روز اکبرآباد مین بسر اوقات کی۔ اُنہین ایام مین مولانا عبداللطیف سلطانپوری سے ملاقات کی مولانا اکابر علما سے ہین علوم و فنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے۔ محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے۔ نیز شہر مذکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا۔

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے
زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ ہر خوشہ
سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔
اکبرآباد سے بہرائچ مین پہنچا مین نے اسکو بہرائچ مین ہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے
عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان اُسکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعرگوئی
سے اُسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ من اشعارہ

الٰہی رشتۂ شوقم بکف دہ
تنم را خاک فرسا کن ز پستی
امیدم را بکف دامان غم دہ
ندارم پائے ہمت جز بدامان

ہوس را بر جگر داغ تلف نہ
سرم را بندۂ زانو پرستی
تمنا را تمنائے عدم دہ
مدہ دستم مگر بر گریبان

نیز اکبرآباد مین علی اصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ اسلام خان
مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ من اشعارہ

پادشاہیم بر سریر سخن + صفحۂ شعر با قلمرو ماست
گاہ در چشم ست و گہ بر روے و گہ بر آستین + از پریشان اختلاطیہائے اشک خود ترم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چندروز اکبرآباد مین سکونت پذیر رہا پہر مین نے حسب الحکم
بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا ارادہ کیا۔ اور قنوج کے رستہ سے
بہرائچ مین آیا۔ چندروز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ
صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ
سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۵۵۷ھ ہجری مین

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی۔ پھر مین جونپور مین آیا۔ اور وہان سے براہ راست
ٹپنہ مین پہنچا۔ میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئی تھے
چند روز ٹپنہ مین گذارے۔ سنہ ۱۰۳۹ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان
شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہوکے آیا۔ مین بہی انکی خدمت مین پہنچا۔
قاسم خان امیر خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تہا۔ صاحبان علم و فضل کی بہت
قدر و منزلت کرتا تہا۔ اور خاص میرے ساتہہ زیادہ صحبت رکہتا تہا۔ من اشعارہ

نمونۂ جرس بیدلم صدا نکنم　　　زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان بالم مبند　　　عندلیبم سایۂ گلبن قفس باشد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا۔ اور چند روز کے بعد راج محل مین
پہنچا۔ اور جہانگیر نگر مین قیام پذیر ہوا۔ وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی
سے مشرف ہوا۔ رنج سفر سے آرام پایا۔ اُسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر
ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا۔ سید مذکور علماء اکابر سے ہین۔ باوصاف
بزرگان اولیا موصوف ہے۔ آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ شوشتری تھے
آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا۔ اور تکمیل کے لئے شیراز گئے
وہان کے علما سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اور پہر شیراز سے ہند مین
مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا۔ فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی
تعلیم مین مصروف ہے۔ بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار
عنایت فرماتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق۔ و انوار الہدی
فی العلم الالہی۔ و صراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا۔ شعر و شاعری سے بہی آپکی

طبیعت مناسب تہی۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے۔ من اشعارہ

شب چشم تو بر بستہ خود خواب کند | زلف تو بروز سیر مہتاب کند
روز اہمہ کس بسوئے محراب کند | جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بہی فضائل و کمالات سے موصوف تہے۔ لطف طبع و سخن فہمی مین معاصرین سے ممتاز تہے۔ بیالیس برس کی عمر مین سنہ ۱۰۴۶ ہجری مین بنگالہ مین فوت ہوئے۔ مجہہ سے آپکو زیادہ اخلاص تہا۔ آپنے ازروئے محبت میری نسبت کہا ہے ھو ھذہ

امروز چو دید میرزا صادق را | شد سرمۂ نور دیدۂ عاشق را
یارب زا نجا کہ ہست لطف تو مباد | جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ و رسالۂ عدالت۔ و انموذج العلوم و دیوان شعر و غیرہا ہین۔ پہر مین اُسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تہے۔ حاصل تخلص فرماتے تہے۔ مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہے۔ خوش طبع و خوش مزاج و بلند حوصلہ تہے من اشعارہ

باید چو برق خندہ زنان زین جہان گذشت	نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
بسکہ دارم ناتوانی چون ز جا جنبیدہ ام	بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام
سحر چو شمع سیہ روئے گشت دانستم	کہ ہر کہ پردہ دری کرد رو سیاہ کند
ما ہیم کہ در بحر فنا ایم ہمہ	و در کشتی عمر نا خدا ایم ہمہ
نا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم	در گوش زمانہ چون صدا ایم ہمہ

چون کثرت خلق را نمود ار یکیست　　در چشم خرد اندک و بسیار یکیست

یک خواه و یکے طلب که در حلقۂ ذکر　　تسبیح ہزار دانہ را تار یکی است

اور انہین ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بہی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابو الفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور رہوا۔ اب معزول ہے نیاز مند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سب اساتذہ سے مجکو زیادہ مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم　　سنگے رہ آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبد اللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپ سے بہی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راجمحل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان می نمود دعوی ہمدستی گفت　　دست زمانہ زین جہتش سنگسار ساخت

انہین ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے آپکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر رہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد نغنودن کارے　　گوئیا رستہ ز آب مژہ بیدارے

روشن دلے چو شمع درین بزم ماندہ　　کز تن بکاہدے و بجان در فزایدے

هستی ماست بررخ آئینهٔ وجود ۔ چون تیرگی دم که دمے هم نیامدے
یک نقطه بیش نیست سپهر عجوبه کار ۔ وین دائرهٔ زشهر عبّیت دوران نماندے
گفتی که جهان چیست نمود بے بود ۔ حق است و بے منکر حسنش نتوان بود
مانندهٔ لفظ لاست هستی دو کون ۔ صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اُسی دیار مین مین نے محمد تقی دیدار کو دیکھا۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکھتا تھا سخن سنج و سخن فہم تھا۔ واقف تخلص کرتا تھا۔ چند مدت عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی ایتی پر مامور رہا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب سیدہ کو معزول و محبوس کیا۔ آخر حبس سے رہا ہو کے درگاہ والا مین گیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من ۲ اشعاره

نیست فرقے درمیان حرم دیر و بت پرست ۔ رشتہ پیوند خویشتن کمتر از زنار چیست
در مجلس دوست زہر پیمانہ یکی است ۔ آه سحر و نعرهٔ مستانہ یکی است
از مسجد و دیر حق پرستی ست غرض ۔ گر خانہ دوتاست صاحب خانہ یکی است

نیز قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تھا لطف طبع سے موصوف تھا اور اُسکے ہمراہ ملا سراجی بھی تھا۔ سراجی مرد کم آزار لائق تھا۔ پس مخلص اکبرآباد گیا اور وہان فوت ہوا من ۲ اشعاره

خال تو دلربا ست نگہدار خویش باش ۔ دزدی کسے بجوی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بھی بخشی گری نواره پر مامور تھا شاعر پرگو و خوش سلیقہ تھا۔ من ۲ اشعاره

زپا افتادهٔ عشقت امید از چشم تر دارد ۔ کہ آید سیل اشکے تا سرش از خاک بردارد

نیم از و راز تو چون بوئے تو بر گرد تو میگردم　　اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع وسخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے۔ ؎

پیش و بعد مسافت نبود پنداری　　کاسمان وار گرفته است مین به بغل

اور اُسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا من اشعارہٖ

از ما مپوش چہرہ کہ ما بے ادب نئیم　　کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تہا خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہٖ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی　　سر کدو چو بریدی صراحی ست و پیالہ

ملا حکمی شیرازی خواہرزادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت کے بعد حیدر آباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر با جل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہٖ

تو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پرورده　　ز نعمت سر خوانت بروزگار عظام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ　　درخت بنجویش بالد ہر استخوانش در اندام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبد القیوم بن سید محمد فراہانی تہا غنی تخلص کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ میرے دوستون سے تہا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا من اشعارہٖ

دل دشمن جان بود ہلاکش کردم　　وز خنجر آہ خاک چاکش کردم

از خون جگر بشستم و پاکش کردم　　در مشہد آرزو بخاکش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان ابہری دیوان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع وظریف المزاج تہا۔ چندروز بنگالہ مین بسر کر کے اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ من اشعارہ

بازامشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود ۔۔۔ دل یکے آتش پرست و سینہ آتش خانہ بود

اور محمد صالح ستار تخلص تبریزی بہی مقیم خان ابہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین تہا شاعر سخن فہم وسخن دان تہا۔ من کلامہ

اگر اسیر سیہ چردہ شدیم سجاست ۔۔۔ دل شکستۂ ما مومیائی میخواست

رخسارہ ولب او درد مرا دوا کرد ۔۔۔ گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع وخوش خلق تہا۔ شطرنج بازی مین مہارت کامل رکھتا تہا۔ میرزا ابوسعید نبیرۂ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

اے خوئے کجت نماز جان را محراب ۔۔۔ ابروئے تو مسجد جہان را محراب

گردید بگرد ما فلک خم یعنی ۔۔۔ ہر سوست نماز عارفان را محراب

اور ابراہیم اصفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

ارائش دیوانہ گل داغ جنون بس ۔۔۔ از سر ہوس طرۂ دستار نہادیم

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

چون رشتۂ غم تو بسوزن درآورم ۔۔۔ دلق فراق پوشم و بر تن درآورم

جہانگیر نگر مین متہرداس نام ہندو تخلص ذکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دست ما تا گرفت دامن دوست ۔۔۔ دگر از آستین ما بگریخت

چون دو لا ہم زچرخ پر فن — سر در چاہ و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا۔ قیدخانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بھیجی۔ اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی۔ مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی۔ غزل یہہ ہے۔

سلام من کہ رساند حکیم رکنا را — زدرد من کہ خبر میدہد مسیحا را

منم فتادہ بدام بلا بجرم سخن — سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را

شفاعت من کافر مگر مسیح کند — کہ با مسیح تولا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق مین لکھتا ہے کہ مین قاسم خان کے عہد مین بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا۔ وہان کی حکومت پر میرزا خان بن شاہنواز خان بن عبد الرحیم خانخانان حاکم تہا۔ چند مدت میرزا خان کے سایۂ عاطفت مین بسر کیا۔ میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیر نگر مین واپس آیا۔ اسوقت خواجہ کمال افغانی نے جور ؤسا بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی۔ قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بہیجا۔ اور مجھکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ لشکر مین محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت مین تہا من ۲ اشعارہ

زبسکہ بر تن خصمت نشستہ بہم تیغ — گمان برند کہ پوشیدہ دشمنت جوشن

مطرب باکہ بلب فتنہ می نوشان ہست — نے جدا از لب وکوچہ خاموشان است

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز وانکساری سے پیش آیا۔ امرا کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ گرفتار کرکے جہانگیر نگر مین لائے۔ محبوس کیا گیا۔ میرزا شاہ باقر نے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی ہے بزودی ہرکمالے را زوالے است
پہر مین ہی جہانگیرنگر مین لشکر کے ساتہہ واپس آیا۔ اسوقت چراغ بیگ شاملو
سمندر تخلص جہانگیرنگر مین آیا۔ ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی مین خوب مہارت
رکہتا تہا۔ اسکا باپ امام قلی بیگ شاملو جہانگیری امرا سے تہا۔ بنگالہ مین فوت ہوا
چراغ بیگ یہان چندروز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد مین
بنگالہ مین بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر مین فوت ہوا۔ میرے
دوستون سے تہا۔ من اشعارہ

سیل اشکم در غمش از بسکہ طغیان میکند	چشم تا برہم زنم صد خانہ ویران میکند
بیک تبسم گل در چمن ربتابی	چہ خار خارکہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے محسنائے شیرازی کو دیکہا۔ آقا محمد زمان کی خدمت
مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے۔ مجکو موصوف
الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من اشعارہ

جز بچشم سیہ کز مژہ صد رخنہ بدل کرد	با خامہ موکش نکند نقش نگین را
تا مہر تو افکند بسر سایہ زمین را	جا تنگ شدہ از سبزہ و گل خاک نشین را
میدہم دل و ز لبت بوسی تمنا میکنم	گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ خلخالی فتنی تخلص کو جہانگیرنگر مین دیکہا۔ ملازمت
سے مشرف ہوا من اشعارہ

من بذوق اینکہ می بوسد لب جانانہ را	می مکم چندانکہ لب بر لب پیمانہ را

اور پہر شہر مذکور مین سید عبدالحی تخلص خرابی کو دیکہا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

احفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تہا۔ اسکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین صفاہا

دل خوشہ خوشہ از زلف غمم شد ازانکہ من
ہمہ عالم اگر خیاط گردد
ہیچو یکف ندارم از ابنائے روزگار
گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے ٦٢ سنہ ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہہ اعظم خان ساوجی جو
میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسپ صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے
عہد مین امیر علاء الدولہ مرعشی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ ہیچو برادران
میر علاء الملک و امیر ابو المعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا۔ شعر و شاعری
کا فریفتہ تہا۔ من کلامہ

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد
زمانہ مصرع موزونی انتخاب زدہ

اور اسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکھا۔ وہ بھی
شعرا مین فرد فرید تہا۔ خوش صحبت و آشنا پرور تہا۔ من کلامہ

مجنون بخاک رفتہ و موران ز نقش پا
بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر لی در و سری نیست چنین معلوم
بت پرستان ہمہ صندل بہ جبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم
شوال ٣ سنہ ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ آپ بھی شاعر
پرگو تہے۔ من اشعارہ

موج اشکم چون لعل بکشاد ہیچو گفت بس
ما و بخت بد درین وادی باامید کسے
چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
خاک میکردیم بر سر کہ ہامون گفت بس

جان ندہندش بصد بہ بزم حریفان — تا نبری سر بہ تیغ تیز کدو را
بگشائے دلبرانہ کمینی بر چشم — نگمار ز خون دل بینی بر چشم
اے دردکشان شراب در شیشہ کنید — از بہر دل خراب در شیشہ کنید
از بیم خمار می طپد در بر دل — گر نیست شراب آب در شیشہ کنید

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ ہم چار بہائی حقیقی تہے۔ ایک محمد تقی ایران مین تہا۔ مین اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سہ برادر باپ کے ساتہہ ہندوستان مین آئے۔ محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تہا اور دوسرے بہائی بہی لیاقت و فضیلت سے معرا نہین تہے۔ من کلام السعید

گوئی جام شاہ زبس گشت روز رزم — آراستہ ہست بہر جو دش طیور خوان
زین پس ہمائے طعمۂ خود بر ہوا خورد — از بس فتادہ بر سر یکدیگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم پر بیشمار مصیبتین نازل ہوئین۔ و بمطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تہا کہ قید خانہ مین بہیجے جائین۔ لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے میری حمایت کی اور مجکو اور میرے بہائیونکو اپنی حفاظت مین رکہا۔ آخر اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہوکے آیا۔ مین نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانہ ہوا۔ مقام منگیر مین شرف خدمت سے مشرف ہوا۔ خان موصوف نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا۔ پس خان موصوف کے ساتہہ جہانگیر نگر مین آیا۔ جو کچہہ امید رکہتا تہا اسکا خلاف پایا۔ مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا۔ اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ مین محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت مین بسر کرتا تہا۔ شعراء زمان سے تہا جہانگیر نگر مین دیکہا وہ

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت رہی اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع و حلیم المزاج تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من اشعارہ

تاچند دیر و کعبہ مخوان این فسانہ را ... ہمچون کمان حلقہ یکے کن دو خانہ را
ماتم دستور اینجہان خراب ... گریہ مست و خندہ یکی ست
گزین از جاروو آزادگان را باک نیست ... ہمچو نخل موم بار انشہ در خاک نیست
شب وصالے اگر روز کردہ دانی ... کہ آفتاب قیامت ستارہ صبح است
نخورند در گلستان گل و لالہ آب بیتو ... بگلوے شیشہ می نرود شراب بیتو
ہنر از خصم جدل باشد و از من عیب است ... چون رگ لعل دانا رگ گردن عیب است
مرا معانی کوتاہ دلپسند بود نباشد ... چو گوش گر شنوتا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل و شاعر کامل تہا چند روز یہان رہا پہر ایران چلاگیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال مین آپکا ذکر لکہا ہے۔ من اشعارہ

بر سرم آمد دلے بسیار زود از من گذشت ... دولت تیزی کہ میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتہہ تہا۔ شریف الطبع و لطیف المزاج تہا بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا منہ

زاہد نخوری بادہ کہ مستی دارد ... مستی دارد ہر آنچہ ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاہ باقر واجدی شیرازی کو دیکہا۔ خوش طبع و شیرین زبان تہا خوش اخلاق و دوست پرست تہا۔ منہ

عاشق تا جان نہ در پردہ جانانہ باخت ... کے منزل اصل عشق را ماوی ساخت

تا بود درون بحر ماہی زندہ		موجش از بحر کے بساحل ندہ اخت

پس نہین ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی - ملک مین فتنہ برپا ہوا - اس ہنگامہ فتنہ مین عبدالسلام حاکم کوچ قید کیا گیا - اسلام خان نے اپنے بھائی میر زین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا - مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ مین بھی جاگیر کو ترک کر کے باحالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا - لشکر ظفر اثر مین لاحق ہو گیا - میر زین الدین علیخان نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی - چار مہینہ تک میر کے ہمرکاب رہا آرام سے بسر کرتا تھا - اسی لشکر مین عبدالرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکھا لطف طبع وحسن خط سے موصوف تھا صیدی تخلص کرتا تھا - من اشعارہ

بیحشش نے لف تو در دام کشد عنقا را		مژہ تیر تو بر سینہ زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند		جگر شیر بود آہوئے این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہو گیا - اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار ہوا تب مجھکو میر زین الدین علیخان نے جہانگیر نگر بھیجا - تاکہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیر نگر مین آیا - اور اسلام خان کی ملازمت سے مشرف ہوا - خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ دیکھا لیکن آخر مین بوجہ بر عکس ابتدا پایا - روز بروز بیتوجہی دیکھتا تھا - بامر مجبوری چار ناچار گزارتا تھا - اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین وارد ہوا - مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا - یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے میر حسین خان ہرس مین حکمرانی

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص میرزا محمد علی نام - اُسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے خاندان سے تہا - آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تہا - ایک وقت حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی - اور اصفہان سے وہان اپنے عیال و متعلقین کو بلا لیا - پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی - یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم و تربیت کی تکمیل ہوئی - اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین - صائب کا والد فرزند ہونہار کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا - کثرت محبت سے اکثر لخت جگر کو پیش نظر رکہتا تہا - تذکرہ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلگی مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے تہے گیا - شیخ کامل نے ریزہاے کاغذ کو سریش مین ملا کے مرزا سے کہا بخور جان بابا - مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہاے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا - باقی چہوڑ دیا شیخ نے فرمایا اگر یہ تمام کہاتا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا - اب ثلث جہان کو مسخر کریگا - اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا - انتہی کلامہ پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا - مضامین تازہ تازہ موزون کرنے لگا - خاصکر اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃً مناسبت مخصوص رکہتی تہی - بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی و رغبت رکہتا تہا - آزاد بلگرامی و شیر خان مولف مراۃ الخیال وغیرہ نے لکہا کہ صائب

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بہی جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ خوبی رنگینی مثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچہہ کہتا ہے تکلف و تصنع سے پاک صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بہی بے نظیر تہا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ اُسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تہے۔ جب چاہتا تہا فوراً غزل و قصیدہ موزون کر دیتا تہا۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی۔ تب کسی بزرگ نے امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کر کے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجئے مصرع یہہ تہا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت +

صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو با معنی کر دیا۔

امشب از ساقی ز بس گرم ست محفل میتوان   شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تہا۔ دونون کی خدمت مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین معزز و مکرم تہا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ اکثر اوقات اس کے گہر پر آتا تہا۔ حاسدین نے شاہ کو اُسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجہا کے بدگمان کر دیا۔ حکیم رکنا نے کچہہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کر کے یہہ مطلع موزون کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش   شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب صاحب تترجمہ مذہب کا پابند تہا۔ عالم شباب مین مشہد مقدس و حرمین شریفین حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے مراجعت کے وقت ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت مین موزون کیا جسکا ایک شعر یہہ ہے ؎

للہ الحمد کہ بعد از سفر حج صائب — عہد خود تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالم گیر ہو رہی تہی۔ خاص شعرا کی قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار مین دائر و سائر شعرا و علما کے دلون مین ہند کا شوق موجزن ہو رہا تہا۔ پس صائب کے دل مین یہی خیال پیدا ہوا کہ ہند کی سیر کرنا چاہیے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

ہمچو عزم سفر ہند کہ در ہر دل ہست — رقص سودائے تو در ہیچ سرے نیست کہ ہست

بعالم شباب سنہ ۱۰۳۳ یا سنہ ۱۰۳۲ ہجری و آخر عہد جہانگیری مین ہندوستان روانہ ہوا۔ صائب تاجرزادہ تہا زاد و راحلہ کی کچہہ کمی نہین تہی آسودہ حالی کے ساتہہ کابل مین پہنچا۔ وہان ظفرخان بن خواجہ ابوالحسن وزیر اعظم نیا بتاً باپ کے جانب سے حکمران تہا۔ علم دوست فیاض قدردان اہل علم تہا۔ صائب خانموصوف سے ملا۔ ظفرخان نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز مین رکہا۔ نقاد سخن تہا۔ صائب کے کلام کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ خود بہی شاعر تہا۔ احسن تخلص کرتا تہا باہم خوب مشاعرے ہوتے تہے۔ صائب وقتاً فوقتاً خانموصوف کی مدح و ثنا مین قصائد لکہتا تہا۔ بیشمار صلات سے سربلند و ممتاز ہوتا تہا۔ اور ظفرخان اپنے کلام کو مرزا کی صلاح سے درست کرتا تہا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت و استعداد درجۂ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

تازہ گوئیہائے وازفیض طبع صائب است	طرز یاران پیش اہل ذوق بعد از ین مقبول نیست

ظفرخان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تہا - کہ جہان صائب کا ذکر آجاتا ہے وہان ظفرخان کا نام بہی لیا جاتا ہے - ظفرخان کی سخن سنجی و فیاضی کی زیادہ شہرت ہندوعجم مین صائب کی بدولت ہوئی - اور اسیطرح مرزا صائب ظفرخان کی وجہ سے دربار شاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز - و امراو شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا - ظفرخان صائب کی مصاحبت و مجالست سے ہر وقت تازہ دل و شگفتہ خاطر ہوتا تہا - اکثر اوقات خان موصوف مرزا سے فرمائش کرتا تہا کہ شعرائے قدما کے دواوین سے چند اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجیے - پس صائب نے حسب خواہش خان موصوف اس اہم کام کو قبول کیا - اور شعرائے متقدمین و معاصرین کے دواوین سے عجائب و غرائب اشعار انتخاب کر کے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کر دی - اس کتاب غرائب مین دواوین قدما کے منتخبہ اشعار کیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب و انتخاب لاجواب تہا - چنانچہ اسی غرائب اشعار کا ایک نسخہ خوشخط مطلا جدول فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تہا افسوس کہ وہ نایاب نسخہ حیدرآباد کی طغیانی واقعہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا - اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بہی غرق آب و آلودہ خلاب ہوا - کسیقدر اوراق گل آلودہ دستیاب شدہ فقیر مولف کے پاس موجود ہین - بندہ ہمچنان منقول صائب[illegible]

صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا معتقد و معترف تہا - اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تہا - خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکہتا تہا - خواجہ کی غزل پر غزل لکہنا بے ادبی سمجہتا تہا - ایک آدہ احباب کے اصرار سے لکہہ کے مقطع مین معذرت کی -

صائب چہ توان کرد بہ تکلیف عزیزان	ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

ایضاً دوسری غزل مین کہتا ہے -

رواست صائب اگر نیست از رہ دعوی	تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تہا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تہا
کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجہتا تہا۔ اشعار
بالا مین جو کچہہ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح مین مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ
بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی و ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ مرزا سنی المذہب تہا۔ باوجود سنی المذہب
مدۃ العمر ایرانیون مین کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈہب سے رہا کہ خاص و عام
کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے
ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تہا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین
صفویہ کے دربار مین باریاب ہوا تا آخر زندگی ان کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور
ان کے مدایح مین قصائد غرا موزون کئے۔ بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین
صفویہ امامیہ مذہب تہے۔ مذہب مین سخت متعصب تہے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکہتے
تہے۔ اگر صائب سنی المذہب ہوتا تو کبہی صفویہ کے دربار مین معزز و ملک الشعرا نہوتا۔
بلکہ زمین ایران مین اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت مین

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے
باشندے جو عالمگیر کے عہد مین لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تہا۔ عالم جوانی مین
شعر و شاعری کے شوق مین میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا۔ بیچارہ غریب
جوش شوق و ولولہ ذوق مین ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان مین صائب سے
ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی اور مہمان عزیز کو

اپنے گہر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے
مرزا کو کبہی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکہا جب شعر کا ارادہ کرتا تہا۔ فوراً فی البدیہہ
کہدیتا تہا۔ ایکروز میرزا خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہل رہا تہا کہ مین نے مرزا سے فکر کا
سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین برابرش نہند چو زین ہمہ بالائے آتش نہند

مین بہی اسکا جواب لکہنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو
انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر
لکہہ کے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین براد ہم نہند بہ پشت صبا مسند جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکہو زمانہ سابق
مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تہا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل
علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تہے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل
ہوتے تہے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تہے کہ اُنکو دور دراز کے سفر مین
ذرہ برابر مصیبت معلوم نہین ہوتی تہی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ
کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سپر اُٹہانا آسان نظر آتا تہا۔ شوق مین انکو کچہہ
تکلیف نہین ہوتی تہی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تہے

رائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہوکے ہند مین مراجعت کی - اور وطن مالوفہ حجوبہ
مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا - مرزا صائب خوش اخلاقی و مہمان نوازی مین
بھی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے - صائب تماثیل و نظائر مین از روئے کثرت کلام اقران
واماثل مین مقدم و کامل مانا جاتا ہے - کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار
کیا جاتا ہے - ہر ایک مضمون کو مقتضائے حال کے موافق باندہتا ہے - محاورات
فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین ناظرین مضمون و ب پیچ کے
مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین - دیگر شعرا نے بھی تماثیل و نظایر مین جولانی کی ہے
مگر بہت ہی کم - صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بھی تمثیل سے
خالی نہین ہوتا ہے - کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسون نے
لکھا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا - اور اس کے
کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی صائب
کی دیوان طلب کرتے تھے - اور بادشاہ تحفۃً و ہدیۃً شاہان ممالک کو بھیجتا تھا - تحائف
مین یہہ تحفہ غریب ہوتا تھا انتہی کلامہ
بندۂ فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکھا کہ صاحب بیاض لکھتا ہے کہ دنیا مین صائب کے
کلام نے تہوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکھا - اور مقبولیت تامہ
کی خلعت نے زیب بدن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار بلاغت
شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوئے کہ ممالک کے سلاطین ایران شاہ
سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تھے - شاہ ایران تحفۃً و ہدیۃً
ہر ایک طالب کی خدمت مین بھیجتا تھا - اور شائقین جہان کہین اسکے اشعار گوہر بار

ودر آبدار کو پاتے تھے بیاض مین نقل کر کے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکھتے تھے اور
اکثر اسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ مین ضبط کر کے موقع و محل پر میزان زبان سے تولتے تھے
گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تھے۔ اُس زمانہ مین طبع کتاب کی ایجاد نہین ہوئی تھی
مگر بجائے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تھا۔ اکثر اہل ایران اس صنعت مین کمال حاصل کر کے
فن کتابت کو پیشۂ اکتساب معاش قرار دیتے تھے۔ علوم و فنون کی کتب نادر الوجود خوش خط
نقل کر کے تجار کے ہاتھہ فروخت کرتے تھے۔ تجار قیمت واجبی دیکے خریدتے تھے۔ کتب فروشون
کی تجارت رونق پر تھی شائقین و راغبین سے من بہائے قیمت لیتے تھے خوب نفع اٹھاتے
تھے۔ جب صائب کے دیوان کی شہرت و طالبین کی رغبت عالمگیر ہوئی تب کاتبین اکثر
دیوان کے لکھنے مین مشغول ہوئے۔ اور تاجرون کے ہاتھہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی
دوکانون پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تھا۔ کبھی یہ اتفاق ہوتا
کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہو جاتا تھا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن دان نے
تمام بازار مین تلاش کیا۔ کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا۔ آخر ایک تاجر بزرگ
کی دوکان پر پہنچا حسن اتفاق سے خود صائب بھی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تھا
ایک گوشۂ دوکان مین بیٹھے ہوئے کتب دیکھہ رہا تھا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونون صائب
کو نہین پہچانتے تھے۔ طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی۔ تاجر نے متعدد دواوین
مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی و ظہیر وغیرہا پیش کین۔ طالب نے کہا من
اینہارا نمی خواہم اگر دیوان صائب باشد بیار۔؟ تاجر گفت دیوان صائب نیست۔ این دیوانہا
بہتر از صائب اند۔ در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب است۔ گفت آقا جان ما و شما برای
دواوین بزرگان سلف خوب مرغوبند۔ و آنچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قدرشناسان

چیزے دیگر است مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ است۔ الخ پس صائب طالب کا
کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کہڑا ہوگیا۔ طالب سے کہا آئیے ہم آپکو دیوان صائب
دیتے ہین۔ طالب کو گہر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا مین
آپکا نیاز مند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی
اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بدایہہ مین مستعد کامل تہا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا
تو فوراً موزون کر دیتا تہا چنانچہ ایک وقت اس کے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصراع مہمل بطور
امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ سیر دوسرا مصراع موزون کر دیجئے۔

مصراع راقم — از شیشہ بے مئی مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع نے
اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصراع مہمل پیش کیا۔ ع دویدن رفتن استادن
نشستن خفتن مردن + میرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا مصرع مہمل کو با معنی کر دیا۔ ہ

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را — دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب ۳۶ سنہ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفر خان کے دولتخانہ پر سکونت
پذیر رہا۔ جب الحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکر خان کے سپرد ہوئی تو ظفر خان کابل سے
دار الخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بہی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان کے دربار مین
باریاب اور ہزاری منصب و مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خانموصوف مرزا کو ہر وقت
اپنے ساتھہ رکھتا تہا۔ جب صاحبقران ثانی نے ۳۹ سنہ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفرخان بہی بادشاہی لشکر کے ساتہہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان موصوف کے ہمراہ دکن مین آ با دارالسرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی دیکھہ کے یہہ شعر موزون کیا ؎

توتیا سازد غبار آگرہ و لاہور را ‖ چشم من تا خاک مال گرد برہانپور خورد

اور میرزا نے برہانپور مین ساٹہہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخر یہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر ‖ نیند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند ‖ نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا ‖ ز اہل نظم کہ گفت ست در سنین شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تہا ایک کتے کو بیٹہا ہوا دیکہا۔ کتا گردن بلند کیے ہوئے بیٹہا تہا۔ فوراً اس خیال صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شود ز گوشہ نشینی فزون رعونت نفس ‖ سگ نشستہ ز استادہ سرفراز تر است

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنا دیا۔ شعر یہہ ہے ؎

بہ بوئے صبحدم نالان بگلگشت چمن رفتم ‖ نہادم روبروئے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوئے صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم ‖ نہادم روبروئے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑہا دیا۔ گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا۔

مرزا صائب کے والد کا لخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرۃً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے
اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق
والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرۃً نہین ہے بخلاف اسکے
اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا
اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف ندو
یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہٗ فلا تقل
لھما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو تم انکو کلمہ زجر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت دو
اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔
اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت
پر مجبوراً ماسور ہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی
ضرورت ہے۔ پس اسی محبت و کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا
سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے ۱۰۳۹ھ ہجری مین وارد ہند ہوا
اُسوقت ظفرخان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتھ برہانپور دکن مین تہا۔ مرزا بہی
خانموصوف کا ہمرکاب تہا۔ پیر فانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر
کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامر لاچاری ظفرخان کی خدمت مین رخصت کی
درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بہی لکہا اور اُسمین اپنی درخواست کا مضمون
ظاہر کیا ھو ھذا

شصت و سال ہشتس سفت کہ از اصفہان بہند	افتادہ است توسن عزم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیرست بندہ را	کز تربیت بود بمنش حق بے شمار

آوردہ است جذبہ گستاخ شوق من — از اصفہان بہ آگرہ و لاہورش اشکبار

زان بیشتر کز آگرہ بہ معمورۂ دکن — آید عنان گسستہ تر از سیل بے قرار

این راہ دور از سر شوق طے کند — با قامت خمیدہ و با پیکر نزار

دارم امید رخصتے از آستان تو — اے آستانت کعبۂ امیدوار روزگار

مقصود او ز آمدنش بردن من ست — لب را بحرف رخصت من کن گہر نثار

با جبہہ کشادہ تر از آفتاب صبح — دست دعا بہ بدرقۂ راہ من برآر

پس حسن اتفاق سے اسی عہد مین یعنے ۱۰۴۱ھ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفرخان بہی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا ۱۰۴۲ھ ہجری کے آغاز مین ظفرخان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ ظفرخان آگرہ سے صوبہ کشمیر مین آیا۔ اور مرزا مع والد بہی ظفرخان کے ساتہہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا۔ چند روز شہر مینو چہر کی سیر کرکے باپ کے ساتہہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا۔ وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا۔ صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا۔ اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکہے۔ جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکہہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را — گرفت خیل پری در میان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تہا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا۔ اور بقیۃ العمر مرزا سے خطاب نہین کیا مرزا نے کچہہ پروا نہین کی۔ آخر زندگی تک زمین ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تہا۔ اور یہان کے مرزا کی تبدل و بخشش قدردانی نہین ہوتا تہا

آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکھا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع مین وزیر اعظم ہوا۔ تب مرزا نے وزیر کی خدمت مین یہہ ایک شعر موزون کر کے بھیجا ؎

دور دستان را باحسان یاد کردن ہمت است		ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر مے افگند

جعفر خان نے شعر کے صلہ مین پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بھیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانہ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکھا کہ سنہ ١٠٨٠ ہجری مین مرزا صائب نے مقام اصفہان مین وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادۂ تاریخ ہے۔ اصفہان مین مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو		عالم پرست از تو و خالیست جائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تہی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اس کے اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کرا کے مزار پر چسپان کر دیا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ھو ھذہ

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا		رفت ازین عالم بسوئے روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش		بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے ید بیضا مین میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجھہ سے تذکرہ فرمایا کہ اسوقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجھہ مین قدرے واندکے سخن سنجی و سخن دانی کا لطف و مزہ حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے۔ مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال اور دنیا و ما فیہا کی ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا مین بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی کمال ایسا نہیں ہے کہ

افسان کو دارین مین نیک نام کرے۔ انتہی کلامہ
مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے
چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل ہبود باین رتبہ ہیچگہ صائب	نوائے عشق درایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شریفہ شعراء معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین نیکنامی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بمور وقت سخن دست طرح دہ صائب	اگرت ہوا است سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تھا۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و صحبت کی ترغیب دیتا تھا۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل موزون کی ہے وھو ھذا

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگرند	ز جوش فکر مئے ارغوان یکدگرند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم	پے رواج متاع دکان یکدگرند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگرند
سخن تراش چو گردند تیغ الماسند	زند چو طبع بلندی فسان یکدگرند
بغیر صائب و معصوم نکتہ سنج و کلیم	دگر ز اہل سخن مہربان یکدگرند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تھا۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتا تھا کسیکو حقیر نہین سمجھتا تھا۔
شعرائے متقدمین متاخرین کے غزلون پر غزلین لکھتا تھا اور غزل کے مقطع مین شعر کا ایک پورا مصرع تضمین کرکے نقل کر دیتا تھا۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان گلہائے متفرقہ کا گلدستہ

از سرو آزاد بلگرامی ۱۲

گزارش کیا جاتا ہے۔ هو هذا

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت — در دیده ام خلیده و در دل نشسته
این جواب آن غزل صائب که میگوید ملک — چشم بنشین باز کن تا هر چه خواهی بنگری
این جواب مصرع نوعی که خاکش سبز باد — سایهٔ ابر بهاری کشت را سیراب کرد
این آن غزل که اوحدی خوش کلام گفت — اے روشن از رخ تو زمین و زمان همه
جواب آن غزل ست اینکه میر شوقی گفت — چو شیر از دو طرف می کشند زنجیرم
جواب آن غزل ست اینکه گفته است مطیع — کلید کعبه و بت خانه در بغل دارم
این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته است — از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد کرد
بطرز تازه قسم یاد می کنم صائب — که جائے طالب آمل در اصفهان پیدا ست
صائب این تازه غزل آن غزل شاپور ست — که گران می رود آن کس که توکل دارد
این جواب مصرع اوجی که وقتے گفته است — پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی
این جواب آن غزل صائب که ادهم گفته است — گر منش دامن نگیرم خون من در گردن ست
جواب آن غزل حاذق ست این صائب — بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم
این جواب آن غزل صائب که راقم گفته است — تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد
این جواب آن غزل صائب که می گوید غنی — باد آیا میکه دیگ شوق ما سرپوش داشت
همین ز خاک فرج کامران نشد صائب — که فیض هم بظهوری ازین جناب رسید
این خوش غزل ز فیض سعیدے نقشبند — صائب ز بحر دل بتامل رسیده است
صائب بداشتم سر و برگ این غزل — این فیض از کلام ظهوری بما رسید
خوشا کسیکه چو صائب ز صاحبان سخن — تتبع غزل میرزا جلال کند

سلیم - میرزا محمد طرشتی المتوفی ۵۶ سنہ ہجری مین اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن مین آیا تہا - اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا - چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین مین مذکور ہو چکا ہے - سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست از سخنانم تہی سلیم تنہا نہ ہر من این ستم از دست صائب است

میر غلام آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحۃً بیان کیا اور سرقہ سے متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہین کہ میرزا صاحب قدرت ذی بضاعت ہے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے - سلیم و میرزا دونون باہم ہم سنگ و ہم پایہ ہین جو مضامین دونون مین بایکدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہین - ہم انکو سرقہ نہین کہہ سکتے ہان بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہین کہ باہم دونون کے کلام مین توارد ہے نہ سرقہ - اب اس مقام میں دونون کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین ۔

سلیم

مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند
کائینہ را خیال پریخانہ می کند

صائب

دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند

سلیم

صدا چگونہ برآید کہ این سیہ چشمان
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را

صائب

نماند نالۂ دل در و شیشۂ ما را
بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را

سلیم

چشم تو ام ز ہوش تہیدست می کند
یک سرمہ دان شراب مرا مست می کند

صائب

از چشم نیم مست تو با یک جہان شراب
با صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب

غنی

ہر کس کہ دید روئے تو دیوانہ می شود
آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

سلیم		صائب
زاشفتگی طرّۂ مقصود خبر داد	ولہ	خواہد فتاد دامن زلفش بدست من
ہر خال کہ از شانۂ شمشاد گرفتیم		این فال را ز شانۂ شمشاد دیدہ ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوہر ذاتی بس است	ولہ	شمع بر خاک شہیدان گر نباشد گو مباش
لالہ در کوہ بدخشان نباشد گو مباش		لالہ در کوہ بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی	ولہ	حسن بالا دست را آرایشی چون عشق نیست
کہ طوق فاختہ بر پائے سرو خلخال است		طوق قمری سرو را بہتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم ہند جگر خوار خورد خون مرا	ولہ	صائب از ہند جگر خوار برون می آید
چہ روز بود کہ راہم باین خراب فتاد		دستگیر من اگر شاہ نجف خواہد شد

آزاد لکھتے ہیں کہ مضامین کی بندش میں شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہیئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا۔ انتہی کلامہ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہیں کرنا چاہیئے۔

من اشعار الفارسی

رنگین تر از حناست بہار و خزان ما	ولہ	بر دست خویش بوسہ زند باغبان ما
جلوۂ برق ست در میخانۂ ہشیاری ما	ولہ	از پئے تعبیر بالین ست بیداری ما
زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	ولہ	کرد و بر خاک لد پر فشانی بستہ بالا را

دلم بپاکئی دامان غنچه میلرزد	وله	که بلبلان همه مستند و باغبان تنها
عشق سازد هوس پاک دل عالم را	وله	دزد چون شحنه شود امن کند عالم را
سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا	وله	هر قدر افسردهٔ دل را بیفشارم ترا
بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را	وله	که می جوشد می از پیمانهٔ چشم می پرستش را
صفائے سینه مرا در حرم کند قندیل	وله	چو شد برون ز فرنگ آبداده ست شیشه ما
نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن	وله	خون دل از پیالهٔ زر میدهد مرا
گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه	وله	کند بموسم حج کعبه جمع دامن را
دلم هر لحظه از داغے بداغ دیگر آمیزد	وله	چو بیماری که گرداند ز تاب درد بالین را
درخور پروانه ام بزم جهان شمعے نداشت	وله	سوختم از گرمی پرواز بال خویش را
روشن شود چراغ دل ما ز یکدگر	وله	چون رشتهاے شمع بهم زنده ایم ما
در فکر زن بهیچ که این رخنهٔ فساد	وله	در خون گرم غوطه دهد جاے مرد را
بسته ست چشم روشن از سیر مال ما را	وله	چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را
ز شوق بیستون آئینه را بر سنگ زد شیرین	وله	خوشا کاریکه بر آتش نشاند کارفرما را
چشم بر صنع الهی باز کن لب را ببند	وله	بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را
مغز دینداری ست آن کفریکه ما خوش کرده ایم	وله	سبحه را در دل سراسر میرود زنار ما
تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند	وله	به که باشند خانهاے دوستان از هم جدا
حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما	وله	گردش چشمے بود بس حلقهٔ زنجیر ما
ما خراب آب شمشیر تغافل گشته ایم	»	میتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما
از غبار نالهٔ ما دردمندان آگه اند	»	میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

در فضائے خاطر ما تیر پیکان میشود	وله	ناله میگردد در سینهٔ دلگیر ما
این که صائب دست ما از دامن او کوته است	وله	نارسائیهائے اقبال است دامنگیر ما
مرا ز پیر خرابات نکتهٔ یاد است	وله	که غیر عالم آب آنچه هست برباد است
گنه بارث رسیده است از پدر ما را		خطا ز صبح ازل رزق آدمی زاد است
شاهد خودبینی خوبان درین رعنا چمن	وله	بر سر زانوئے گل آئینهٔ شبنم بس است
کام دل نتوان گرفتن از جهان بے روئے سخن	وله	آتش آوردن برون از سنگ کار آهن است
جز خراش جگر و چهرهٔ خونین صائب	وله	دیگر از نام چه در دست عقیق یمن است
اے برق بیمروت پا را اشمرده بگذار	وله	هر خار این بیابان رزق برهنه پائی است
از جوانی داغها در سینهٔ ما مانده است	وله	نقش پائے چند زین طاؤس برجا مانده است
اهل کمال را لب اظهار خاموشی است	وله	هست پذیر ماه تمام از هلال نیست
شب که صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت	وله	هر که برخاست ز جا سلسله بر پا برخاست
درین رو هفته که مهمان این چمن شده	وله	بخنده لب بگشا روزگار گل چین است
نقش پائے رفتگان هموار سازد راه را	وله	مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کرده است
در طلب با نیزبازان امت پروانه ایم	وله	سوختن از عرض مطلب پیش ما آسان تر است
ما حجاب آلودگان را جرأت پروانه نیست	وله	گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن است
تا نظر وا کرده ام چون شمع در بزم وجود	وله	گریه از هر سر مویم براه افتاده است
پیش ازین برگرد سر گشتن چنین سودا نبود	وله	این بنائے خام را پروانه در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست	وله	یوسفے بے گناه بزندان نشسته است
نه از روئے بصیرت سایهٔ بال هما افتد	وله	سیه مست است دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جای نمیروی که دل بدگمان ما — وله — تا باز گشتن تو بصد جا نمی رود

مرا ز یاد تو برد و ترا ز دیدهٔ من — وله — ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد

می خورد با دیگران مستانه بر ما بگذرد — وله — در فرنگ این ظلم و این بیداد جانا نگذرد

رو بدوستان ز احسان یاد کردن همت است — وله — ورنه هر نخلی بپای خود ثمر می افگند

ز پیری حرص بیانفس طامع را دو بالا شد — وله — گدا را کاسهٔ دریوزه از کوری مثنّی شد

که حال دردمندان پیش چشم یار می گوید — وله — که حرف مرگ بر بالین این بیمار می گوید

گریبان چاک گیرے عشاق از شوق فنا باشد — وله — الف در سینه کندم ز ذوق آسیا باشد

ای خوبی امید باین دستگاه حسن — وله — این یک دو بوسه گر شماری چه می شود

ره رسی ست ز پاس ادب عشق که مرغان — وله — شب نوبت پرواز به پرواز گرازند

مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها — وله — که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد

نتوان بکوه غم دل ما را شکست داد — وله — از فیل مست کعبه محابا نمی کند

ثمر بپخته نگیرد به شاخ قرار — وله — سر منصور ز خامی ست که بر دار بود

ساده کا نیکه قدم در ره جانانه زدند — وله — پشت پا بر فلک از همت مردانه زدند

مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند — وله — ره پروانه که در کعبه و بتخانه زدند

سر و دستی که فشانند بعالم رندان — وله — زاهدان در کمر سبحه صد دانه زدند

چشم ازان حال بپوشید که در روز نخست — وله — برق در خرمن آدم همین دانه زدند

لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان — وله — سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند

عشق و هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات — وله — شمع دستی است که بر سینهٔ پروانه زدند

صائب از زهد برون آی که در روز ازل — وله — طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

از سعی کار عشق نشود خام بیشتر	وله	پیچد بمرغ بال فشان دام بیشتر
از تماشائی پریشان جهان دلگیر باش	وله	والۂ یک نقش چون آئینۂ تصویر باش
یاد از نگاه گیر طریق سلوک را	وله	در عین آشنائی مردم رمیده باش
قد نہال خم از بار منت ثمر است	وله	ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش
نہ آن جنسم که از قحط خریدار از بہا افتم	وله	ہمان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم
بہر حالت کہ باشد گرد گلشن چون صبا گردم	وله	نیم نکہت کہ از گل در پریشانی جدا گردم
سپندے را بتعظیم دل ما نامزد فرما	وله	کہ آداب نشست و خاست در محفل نمیدانم
خود را شگفتہ دار بہر حالتے کہ ہست	وله	خونے کہ میخوری بدل روزگار کن
ہیچ ہمدردے نمی یابم سزاے خویشتن	وله	می نہم چون بید مجنون سر بپاے خویشتن
نیست از منصور گر مردانہ میگوید سخن	وله	از زبانِ شمع این پروانہ می گوید سخن
تا رخ از بادۂ گلرنگ برافروختہ	وله	جگر لالہ عذاران چمن سوختۂ
من کجا ہجر کجا اے فلک نا انصاف	وله	بہمین داغ بسوزی کہ مرا سوختۂ
اشک را در دیدۂ روشن دلان آرام نیست	وله	ذرہ میرقصد در ان روزن کہ باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اخلاق و مروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی و بذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب و خورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطبشاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین میں منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی میں خدمت میر منشی گری پر مقرر تھا مدت تک عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کیا۔ آخر ۹۷۴ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ میں دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفی ست بے سہو غلط	کش کلک قضا نوشتہ از مشک فقط
چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو مد	مژگان اعراب خال و خط حرف و نقط

صادق میرزا صادق اصفہانی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب میں ایران سے دکن میں آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمد نگر کی خدمت میں باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمد نگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ میں مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی از و کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میر صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدرآباد دکن سے تھا۔ نواب آصفجاہ ثانی کے زمانہ میں زندہ تھا۔ صاحب علم و فضل تھا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں میں ممتاز و سرفراز تھا۔ شعراء معاصرین میں لائق و فائق تھا طبیعت میں شوخی و ظرافت تھی۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تھا۔ ذی مروت پاکیزہ طینت تھا۔ راست گوئی میں مشہور و معروف تھا بیباک و چالاک تھا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۱۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

بدقت اشک اب نکلا ہے شاید		ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل		کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان لقب ہے۔ اور گلزار اعظم کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص و میرزا عطا نام جملہ مولفین کے نزدیک آپ گروہ برلاس سے ہیں۔ آپکے نانا میر برہان اللہ سادات حسینی سے تھے۔ آپکا مولد و منشا قصبہ بوڈر ہے جو ملکاپور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت سات تاریخ شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں واقع ہوی۔ جب آپ سنہ شعور کو پہنچے تب بوڈر سے برہانپور گئے۔ وہاں متوطن ہوئے۔ وہاں بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑہیں مستعد و لائق ہوئے۔ فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تھا فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگے۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور مین وارد ہوئے - آپ سراج سے اردو مین اصلاح
لینے لگے پھر برہانپور سے اورنگ آباد مین آئے - جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین
پہنچے - فارسی اشعار مین میر آزاد سے اور ہندی مین شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے
رفتہ رفتہ چند روز مین ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران مین ممتاز ہو گئے - اور میر صاحب
کی خدمت مین جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئین تہین اُن کو بہی تمام کین - ضیا
فارغ التحصیل ہو کے ۱۱۷۹ سنہ ہجری مین نواب میر حامد یار خان المخاطب بارسلان جنگ
جو میر موسی خان المخاطب برکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بہائی تہے اُن کی
مصاحبت و ملازمت مین داخل ہوئے - ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد مین مدت تک
رہے - نوابصاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تہی - نواب ضیا سے بہت خوش تہے
ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت مین نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تہا
فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تہے - اور اردو اشعار کی آب و تاب سراج کی
بدولت تہی - آخر مین آپکا کلام دونون زبانون مین استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا - اقران
و امثال کے مجمع مین آپ کی شہرت درجۂ عروج کو پہنچی - آپنے ایک مثنوی آزاد کی
طرح مین لکہی ہے - فارسی اور ہندی دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین ہم ترجمہ کے
خاتمہ مین دونون دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے ہین
آپکا کلام دونون زبان مین نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے - لطافت و نزاکت
اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے - آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین کے دیکہنے سے
خوب مزہ و لطف آتا ہے - آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے
اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے - ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی مین نظیر

و دلپذیر ہے۔ مثنوی کے اشعار بھی شکر ریز و دلاویز ہیں۔

آپکا مزاج فقیرانہ تہا۔ دنیوی ترک و شان کے خواہان نہیں تہے۔ قدر یا بحتاج کے جویا رہتے تہے۔ آپنے کبھی زیادہ کی ہوس نہین کی۔ کبھی جاہ و حشمت کی خواہش نہین کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تہے۔ مجسم خلاق و سراپا وفاق تہے۔ مرغوب خلائق و مقبول خالق تہے۔ اقران و امثال مین لائق و فائق تہے۔

آخر آپ سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین آئے۔ سب اعزہ و احبا سے ملے سب نے آپکی خیر مقدم مین خوشی ظاہر کی۔ آپ بہی سب کے ملنے سے خوش خرم ہوے دو سال تک زندہ رہے۔ درس و تدریس شعر و سخن مین اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے پہر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ المثنوی

حضرت آزاد کہ استاد ماست ۔۔۔ قبلۂ جان و دل منقاد ماست

بادۂ عرفان زدہ ہوشیار ست ۔۔۔ بعد نبی ہر چہ کہ گوئیم ماست

ہست سیادت چمن بیخزان ۔۔۔ او بود الحق گل این گلستان

نامش اگر ہست غلام علی ۔۔۔ اوست شہ ملک خفی و جلی

مطلع آن مہر بود بلگرام ۔۔۔ پرتو او باد چراغ دوام

شہرہ خلق باستادی ہست ۔۔۔ تا مزد رتبہ آزادی ہست

دررہ علم آمدہ او را دلیل ۔۔۔ تربیت حضرت عبد الجلیل

گر بشماریم کلیمش روا ست ۔۔۔ مرتبہ اش را ید بیضا گواست

واقف اسرار زبان دانی است ۔۔۔ انوری و صائب و خاقانی است

شعر ترش کلفت دل را دو است	هست سخن نامی راحت فزاست
هیئت رقم کردهٔ آن مقتدا	چون خط تقدیر بحک آشنا
هر که از و درس بلاغت نخواند	بیخبر از عالم تحقیق ماند
هر که بحالش نظر او شود	به ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبه اش فوق تر از شاعری	بهر تفنن بود این ساحری
هست بمعمورهٔ علم و عمل	حضرت آزاد ابیر اجل
صرف ریاضت بود اوقات او	موعظهٔ محض حکایات او
بهر حصول غرض خاص و عام	هست ز تابش متحرک دوام
همت عالیش سحابی بس	رشحه فشان بر گل و بر خار و خس
فیض رسانی عمل خاص او	جمله جهان بندهٔ اخلاص او
بسکه بامداد کمر بسته است	خانهٔ او مامن هر خسته است
علم و عمل خادم دربار او	فیض و کرم بندهٔ سرکار او
بی ادبی را بدرش بار نیست	محفلش آمادهٔ اغیار نیست
مرحمتش مرهم هر ریش باد	لیک بر احوال ضیا بیش باد

من اشعاره الفارسی

به مسلخی که ادب خون مدعا ریزد		تپش گناه بود صید بسمل را
تو آن هشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را	وله	که وقت خواب پا بخار زند پشت ناخن پا را
بهوای روی که بندد دم حسرت دل تنگ ما	وله	که بهار مشق جنون زگل بریدن رنگ ما
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد	وله	گواه باش که یکروز میکشم او را

ز حال گوشهٔ چشم تو شد مرا معلوم — وله — که ترک در پس سر بزده گره مو را

نباشد با سبکساران سر و سخن گو را — وله — که مو گر در دهن افتد زبان بیرون کند او را

کند تعظیم روشن گوهران طفل نادان هم — ،، — که در دستار می پیچند کور کهنا حباب را

دلم به بزم بتان وا نمی شود بی او — ،، — چو غنچه که بود در میانهٔ گلها

وقت پیری از لب شوخ بتان پرهیز کن — ،، — که پیر قصد ز تأثیر نمک پیروص را

بر نمی خیزم اگر از کوی تو انصاف کن — ،، — گر ز در تو زنده رفتن عار می آید مرا

صحبت ناجنس گو عالی بود دارد زیان — ،، — پرتو خورشید سازد پر مضرت آب را

مرا بقتل رسانید و ریخت بر من اشک — ،، — که منت آب ضرورست مرغ بسمل را

ور زلف دید رویش دل شد اسیر یعنی — وله — پروا زکم کند مرغ پیش چراغ در شب

تا عرق خویش را کند از رشک قامتش — وله — استاده است سرو مهیا بجوی آب

ز دوشنامت مباد آزرده باشم — ،، — همین قدری ملای آمد و رفت

روشن گهران را نجا هم بود الفت — ،، — شمشیر پسند دل ماه رمضان است

چه میگویم که بنشین یکزمان این گفته می خیزد — ،، — که امروز اندکی طبع علیل تب نمودار است

خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل — ،، — شنیده ایم صدائی که هیچ نتوان گفت

بی کسب صفا جا بدر حق نتوان یافت — ،، — مردود نماز است کسی را که وضو نیست

طبع رنجور مرا بی او بعشرت کار نیست — ،، — قدر روز عید را در خانهٔ بیمار نیست

ز زلف او دل پر داغ ما نمی ترسد — ،، — که مار طعمهٔ خاص از برای طاوس است

گفتمش بخت مرا چند تباهی باقیست — ،، — زلف بنمود که بسیار سیاهی باقیست

نمی دانی که اشک من چه چیز است — ،، — مرا این طفل فرزند عزیز است

دران زمان که بمحشر قیام خواهم کرد　وله　ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد

اطفال سنگ رانده هم چون بچشم　وله　اولاد حضرت دل مظلوم زاده اند

چو غنچه که پس برگهاش گفته شود　وله　تبسمش به پناه حجاب می آید

از در خانه ما آن بدکیش آمد　وله　آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آمد

نمی خواهم که حوری یا قصوری در کفم افتد　وله　الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد

گفت روزی از غضب با من میا بار دگر　وله　گفتم این از من نخواهد شد بگو کار دگر

چشم او شد گریه رو و آه من افزون سحاب　وله　ابر را خوش می کند در جوش گریه بیشتر

چرا کمر بغضب تنگ بسته امروز　وله　چه شد که وهی تو قربان نگشته ام امروز

بین نگاه گریه آلودم اندازش مپرس　وله　مرغ چون در آب تر گردد ز پروازش مپرس

آئینه چه باشد که شود بار نگاهش　وله　کز شرم رگ چشم بود تار نگاهش

خواهی برای یک نگه گر نقد کامل در عوض　وله　در خور و طاقت میدهم جان و دل در عوض

ناز کن اما نه مقداری که دلها بشکنی　وله　بر طرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ

گویا که بر سر رضائش نظر افتاد　وله　چون دید او زرد و رمرا بر کشید تیغ

ناز حسنت را نیاز عشق می ارزد جواب　وله　گر ترا شمشیر در دست است ما را سر بکف

حکایتیست که گفتم ز جور سیمبران　وله　تو بر غضب مشو از من ترا نمی گویم

دلت کجاست که هر وقت نام من پرسی　وله　هزار مرتبه گفتم که من غلام تو ام

نگذاشت ادب تا ز جگر آه بر آریم　وله　رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم

من بجان بنده آن طرز تکلم کردن　وله　سخنی گفتن و آنگه ناز تبسم کردن

با من سخن ز خشم برای خدا مگو　وله　چیزی که گفتنی است بخود گو مرا مگو

در حق من هرچه از جور و جفا فرموده — وله — من مقرر قابل آنم بجا فرموده

عزیزه جهانم باین تیره بختی — وله — بنوعی که بر جبهه مه سیاهی

رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی — وله — خدا کند که چو من مبتلائے خویش شوی

اے محتسب ز میکده کشتی نخوردمی — وله — کردی غلط که تشنه لب از کوثر آمدی

می خواستم که مرگ تمنا کنم ز حق — وله — بسیار خوب شد که تو ام بر سر آمدی

من اشعاره الہندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا — وله — ادہر تو جام کا ہنسنا اودہر رونا گلابی کا

کیا ہے عزم اوس نازپرور نے سواری — پر سنوارا ہیگا آئینے نے عہدہ آفتابی کا

اے ساقی دلمین پہرتا ہے خیال اس بیحجابی کا — وہی ساغر کا چلنا اور کھڑے رہنا گلابی کا

کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلا کرنا — وله — گردن اٹھا اٹھا کر شیشے کا دیکھ رہنا

دیکھتے ہے اوسکے خط کی شان دل مرجھا گیا — وله — اس دہوئین کو دیکھ آنکھون مین اندھارا چھا گیا

رہ گیا ہے اب تو باقی ایکدم کا اشتیاق — وله — ناک مین جی آرہا ہے دیکھنے اوسکی بلاق

ادہر تو تم بہو ونکو تان کر تیوری چڑہاتے ہیو — وله — ادہر مین دلمین بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہون

رنگ اڑ گیا سمن کا نرگس بہی تک رہی ہے — وله — گلشن گلبدن بن کہڑی سی پک رہی ہے

اے ساقی غم کی مار نکلی تو تسلی کر شتابی سے — وله — گلابی کا بہرا آتا ہے ہندو بیحجابی سے

تیری آنکھونکو ساقی دیکھ شاید جان جاتی ہے — وله — گلابی منہہ مین بیٹھی جام پانی چواتی ہے

ضیا - میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص - میر محمد علی نام - صفدر علیخان خطاب - آپ میر عسکر علی خان

ہمشیرہ زادۂ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین - آپکی نسب کا سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ کن کی قلعداری پر ماموری تھے - پھر بندگانعالی نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر کہا جاگیرات کی متصدی گری اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا - چند روز کے بعد فوت ہوے - ضیاکی ولادت قلعۂ مذکور مین ہوئی - اور آپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی تھی - رسی استعداد صاحب سواد تھے - شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تھے سرکار آصفجاہی کے منصبدارون مین شریک تھے - آخر آپ سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ سان بہر نیاز تو بہار جلوہ اش / در بساط خود ہمین یک مشت زر داریم ما

ولہ

گرد بادم در ہوا صد ناقہ خرمن می کند / بر غبارم تا نسیم گیسوے مشکین گذشت

ولہ

بے تواضع کے توان بالا نشینی ہا نمود / آسمان را رفعت قدر از خم پشت دو تا ست

ولہ

از فروغ تو گرد خانۂ ما / ہمچو صبح است آفتاب فروش

ولہ

چشم تر مانند شبنم زین چمن برداشتم / خون دل چون لعل با خود از وطن برداشتم

ولہ

ز نامت نامہ ام تا برگ گل گردد در انگشتم / حنائی میشود چون پنجۂ مژگان ہر انگشتم

چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم / بود آئینہ در یک گلستان ساغر انگشتم

بشرح سوز ہجران ہا نمی ترسم کہ واسوزد / بتحریرش حنا شد شعلہ شمع آسا سر انگشتم

بدستم جام می سوزد ز بس دور از لب لعلش / بود چون شاخ گل آئینہ دار اخگر انگشتم

اگر شرح گداز سوز ہجرانت رقم سازد / کند مانند شمع ایجاد چشم تر انگشتم

زبس تنجالهٔ خرمن کرد برق حسرتم امشب
زدم دست تفکر بسکه در زلف سخن امشب
سراپا یک چمن گلدستهٔ خرمن تماشایم
نویسم یکقلم تا نامهٔ حیرانی خود را
ضیا ہمچو سلیمان صد ختن زیر نگین باشد

برنگ شانه دارد یک بیانی ہر سر انگشتم
بود چون رشتهٔ تسبیح عقد گوہر انگشتم
بسان شاخ نرگس چشمہا دارد ہر انگشتم
چو شاخ نرگس آرد چشم حیران یکسر انگشتم
اگر سر حلقهٔ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم - محمد عبداللہ خان لکھنوی

ضیغم تخلص - محمد عبداللہ خان نام - آپنے اپنا حال تذکرہ شعرا مین جو آپکی تالیف سے ہے لکہا ہے - ہم اسی سے اخذ کرکے لکہتے ہین - آپ محمد صالح خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا شہر لکھنو ہے - آپکے آبا و اجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز خدمات پر مامور رہے ہین - اور حسن خدمات کے صلہ مین جاگیرین اور انعام پائے ہین - آپکے جد اعلی نواب مصطفی خان قندہاری شاہ اودہ کی فوج کے رسالدار تہے - اور بارگاہ شاہی کے مصاحب - آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین - آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب بہ سر شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کی ریاست مین عمدہ منصب سے ممتاز تہے - اور اسی ریاست کے سایۂ مرحمت مین سکونت پذیر تہے - نواب صاحب اصل مین کرناٹک کے رؤسا مین سے تہے - جسوقت سرکار انگریزی نے ملک مذکور پر قبضہ کیا تو اسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا بہ حین حیات تین ہزار روپئے ماہوار مقرر ہوئی تہی - اور مدراس کی کونسل کے رکن بہی ہوئے تہے - اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا - کے - سی - ایس - آئی - نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تہا - سرکار موصوف

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مین اس دار فانی سے رحلت کی۔
آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنو سے تحصیل کین
انشا پردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی۔ پھر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین
وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔ چند روز
کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپ سے کردی۔ آپ اس تعلق
کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین آپکو شعر گوئی کا شوق ہوا۔
نواب عباس حسین خان ششدر کی خدمت مین مشق کرنے لگے۔ چند مدت تک یہی سلسلہ
جاری رہا۔ نواب صاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا۔ اسی عرصہ مین نوابصاحب
کسی مقام پر تشریف لیگئے۔ آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا۔ آپ متردد ہوئے
کیونکہ آپ شعر گوئی کے فریفتہ ہین۔ مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ
آپ شعر گوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے ہین
آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے۔ مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی
شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان و پتا ملا۔ مین غائبانہ آپکا شکریہ تہ دل سے
ادا کرتا ہون۔ اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون۔ بمصداق کل امر مرهون
باوقاتها کسی وقت ضرور مشرف ہونگا۔ جن دنون مین آپکے اُستاد ششدر کہین بار
رونق افزا تھے انہین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب
ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے
نبائر سے ہین اس شہر مین رونق افزا ہوئے۔ آپ حکیم صاحب موصوف کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے۔ آپ حکیم صاحب ممدوح کی عنایت مرحمت کے شکر گذار ہین آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایان ہے۔ آپ خوش مزاج و خوش خلق ہین شگفتہ طبع و خندہ پیشانی ہین۔ یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہین۔ ظریف و لطیفہ گو و لطیف و بذلہ سنج ہین۔ سخندان و سخن فہمی ہین بے نظیر۔ اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین کرتے ہین تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹھائین۔ فی الحال آپکی عمر تخمینا چالیس کے قریب ہوگی۔ طال اللہ بقاہ۔

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا
رحمت سے ہے بھرا ہوا دامن گناہ کا

گھائل ہوا ہون کسکی ہین تیغ نگاہ کا
گردون جو بنگیا ہے دہوان میری آہ کا

جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو
اڑتا تھا پرتو وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم زیست نے کیا تھا خیال کمر ہین جو
ملتا نہین نشان ہمارے مزار کا

بستر کا تار تار تھا نشتر مرے لئے
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیان نہو
فرقت بھی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو

کیون خط نہو نمود نہ کیونکر ہٹے بہار
وہ گل نہین جو مورد جور خزان نہو

گردش سے بخت کی یہی ضیغم ہے مجکو خوف
کوئے زمین یار کہین آسمان نہو

ولہ

در بدر اتنو پھراتی ہے محبت تیری
خاک چھنواتی ہے اے یار کدورت تیری

ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف
بول اٹھی پرتو کہ کیون آئی ہے شامت تیری

شکل آئینہ ہون مین محو تحیر جب سے
میری نظرون مین پھرا کرتی ہے صورت تیری

نکلے کیون صورت سیماب تڑپ کر دل زار
جب کسی طرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجہہ اللہ

طالب تخلص - شاہ وجہ اللہ نام - آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہین - آپکے والد سوداگران متمول سے تہے - طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوی - نشوونما بہی ہان کی آب و ہوا مین پائی - جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا - چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوکے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بعیت سے مشرف ہوئے - پہر آپکے والد باجد اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا - اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے - حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہوکے سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وارد مدراس ہوئے - نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے - بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے - نواب صاحب آپ کی بہت عزت و آبرو فرماتے تہے - پہر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے - پہر حج و زیارت سے مشرف ہوکے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر رہے ہوئے پہر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے - اور حرمین شریفین روانہ ہوئے - پہر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے - نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے - آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تہی خود ہی موزون الطبع تہے کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے - آپ صاحب دیوان تھے - آپکا دیوان کثیر الحجم ہے
شہر حیدر آباد مین بطور سیر و سیاحت آئے تھے - چند روز سکونت کرکے مدراس چلے گئے
آخر آپ سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے دار البقا روانہ ہوئے - انا للہ و انا الیہ راجعون
آپ خوش خلق و غربا دوست تھے - اور مہمان نوازی ور آشنا پرستی مین مشہور تھے
جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست و احباب کو تقسیم کر دیتے تھے - اللھم اغفر لہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی دست نبود حاجتے مرد سخن گو را — کہ روزے از زبان چون خامہ ہردم میرسد اورا

وله: کجاست طالع بیدار تا شبے سازم — چو شمع گرم ببزم تو اے صنم جا را

وله: تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب — کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا

وله: بہار حسن را ہردم تماشائے دیگر باشد — گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا

حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحہ کاغذ — چو مرغ نامہ بر از نامہ بال و پر شود پیدا

وله: انجم بیسے ز قول رقیبان ببزم یار — در صحن باغ خوش نبود شور زاغہا

وله: شبے در جلوہ کہ حضرت جانان رفتم — شمع سان داغ بدل اشک بدامان رفتم

وله: شبے کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود — موئے زلفش تا بروئے آستینش دیدہ ام

وله: دست از حنا مساز نگارین نگار من — آتش مزن بجان و دل بیقرار من

وله: شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم — بدستم صفحہ کاغذ شدہ چون بال طاوسے

طپش - میر محمد اکبر

طپش تخلص - میر اکبر نام - آپکے بزرگ بدخشان سے شاہرخ مرزا شاہزادہ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے - بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے - شاہرخ مرزا سے بہی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا - آپکی ولادت ہند مین ہوئی - آپ بہی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے - اور شاہرخ مرزا کی اولاد سے بہی بدستور وطنی تعلق رہا - یہانتک کہ نواب فتح یاب خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین مشاہیر امرا سے تہے اِن کی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر مقرر تہے - نواب کی شہادت کے بعد قصبہ بلند باغ خاندیس آئے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے - اور بندر بارین پہیرکیو جہ سے سکونت پذیر ہوئے - لچھمی نرائن اورنگ آبادی تذکرۂ شعرا مین لکہتے ہین کہ آپ چالیس برس سے شعرگوئی کی مشق کرتے ہین - کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا - فارسی و ہندی دونون زبان مین پختہ کلام ہے - آپ صاحب دیوان تہے - فارسی دیوان مین تقریباً چہہ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈہائی ہزار - علم حساب سیاق مین کامل قدرت رکہتا تہا - عربی و فارسی مین بہی عمدہ استعداد و مہارت رکہتا تہا - باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تہا - ذکی الطبع و ذہین تہا - میر عبد القادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا - میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے اور فقیر سے بہی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تہے انتہی کلامہ -

سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر و سیاحت رونق افزا ہوا تہا - میر عبد القادر مہربان کے مکان پر فروکش تہا - چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتہہ خوب مشاعرے و جلسے ہوتے رہے - پہر بندر بار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الہندی

نہین ہون مین شکہ گو اورون کی ستلی کا	مرا داغ جگر اب سون ہوا ہے ایک پتلی کا

سر پہ پھر آہ حسرت ہین مری الرشیان ‌ ‌ بس کیا ہون پہیکے پلکون سے گناہ خونبیان
کس گلے مین نہین تمہاری لف کا زنار کفر ‌ ‌ تم کس سے بن آتی ہین بہہ کافر کیشیان

طاہر - محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص - محمد طاہر نام - آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے - آپ علم و فضل سے آراستہ تہے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانۂ روزگار تہے - شاہ حبیب اللہ نبیرۂ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تہے - صوفی المشرب و زندہ دل تہے - خوش خلق و خوش کردار تہے - افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اُسکو ذیل مین نقل کرتے ہین - آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تہے نظیری مشہدی کے ہم طرح رہے ہین - دونون مین نہایت اتحاد تہا - آپکا انتقال ۸۶۷ھ ہجری مین ہوا - من اشعارہ

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت در ہند ‌ ‌ حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست ‌ ‌ بر آمد روح پاک نعمت اللہ

طوبی - آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبی تخلص - آقا سید علی نام - افضل العلما سنا والملک خطاب - آپ سید ابوالحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوفہ شوستر سے حیدرآباد دکن مین آئے - سرکار عالی نظام مین خلد اللہ ملکہ اعلی مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوئے

یہان عزت آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سرسالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام
سابق نے آپکو علاوہ منصب مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بہی
عطا کی تہی۔ آپ تا بزندگی صدر مدرسی پر مامور رہے۔ فارسی و عربی کی تحریر و تقریر
مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تہے۔ حضرت استادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت
باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی۔ اور نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین پائی
جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم
کے لئے بہیجدیا۔ آپ کی نشو و نما کی پوری تکمیل و علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے
علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی۔ فارغ التحصیل ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے
عالم شباب کا ابتدا تہا۔ آپکی طبیعت بحر علوم مین مواج تہی۔ آپ ایوان فصاحت و بلاغت
کے سراج تہے۔ آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تہے۔ آپ جامع العلوم و مجمع الکمال
والفنون تہے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تہی کہ تمام اپنے امثال
واقران سے سابق قدم ہوگئے تہے۔ نظم و نثر کے لکہنے و موزون کرنے کا ملکہ تامہ
رکہتے تہے کلام منظوم و کلام منثور کا لکہنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تہا۔ جب
ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تہے۔ صبح سے چاشت تک
ساٹہہ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تہا۔ نواب سالار جنگ نے آپکو اولاً مکرم الدولہ
کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ پہر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکار کی عدالت مین
مامور کیا۔ بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہوگئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہوئے
کبہی کبہی وزرا و امرا سے ملتے تہے۔ آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے
بہی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین۔ پہر آپ عالیجناب فلک انتساب اعلیحضرت بندگانعالی متعالی

دام ظلہ کی مقاربت و مصاحبت میں چند روز عزت و آبرو سے بسر کئے۔ حضور کی مدح میں اکثر قصائد موزون فرمائے ہیں۔ آپ شاعری میں ماہر کامل تھے اور علم ادب میں بھی صاحب کمال تھے۔ آپ عربی و فارسی دونوں زبان میں شعر موزون فرماتے تھے آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ آپکی غزلیں و قطعات و مخمسات بھی لطف و مزہ سے خالی نہیں ہیں۔ اسیطرح آپ نثر عبارت لکھنے میں بھی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے ہر کس و ناکس کو دام خُلق میں مسخر کر لیتے تھے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تھے لیکن تعصب نہ ہبی سے علیحدہ تھے آپکے نزدیک امامیّہ و سُنّیہ مساوی الدرجہ تھے بلکہ آپ سنیوں کی بہت خاطرداری و مدارات کرتے تھے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونوں فریق باہم شیر و شکر کیطرح زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تھے۔ اکثر غربا ایران کے لئے آپکا دولتخانہ مسافر خانہ و آرام گاہ تھا۔ مہمان نوازی میں بے نظیر فرد تھے۔ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا تھا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہوں آپ ہر ایک غریب کو سعی و کوشش کرکے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔ اور یہ سفارش کرنے میں نہایت چست و چالاک تھے۔ امرا و وزرا کی خدمت میں آپ کی سفارش موثر ہوتی تھی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تھی دنیا و مافیہا سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر و غلہ فروش ہوتے تھے جو کچھ مطلوب ہوتا تھا

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے تنگدستی و تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری بینوایان تھی۔ جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خوراک و پوشاک مین تکلف و زیبائش پسند نہین کرتے تھے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش نہین رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامہ عصر و فہامۂ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے شائق اکثر طلبہ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب و تازہ ہوئے تھے۔ آپ جگت استاد مشہور تھے۔ آپکے تلامذہ امرا و شرفا غربا و فقرا زادے ہوتے تھے۔ شعر و شاعری مین استاد کامل تھے۔ ہزارہا شعرائے ہند و عجم کو آپسے تلمذ تھا آپکے تلامذہ مستعد ہین۔ خاص آپکی طبیعت سخن سنجی و بذلہ گوئی کے مناسب تھی مضامین تازہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تھے۔ آپ مضامین تازہ و رنگین کو با محاورہ عبارت عربی و فارسی مین بداہتہً موزون فرماتے تھے۔ آپ کی ذات مین مضامین تازہ کی آمد تھی نہ آورد۔ فقیر مولف آپکے چند اشعار آخر مین گزارش کریگا۔ آپکے قصاید عربی و فارسی بے انتہا ہین۔ ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

افسوس کہ آپکے تمام قصائد کسی نے ایکجا مدوّن نہین کئے آپکے ایک شاگرد رشید میرزا محمد تقی نے آپکے نتائج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی فارسی زبان کا تھا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبداللہ المخاطب بہ نیر جنگ بہادر سے آقائے مرحوم کے

حالات ونتائج طلب کئے۔ امروز فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہین فرمایا
مجھے بہت تلاش وجستجو کے بعد قصائد عربی وفارسی دستیاب ہوئے۔ انہین قصائد
سے بطور نمونہ چند اشعار ہدیۂ ناظرین گزارش کرتا ہون۔
آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ
ہین قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت و بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار
کے محاورات وخوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل
والنسل ہین۔ وفصحائے ادب بلغاء عرب آپکے قصائد ومراسلات ادبیہ کے
مضامین بامحاورہ عربیہ کو دیکھہ کے کہتے ہین واللہ ہذا عربی لیس بعجمی۔

آقائے طوبی صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین آقائے طوبی بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا
اطبائے یونانی متواتر دوائین استعمال کراتے تھے۔ لیکن کچھہ فائدہ نہین ہوتا تھا
بلکہ مرض بڑہتا جاتا تھا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا کارگر
نہین ہوئی۔ طبیعت مین ضعف وناتوانی بڑہ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت
مین بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین روانہ
ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اعزہ واقارب واحبا کو آپ کی رحلت سراپا
مصیبت کا نہایت رنج وغم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما وفضلا وطلبہ پر آپ کی رحلت کا
سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز وتکفین مین شہر کے اکثر امرا وعلما وطلبہ شریک
ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ ونالہ وشور وغوغا کرتے تھے۔ تلامذہ کی یہہ حالت تھی

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج و الم کے ہاتھوں سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اُڑاتے تھے۔ آعزّہ و اولاد کی بیقراری و دل گدازی دیکھ کے اہل مجلس کے قلوب ہل جاتے تھے۔ عاقبۃ الامر تمام اعزّہ و اقارب و احبّائے ذوی المعارف نے اُس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ موتی کے خاک میں دفن کئے۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخیں موزون کئے۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کو آپکے شاگرد حکیم میر نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی ہو ھذا

از جہان رفت حضرت طوبیٰ
منزل او بہشت و ماوے ہست

زور قسم کلک لمعہ سال وفات
جائے طوبی بہشت اعلیٰ ہست

ولہ ایضاً

رفت ادیب و فاضل بے مثل صد حیف از جہاں
شد جہانے را دگرگون حال زین رنج و ملال

ہاتف غیبی بگوش لمعہ محزون بگفت
رائے گلزار جنت شد ادیب الدولہ سال

ولہ ایضاً

وائے ویلا و دریغا رفت از دار محن
عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن

خوانم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود
کاملے گر رفت از ینجا مثل او پیدا شدن

روز ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش
زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل
شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن

ماہ ہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے
عاشقی را وصل بخشد یا غریبی را وطن

دور ہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب
لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود
بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

عهد ما باید که باز آید ز نشتر ورد کن — چون سناء الملک طوطی کامل و استاد فن
گفت سال رحلتش لمعه اینک حسب حال — شد سناء الملک یکتا وای امروز از دکن
١٣٢٤ھ

ایضاً

قد مضی سیدی سناء الملک — بروض الجنان مربعه
انا ارخت عام رحلته — قلت دار النعیم مضجعه
١٣٢٤ھ

من قصائد الفارسی

اے روی تو وے رای تو دلال و سائل — وے جود تو و بود تو حلال مسائل
دیوان صدارت ز تو چون کاخ خورنق — دیوان وزارت ز تو چون برج سلاسل
خرم تو چنان کرده که آواز خروشی — در گوش نیاید همه گر بانگ زلازل
عدل تو رسیده ست بجائے که گلشن — بر منبر هر شاخ بود عطف بلابل
گر کار بفهم ست بدرک و بکیاست — پس از چه گرایند بجوبی شمائل
از انمل مخضوبه و از چشم مکحل — و از خد صفا داده و قد متمائل
رنگین بگه وشی چو مشاطه ممتاز — سنگین بگه مشی چو عادات حوامل
آنجا که بود هر کسے از جهد معاون — آنجا که شود هر کسے از سعی معامل
پس چون نشود مشکل منی آمر و ناهی — پس چون نشود همچو منی فاعل و جاعل
من کیستم آنم که اگر روئے زمینم — گردند مخالف نگرایم بزلازل
هر مشکلے آسان کنم از روئے منور — فرستم از دوده حلال مشاکل
فخر همه ارباب فضائل ز فضائلش — یکقطره از بحر بود کل فضائل
اصل کرم و فرع همه علت ایجاد — چون ذات خداوند منزه ز مماثل

دروازهٔ علم نبی و عالم عالم / ختم است بر او بعد خدا حل معاضل

او صنع خداوند و خداوند همه صنع / مخلوق وی است آنچه خدا راست مجاعل

حق وی آن یازده تن کش ولد استند / بر عزت این صدر فزاید حق بازل

طوبی است چو مداح تو از دل بنجد باش / ای صدر تو هم راحم احوال وی از دل

وله

صباح عید بصد رنگ بو و غنج و دلال / در آمد از در آن ماه آفتاب جمال

شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف / سیاه تر ز شب هجر دلبرانش خال

گل شمایل او آفتاب عنبر چتر / لب تکلم او طوطی خجسته مقال

ز پای تا سر ناز و کرشمه و خوبی / ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن جمال

در آسمان صباحت ز غیرت رویش / فتاده در دل خورشید شعله جوال

وله

ای هزاران فاضلت بر آستان / صدر کل مختار ملک راستان

چون خدا خلقی بعزت کرد جفت / چون تو فردی را بر ایشان صدر گفت

کرد رایت سد اسکندر بنا / دشمن ار یاجوج باشد گو بیا

داده تدبیرات تو داد همه / از تو محکم کار و بنیاد همه

رای تو صایب تر از رای حکیم / در همه امری کلامت مستقیم

شکر لله کز همه روی زمین / جای تو دار و شرفها بالمکین

وله

ای از تو منهدم شده بنیاد کار ظلم / وی عدل تو خزان زده اندر بهار ظلم

از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور / در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم

باشد چنان شعار عدالت شده بدهر / گویی که نام نیست دگر از شعار ظلم

مختار ملکی و همه در اختیار تو است
گر ظلم کس کند بکسے انتقام از و
الم کشیده مصیبت رسیده حیرانم
همیشه خون خورم از غصه و نجانه خویش
شبم بگریه و روزم بآه و ناله و افغان
تفقدے بکنی اے خدایگان آخر
بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور

وله

آن شد مرا نهاده تو در اختیار ظلم
من بیکشم ز لطف تو نے اعتبار ظلم
ز جان جمعم اگرچه دلے پریشانم
ز دوری تو شبها گو بیا بنزدانم
بتنگ آمدم آخر مگر نه انسانم
مگر نه من هم از خیل پیروستانم
بغیر درگه تو درگهے نمی دانم

طاہر۔ میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص۔ میرزا محمد طاہر نام۔ صفاہانی الاصل ہے۔ سلاطین صفویہ کے امرا سے تہا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ۔ مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا۔ میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے۔ التفات خان بہیڑ ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا۔ بعد ازان گجرات خاندیس وغیرہ مقامات مین اسی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تہا۔ آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تہا جب کہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتہہ سے ۱۱۴۹ سنہ ہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب استعداد خداداد تہا۔ نثر نویسی مین ایسی قدرت کاملہ رکہتا تہا کہ

مین تین منشیون کو خود عبارت لکھاتا تھا - اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تھا - اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تھا - اور اسی حالت مین آپ بھی کتابت مین مصروف ہوتا تھا - شعرگوئی سے بھی دل چسپی رکھتا تھا کبھی کبھی موزون کرتا تھا - کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے -

من اشعارہ

شہید یکسیم پوشیدہ ام بعد فنائی خود	برنگ مردۂ فیروزہ نیلی در عزائے خود
شہرت حسن تو شد از کشتۂ دیدار تو	از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا - ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص - ملا طغرا نام مشہدی الاصل ہے - نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے - اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہوکے ہند مین آیا - چند مدت شاہزادہ مراد بخش بن شاہ جہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا - آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا - گوشہ نشینی اختیار کی - چند روز خوشی سے بسر کرکے مقام اصلی کے طرف روانہ ہوا - ابوطالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا - طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے - اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے - طلبائے درجۂ منتہی شوق سے پڑہتے ہین - طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑہنے سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے - نظم مین بھی ایسا ہی نازک خیال ہے - نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتہہ موزون کرتا ہے - **من اشعارہ الفارسی**

زجعدہ پر شکنت دل بصد فغان افتد	چو کودکے کہ ز بالائی نردبان افتد

دلا چو شمع رگ گردنے ملایم کن	وله	ز بهر دادن سرپائے خویش قایم کن
کج نباید کام دل بے اتفاق راستان	وله	تا بقربانت شود با تیر بیساز و کمان
اگر چو آئینہ سرتا قدم شوی یک چشم	وله	بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن
عروسان ابسوے حجلہ نتوان برد بے سازی	وله	باواز دف و نی دختر رز را بمینا کن
باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت	وله	نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
موئے سر کافتد ز سر هرگز نمیگردد سفید	وله	عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان
سایہ می افتاد از طغرا درایام شباب	وله	پیر چون شد میخورد از سایہ طغرا بر زمین
بینا بپائے ساغر چون سر نهد بسجدہ	وله	چیزی دگر نخواہد غیر از دعائے یاران
در سہ فصل عمر باید سر بجیب غم کشید	وله	تا توانی ہمچو گل یک فصل خندان زیستن
شاید بہ بیند آنچہ بما کرد آسمان	وله	از دود آہ سرمہ بچشم ستارہ کن
خوش آن ساعت کہ بزم آرا نشینی بر سرجوئے	״	خط پشت لب چشم قدح را گرد ابروئے
میان می بینم و چیزی بچشم در نمی آید	״	بدان ماند کہ در آئینہ باشد سایہ موئے
ز بس آب نزاکت خوردہ لالہ	״	شدش خط نظر موے پیالہ

طاہر۔ شاہ طاہر

طاہر تخلص۔ و شاہ طاہر نام۔ تذکرہ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آباواجداد سلاطین وقت کی خدمت مین ہمیشہ مکرم و معزز رہے۔ اکثر اوقات رود بار قزوین مین اقامت کرتے تھے۔ جب شہر سلطانیہ کو الجاتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سلف کو اسمین سکونت کی اجازت دی حسب الاعز آپکے بزرگان سلف سلطانیہ مین

سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ مین متولد ہوا۔ ابتدائے سن تمیز مین تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان مین آیا۔ چند مدت مین جامع الفنون وحاوی العلوم ہوا۔

درجہان چون او ندیدی ہیچکس در شرع شعر قاف تا قاف ار بجستی ایران تا قیروان

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ثانی صفویہ کو معلوم ہوئی چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے۔ حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتون سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی کرنے لگے۔ وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تہا۔ شاہ طاہر سے کہا کہ اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہان سے چلے جائے اور ایسے مقام مین سکونت اختیار کیجئے کہ وہان مخالفین کی دست اندازی نہو سکے۔

شاہ طاہر فوراً ۹۲۶ھ ہجری مین کاشان سے ہند روانہ ہوا تہوڑی مدت مین برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر دکن کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت و اعیان ریاست سے بڑھ گیا۔ رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا۔ تمام مہمات کا مدار المہام ہوا۔ اہل دکن و اہل عجم و عرب اس کے آستانہ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھتے تھے اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تہے۔ مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن مین آپ ہی کی بدولت ہوا۔ اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا۔ باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و مجالست سے محروم نہین ہوتا تہا۔ اور ہمیشہ اسبات کی فکر کرتا تہا کہ مذہب امامیہ کی اشاعت کامل ہوجائے۔ اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوجائین اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر افاضل علامہ کو بلایا - احمد نگر کو دار العلوم بنایا - بادشاہ کو ترغیب دیکے
ایک مدرسہ عالی شان بنوایا - اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات
التمغا مقرر کرایا - مدرسہ کی عمارت و درسگاہین و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ
عمارات فی زماننا احمد نگر مین مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال اسمین ایام
عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے - اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے - فقیر مولف
نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین مدارس کے ذکر مین مدرسہ احمد نگر کا
ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین - انتہی کلام ہفت اقلیم

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے - لیکن تاریخ فرشتہ
کے مولف فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم مشرح و مفصل لکھا ہے
بناءً علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک بیان مکرر ہے لیکن لطف
وغیرہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے - شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے -

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تہا - اور مرتبہ مین تمام سے بزرگ تہا
مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اُسکی بیعت کرتے تہے - تمام
ایران مین شہرت عظیم پائی - شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجہ سلطنت
کو پہنچا تہا - چاہتا تہا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے
منقطع کرے - میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد
رکہتا تہا - ایک شخص شاہ طاہر کے پاس بہیجا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا - شاہ طاہر
سجادہ نشینی کے بستر کو طی کر کے سنہ ۹۲۶ ہجری مین سلطانیہ مین آیا - میرزا کی وساطت سے
بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا - بادشاہ کبہی کبہی اُسکی طرف عبرت سے دیکہتا تہا -

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب تدریس پر مقرر ہوکے
وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین و مریدین جمع ہوگئے تعلیم
و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بہی کاشان مین آنے لگے - شہر کے معززین
حکام نے از روے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بہیجا - اور لکہا کہ فرقہ اسمعیلیہ کا
مانند حسن صباح یہان غلبہ ہورہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے -
مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہوگئے ہین فی زماننا
یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بہی مکاتبت جاری ہے
شاہ اسمعیل بہانہ جو دقابو طلب تہا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکہین - میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکہا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بسرعت تمام ایک
معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بہیجا کہ ابہی آپ کے قتل کا پروانہ پہنچتا ہے
اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائے
شاہ طاہر بیقرار ہوکے تمام مال و اسباب ترک کرکے تن تنہا مع عیال و اطفال
سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے
موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان
کی کشتی تیار تہی - نماز جمعہ ادا کرکے کشتی مین سوار ہوگیا - بجمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا
مورخین نے لکہا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہوگیا
تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا
کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اُسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ
حکمران تہا - اسمعیل اہل السیف والعلم سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا - بناءً علیہ شاہ طاہر

کے طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر مشاہد مقدسہ کی زیارات و حج سے مشرف ہونا چاہیے۔ وہان سے حرمین شریفین روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی زیارت و حج سے فارغ ہو کے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتہہ وطن مالوفہ مراجعت کرے لیکن بمقتضائے آب و خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان گیلی سے جو امرائے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغۂ تمام توقف کی التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ موصوف سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے استاد ملا پیر محمد شروانی کو سفارۃً مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۃً آدمی سیرۃً فرشتہ ہین۔ اور عالم جامع العلوم والفنون ہین ؎

عیسیٔ گاہ دانش آموزی یوسفِ وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول ہوا۔ کتب ہیئت مثلاً مجسطی و غیرہ مولانا کی خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامۂ دہر وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اون کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے احمدنگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامۂ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑھا۔ جسکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند　　بقراط حکیم و بو علی نادانند

با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال　　در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تہا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سراپا مشتاق ہوا اسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکہہ کے بدست ملا پیر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد چو باد صبح گذر کن سوئے حدیقہ انس ❊ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ❊ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعاً و کرہاً اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کر دیا اور سنہ ۹۲۸ ہجری مین مع ملا پیر محمد احمد نگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمد نگر وہان سے تخمیناً چار کوس کے فاصلہ پر تہا۔ ارکان سلطنت و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو باعزاز و اکرام کے ساتہہ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بتقریب تہنیت یہ شعر فرمایا

تو چون گوہر قیمتی غم مدار　　کہ ضایع نگرداندت روزگار

اگر ریزہ زر ز دندان گاز　　بیفتد بہ شمعش بجویند باز

چند روز کے بعد برہان شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائیے۔ مولانا حسب الحکم ہفتہ مین دو روز وہان جاکے درس فرماتے تہے۔ علمائے پائے تخت درس مین شریک ہوتے تہے علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تہا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تہے۔ برہان نظام شاہ بہی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تہا۔ اور ادب سے بیٹہتا تہا۔ جب تک درس تمام نہین ہوتا تہا نہین

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا مین گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ مجھکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن مین بیقراری پیدا ہوجائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہو جائے مین جائے سے نہین اٹھتا ہون بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہون کی شان ایسی ہی ہونی چاہیے۔ علم و فضل کی ترقی بادشاہون کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔ شاہ طاہر کی توجہ سے احمد نگر دار العلوم بنگیا تھا۔ مدت تک درس و تدریس کا دور چلتا رہا اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوگئے۔ شہر کے کوچہ و بازار مین علمی مذاکرہ کا بازار گرم تھا۔ ہر ایک مذہب و ملت کی تحقیق کرتا تھا۔ اُس عہد مین فرقہ مہدویہ جونپوری کو جو وہان عہد ہائے جلیلہ پر ممتاز تھے۔ سلطنت و سلطان پر اسقدر مسلط ہوگئے تھے کہ بادشاہ نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان مین کسی ایک بزرگ سے منسوب کردی تھی پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی اثنا مین شاہزادہ عبد القادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہوکے تپ محرقہ مین گرفتار ہوگیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکھتا تھا۔ لخت جگر کی حالت دیکھکر مضطرب الحال ہوتا تھا۔ حکیم قاسم بیگ و دیگر حکمائے اہل اسلام و اہل اصنام کو بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ مین کوشش بلیغ کرین۔ اگر معالجہ کے لئے جگر پارہ مطلوب ہو تو مین دینے مین کوتاہی نہین کرونگا۔ آؤ میرا پہلو چیر کے جگر پارہ نکال کے اس لخت جگر کا علاج فرمائین۔ مین اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتا ہون ہرچند کہ علما علاج مین کوشش کرتے تھے۔ کوئی دوا موثر نہین ہوتی تھی۔ روز بروز

مرض بڑہتا جاتا تہا - برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات بتخانون مین بہیجتا تہا - اہل اسلام و اہل اصنام مین سے کوئی فرد نہین چہوڑا کہ
اس سے دعاے خیر کی درخواست نہ کی ہو - شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے - اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلئے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اس کے اظہار مین خوف و خطر کو دیکھتا ہون - برہان
فرزند کی صحت کا جویا تہا - اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمائیے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا - اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا - شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجہے
خوف آپ کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپ سے
جدا ہوکے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن - برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا - شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کرکے کہا
عہد و نذر فرمائیے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا - برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین - شاہ طاہر نے بیان کیا - اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین - وامام حسین و امام حسن وغیرہ
ہین - اور باقی ائمہ کے بہی نام اور صفات بیان کئے - برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین بہی اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سنتے تہے - پہر اسوقت سے اب تک
کبہی یہہ ذکر نہین سنا تہا - مگر آپنے اسوقت بیان کیا - بمقتضائے محبت فرزند
میری حالت ہے کہ بتخانون مین زر نیاز بہیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمہ الزہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھہ کے کہا کہ میرا مقصود محض نیکی نام سے
نذر و نیاز کا بجالانا نہین ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے
جو کچھہ مین عرض کرون اگر پسند طبع نہو تو مجھکو امان جان ہو مجھکو اور میرے عیال و اطفال
کو حرمین شریفین روانہ کرین۔ برہان شاہ نے قبول کرکے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید
کی قسم کہائی کہ مین آپکو ہرگز تکلیف ندونگا۔ اور اسبات کو بہی جائز نہین رکہونگا کہ کوئی
دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندۂ آسمان و زمین ۔ کزو مایہ دارد جہان و مہین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست ۔ خرد را بدان جز خرد راہ نیست
کراز مانہ بینی بجز لطف مہر ۔ اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے
بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ
وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات مین شاہزادہ عبدالقادر کو صحت عطا کرے
تو احمدنگر مین دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہاؤنگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا
برہان شاہ فرزند کی صحت سے ناامید ہوچکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور اُسیوقت
حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے
قریب بیٹھہ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ
لحاف کو حرارت کی وجہ سے پہینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ
عبدالقادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تاکہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے
خوشحال ہوجائے۔ پہر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سر رکھے ہوئے سوگیا۔ اسی خواب مین دیکہا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اُسکے جانب یمین و یسار مین چہہ چہہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑہ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون مین سے ایک نے کہا یہہ بزرگ کون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ امام ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان علی اور اُسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کے کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہیے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹہا۔ دیکہا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچہا
کہ ہم نے لحاف دور کیے تہے کس نے اوڑہایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا۔ خود بخود
شاہزادے نے اوڑہ لیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکہا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کر کے شاہ طاہر کو بلایا شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آتے ہی گہبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہو گیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسرا نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگرے آئے شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہو کے اہل بیت کو وصیت کر کے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشری کے جو کچہہ قواعد و اصول ہین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولاً واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچہہ اصول و فروع مین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب و لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے اسماء و صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کئے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت مین مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ہے

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

شاہزادہ عبدالقادر حسین اور اُنکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم شراب اعتقاد و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے سوا خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابہی اس راز کو فاش نکرین اور چارون مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ جمع کرین اور کہین کہ مین مذہب حق کا طالب ہون۔ تمام علما ان چار مذاہب سے ایک اختیار فرمائین۔ تاکہ مین مذہب حق کو پسند کرون اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤن۔ برہان شاہ نے حسب فرمودہ شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل خان شیرازی و ملا داؤد دہلوی وغیرہ علما کو شاہ طاہر کے درس گاہ مین جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسرون کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بہی اکثر مجلس مباحثہ مین شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح چہہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ چہہ مہینہ سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے۔ خدا کے لئے مین چارون مین کونسا اختیار کرون۔ اگر کوئی مذہب بہرا ہو تو

پیش کیجئے تاکہ مین اسکی راستی وناراستی بہی دیکہون۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا
مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے
فرمایا لائے۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا۔ وہ آیا اور علمائے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا
اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تہا۔ جب علمائے احمدنگر نے دیکہا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے
تمام نفاق کرکے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی
خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا۔ برہان نے دیکہا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب
ہے۔ موقع سے عبدالقادر کی بیماری و خواب و قصہ لحاف بیان کیا۔ اسی مجلس مین
اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمیناً تین ہزار اشخاص نے مذہب
اثنا عشری اختیار کیا۔ اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے اسما نکالے۔ اور دوازدہ آئمہ
کے اسما داخل کئے۔ اور چتر سفید کو برنگ سبز تبدیل کیا۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا
و اہل مناصب آشفتہ ہوکے مجلس سے برخاست کرکے چلے گئے۔ احمدنگر مین شور و غوغا
واقع ہوا۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا این ہمہ
آوردۂ تست ✣ یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا۔ یہہ عالم
متبحر ہے علوم غریبہ و فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے
علما کی زبان افسون و عمل سے بند کردی۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ حملہ کرکے
شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا ندکور نے کہا تاوقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا۔ آپ
اس ارادہ مین کامیاب نہین ہون گے۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول
کرکے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرین۔ شاہزادے کے جلوس کے بعد شاہ طاہر کو
عبرۃً قتل کرین گے۔ پس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہوکے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ و قریب کا لا چبوترہ حاضر ہوئے۔ محاضر کی تیاری کئے۔ اور شاہ طاہر کا
دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کرکے فتنہ عظیم برپا کیا۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا
کہ قلعہ کا دروازہ بند کرین۔ اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑہ کے مخالفین کی مدافعت مین
کوشش بلیغ فرمائین۔ جب فتنہ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے
کہا اسکا انجام کیا ہوگا۔ شاہ طاہر نے جو علم رمل و جفر مین ماہر کامل تہا۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا
کہ قلعہ کا دروازہ کہولدیجئے۔ اُسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہوجاینگے
برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہوکے مع چارسو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی
باچتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے آیت
پڑہ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پہینکا۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ
منتخب کرکے فرمایا کہ مخالفین کی فوج مین پہنچ کے منادی کرائین اور فرمائے جو کوئی بادشاہ
کا خیرخواہ ہو بادشاہ کے تحت مین حاضر ہو جائے۔ اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد
کے طرف مراجعت کرے اور بارشاہی سیاست کا منتظر رہے۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کی۔ تہوڑی دیر کے بعد امرا و افسران سپاہ امان نامہ طلب کرکے بادشاہ کے
ہمراہ ہوے۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہین ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا
برہان شاہ نے ملک حمد بحیری کو جو مصاحبین سے تہا اور خواجگی محمود کو جو میرزا
جہان شاہ کا نواسہ تہا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ
ملا پیر محمد کو قتل کرو۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے
اگرچہ اسکو قتل نہین کیا لیکن قید کردیا تہا چارسال تک قید خانہ مین رہا۔ شاہ طاہر
کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کرکے منصب سابق پر بحال فرمایا۔

جس مقام میں برہان نے خواب دیکھا تہا وہاں ایک عمارت عظیم الشان بنائی اور اُسکا نام بغداد رکھا۔ اور جس مقام میں شاہ طاہر کا مدرسہ تہا وہاں حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ میں ایک مسجد کی بنا رکہی۔ مرتضی نظام شاہ کے عہد میں باہتمام قاضی بیگ طہرانی اتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکھکے آخر میں لکھا کہ یہہ قصہ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب اامید اپنے مذہب کے رواج و شیوع کے لئے ایسے قصے بناتے ہیں و العلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پہر برہان نظام شاہ نے اہل سنت و جماعت کے وظائف موقوف کر کے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعہ احمدنگر کے مقابل میں ایک احاطہ چاردیواری کچ و پتھر سے قائم کر کے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکہا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تھے۔ شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تہا۔ محبان خاندان حضرت رسالتماب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تہا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تھے۔ بادشاہی خزانہ سے بیشمار زر عراق عجم و خراسان و فارس و گجرات و آگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تہا ملا آئے دوازدہ ہزار میں برہان سے پیکے مولانا اسمعیل صفوی و خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہاں بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بہی بلدہ احمدنگر میں لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ میں داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی و ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ایوب ابو البرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن میں آئے۔

اور احمدنگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسن مدنی
جو نقباء مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا۔ بیشمار مال و دولت
و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکات
کے مجاورین و زوارین کو احمدنگر مین بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ
خلفائے راشدین کی نسبت زبان دراز کرنے لگے۔ بنائً علیہ سلطان محمود گجراتی
و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے
عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمدنگر پر لشکر کشی کرنا چاہیے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم
کرین۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادہ سے واقف ہوا تب راستی خان نام عرب کو
ہمایون بادشاہ ہند کے پاس سفارةً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی اسمین درخواست کی کہ آپ
گجرات کے طرف فوج کشی فرمائین۔ چونکہ ہمایون اُسوقت شیرشاہ کے فتنہ مین پریشان
تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہین ہوا۔ راستی خان بدون کامیابی ہندوستان
سے دکن مین آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب مشورہ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی
برہانپور کی خدمت مین تحائف بھیج کے دونون کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل
غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کرکے شہربدر کردیا تھا۔ اپنی فوج مین نوکر رکھا اور
اکثر عہدے دارون کو عطیۂ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلون کی اعانت و ہمت سے بیجاپور پر
فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا۔ عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل
پر متصرف ہوا۔ سالماً و غانماً احمدنگر مین مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند
ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ مین برہان ہی غالب رہا
آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پٹیہ مفتوح مقبوض شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دیئے۔ یہہ صلح ۹۴۹ھ ہجری مین ہوئی۔ اور ۹۵۰ھ ہجری مین برہان شاہ
نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت
جلوس بہیجا۔ قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ
سے سوا کوس کے فاصلہ پر تہا پہنچا۔ اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا
مولانا کا اعزاز و اکرام بے انتہا بجالایا۔ اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا۔ اور
مولانا کو تعظیم و تکریم کے ساتہہ دار السلطنت گولکنڈہ مین لایا۔ پہر اسی زمانہ مین
برہان شاہ نے عہد شکنی کی۔ اور صلح سابقہ کو بالائے طاق کہا۔ اور عادل شاہ سے
انتقام کے لئے مستعد ہوا امرا ج و قطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی
شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی۔ برہان شاہ کی چہاونی واقع شولاپور مین پہنچا
عادلشاہ نے دیکہا کہ مخالفین کی فوج جرار مملکت پر حملہ آور ہے مصلحتہً پنج پٹہ نظام شاہ
کو دیدیے اور امراج کو تحائف دیکے راضی کرلیا۔ بہرحال دونون کو روانہ کیا۔

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو
وہ رتبہ حاصل ہوا۔ کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت و سفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے
قائم کیا۔ ۹۵۰ھ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمد نگر دکن مین
اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے۔ آقا سلمان
طہرانی عرف مہتر جمال جیرا ایلچی باشی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمد نگر مین بہیجا
اور اُسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام و ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ
زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تہا۔ اور دیگر تحائف و ہدایائے ایران

برہان شاہ کے لئے بھیجے۔ اور ایک انگشتری عقیق جس پر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تھا
شاہ طاہر کے لئے بھیجے۔ مہتر جمال احمد نگر میں پہنچا۔ اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف
پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی۔ آخر سفیر سے
بہت ناخوش ہوا۔ ناخوشی کا سبب یہہ تھا کہ سفیر تند مزاج و بدخو تھا نظام شاہ کی
محفل میں زبان درازی کرتا تھا۔ اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تھا۔ اور اکثر
باتیں وحشت آمیز کہتا تھا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی۔ اور سفیر کو چند روز
کے بعد روانہ کردیا۔ اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ و ہدیہ نہیں بھیجا مگر شاہ طاہر نے
اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تھا مع تحائف ہندا اپنے جانب سے
شاہ ایران کی خدمت میں بھیجے۔ اور مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا۔

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ میں جنگ واقع ہوا۔ عادل شاہ غالب نظام شاہ مغلوب ہوا
پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بھیجا اور استعانت کی۔ علی برید نے
اعانت سے پہلوتہی کی۔ خان جہاں عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفی المذہب
تھا تمسخراً مجلس میں شاہ طاہر سے پوچھا۔ طین البخارا طاہر۔ یعنے بخارا کا گل و سرگین
طاہر ہے یا نجس۔ شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ میں نہیں ہے
جب احمد نگر میں جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا۔ خانجہاں و حاضرین مجلس
شاہ طاہر کے کلام کو سمجھ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتوں میں مشغول ہو گئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش میں شہر بخارا میں بہت کیچ ہوتا تھا۔ اہل بخارا آمد و رفت میں

تنگ ہوتے تھے۔ اور طہارت جامہ مین حرج واقع ہوتا تہا۔ کثرت بلوے سے علمائے اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہیے پس تمام نے کہا طین بخارا طاہر ست۔ خانجہان نے یہہ روایت سنی تہی۔ بے ادبانہ عمداً کہا۔ فرشتہ نے اس روایت کی نسبت لکھا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تہا بزرگان دین و مشائخ یقین کا مقام تہا۔ وہان رافضی و خارجی کا نام و نشان نہین تہا۔ مخالفین نے عداوۃً و تصنعاً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہیٰ کلامہ۔ واقع مین کیونکر علما صریح نجس و ناپاک کو طاہر قرار دینگے یہہ بات ہر ایک جاہل و عالم کے نزدیک ممتنعات سے ہے فقیر مولف نے کہین اس روایت کو نہین دیکھا۔ لا اصل لہا۔

برہان شاہ نے احمد نگر مین خواجہ کی شوخی و گستاخی بہ نسبت شاہ طاہر سنکے انتقام کے لئے آمادہ ہوا علی برید کے ملک کو مسمار کر دیا۔ فرشتہ مین مفصل مذکور ہے۔ دیکھو اسوقت کے سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال کرتے تھے۔ ان کے اعزاز و اکرام کے بجا و برقرار رکہنے کے لئے ممالک کو درہم برہم کر دیتے تھے۔ یہی وجہ تہی کہ اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تہا۔ دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تہا۔ طلبہ ذوق و شوق سے تحصیل علوم مین ہمہ تن مصروف ہوتے تھے۔ فی زماننا علم کی کساد بازاری ہے عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہین دیکھتا۔ بلکہ حقارۃً ملائے مسجد تعبیر کرتے مین۔ ایسی حالت مین کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہین کرتا ہے عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا۔ علی ہذالقیاس علما بھی نام ہی کے ہون گے۔ خدا ہم سب کو نیک ہدایت کرے۔

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکہا کہ شاہ طاہر دینداری و پرہیزگاری و مروت و سخاوت و تواضع و
انکساری مین معروف تہا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ و اصول
و ریاضی و سائر حکمیات و رمل و جفر مین بے نظیر و بے مثیل تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف
تہا۔ من تصانیفہ شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ
و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ
شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ مطول و شرح گلشن راز
و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ پالکی وغیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کے طرف سے احمد آباد بیدر مین آیا۔ ارکان دولت
و اعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید
نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بہی آپ کے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک
بزرگ جو علمائے دکن سے تہے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجھتے تہے کمال غرور سے
شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہین آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا
کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہئے۔ اور اپنے مکان پر لانا۔ پس ایک شخص کو شاہ
موصوف کے پاس بہیجا۔ اور رقعہ مین لکہا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاجابۃ
سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت مین رقعہ پیش کیا
شاہ موصوف نے رقعہ مین قال النبی الخ کے تحت مین لکہا کہ زیارۃ القادم فاذا
تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت
کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجہ گیا کہ وہ علامہ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی
کر کے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ مین ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے
مقابلہ مین ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت سنہ ۹۵۲ ہجری مین شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت
مین مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ مین مشغول ہوئے۔ لیکن کسیکا
علاج موثر نہین ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہو گئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکورہ
مین اس دار فانی سے بملک جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم
عاید حال ہوا۔ امانتہً احمد نگر مین مدفون کئے چند ماہ کے بعد مرحوم کی استخوان
بوسیدہ کو کربلائے معلی روانہ کر دئے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے
گنبد کے قریب بفاصلہ یک و نیم گز دفن کئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر تین دختر تھین۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین
شاہ ابو الحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد مین جامع علم و فضل
شاہ حیدر عراقی المولد تھا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ
بادشاہ ایران کی خدمت مین تھا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم
سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد
تھے۔ شاہ موصوف کے چارون فرزند پڑھے لکھے تھے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تھا
متقی و صاحب استعداد تھا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و ماثر رحیمی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکہا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تہا۔ اور اُسی فرقہ کا مقتدی و امام مانا جاتا تہا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقہ مذکور کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ پیری مریدی کا بازار گرم رکہتا تہا۔ شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران و علمائے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تہے اور اس فرقہ کے آئمہ کو زندقہ و الحاد سے منسوب کرتے تہے۔ جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان مین گرم ہونے لگا۔ اسوقت حاسدین مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت مین عرضداشت بہیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے ملاحدۂ و زنادقہ ترقی کر رہے ہین خوف ہے کہ آیندہ اس فرقہ کی مدافعت مشکل ہوگی۔ پیش از وقوع واقعہ کا بند و بست کرنا چاہئے الخ پس بادشاہ عرضداشت کے دیکہتے ہی درہم و برہم ہوا فوراً طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ فرمان جاری ہوتے ہی ناظر دیوان نے جو شاہ مذکور سے عقیدت رکہتا تہا۔ شاہ طاہر کے پاس ایک معتبر شخص روانہ کیا اور پیغام بہیجا کہ آپکے لئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب پہنچتا ہے آپ فوراً کسی دوسرے مقام مین چلے جائے شاہ طاہر فوراً وہان سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا۔ نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تہا۔ اتفاق سے بندرگاہ ہند پر پہنچا۔ دیکہا کہ کشتی تیار ہے سوار ہوکے ہند مین آیا چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمد نگر و دکن مین مذہب اثنا عشری کا ہادی بنایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام متعصب مانا جاتا تہا۔ اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران مین باوجود موانع اشاعت سے باز نہین رہتا تہا اسی اشاعت کی بدولت جلاوطن ہوکے ہندمین آیا۔ یہان اسکو کامل آزادی تہی کسی قسم کی روک نہین تہی پس مولفین اثناعشری کا بیان دو حال سے خالی نہین۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے یہان اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیۃً مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے یہہ ہے کہ مولفین اثناعشری نے خلاف واقعہ لکہدیا مولفین مذکور شاہ طاہر کے ایک صدی بعد مین گذرے ہین۔ مولف فقیر کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہین ہوئی جس سے یہہ امر معلوم ہوتا کہ شاہ طاہر نے دکن مین ابتداءً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت کی تہی لہذا قطعی طور سے قول فیصل نہین لکہا واللہ اعلم بالصواب۔

قاضی نور اللہ شستری نے جو فن شیعہ گری مین مشہور ہے مجالس المومنین مین لکہا کہ شاہ طاہر صاحب ترجمہ خلفائے علویہ اسمعلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ واقع مین بخلاف آباو اجداد مذہب اثناعشری کا پیرو تہا۔ اور اہل ایران اسکو اسمعیلیہ سمجہتے تہے اور رشک و حسد سے اسکو زندیق و ملحد کہتے تہے۔ اور بادشاہ کو اسکی نسبت غیر واقعہ سمجہا کے قتل پر آمادہ کرتے تہے۔ بناء علیہ شاہ ایران کے خوف سے جلاوطن ہوکے دکن مین آیا۔ علم و فضل کے ذریعہ سے نظام شاہ والی احمدنگر دکن کے دربار مین درجۂ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی نسبت کرتے تہے مذہب اثناعشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن مین مذہب اثناعشری رائج ہوا انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی نہین ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و مآثر کے موافق اسمعیلیہ لکہکے یہہ فرماتے کہ دکن مین آکے تائب ہوگیا اور مذہب امامیہ اثناعشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر و شاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی و عربی زبان مین ادیب کامل و منشی فاضل تہا۔ دونون زبان مین نظماً و نثراً مضامین شیرین بیان کرتا تہا۔ آپ کی نظم کیا تہی گویا لآلی منظوم تہی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت و نزاکت مین بہرا ہوا ہوتا تہا۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی و شگفتگی تہی۔ اکثر ائمہ علیہ السلام و سلاطین عظام و امرائے کرام کی شان مین قصائد نعتیہ و مدحیہ لکہے اور آپکا کلیات قصائد و غزلیات و رباعیات کا مجموعہ ہے میرے پاس مع جو و تہا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ ایسا ہی نثر مین آپکے مکاتبات فصیحہ و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ مسمی بہ مکاتبات نظام شاہیہ تہا وہ بہی کلیات کے ساتہہ غرق آب ہوگیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یادداشتون مین محفوظ تہے۔ گزارش کرتا ہون **ہو ہذہ**

چو عندلیب بر آید سحر بنالہ زار — ز خواب ناز کند غنچہ را ہبیدار

صبا نہد بلب غنچہ لب ز غایت شوق — شمال دست زند از طرب بشاخ چنار

بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر — اگر کنند حدیثے ز سوسن استفسار

ہزار قطرہ شبنم درون غنچہ نہان — چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار

برہنہ گشتہ سر کوہ از عمامہ برف — اگر بماتم برزمین زدہ دستار

ز بید مشک شکستہ ست قدر نافہ مشک — خجل ز گریہ پیداست آہوئے تاتار

بسبزہ و سمن سائبان اطلس و بید — ز تاب مہر بہر جا ہمی گرفتہ قرار

پری وشان ملایک فریب مردم کش — سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد — همه شکر لب و شیرین زبان و شیرین کار
درین زمان که زمی لاله را پیاله پرست — پیاله گیر بروی بتان لاله عذار
فلک بکام دل راستان نمی‌گردد — فغان ز کج روشی‌های این کجرفتار
بهر طرف که روی زیر این سپهر دو رنگ — ز شش جهت شودت کاروان غصه دوچار
اگر سلوک ره راست آرزو داری — براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار
کدام ره ره شرع پیمبر مرسل — محمد عربی کان حلم و بحر وقار
مهی که چرخ کند با هزار مشعل نور — ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار
گلی که در چمن جان بوصف او هر دم — شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار
نه در قواعد امرش کثافت اکراه — نه در ضوابط نهیش کراهت اجبار
هنوز شمع خیالش برون توان بردن — ز ملک دل پی جاسوس وهم در شب تار
زهی به شبنم لطف تو تازه باغ ربیع — بشیر ابر نوال تو تازه طفل بهار
به پیش روی تو گر گل نقاب بگشاید — عیان شود همه را کو چه دارد اندر بار
همیشه مرغ دلم در کنار ساحل شوق — نشسته غمزده و تشنه لب چو بوتیمار
درین خیال که باید بدستیاری فکر — ز بحر نعت و ثنای تو ترکند منقار
ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بحد — بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار
مراز نقد بصیرت تهی ست دیده دل — مرا ز اشک ندامت پرست جیب و کنار
هنوز خامهٔ تصویر مبدع قیوم — بصد زبانه تقدیر احمد مختار
بروز پنجه خیبر کشای شیر خدای — بحرمت کف نیاز حیدر کرار
بحق عزت مهد مطهر زهرا — بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

کز نامهٔ عملم گر چه از گنه سیه است — مدد کنی که بشویم به آب استغفار

وله

باز وقت است که بر طبق تقاضای فلک — افگند بر سر دیوان چمن گل تو شنک

لشکر وی صبح شبیخون آرند — تنگ چشمان شگوفه چو سپاه اوزبک

مجلس دلکش گل تا نبود بی مطرب — کشته بلبل عجکی شاخ گل و غنچه عجک

ساختی خانهٔ معمور فلک را ویران — بر سر فیل سحاب ار نزدی برق کجک

وله

شاهد باغ لطیف است دلی خوش نبودی — گر نگشتی ز روی آن حسن لطافت منفک

هر کمالی که نه ایمن بود از نقص و زوال — باشد آن در نظر همت دانا اندک

عنقریب است که چوبک زن ایام خزان — میزند بر در دروازهٔ گلشن چوبک

بهر پیران ستمدیدهٔ ایام خزان — سازد از شیشهٔ یخ شیشه گری عینک

عاقل آن به که کند عزم طواف چمنی — که خزان را نتوان برد بانجا یکتک

انجمن گلشن مدح شه عالیقدر است — کز فلک بهر طواف درش آیند ملک

مرتضی بادشه صورت و معنی که در — نشاء و رابطهٔ صورت و معنی بیشک

او با غیار جفا پیشه چه نسبت دارد — می شناسیم حریفان گر را یک یک

عدل نقدیری تقدیر عدا لیست غلط — زانکه تحقیق شد این مسئله در باب فدک

ای حکیمی که بود پیش تو دانش تو — حکمت فلسفه بازی ارسطو کودک

هر کسی را که بدست تو شد محکم — لیس ما شد سوی جنگ لی متمسک

طاهر از زلت عصیان تو آورده پناه — فکل او گر نکنی کان من الذل هلک

دستگیری شو ز ره لطف که تا روز جزا — در لگدکوب معاصی نبود مستهلک

وله

محمل مهر چو آید به شبستان حمل — لاله فانوس بر افروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید برآید سحر از مطلع شاخ
کوہ از درد سہر بہمن و دی رست اکنون
شد ز دیوان بہار از پی آرائش باغ
فکر آہنگ تماشاے گلستان دارد
کجا شد فریدون فرخندہ سیرت
روانست پیوستہ از شہر ہستی
ہمان گیر کز فیض فضل الٰہی
بفلک بدیع البیان معانی
گر کسب کمال میکنی می گذرد
دنیا ہمہ سر بسر خیال ست محال

چون شفق جلوہ کند لالہ در اطراف جبل
شوید از ناصیہ اش بر بہاری صندل
قاصد باد صبا سوی یا حین مرسل
حضرت شاہ فلک رتبت خورشید عمل
کجا رفت کیخسرو آن شاہ عادل
بملک عدم از پی ہم قوافل
شدے بہرہ مند از قبول فضائل
در اقسام حکمت نوشتی رسائل
ور فکر محال میکنی می گذرد
ہر نوع خیال میکنی می گذرد

ولہ

رباعی

ظل اللہ ۔ سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص ۔ سلطان محمد قطب شاہ نام ۔ قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت بروز چارشنبہ بست و سوم رجب ۹۹۱ھ ہجری مین واقع ہوی ۔ آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے ۔ آپ محمد امین ولد ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین ۔ محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النسا بیگم عرف حیات بخش تہی ۔ کوئی فرزند نرینہ نہین تہا ۔ برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا ۔ اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند دلبند مجہکو عطا کیجئے ۔ تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤن ۔ محمد قطب شاہ کے والدنے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکھا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والدہ ماجدہ نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادرزادے کو اپنے محل خاص مین لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تہا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میان یوسف دکنی کو بہی جو شمشیربازی و تیرانداز‌ی وغیرہ فنون سپاہگری مین استاد مانا جاتا تہا مقرر کیا۔ دونون استاد آپ کی تعلیم مین مصروف رہتے تہے۔ آپکی طبیعت نہایت ہی ذکی و تیز تہی۔ آپ عالم شباب مین علم و ہنر و فن سپاہگری مین ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادرزادے سے کردی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ میرک معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ مین کہا ہو ھذا

دوش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت ۔۔۔ اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشے کہ ملایک بتماشا شدہ چشم ۔۔۔ سہر برون کردہ جو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ باریخش چیست ۔۔۔ کز افلاک بر ایام ہمی بارد مہر
عقل گو بود چو من مست می حیرت گفت ۔۔۔ عید مولود‌ی بزم شہ و عقد مہ مہر
جای ہیچ مگن این قطعہ معین بیشاید ۔۔۔ در چنین نظم ترا بر گذرد قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر محمد مومن استرآبادی وکیل السلطنت و امرائے دولت نے آپکو بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا و خوانین و اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام اعیان دولت

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف
ورعایا پروری کے طرف متوجہ ہوا۔ ملک میں امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس
مبارک روز شنبہ ۱۷ ماہ ذیقعدہ ۱۰۲۰ سنہ ہجری میں واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر
جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن
مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پُر دُر کیا۔ اور ان کے
امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب و تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے
انتظام میں صائب الرائے تہا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتہہ مثل عرض کا جوہر
لازم تہا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی تاریکی کہ چشمہ آفتاب سے منفک
قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار رہا۔ باوجود عالم
شباب لذات نفسانی کے طرف راغب نہیں ہوتا تہا۔ و باکثرت شواغل سلطنت کبہی
احکام شرع محمدی سے غفلت نہیں کرتا تہا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر
مقدم رکہتا تہا۔ صوم و صلوۃ کا پابند تہا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہیں
اگر انکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو مرتبہ انتہا پر نہیں پہنچیگا۔ لہذا مذکورہ صدر پر
اکتفا کرکے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی
وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکہا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون وھو ھذا

بوالعجب بازبستم عقد پیمان نوئی	کہنہ جانی میفشانم پیش جانان نوئی
خستہ جانم کہنہ لیکن جانفشانی تازہ است	عہد سلطان نو است و عید قربان نوئی
بہر دفع چشم بد در پیش چشمان جو شش	ایدریغا کاش بودی ہر دمم جان نوئی
چرخ اگرچہ آتشی در زد بعالم ناگہان	باز جنت شد جہان از فیض باران نوئی

گرچہ از حکم قضا جان جہان برباد رفت — یافت عالم از مسیح تازہ جان نوئی

یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ — آنکہ ہندوستان ز فیضش گشتہ ایران نوئی

وجہ ایران آنچنان ایران کہ آید در نظر — رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نوئی

سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرح پائے تو — اے فدائے خاک پایت ہر زمان جان نوئی

گر صفاہان نو شد از شاہجہان عباس شاہ — حیدرآباد از تو شد شاہا صفاہان نوئی

خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت — جملہ عالم نوبہاری شد ز سلطان نوئی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دو چند اضافۂ مشاہرہ سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دفترخانہ مین یہہ رسم تھی کہ تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو ماہ وضع ہوتی تھی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی مین جمع رہتی تھی۔ چنانچہ بر تراب [?] وکے دو لاکھہ پچاس ہزار ہون جمع تھے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امراکو بھی حسن سلوک و عطیہ بزرگ سے سربلند کیا اور سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تھا۔ اکثر عمارتین آپکی یادگار ہین فی زماننا از آنجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات آلہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوٰۃ تھا۔ سن تمیز و شعور سے کبھی نماز تہجد قضا نہین ہوتی تھی

برابر ادا کرتا تہا۔ جب ۱۰۲۷ھ ہجری مین کہ مسجد کی بنا شروع کی۔ بادشاہ نے
بنیاد کا پتہر رکہتے وقت تمام اراکین دولت وسپہ سالاران وسپاہ مملکت سے
باواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکہے جسکی نماز تہجد کبہی قضا نہوئی
ہو۔ تمام امرا وافسران سپاہ وحشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتہر رکہنے کیلئے
مستعد نہین ہوا۔ اُسوقت بادشاہ نے کہا خدا ورسول اللہ گواہ ہین کہ بارہ
برس سے آج تک کبہی میری نماز قضا نہین ہوئی۔ مین اس عمارت متبرکہ کا
بنیادی پتہر رکہتا ہون۔ مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کہودی گئی تہی خود بدولت
بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتہر رکہا پہر مسجد کی تیاری کا
حکم دیا۔ مسجد کی تاریخ ۱۰۲۷ھ ہجری ہے۔ اور عبداللہ قطب شاہ وتاناشاہ ابوالحسن
خاتمہ سلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی۔ آخر عالمگیر نے تکمیل کردی

طواف کعبہ شرف میسرت گر نیست ۵ بیا بہ کعبہ ملک کن عبادت کن

اور آپکے تعمیرات سے ہے قصبہ سلطان پور۔ وباغ محمدی۔ وآلہی محل
ومحمدی محل۔ ودامان محل ونبی باغ وغیرہ

مولف گلرعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گلرعنا کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص
ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو
مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی
مین اور ریختہ مین معانی ہے۔ فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے
دواوین سے ہوئی ہے۔ میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی ریختہ قلمی خوشخط

دبیرینہ موجود تہے - طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے - ان کے منتخبہ اشعار میری
یادداشتون مین موجود ہین - انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون - فی زمانا
دونون دواوین ریختہ عالیجناب نواب سر سالار جنگ مرحوم کے کتب خانہ مین خوشخط
قلمی قدیم موجود ہین - فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے
تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین - اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود
ہین - شاید اگر کسی امیر نامور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے - حیدرآباد
مین اکثر کتب نادرالوجود امرا کی بی توجہی سے گوشہ گمنامی مین خورد و برد و دیمک
ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہو جاتی ہین - کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ
کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے -
اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کار خیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبد اللہ قطب شاہ کے دواوین
دکنی فارسی امیر سے ثابت ہوتا ہے - کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے
ایکصدی قبل دیوان مرتب ہو چکے - چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین
پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہہ قول کہ ولی ترتیب دیوان
مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ
پایۂ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے - علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم
مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین
گذرا ہے میرے پاس موجود ہے - چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ
نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا - تاکہ ناظرین با انصاف کے

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے۔ خا نظروا کو تو امن انشا کرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکھا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم و نثر مین مہارت کامل رکھتا تہا۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تہا کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کو بہی اہل زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دو دیوان ایک فارسی زبان مین۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے کتبخانون مین دائر وسائر تہے۔ فی زماننا نادر الوجود ہین۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے ذیل مین اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہارشنبہ سیزدہم جمادی الاول ۱۰۳۵ھ سنہ ہجری اس جہان فانی سے بملک جاودانی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تہی۔ مدت سلطنت ۱۸ سال۔ لنگر دروازہ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔ گنبد بلند یادگار ہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ
در بیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت لسان ما	پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرت یقین و گمان را چو راہ نیست	حیران وصف تست یقین و گمان ما

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر
دریای وصف تو ز کجا و بیان ما

جائی بود مقام خداوندیت که هست
صد خنده عقل را ز چنین و چنان ما

تا لب بشهد ذکر تو کردیم آشنا
تلخ است شهدهای جهان بر دهان ما

جز بی نشانی از تو نشانی نیافتیم
بر درگه تو نیست بجز این نشان ما

بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم
معلوم تست غایت تاب و توان ما

بخشای بر عیان و نهانم که آگهی
بر تست آشکاره عیان و نهان ما

ظل الله از شرور بدان در پناه تست
ای درگه جلال تو دار الامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون نیستند از هم جدا
نعت و مدح هر دو تن را میکنم با هم ادا

آن یکی فرمان روای هر نبی و هر ولی
وان دگر مسند نشین بارگاه کبریا

آن یکی کان مروت وین دگر بحر کرم
نعت آن از خلق لعمرک مدح این از لافتی

هر یکی را گر بسنجی با دگر خاصان حق
نیست جائی اینکه گویند این کجا و آن کجا

همچو ظل الله یابی شاه راه از بهشت
گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

از التفات دلبر عالی مقام ما
گردون زده است سکهٔ شاهی بنام ما

شام و صباح ماست چو شام صباح عید
بر یاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما

شد پایمال شادی وصلت غم فراق
دوران چه خوش کشید ز هجر انتقام ما

در شرع عشق نیست روا بات دوست
زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما

ترسم ز اشک تازه خورم نشتر دگر
قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد — مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما

ظل الله احترام چو از دوست یافتم — زان خلق عالم اند پئے احترام ما

وله

شمهٔ از درد دل ز دردمندی گوش کن — اینقدر از درد سر زا افسانه می باید ترا

نسبت همخوابگی دل بجانان امروز نیست — زین سبب گویم که دل بتخانه می باید ترا

خانهٔ دل رشک صد خورشید تابان شد ز تو — پر توے زین خانه در کاشانه می باید ترا

سکهٔ شاهی طلب سلطان بدار الملک عشق — سرورے چون مردم آزاده می باید ترا

وله

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب — اثر مهر نگر فیض وفا را دریاب

میرود جانب گلزار ببوئے تو صبا — خیز و گم کرده رہ بے سر و پا را دریاب

تا بکی یار رسی غرقهٔ طوفانی را — در شب هجر دل خسته ما را دریاب

ره نمایان همه در عشق تو ره گم کردند — که ازین ره دل بے راه نما را دریاب

سخن از دشمنی مهر فزا بیگذرد — حرف سربستهٔ ارباب فنا را دریاب

تا نهی در ره جانان قدم مردانه — شور کیفیت مردان خدا را دریاب

چون نهادی بره عشق قدم ظل الله — اندرین ره روش شاه و گدا را دریاب

وله

دلم نالان ز دست دوری تست — هنوزم حسرت مهجوری تست

تو خورشیدی و من چون ذره زان رو — دلم لرزان ز تاب دوری تست

به بیداری نبینم لیک در خواب — دلم فرخنده از مسروری تست

چو ظل الله ز بستانم ولیکن — همه حیرانم از مستوری تست

وله

قرب یارم ز عشق و دولت اوست — زین همه جستنم همت اوست

پادشائی کجا و شوکت عشق — شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق مسجود گروه صید ابا نه ‌ ‌ ‌ ‌ نه مطیعش بج محض قدرت اوست

مست از باده نیست ظل الله ‌ ‌ ‌ ‌ سرخوش از بادهای صحبت اوست

وله

در محبت خسروانه از اطاعت عار نیست ‌ ‌ ‌ ‌ ملک عشقست اینجا حاکمی جز یار نیست

بسکه از حدیثش می‌خواهم بدل مهر ترا ‌ ‌ ‌ ‌ صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست

در گلستان محبت گر در آئی چون خلیل ‌ ‌ ‌ ‌ روشنت گردد که آتش غیر از گلزار نیست

تا تو در دل آمدی غیری ندارد ره درو ‌ ‌ ‌ ‌ در حریم خاص او نامحرمان را بار نیست

وله

شیشه سیر دوستی دان قصه موسی و خضر ‌ ‌ ‌ ‌ غافل از سر محبت واقف اسرار نیست

لذت خواب سحر در مشرب چشمی اند نیست ‌ ‌ ‌ ‌ گر خیال او رسد شبها تا سحر بیدار نیست

مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم ‌ ‌ ‌ ‌ روشنش باد که ظل الله دعویدار نیست

وله

کار من و دل همین بیار ست ‌ ‌ ‌ ‌ مارا بکسی دگر چه کار است

هر دست بدامن ست در خورد ‌ ‌ ‌ ‌ دست من و دامن نگار ست

هرچند بچار عد گردون ‌ ‌ ‌ ‌ هر سو نگریم کار زار است

بر خصم مظفریم سلطان ‌ ‌ ‌ ‌ با ما نظری ز بهشت و چار ست

وله

خوش شو ای دل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت ‌ ‌ ‌ ‌ یار اگر با ما نسازد با وی خواهیم ساخت

ما امید از خود مکن لا الا پس چندان امید ‌ ‌ ‌ ‌ گر نسازی کار او باری نکو خواهیم ساخت

گفت و گوئی زلف او داریم سلطان در میان ‌ ‌ ‌ ‌ زین نسیم چین جهانرا مشکبو خواهیم ساخت

وله

خواهم بیار درد دلم مختصر رسد ‌ ‌ ‌ ‌ تا گفته به سخن که از آن درد سر رسد

غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل ‌ ‌ ‌ ‌ شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد

سلطان اگرچه سوخت ز شوق نگاه تو ‌ ‌ ‌ ‌ سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

وله

لاله رویان ز غم دهر نجاتم دادند / از شراب لب خود آب حیاتم دادند

نشئه باده ز آتش بلبم افشاندند / وز طرب خانه دل نقل صفاتم دادند

ظلمت سینه شده محو تماشای صفا / گل گلزار فروغ حسناتم دادند

بریاض سخن آن ظل الهی که زغیب / عندلیب آسا رنگین نغماتم دادند

لعبتان فلک از فتنه نجاتم دادند / برگلستان ادب تازه براتم دادند

مرغ آن تازه بهشتم که ز منقار سخن / نم کوثر ز لب آب حیاتم دادند

شکر ایزد بزبان دارم چون ظل الله / شاهی و دانش و دین از برکاتم دادند

وله

تبی دارم که از لعلش شراب زندگی بارد / ز گلبرگ رخ رنگینش آب زندگی بارد

تو آن گلی که در بهارستان رنگینی / گل از رخسار در عین شباب زندگی بارد

چو ظل الله خیال عارضش در دیده چون بندم / بجای عکس رویش آفتاب زندگی بارد

وله

گاه در صومعه گه دیر مغان گردیدیم / هر کجا در طلب دوست توان گردیدیم

از همه راه و روش هست چنین ما را / عمرها بهر همین گرد جهان گردیدیم

پیش ما سود و زیان همه عالم هیچ است / گرد عالم نه پی سود و زیان گردیدیم

بسکه دل را هوس شرح غمی بود بدوست / همچو سوسن ز سراپای زبان گردیدیم

مستی عشق ز ما برده نهان کردن راز / آه گر دوست بداند که عیان گردیدیم

که جوان گشت زلیخا بدعای یوسف / بی دعا ز وصال تو جوان گردیدیم

مهر تو دوست چه تابید بما ظل الله / بر همه خلق جهان نورفشان گردیدیم

وله

عجب رعنا و زیبائی چه گوییم / بخوبی عالم آرائی چه گوییم

منور از تو گردیدست چشمم / تو نور چشم و بینائی چه گوییم

ولہ

بفکر هیچ دانا در نیاید — عجب نازک معمائی چه گوییم

ز تعریفت زبان در کار مانده — چه از تعریف بالائی چه گوییم

بظل الله اگر برسر نیائی — چو حسن خویش خودرائی چه گوییم

چاره تلخ نگاهت لب خندان کرده — زهر را نوش لب چشمهٔ حیوان کرده

ترک چشمت که شکست همه شاهان داده — من چه گوییم که چه با جان عزیزان کرده

غرق موجیت بدریای تو صد کشتی نوح — بحر حسن تو چگوییم که چه طوفان کرده

غم ز دشوار فلک نیست مرا ظل الله — لطف خوش مشکل ما سر بسر آسان کرده

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهدا امام حسین علیه السلام

آن دور ماتم است که از غم امان نماند — آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند

آن روزگار تلخ که هرچند بنگری — از شهدهای عیش بعالم نشان نماند

آشفتگی دهر ز ماتم عجب مدار — در عهد ماتمی که سر سروران نماند

عهد مصیبت است که شاه پیمبران — بی سوز گریه یکنفس و یکزمان نماند

دوران محنتی است که سلطان اولیا — یک لحظه خالی از الم بیکران نماند

آن صعب ماتمی است که خیر النسا از آن — فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند

پیر و جوان ز هر چو طفلان بگریه اند — لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند

از زندگی خلق جهان در تعجبم — بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند

ظل الله آنچه گفت ازین دشمه بست — کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم ز ماه محرم رسیده است — هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

نزدیک شد که دود برآید ز نه فلک — برچرخ بسکه آه دبا دم رسیده است

ظلی شد از مصیبت سلطان کربلا — تاب سخن نماند بس غم رسیده است

وله

واحسرتا که فتنهٔ دوران ز حد گذشت — رنج و بلا شاه شهیدان ز حد گذشت

واحسرتا که برشته دنیا و دین حسین — بیداد اہل فتنه و طغیان ز حد گذشت

من اشعاره الهندی

چلی چندنی مین جب لٹک پیو ہمارا — اُو تن عکس دیپی چندر نہی آیا را

بسی جس پیا مین پرت ہم سجن کے — بن اُسکی پرت کچھ نہین اُس پیا را

جنی سائین کی عشق کا مد پیا ہے — نگر سبی اُو سبی ہور مستی اُوتارا

جکوئی مانی ہے سائین کے حسن جھب تھے — اُسی ما نین نہ بنتہ مین جگت ستارا

پیا نور بنتا ہے منج دل جھمک مین — کہ جس نور رہتی ہے سورج آ اُسکا را

سکی پیو جنتا لگتا ہے ہمن کو — سجن بن نگر سبی ہے ہور کوئی نوارا

نبی صدقے قطبا کا من تج سون لاگیا — کہ آپ جیو مین تیرا کیتا ہے ٹھارا

وله

پیا سانولا من ہمارا بھولا یا — نزاکت عجب سبز رنگ مین دکھایا

رنگیلی دھڑی ادہر یون سہائے — کہ آپ رنگ سون جگ رنگیلیان رجھایا

تہسی اُس کنول کہ نہی جھڑتے مین موتی — تو اُس شاب معنی سون جگ جگ جگایا

نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب — پیی آپ جیو تنیا نسون توگل پانہ بایا

وله

ہوا آئی ہے لنکہ بہی نہنڈہ کا لا — پیا بن سنتنا تا مدن بالی بالا

رہن نا سکی من پیا باج دیکھی — ہو دے تن کون سگہ جب ملے پیو بالا

سجن نگہ شمی باج اُوجالا نہ بہائے — بھلایا ہے منج جیون اُو اُجالا

جو رات آوے چندنکی منجکو سنتاوے — کہ چندنا منجی نین نین سو نرلالا
نبی صدقے قطبا انند انسون ملکر — اپس سائین سون پیوی جم مد پیالا

وله

سجن میری چنچل رہی پیچم ماتا — سکیان کون پیابات رنگین سو بہاتا
میری عینت کرتے ہیں ساجن پرت سون — اسیتی سدا برہ کون میں سناتا

وله

چندا ہیں عیدہی بشارت دکہایا — بہوان سیتی ساقی اشارت دکہایا
آؤ ہرید کی گھر کون کلف تہا سو کرا — سو کی کیلی کہل دل عمارت دکہایا
کرون سیوہ یک جیت سون مدپیر کا ہیں — کہ منجانے کا منج اجازت دکہایا
محمد نبی فیض تہی عید آ کر — محمد قطب کون صدارت دکہایا

وله

مومنان خوشیان کرو ہی آج دن بہبود کا — مرتضی بارہ اماماں عید ہے معبود کا
مصطفے ہور مرتضی اس دن میں کرتے ہیں ظہور — جن کرے یہہ عید دو طالع مسعود کا
جب وو ابر رحمت اس جگہ پہ ہوا ہے فیض بار — شیعیان کی تیں آتہا وہ دن بکر بہبود کا
جب نبوت کا علم سید ہوا نبت جہڑے — طاق کسری نت نشان لیتا عدم مفقود کا
فارس کا آگن بوجہا جب سیکہ رحمت برسیا — شرک تن کیتا جگت تیں آگن نمرود کا
چاروہ معصوم کی ہیں داس جیتی تہی بنے — پیشوا حضرت نبی کا تہا سو تن داؤد کا
جب نبی صدقے ہوا ہے داس قنبر کا قطب — دو جگت ہیں ہیں ترکمان عاقبت محمود کا

وله

خوشیان کرو موالیان مبعث رسول آیا — بہو دہات انند سوران عیشا سنگات لیا
اول برات نوری روزید فیروز ہی — اس بعد عید قربان جس تہی جگ جگہایا
شاہاں میں تبہ عالی قطب شہی ہوا لی — مبعث رسول عالی چہند بند سون گنایا
صدقے نبی ترکمان جم راج کرتون عیشان — شاہ علی نبی تہے منگ تج شہی دلایا

وله

جو شبرات جھلک سوں جگمیں آیا — تو سب جگ اس جھلک تھی جگجگایا

شرف شبرات تھی سب رات پائی — شرف سب رات تھی شبرات آیا

تجلی یوں دیا حق قطب شہ کوں — کہ نسکوں دنتھی روشن کرپایا

وله

خدا کی کرم سیتی شبرات آیا — خوشیاں کا اجالا جگت مین کہایا

براتاں لکر آیا ساریاں کی خوش ہو — خوشیاں عشرتاں سوں کہ جگ جگ جگایا

اماماں میا ہے محمد قطب پر — نبی ہور علی کے دیا سوں سہایا

نبی صدقے امرت سرا قطب شہ کوں — سو ساقی کوثر پیالی پلایا

کھٹو پر سدا ہے سبحان کا اجالا — تو خلق سرمہ کرکے رحمان کا اجالا

اس طور کا سو تہارا انند بہشت ہے — اس نور تل چھپیا ہے اسمان کا اجالا

اس محل کوں سو دیکہت بہک پیاس کا جاوے — جانو جھلکتا واں شہ مرداں کا اوجالا

قطبا نبی کے صدقے آنند کر اس محل مین — بستا ہے اسمیں شیر یزداں کا اوجالا

وله

چھبیلی سوں لگیا ہے من ہمارا — کہ اس بن نہیں ہمن یک تل قرارا

صبوری کو نہیں ہے ٹھار دل مین — صبوری کیوں کرے سو کر تہارا

میا کرنا کرے معشوق آپے ہو — کہو نا کیا کرے عاشق بچارا

وله

اہو ماتی ہمن سو ہمن پیارا — پریم سو کھینچتا انچل کنارا

پیا کوں پاؤوں پر جیا مناؤوں — نہیں مومانتا کہیا ہمارا

بسنت کھیلیں عشق کے آ پیارا — نمین ہیں چاند میں ہوں جوں ستارا

بسنت کھیلی ہمیں ہور ساجنا یوں — کہ آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا

نبی صدقے بسنت کھیلیا — رنگیلا ہور رہیا ترلوک سارا

صباحی او مکہ دیکھ پینا شراب
فرح بخش ساعت مین پینا شراب

تیری حسن تھی دان دی شاہ کون
او مکہ کی عرق تھی سو پینا شراب

عشق ساز کی تار مطرب بجاؤ
کہ قانون تانان مین پینا شراب

ازل تھی نبی جب قطب پیوتا
تیری پیالی سون ساقی دپینا شراب

وله

جب سجن ہو کیہو ان تون آتا میرے خواب
راتدن سون کم آتا میرے خواب

میرے رون رون تھی بدل غم دو ہین
چاند سورج تون دیکھا تا میرے خواب

وله

جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب
مین طالب تیرا ہون میرا تون ہے مطلوب

تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف
تیری آرزو مین ہین عاشق جون یعقوب

بدن مست بدن مست کجن مست پری مست
ہوی مست پران مست لگن مست پری مست

نظر تجھ ہے کیا تماشا کا حاجت
نہین سبز خط آنگی خضر کا حاجت

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
نہین مجکون بازار روا لا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نا بوجھے کچ
نکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ تیرا ازر کری کوئی ہو جہین
کہ اس علم مین نہین ہے دانا کا حاجت

نبی کے ناز ستی نکلکر سر تھی ہوا مست
بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام سنج مست

قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشاہ خدا کا
کھڑے ہین ارشت بس جان دو دربان سبج بند

اس ہمنی ہندو کا کس دھر کرون شکایت
نین لیکھی ہین مورخ تاریخ اس حکایت

بے دام اسکا خدمت کرتا ہوا ہی دلسون
دیتی ہین دام انکون ہور کرتی ہین عنایت

وله

بدن مست بدن مست کجن مست پری مست
ہوی مست یون مست لگن مست پری مست

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
نہیں منجکوں بازار والا کا حاجت

ہمن مدعا مدعی نا بوجھے کچھ
تکو بحث کر نہیں ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ بوجھیں
کر اس عالم میں نہیں ہے دانا کا حاجت

وله

نہنی کی ناز مستی دیکھہ کر سر تہی ہوا مست
بہوت بیکار ا کا مدعا کا کام منج مست

قطب شہ سب جہان میں ہے شہنشاہ ہے خدا کا
کھڑے ہیں ست انس جان و دربان بدست

وله

اس نہنی ہندو کا کس دہر کروں شکایت
نہیں لیکھی ہیں مؤرخ تاریخ اس حکایت

بے دام اسکا خدمت کرتا ہوں اپنی دل سوں
رہتی ہیں داھم انکوں عمر کرتی ہیں عنایت

وله

منج جیو منی ازلتہی ہے جانا نکا احتیاج
غم کی جنگل منی آہی رضوان کا احتیاج

دو جہان میں حق حبیب اپنا تمن میں ہانیا
قطب شہ مسکین کوں یوں ہفت کشورستان کا تاج

نبی صدقے محمد قطب شہ سیس
تہی بر جیس ایسا بخت کا تاج

وله

سکی آج پیالا انند کا پلا منج
دیا قوت اوہر انکی مستی والا منج

وله

ہویدا ہی ہوا جوں جان بکرید
کیا سب جگ سوں آبادان بکرید

جنت میکی سوالان نعمتان سوں
کیا تازہ جگت کا جان بکرید

وله

ورسنی ہوائی ہے پوریان کی عید
شہ زرس نگیت ہوی حوریان کی عید

وله

صحبت پیالا پریان لی کھڑیان
دیسی یوں انن میں جیوں سور جنید

وله

بکرید عید آیا صلوات بر محمد
آنند علم اجایا صلوٰۃ بر محمد

بارا امام پنجتن کا مہر جم ہا ہو
منج سس کہا نو چہایا صلواۃ بر محمد

وله

شہد و شکر نبات تہی ہے نچ ادہر لذیذ
لاگی تو قند مصر کوں سو جوبن ثمر لذیذ

وله

سکی تج زلف ہے جیوان کی آخذ
درس تیری آہی مین رتنان کی آخذ

علی ناماں سو کھیا یو غزل قطب — علی ناداں ہی سبکال ماں کی اخذ

وله

سورج چاند کوں کیوں کروں تج برابر — ہمن نین کا نور ہے توں پریوش

نبی صدقے قطب سوں راستی ہے — اگرچہ ہے اوک اُو نارا و باش

وله

سنج تج میں جیکچ رہے کس سوں نکرا ہی فاش — ابرازا ایسا نین جو کہیں کوئی جا کر ہے ٹھار فاش

ازبس ا کت میں آہین نازک نہیری دونوں ادہر — سبو سیائی نشانیاں کہی او لعل شکر پاش فاش

ہوئی تج تیں تپلی دل میں رقاص — سدا سنج نین کے منزل میں قاص

قطب شہ پایا ہی بے بہادر — ہوئی آپ ناچ نہی کامل میں رقاص

دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص — نبی صدقے ترکماں کو میا نہی خاص

وله

ازل تھی ہے مجھے خوباں سوں خلاص — ابد لگ مج ہے محبوباں سوں خلاص

نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے — سدا دہرتا ہے توخوباں سوں اخلاص

وله

سکی نو ہر گھڑی سنج پر نکر غیظ — محبت پر نظر رکھ کر بسر غیظ

نبی صدقے تجی سوں ہے خدا کی — قطب سوں آگلے لگ چھوڑ کر غیظ

وله

عشق بچھو لانوں گوندی ہے مرصع — تِرِی چوں ہیا سوں کیتی ہے مرصع

نبی صدقے سو تر جگ دیکھ کہتی — قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع

وله

ہیرے دوستاں کوں توں نت دے جنت — ہیرے دشمن کوں اگن یا سمیع

وله

چنچل مکھ تیرا دیکھ ڈھلتا شمع — سو عاشق تیرا ہو کہ ڈولتا شمع

تیرے حسن کوں دیکھ شرموں سیتی — عشق کے بہانے تھی گلتا شمع

وله

مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع — خوش شکل خوبصورت دیدار کا متاع

وله

انی ناز ہے اس جگتی تج مکھ عجب روشن چراغ — دیکھی نہیں جنوں کہیں اس نار کا نو کہیں چراغ

انندان سیتی بہی آیا مرگ سال
دندہان پامال عزیزان ہوے خوشحال

کنارے آسمان کے نین شفق رنگ
دندان ماری گئی اچھلیا رگت لال

نبی صدقے نکو کر غم توں قطبا
علی ہور آل دائم تیری رکھوال

قطب مولود کرتا دیکھہ امنگ سون
نبی سہیلا پی گا یا مرگ سال

تیری دو نین ہین مد مست متوال
تیری دو گال ہین خوبی کے گلال

جہان ہے سیمیا کا نقش اُس تھے
کہے ہین عارفان سب اُس کون نمنال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج در پر کھڑے ہین فتح و اقبال

ولہ

ہیونگ آرسی ہین دیپا ہی سچ آپ نام
جیکو نجہا الیقین سون لکہی ہے سے پائے کام

مستان کون نہ جائے چہو تین اُستی
نین غلط یہہ بات اُنو کن ہی را جام

انجانی ہین جوانی گیا پند ناشنا
قرآن ہور حدیث سون تن کیب کر کلام

ولہ

نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم
او چایا ہے یا نو چمن ہین علم

سکندر کون تہی آرسی جم کون جام
تیری ہمت ہی دُر ہین ہور جام جم

ثابت رہ آپکا م ہین دنیا کون نین وفا
آدم کیا ہے کوہ سراندیپ پر مقام

ولہ

مرتضی مولود آیا ہے بہوت نور استین
جبرئیل نے وار طبقان لیائی حوران بیا

شاعران بیچاری تیرا وصف کہنی کا سکین
ہین بندہ عاجز ہون تم دار و گر بان ستین

ولہ

ساقیا آ شراب ناب کہان
چند کی پیالی ہین آفتاب کہان

مد کی پیا لیان کا دور پہرتا ہے
نقل مد کا کہان کباب کہان

ولہ

پیا تج آشنا ہون ہین تو بیگانہ نکر مجکون
رتی نین نکرتی تج یاد بن توں تا بسر مجکون

نبی صدقے قطب شہ کوں نہیں آدھار کا حاجت
کہ دونو جگ منے آدھار ہے خیرالبشر منجکوں

وله

دنیا و دین کا حق سنگار یا علی توں
سب اولیا کی سنگا اسرار یا علی توں

وله

دو لب تیرے رنگیلی یاقوت کوں دئے ہیں رنگ
لیے ہیں رنگ عقیقاں نگین ہوئی ہیں

باریک تج کمر دیکھہ بارک ہوا ہوں جوں بال
ویسا نہیں کوئی تار باریک پیرہن

وله

سنو لوگ میری پرم کی کہانی
کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی

تمن عشق بھیدیا ہے منج بالی بالا
کہ ہوئی ہوں تمن پیم ہوں دیوانی

محبت کے لذت فرشتاں کو نہیں ہے
بہت سعی سوں ہیں سو لذت پچھانی

وله

خداداد محل کوں محمد سنوارے
تو اُسمیں جنت کی نگاراں نگاری

بلندی محل کا ہے آسمان جیسا
سورج چاند تارے سُوا ستہی نگاری

نہ اس جگمیں دیکھی کوئی ایسی محل کوں
نگر دہرت پر قدسیاں لیا کہ تہاری

وله

پہول بن رخ یار خوش ندیسی
بن مد پچھلی جہاڑ خوش ندیسی

گلگشت چمن و ہوائے کلیاں
بن پیالہ کنار خوش ندیسی

وله

عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی
چتر نار یا نین رستی ہے چھبیلی

نبی صدقے قطب شہ سوں او پیاری
پرا او حسن کا کرآ کہ سیلی

وله

پیارے پرم نار سیتی سُہاتی
آپس حسن سوں عاشقاں دل بہلاتی

رباعی

اے بار خدا اپنی درویش کوں بخش
مجکوں سو محمد علی کے کیش سوں بخش
دشمن کوں توں توڑ دوستاں کوں توں نواز
دشمن کو نکر رحم سبھی خویش کوں بخش

ظل اللہ ۔ محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گلرعنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد کا

تخلص ظل اللہ ہے۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس
سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی ووالی حیدرآباد کا دیوان فارسی وریختہ موجود ہے
دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا
تخلص فارسی مین قطب شاہ وریختہ مین معانی ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی و ریختہ سے
واضح ہوگا۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی
مین ظل اللہ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہوچکا ہے۔ نہین معلوم
مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑھے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد
قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجھا ہوگا
یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی دستیاب نہوئے ہون گے نہین تو
ایسی غلطی نکرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین
بیان کرنا چاہیے تہا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا۔
معذور سمجہکے نشانۂ ملامت نہ بنائین۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین
قطب شاہ ہے کبہی کبہی غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور ریختہ دکنی
فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ
کے فرزند بزرگ ہین۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوئے۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ
تہا۔ علم دوست و ہنر پرور تہا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے
باز نہین رہتا تہا۔ علمائے دربار سے درس جاری رکہتا تہا۔ رات دن مین ایک
خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تہا۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

وفتوحات ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکھا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب بہاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تہا۔ ہزار سوار اُسکی پیشی مین ملازم کئے تہے وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتہہ آمد و رفت کرتی تہی۔ اسکی شان امیرانہ تہی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تہا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ عقیلہ و فہیمہ تہی حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری ناز و انداز مین غیرت حور و پری تہی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب ترجمہ کے دیوان مین دیکہی واقعی تصویر کے دیکہنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق ہے جس نے تصویر دیکہی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا تاریخ نظامی و قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بہاگمتی کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بہاگ نگر رکہا۔ محبوبہ جبتک زندہ رہی بہاگ نگر نام بہی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہوگئے علما و فضلا کی نصیحت سے اس نام کے رکہنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کرکے حیدرآباد نام رکہا۔ اور منادی کردی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے۔ نہ دفاتر و تقاویم مین قلم سے لکہین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بہاگ نگر ہی رہا نہ حیدرآباد۔ فی زماننا بہی ہنود تلنگے و کنڑے اپنی پوتہیون و بیاضون مین حیدرآباد کو بہاگ نگر ہی

لکھتے ہین۔ سرکاری دفاتر قطب شاہی مین بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور اہل اسلام بجائے بھاگ نگر حیدرآباد لکھنے و کہنے لگے۔

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تھا۔ اور رحیم و رؤف تھا۔ بخلاف شاہان سلف بھائیون و قرابتدارون کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ اور ان کو اپنی مصاحبت و مقاربت مین رکھتا تھا۔ اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تھا۔ اعزہ و اقارب بھی شکریہ ادا کر کے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی نے بادشاہ کا خلاف نہین کیا۔ یہہ ایسی عطیہ الٰہی تھی کہ شاید کسیکو نادراً نصیب ہوئی ہوگی شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا۔ چند روز قید مین رکھہ کے وطن مالوفہ اصفہان روانہ کیا۔ میرزا کشتی مین سوار ہوا۔ ابھی منزل مقصود کو نہین پہنچا تھا کہ کشتی مین فوت ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۵ ہجری مین واقع ہوا۔

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تھا۔ شہر حیدرآباد مین چوک اسکے اہتمام سے آباد ہوا تھا۔ اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اسی چوک کے قریب میر کا عالیشان دولتخانہ تھا۔ فی زماننا وہ اصلی دولتخانہ باقی نہین رہا۔ لیکن دولتخانہ کی صرف کمان موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تھی عوام کثرت استعمال سے اسکو سوکھے میر کی کمان کہتے ہین۔ شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استرآبادی کو جو قدیم سے وکیل السلطنت تھا مختار کل کیا۔ تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چھوڑ دیا اور خود فراغت سے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑھتا تھا ع

ہر وقت خوش کہ دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اغزیو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن اخلاق و اعتقاد رکھتا
تھا۔ بناءً علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغزیو سلطان کو
سنہ ۱۰۱۲ ہجری میں سفارۃً قطب شاہ کی خدمت میں مع نامہ و تحائف روانہ کیا
جب مشار الیہ گودہ بندر میں پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر
معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا۔ سیادۃ پناہ
میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و مددخرچ
لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر میں پہنچ کے سفیر سے ملاقات
کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام
میں سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتھ
ادا کئے جاتے تھے۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر
و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغزیو سلطان سے
ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور
بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تھے۔
ایک تاج مرصع۔ و کمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گھوڑے بازین و لجام مرصع
و چند عباہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل و اطلس و زربفت و پارہ جوڑ قالین
اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی
عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

پر فضا مین اعزاز سے اُتارا۔ اور سفیر کے ہمراہیون کو بہی تشریفات لائقہ سے
سر بلند کیا ہمراہی سو سوار تہے۔ اتفاقاً سفیر کو چہہ سال تک مہمان رکہا۔ سالانہ
دو لاکہہ ہن سوائے انعام خرچ دیتا رہا۔ اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف و ہدایائے
لائق شاہ ایران کی خدمت مین بہیجا۔ پہر اغرلو سلطان کو مع سلطان قلی طالش
کو باتحائف و اقسام مرصع آلات بہی روانہ کیا۔ اور صفویہ سے محبت و اتحاد
کی بنا مستحکم کی۔

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکہا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر
عمارات کا شیفتہ تہا۔ اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی
تہی۔ مندرجہ ذیل عمارات بنا کیا تہا۔ فی زماننا اُنمین سے بعض موجود اور
بعض معدوم مین۔
آہی محل۔ باغ محمدی۔ نبات گہاٹ۔ عمارت کوہ طور۔ ندی محل۔ لنگر دوازدہ ائمہ
و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا۔ و حمامات وغیرہ
مسجد جامع و مدرسہ خانقاہ موجود ہے۔ اور دار الشفا و حمام کا نام بہی
باقی ہے۔ میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارۂ دکن مین لکہا کہ تمام عمارات
کی تعمیر مین ستر لاکہہ ہن خرچ ہوئے۔

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے سالانہ بارہ ہزار
ہن سالانہ وقف کردیا تہا۔ یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تہی - علاوہ وقت سالانہ غرہ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن
عطا کرتا تہا - اور تمام افسران سپاہ و رعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار
شاہی سے دیا جاتا تہا - اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تہا - ہر الاوہ پر
علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تھے - اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک
کو ایک ایک ہن دیا جاتا تہا - خوب ماتم ہوتا تہا - واویلا و احسرتا کا شور و
غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تہا - قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکہا کہ
اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑ گیری و زکوۃ معاف کر دی تہی - سالانہ
تخمینا دو لاکہہ ہن کی آمدنی ہوتی تہی -

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تہا تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو
اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا - معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کر کے
حکم دیتا تہا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم
نافذ کرین - بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تہا کہ زن پیر دیرینہ سال بیخوف
و خطر مال و زر ہاتہہ مین لئے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تھے - کوئی رہزن و ڈاکو
مزاحم نہین ہوتا تہا - علما و فقرا کو بہت چاہتا تہا - اور اُن کے علم و فضل کی بہت
قدر کرتا تہا - اُسکے زمانہ مین اکثر علمائے ایران جمع ہو گئے تھے - بادشاہ کے حسن اخلاق
نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن مین آئے
اور متوطن ہو گئے - بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا
دکن مین ایسے جمے کہ مر کے اُٹھے - فی زمانناً اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود یادگار ہین - اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استرآبادی نے کربلائے معلی
سے خاک شفا جہازات پر لاد کے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک
خاک کو زمین پر فرش کردیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت
دی - اور چند اشخاص مُردے کی تکفین و تغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے
انعام و وظائف معین کرایا وہی اشخاص غسال کے لقب سے مشہور ہوئے فی زماننا اُنکی
اولاد سے بھی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین - وہی مقام میر مومن کے دائرہ
کے نام سے معروف ہے - اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوادیا اور حمامین
دلاک و اصلاح ساز و سامان غسل بھی مہیا کردیا تھا - غربا و مساکین سے کچھ حق الخدمت
نہین طلب کرتے تھے - ہان امرا حمامچی و خدام کو بیحد انعام دیتے تھے - تمام شکرگزار
رہتے تھے - دیکھو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکھتا تھا کہ رعایا کے مطالب کو
اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تھا - کبھی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تھا - جفاکش
و متحمل المزاج تھا - سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تھا - دربار مین سادات
و علما کو نشست کی اجازت دیتا تھا - کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تھی
معاف رکھتا تھا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سوائے دختر کے کوئی اولاد نہین تھی محمد قطب شاہ برادر زادہ کو فرزندی مین
لیا تھا تعلیم و تربیت کے بعد بعالم شباب سنہ ١٠١٦ ہجری مین برادر زادے کی شادی دختر
نیک اختر سے نہایت تکلف و تجمل کے ساتھ کردی بیشمار زر و جواہر و خلاع فاخرہ
و عطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا - قطب شاہی مولف نے لکھا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتیں تمام مخمل و زربفت واطلس خطائی و دیبائی رومی کی تھیں اور علما و شعرا کو بھی انعام و اکرام سے سربلند کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان بریں تک پہنچا۔ نائے و نوش کا شہرہ بلاد دکن میں شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری عادلشاہ بیجاپوری و عماد شاہ براری شریک جلسہ تھے۔ بادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری و مدارات میں ایک دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ باہم خوب لطف مزے سے خوش ہوتے رہے۔ بتقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین و اکابر و اشراف و سلاحداران و لشکریان بھی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولی عہدی کو تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذریں پیش کیں اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد و دعانامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکھا کہ محمد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتھ ہم صحبت و ہم جلسہ ہوتا تھا۔ شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دلچسپی رکھتا تھا مراتب نظم و نثر میں عالی رتبہ و بلند پایہ تھا۔ فارسی و ہندی دکنی دونوں زبان میں کلام موزوں کرتا تھا۔ کلام شیریں با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان ہیں۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونوں دیوان فارسی و ہندی دکنی

خوشخط قدیمہ موجود ہیے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتون مین درج ہو چکے تھے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصری سے کیا گیا لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ آخر بمصداق کل من علیہا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ھو ھذا

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد — آبحیات خلق دریغا سراب شد
مہرے ز بوستان معانی فرو شکست — برجی ز آسمان مکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ و اقارب خدم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استرآبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کر کے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بہی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تہی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پہر سب امرائے دولت و ارکان سلطنت و علما و مشایخ جمع ہو کے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ مین اُس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

پھر روز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بہمنیہ شاہزادے کو تخت نشین کیے امرا و وزرا و علما و شعرا اور عایا و سپاہ نے نذریں دیں اور خوشی کے نقارے بجائے اور سلامی کی توپیں فیر کی گئیں۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کیے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعاره الفارسی

با شمع مگو گرمی دیوانۂ خود را — کاتش زند از رشک تو پروانۂ خود را

ہوش و خرد از پائے در افگند چو مستان — چون سر بکشی نرگس مستانۂ خود را

مستان محبت بدو عالم نفروشند — کیفیت نہ جرعۂ پیمانۂ خود را

با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید — بستیم دور و در روزنۂ خود را

گر جملہ جہان پر شود از گوہر یکتا — خواہیم ہمان گوہر یکدانۂ خود را

اے قطب شہ آخر رہ مردان رہ عشق است — مردانہ ہمی رو رہ مردانۂ خود را

ولہ

بے لب لعل بتان بادہ حرامست مرا — لب میگون بتا چون سر جامست مرا

با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم — اینچہ سوداست کہ با زلف چو شامست مرا

بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شدست — خال تو دانہ آن زلف چو دامست مرا

ہر زمان از پی دیدار تو آیم بدرت — بر سر کوی بلائے تو مقامست مرا

ولہ

ملک محبت کہ داد خواہ ندارد — ملک چنین ہیچ بادشاہ ندارد

گر ہمہ عمر نظر بروئے تو باشد — دیدہ تحیر حسرت نگاہ ندارد

ولہ

منکر زاہد نہ ایم و زہد ولیکن — دل سر و پروائے خانقاہ ندارد

بین کہ چہ طوفان آتش است ز عشقش — آئینۂ دل کہ تاب آہ ندارد

تکیه‌گه قطب شه چو گران نیست
حرفی ز لب یار شنیدیم شنیدیم
مردم همه درد سر بیهوده دارند
اعجاز صحبت منگر کم درین راه
این بسکه تماشای گلستان تو کردیم
هر چند که وحشیست دل آن نیست که گوید
ای قطب شه از درد دل خویش چه گوییم
در رهِ دوستی و لا نیست ضرر دانستم
خوش بجد داشت دلم کز تو وفا می‌آید
تا برخسار جهان سوز تو کارم افتاد
فتنه می‌بارد ازان چشم تو هم میدانی
قطبشه دوش که در گلشن کوی تو بودم
بدور خط رخسمت کم نشد شوخی و صیادی
وران وادی که آتش می‌شود گلشن در آزاد
اگرچه نیست بی عدل و داد شاهان را
بملک عشق از سد سکندر کس نمی‌گوید
خرابیها که دل از نرگسها ز غمها دارد
دلی کز دوست نالان شد پریشان گشت حیران شد
غم یار بکه در دل قطب شه دارد عجب نبود

جز کرم دوست تکیه‌گاه ندارد

وله

صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم
گر درد سر از باده کشیدیم کشیدیم
بی بال و پر از شوق پریدیم پریدیم
گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم
از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم
مشتاق تر از خویش ندیدیم ندیدیم

وله

سخن اهل غرض بود خطر دانستم
شکر باری که ترا یار دگر دانستم
روش سوختن آتش تر دانستم
از چه کم میکنی ای شوخ نظر دانستم
ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

وله

که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی
هزاران جنت است اینجا چرا دوری ازین وادی
ازان رنجیده تر باید بعاشق از تو بیدادی
درین ملک مبارک رو ندارد دست بنیادی
فدای آن خرابی باد معموری آبادی
مسلمانان مبادا هیچکس زین دست فریادی
گر از خاک درش سر بر ندارد کم نفس شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص بمعانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہو تو نور دیدہ بستو نشاب تاب تہا
اس مکھ شراب و دشت مرآفتاب تہا

تا دیس اس تماشہ مکھ سور نور دوست
مین روتے تہا سو یوں کہ او وقت خواب تہا

مجلس انزار پر یحیا نہ تشکل
جیو اس میان بصورت و معنی خراب تہا

سوا ورنہ مد ٹک نینو جو پیگا نہیں سیو دہاک
دیوانہ سیس آگ برہ نہی کباب تہا

ساقی تو آہ گرم معانی کی نہین نہ تنج
اس کیا ہی اختیار گناہ شراب تہا

وله

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیگا
تمن کے مرادان کی بہری جام دیگا

دو عالم کے دروازے کہلی ہین عشق کی خاطر
جی کوئی اپنی نام سون دل رام دیگا

جسے دل مین محبت علی و آل علی نہو
اسے خون جگر دار وے ناکام دیگا

نکہا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون
ہر ایک بستی مین تجکون بلند نام دیگا

اپن بخت حقیری نہی کدین دل مین کر غم
تجے دار وے صحت سون شفا جام دیگا

رقیبان کی دکہون سینتی قطب شہ تون نکر غم
خدا سارے رقیبان کی گلی وام دیگا

وله

سب اختیار میرا تج ہات ہی پیارا
جس حال سون رکہیگا ہے او خوش حال ہمارا

نینان آنجہو سون دہوون پگ پلک سون جہاڑون
جی کو خبر سولیا و کہ پھول کا تمہارا

تج عاشقان مین ہوا جنگ و جدل سو سب دن
ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس نہی جیو ہمن سو زندہ
او خیال کد بجا دی ہم ہر تہی تمک بہارا

جب تون لکھیا قطب شہ محبت آپ دل
نبی کی دعا تھی برس کا پنتہ پایا
پیاہون مین حضرت کے حقت آب کوثر
میرا قطب تارا ہے تاریان مین بجل
فلک دور تمنے سو منڈپ اُچاکر
سورج چند آپی تال ہوکر بجین تب
کرے مشتری رقص تجہ بزم مین نت
کلیان عشق کی تجہ مین کہلاکر
میرا گلستان تازہ اس تھی ہوا ہے
زندی دشمنان کو سو یکجا ملاکر
خدایا معانی کی امید برلیا
خدا کی رضا سون برس کا نتہ آیا
دعاے اماں تھی تجہ راج قائم
گلِ مصطفی ستی سیرا گندا کر

ولہ

تیرے ہونٹان کی حقے مین تھی لامنجکون دوا
کیا غرض تجکون یہ بجنان سون پلا سافی
وعظ تیری نتو معانی نبد میا ہے دل یارب

ولہ

دیکھو کہ کیون انو ہمنا سنتین وفا
لکہی سو پایہ ہون نہین کچ پانکا گناہ

ہے شش جہت مین تجکون حیدر کا تو ادھا

ولہ

خوشیان کے خبر کے دمامے بجایا
تو شاہان اُپر تجہ کلس کر بنایا
تو تجہ پر فلک رنگ کا چھتر چھایا
جڑت سب ستاری سون اسپر چڑہایا
منڈل ہو فلک تجہ تمایان بجایا
برس گانٹہ مین زہرہ گلیان گایا
پہولان عمر کی ل بوستان تھی گنوایا
تجہ اُس باغ میوہ دمادم کہلایا
سو اسپند کے پاتران کرنا چایا
کہ جیتون سانت کی بہونتی جگ سب اکہیایا
سہس شکر کر تون برس گانٹہ پایا
خدا کی زندگانی کا پانی پلایا
تجہ اُس گل کا سیرا حمائل بنایا
تیرے دردان کون سدا تیری تھی ہے شفا
غم بچہین عشق و خوشی کا ہے صفا ہور صفا
کرو آمین نبی و علی تھی اسکی دعا
یک تل نہین ہوا کہ کری تہ تھی جفا
جن ظلم کے تو اسکون آہی درد بی دوا

کرتے ہیں دعوی شعر کی سب اپنی طبع سوں
بخشیا فصیح شعر معانی کی تیں خدا

وله

سجن تجہ نگہ عرق بند بند بہت زور دستا اب
او بد جن کو ہی سو عاشقاں دستا اب

معانی قطب شہ کس معز نگہ رمز نہانی پیو کا
کبھی جی سر مجلس کا سو سچلا حور دستا اب

وله

ہمکو پلا مجھی ساقی پیالہ بہر بہر کر
کہ پی تے ہیں ہمیں دائم پیا کہ اسکی دست

دلیل پایہ ہوں تج زلف ستیں آب حیات
اچھی جو زندگی کا نیر تیری زلف میں ارست

تیرے خیال کی مرغاں ہمن کی ہیں جگ پنکھی
تمہاری یاد سوں پنجری تہی مرغ دل ہو بجست

ہمکو کرو پنکھی تم بال پر سوں مغرور ہی
کہ لی پنکھیاں ستی تم ہیں ہوا ہوں الست

تمہاری یاد بغیر نہیں ہے بزم سو رنگین
کہ میری بہاگ لکھیا ہے اے عیش روز ازلست

سدا تو مدح نبی و علی کہ کہتا ہے
معانی شعر تیرا تو لکھی ہیں دست بدست

وله

نگہ تیرا دیکھہ کر ہیں آج مست
تیری نگہ کی تیں ہوا ہوں بت پرست

نگہ عرق ہیں زور ستی ہے عجب
میری زردی ہیں رنگ لعل لست

وله

خال ہندو کا بہلا کر منج کیا ہے بت پرست
سب خیالاں اپنے پیت کرتا ہے ہمر خیال پرست

ای معانی توں چھپا کر کاہی بیتا ہے تمرا ب
کوتوالاں لکھہ ہے باتاں تیغ زن دست بدست

خورشید نگہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
اس ابروان کو سجدہ کیا ہے ہلال عید

خرم خوشیاں سوں شیو کی سینیاں ہے بہر ہے
ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید

تج خند کا شکر دی منجی شیر خرمی ہیں
شربت پلا ادہر ستیں کھیلیا گلال عید

وله

خدا جیو کی جان کون دکہا یک بار
دکہاں عرضہ کر غم کروں خار و زار

سمند ناز کا گرد سرا کر و
کہ انکھیاں دیکھتے سو ہوے قرار

کرے کن دلیل و دلائل سوں عشق
دلیلاں ہیں الجہی ہیں عالم ہزار

جھلک مین شمشیر تھی تو نڈر
نمک چاک کر ہم ہوئے افگار

کرنالہ تج ناز زلفان تھی جن
وو مجلس تھی کرنا ہی سکون بہار

معانی وصا گا بندہے زلف سون
اُسی تھی دی مصطفی وو انار

ولہ

صورتان ست ہیرے نینان تھی کے مین باہر
جیو مجنون ہوا ستی تمارا ذاکر

باندیا احرام کہ تیرا کرونگا جیون سجن طواف
نعل تک آنجہو ہمن کو نین ہونا صبر

مین کتابان تو علم کیبان پڑیا ہون بہت ولی
گال خط مشکین جی ناپڑتہ نہ ہوتا آخر

ولہ

سب مل کر مبارک بادی عید غدیر
اس حق تی انگی سبھی خوشیان دسین اُمم صغیر

مومنان کون شادی ہور خوشیان کا آیا ہی خبر
تو خوشی کے بحر کون آ بلیا مدح کبیر

منبر پانی عید کا جگ مین گنا و عیش سون
مطربان لیا گرو گوا و راگ ہور لاو عبیر

مدح کیتا کہون کہ آنگے مدح کون پایا نہین
گرد انو کی نعل کا سرما کرین شاہ و وزیر

کر دعا تون بہیج صلوٰتان محمد پر سدا
اس دعا صلوٰۃ تھی ہوگا تجھے فتح کبیر

ہے محمد قطب شہ بارہ امامانکا غلام
مین سو عاجز داس تیرا یا علی منج دستگیر

ولہ

کھلیان مین کلیان یو مستی ستین جیون نو بہار
می پلا ساقی ہوا ہون مستی مین بی اختیار

دیدا و پر جب پڑیا ہوئے غنیمت وو گھڑی
سب گھڑیان ناپوچھون ہے وو گھڑی منجکون شمار

تیری یادان سون معانی پیتا ہے پیالا مدام
اپنی پیاران ستین توڑو تمہین اُسکا خمار

ولہ

تو چمن دکھائے جیو دلم خانہ خانہ کر
عشق تو مجہ تنم زن و مستی بہانہ کر

ای صبا کہ کل جو کیا تازہ ای صنم
ادغمزہ تازہ تازہ تیرا عارفانہ کر

ہاتف ندا کرے کر دوانے زمزم صبوح
میرے دلم میانہ رمز نہانہ کر

بیدار ہیم تمن سون ہماری کہانی ہے
اد چشم ساحرانہ تیرا ٹونہ ٹانہ کر

پہونچا تو باد معانی عروس عیش
سہندے سہند جب کرے مجہ جان آرام پر
ساقی آ بار یا جام دے ہے او مجی آبحیات
نینا کے پانی مین سدا مجہ دل ترانے مین کر
قصا ہے جگمین لیلی مجنون ہور فرہاد کا
گالیان سنتی اُو ناز مین مجہ یاد کرتا کر سینہا
ہم بت پرستی چہوڑ کر زاہد نکہ بوجو صمد
دنیا کا حکمت نا بوجہین ہرگز حکیمان علم سون
شعر معانی ان بندہ عی ہین جگمین حسن کے
سوریمن پیالہ مین ساقی شراب پور کر
میرے خیال کہین پہ ہنستے ہین عاقلان سدا
باد سحر کیتا کرے بیہدہ ای دوا دوہی
صبر مین ہے نیتجا صبر تون نیک جہن کہا
اندہاری شہر یہ خورشید تابان تک شعر رکر
کہیا عرضہ سنو تین ناز سون کہی کام ہے منجکون
کری ایران زمین پر بادشاہی تنج نہیں ہے غم
سو اُس نجیر زلفان سون کینا کون تو قید کرتا ہے
تمہارے عکس تہے روشن ہوا ہے چاند سنت تلمین
غباری خط سو اُس کہ یہ عجب ہے جو پہنچا ہے

قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس شہانہ کر
نا بات مصری منصرن مین اُسکے جام پر
پیکرا دہوتا مین کرون رقاصی جہت بام پر
کو زبال پتلیان سون جیر الیجائے استفہام پر
اب عشق میں جلوہ کرتا ہے تیری پیغام پر
اب دل کرون قربان اُس دشنام کی انعام پر
ہم کام مین تجہ کیا غرض رہ دنیا لااب کلام پر
گاوو ترا عشق کا نس دن پیا کے نام پر
ہری صدف موتی جہیا آپ ایزد نام پر

ولہ

سو غم دیر سا کون بکد و قدح سون رکر
جا تو نجا تو کہیں کچ کہین پیا کے سور کر
بکد و خبر خوشی کے لیا سو دل و جان ہر کر
اب تن معانی عشق سون درد و جہان ظہور کر

ولہ

اتہالان آہ کے داڑے مین منج سینے ہنے ور کر
غروری آہ کرتے مین کیتا اب حسن کے زر کر
بدن کا نیان سینہ تا ہوں پیا تون نگہ سر کر
نسا داغ غلامی دے منجی مجہ مین عنبر کر
وگرنہ زنگ کا تہکا ہے تنج بن خاک سر پر کر
سو یہ نی اُس مرقع تا سنگ ہے ہیبت جگر پر کر

ہمارے آہ کی شعلیاں تھی پایا ہے شفق لالی
اسماسان دو دسیری تھی پر چھایا ہے منظر کر

خدایا لطف کا باران ہیچ اس شعلہ کے اوپر
کہ جیوں نمرود کی آتش میں براہیم سرور کر

رقیبان کہنیاں سنکر ہماری ہوتے ہیں حیران
معانی آپنے دل میں علی کا مہر مظہر کر

وله

شیعیاں کا عید پھر کر آیا ختم غدیر
دو جہان روشنی پایا سو اس عید کبیر

آیت قران نازل جیوں ہوا حضرت کہ تئین
مرتضی ہیں پیش جگ میں جیوں محمد بی نظیر

انبیا ہور اولیا میں حق کیا تمنا بڑا
سچ تمیں داماد پیغمبر ہیں علام الخبیر

مصطفے کے مر پر سہرا پہین دہرن آیا چندا
مرتضی فرمان سوں پھر کر آیا مہر منیر

دین دنیا دونی میں حضرت تے قائم ابد
دو جہان کی حکمتان میں ہے تمہی روشن ضمیر

کل عالم سب تمن خدمت کون باندہی ہیں کمر
منج بندہی بیچارہ کون باندو کمر ہو دستگیر

ازازل تھی ہے غلام مصطفی قطب ان
منج غلام کمترین کون دست پکڑ دیا امیر

وله

ہمیں ہیں بے ہنر گر ہوے نظر یار
ہنر داران میں دیسیں گے ہنر دار

نظر تج پر الہی کا ہوا ہے
توجہ بی تھی ہیں شہان سب بھرے دربار

دنیا کا پہول اچھا ہے جفا سوں
پتہ میں رکھہ خدایا منج اس آزار

محبت مئی دسی اس مکہ صفا میں
ہمن پیالے می مئی بہر ساقی گلنار

دیا استاد منج تعلیم کچہہ ہور
ہمیں کج دیکہہ کر باندہی ہیں زنار

صراحی کے اوپر پیالا چھپا ہے
کہ اس چھپی بغیر چھپے میں بیکار

درد و دوا جانے حکیم خوب دانا
ہمارا درد کیا بوجہیں گے اغیار

معانی پر نظر اس یار کا ہے
سدا اس نہ سوں بیدار دیدار

وله

سو نظر سامنے نہیں ہے یار
نین پانی میں تیرتا دلدار

پلک پر مین پلک جتا موندون
دون بہی نکلی بہار پہالی مار

قبلہ کا تیتہ نہ کوئی دکہاوے سراج
منجکون جو ند ہر نماز بیک قرار

سامری سحر مین جتنا کہ کرون
باطل السحر ہے بچن در کار

دارو کرتے ہزار وضع طبیب
تون دکہا غمزہ ناز سون یکبار

عشق نا نگر کیا زمین دل کا
ستون آنجہو کہ ہوی شجر در بار

باردہ میری جہاڑ کون یارب
پہول پہل ہوئے تا سبہی گلزار

ہے معانی گنہ گار بندا
رکہہ محبت نظر سون تج دربار

ولہ

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور
ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور

ہندو ریت کون دیتے مین تم رواجان
کہ بتخانہ بنے ہے ٹوپے ہمن سر

تیری یاد کا بحث غم ستین کرنے
ہمن جنسیت ناسک وو کرتا ہے عرعر

ہوا ہے ہمن قصہ یک بی ستین بند
جمی کوئی بسم نا جانے ہے خبر تہی کمتر

بلائے منج ادنا زمین ست ہوکر
سدا کہہ یارب دوستی کا شکر

کلا قند و نابات کا کیا کرون گا
سو تکہ پہولی تہی باندسیا گیا قند تہر تہر

صفا تکہ تہی پیتا ہون میں رعوانی
تو دندیان سون لرتا ہے مریخ اختر

تیرے تکہ کے پانے پہ ظلمات ہے وہ
ندستا کہان ہیون اللہ اکبر

تیرے عشق کے نیر تہی مین ہون زندہ
ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر

معانی کی ثناخان کو نابات لا گیا
وو میٹہائی رکہتی مین شہران مین گہر گہر

ولہ

قرآن کی ہے آیت ستین راجوٹ کر
اس نیتہ مین ہون روا نا ایجا منج اسکی دربار

تج دیکہہ کر تہلی مین سب کافر و مسلمان
نا جانون ریت کیا اسکا ہی گرم بازار

شرع محمدی کون لیاوو ہمارے میانے
حک کر عمر کی نپدن پٹہاو سنبہالکی طومار

آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی
جسکون اچہی گنجینا اسکون کہلین گے اسرار

اس ہادی دین ہے جنکوئی اسکو نہین کدہین غم
غم تو نکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار

وله

پیا یکہ تھی چوتا شراب منور
پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بہر بہر

چکا نقل ہوتان کا ستی سون منجکون
خوشی سات غم کون ابہار دنگا از سر

تشبیہی بے شرم نور مین ہے وہو انچ
ہنہٹ کوروالس سون ہووے برابر

تیرے کام مین کام رکہا ہون مین تو
دیا عشق شاباشی کے منجکون چادر

منجہی آگ کو کلیان کی کرسی نہ تاثیر
تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر

براہیم کا قصہ پہچایا ہے جگ مین
نکو لیاو بہی کوئی کہانی آذر

عشق کے مناری اوپر جیو دل سون
معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر

وله

تم ہمن مین تون کی باتان ہیان تہیان ارت سبب
رات کیان باتان صبا نین ہین نہین تن ضمیر

تیج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بہریا
تو محمد میم تہی پایا دو عالم کا ہیر

وله

نہنی سانولی پر کیا ہون نظر
خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر

تیرا قد سرو نکلی جب چہند سون
دسن جوت منجکون دسن جیون قمر

پون سیتی ہٹ رکہی ہے آپ کمر
سورج چند من جہکی وو زر کمر

مین اس نور سون لیدیا ہون کیا عجب
دو جگ روشنی پایا کس نین خبر

تو دوری ڈراوے ہنجی وو رہتی
وو کیا بوجہی ہو دل مین ہے تو نگر

معانی کے باتان تہی جہرتا نمک
جی جا کہی کہے ہے نمک سون شکر

وله

نازک نہنی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز
لوچین کجل جہلکین وو لی ہاری نہ بہچانے ہنوز

نہ پر سوں بھرتی نہین شیشے سر بہرتی نہین
پیالی مین مد کرتی نہین عرض نا مانی ہنوز

اسمین مجھ تیرا آہے تجھ قول کون سیرا آہے
معشوق تون میرا آہی جانے نہ دل لانی ہنوز

نہین بن کی کہیل ہولان نہین امرت او تیرلان نہیت
مکہ صافین بولان نہین آپ نرخ نا جانی ہنوز

قطب زمان کون چاب تون نہ کی بچین من آن تون
دہی عشق گری ان تعین کیتیا آپس تانی ہنوز

ولہ

سبز مکہ پر دمیا ہے سبزہ ہوا ستی چیز
آرزو مد جو وہی منج جیو جی تہی جیوں گلریز

دائرہ ماو حریفان پکڑی ہین دنبال
ہوش سون راکہہ قدم کاتی ہین تج بینہ چونیز

کیون چھپا ہیوین ہمین حی پہلان گلزار منے
کہ صراحی کرے قلقل سن او پر قاضی تیز

دنیا کے پہول ہین تعین ابن فنا کا نہ منسکین
کہ سبہی پہول کون جو پہر لگی ہین کانٹے دکہہ انگیز

کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید
دل پیالی مین بہرین ساقی شراب لبریز

شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب مین
شعر حافظ کہ سہرا او پرآ ہے تاج پرویز

ولہ

دیکہا ہون پہنہ کہ میخانہ کا ہو در بازہ
کرونگا شکر گزاری رونگا سجود گا نہ نماز

بجائی سو بجنتر کیا کم آویگا منج کون
ہمارا او ہی بجنتر کہ آوے خم تہی آواز

ہمین سو عجز کرین او کرے بڑائی کی بات
سوال نا دوری سنگ کرتا ہون وو در پر نیاز

تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے
نہین ہے حاجت اسی جاوی کون تا بحجاز

معانی آس تمہین کیا بوجہین اہی میخواران
تمارہی بزم مین کرتی ہے شمع بات مجاز

ولہ

پیا مکہہ نوروز تہی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز
سورج آو حمل پایا نہ عیان ہم عید ہم نوروز

مبارک ہین تیری مکہہ نور سورج تہی ہوا پیدا
خراجان لیکہ آئے ہین شہان ہم عید ہم نوروز

شہان آئی ہین سنت دیکہنے تم بزم عشرت کا
شہان کا شاہ دیوے دولتان ہم عید و ہم نوروز

کیا کسوت زمین نوروز بہوت کنو پلیان لا استبین
او کسوت طرح رنگہہ ہوتی کیان ہم خنیدہ ہم نوروز

محمد کی غلامی کا منج خطابی سربلندی ہے
خوشیاں آئی محمد دور تھی منج گھر انند سوں
جشن نت نت عید ہور جشن نوروز کا کیا جی
سہیلیاں دوستاں گل دو کہ غم کا سب اتر بہا گیا
خدا منج بخت دولت کا ہے سب سپہان اوپر
پیا تج مدح بولیا ہوں امید ہور آرزو ستیں
تمہاری صفت کہنے سے ہوا منج شعر نورانی
تمہارا فیض بخشش کا بہوت ہی عام خاصاں پر
دعا سوں ختم کر رنگین غزل قطبا اتوں
خدایا عید ہور نوروز شادی کہہ ہو برساں

وله

سورج کرنا سوں باندی سایہ باں ہم عید ہم نوروز
یہوں کر شکر دائم میں سکہاں ہم عید ہم نوروز
سوہی پاہی مراتب پاتراں ہم عید و ہم نوروز
خبر لیا یا خوشیاں کا یو زماں ہم عید ہم نوروز
تو منج دربار کر جیں گجاں ہم عید و ہم نوروز
دیو تشریف گنج لامکاں ہم عید و ہم نوروز
او شعراں کوں پڑیں سب شاعراں ہم عید ہم نوروز
ہمن تجنو عشق کے لایاں ہم عید و ہم نوروز
کریں آمیں ملائک ہور قدسیاں ہم عید ہم نوروز
کروں تا خدمت صاحب زماں ہم عید و ہم نوروز

وله

ادی خیال لیجا و تو خبر میرے پیا پاس / منج تا مین طلب بندگی کا نیہہ اس لباس
دن رات اوجالا اچھی او دن توں جا کر / مقبول دعا ہو تیرا عمر جاوی کہ سب نہاس

وله

راز رس کا تم ستیں کہنا ہوس / تیری بات انکار کا سنتا ہوس
بی کچی کلیاں بہری باغاں منی / رس کی کلیاں باغ تج چننا ہوس
بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت / مکھ دو باتاں پیالہ سوں کہنا ہوس
کونلی ڈالی کوں لگے پھل رنگ رنگ / اس پھلاں سیتی طرا گندنا ہوس
سب بہشتی حور اس پاساں جیوں / روح کوں اس باس ہے سنگنا ہوس
شاعراں پڑتے معانی شعر لیک / شعر حضرت مدح پر پڑنا ہوس

وله

ہوا ہے فرح بخش ہور ساقی سرکش / سمند ناز پر باندی ہیں کس پہ ترکش

سو اس لعل کا گرد عنبر ہے جیو کا ۔۔ وو خوشبوئی سنگ ہوتی عطار بیغش
سورج چاند کون کیون کرون تجھ برابر ۔۔ ہمن نین کا نور ہے تون پری وش
معانی ریا ترک کر عیش سعن آچہ ۔۔ کہ سٹپٹیا ہے تجھ ہات انچل سبزوش

ظفر شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص شیخ محمد برہان نام۔ آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہین۔ سن شعور وتمیز کے بعد آپنے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑہین۔ فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی۔ اور عروض وقافیہ وعلم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکہ سخن سنجی مین ظفر مند ومیدان شاعری مین فیروز مند تہا۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین دنیائے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔

من اشعارہ

بنود شکوہ ز صیاد دل آزار مرا ۔۔ گر دہد موسم گل رخصت گلزار مرا
ہست گویائی من قدر جواب سائل ۔۔ پاس تمکین خودم ساختہ کہسار مرا
بید مجنون صفتم سر بزیر زمین تسلیم ۔۔ خم شدن بہر تواضع نبود بار مرا

ولہ

درین عہد ست الفت بسکہ سامان جدائیہا ۔۔ بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا

ولہ

بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست ۔۔ خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب

ولہ

عوض بوسہ لعلش دل و جان این ہمہ نیست ۔۔ بدل طلعت و باغ جنان این ہمہ نیست
دل بسودائے سر زلف کسے رفت ز دست ۔۔ گر نشد سود درین کار زیان این ہمہ نیست
مشتم ای دل کہ بود زلف صنم تارے چند ۔۔ پر حذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

وله

نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار — من هوای بوسه دارم و زمن دارد کنار

دست ورنگ حنا خیلی با آسانی گرفت — آرزو دارم چنین در دست من افتد نگار

وله

از وطن آواره گشتن هست استقبال مرگ — بر مبادا وای شهر بهر خدا محمل رسنگ

وله

حاجت روای عالم محتاج کس نگردد — بر شیشه ننگ باشد تقلید جام کردن

وله

گل از خدنگ ناز تو در خون طپیده — نرگس بشوق دیدن چشم تو دیده

نقش قدم ظفر بسر راه تو دیده گفت — از دامن که ریخته گلهای چیده

وله

از عهد شعور می پرستم کردند — دیدند ز اهل هوش مستم کردید

در گلشن اتقیا ز مثل نرگس — چشم شده وا جام بدستم کردند

وله

به بزم آتشین رویان دل دیوانه گم کردم — سپیدی داشتم اما در آتش خانه گم کردم

مباد اهیچکس یارب چو من آواره مجنونے — کز آبادی جدا افتادم و ویرانه گم کردم

ظہوری - ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص - ملا محمد طاہر نام - نور الدین لقب ہے - ترشیزی المولد ہے - وطن مالوفہ مین سن شعور و تمیز کو پہنچ کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہو کے شعر و شاعری کے طرف راغب ہوا - قدرۃً موزون الطبع تہا - تہوڑہی ہی مدت مین کلام موزون کرنے لگا - اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجہ بلندی کو پہنچا - شعرائے معاصرین اُسکے کلام کی داد دینے لگے - اور اُسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے - اسیطرح متاخرین نے بہی اسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے - جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتہ لیتے ہین چنانچہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

صائب بدا تستیم سرو برگ این غزل　　　　این فیض از کلام ظہوری بما رسید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے ظہوری کی طبیعت کیا تہی۔ بحر مواج تہی سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ اقران و امثال سے بڑہ گیا۔ نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے۔ اسکی نثر بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے۔ بازار سخن نے اسکی رنگین بیانی سے رونق تازہ۔ اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہاے معانی سے شادابی بے اندازہ پائی۔ انتہی کلامہ۔

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری کی گذران اوقات کا مدار کتابت پر تہا۔ باوجود علم و فضل مفلوک الحال تہا زندگی تنگی سے بسر کرتا تہا۔ عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا۔ مال و دولت کو محض لاشی جانتا تہا۔ بذریعہ کتابت جو کچہہ دستیاب ہوتا تہا اُسی پر قانع و صابر رہتا تہا مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکہہ کے فروخت کیا تہا۔ انتہی کلامہ۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکہا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ پس وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت مین مستفید ہوا۔ اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوے ۹۸۸ھ ہجری مین وطن مالوفہ سے بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا۔ "تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکہا کہ اولاً احمدنگر مین پہنچ کے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اُسوقت بیجاپور سے سفارۃً احمدنگر مین آیا تہا۔ ملک قمی نے ظہوری کے ساتہہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی۔ اور ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا۔ جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت کی تب چندروز کے بعد ظہوری بہی بیجاپور مین پہنچا۔ اُسوقت ابراہیم عادل شاہ وہان

حکمرانی کرتا تہا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تہے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تہا۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان ہوتے تہے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تہے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتہہ حسن سلوک فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبرو سے عزیز مکان مین رکہا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طور سے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکہا۔ اور اشعار مین کنایتہً ممدوح کے نام کے طرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بہی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ **ہو ہذہ**

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا	کہ لب مبند ز مدح اجلّ الحکما
مسیح عصر شفا خضر وادی الہام	مسمّی خیر خلائق عزیز مصر بقا
زہے کریم نہادی کہ در نی گلشن	بنا فرید خدا نون متصل بابا
چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار	گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبیٰ
عجیب نیست کہ از مین نبض گیری تو	باعتدال جہد نبض موجۂ دریا
بعلت یرقان طمع گرفتارم	عجب نباشد اگر زر باشدم سیما

زمانہ ریختہ شور آب حسرتم در حلق — چرا اسیر نباشم بقرحۂ احشا

ہمیشہ سدّہ افلاس بر جگر دارم — کہ غیر شربت دینار ہست میل دوا

چہ حالتست کہ ہرگز گلوئی روزئی من — نمیشود ز کمند خناق فاقہ رہا

نہ بدور تپ ہجران یار بستہ دہن — کسے ز شربت عناب تنگ روئی شفا

دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور — چنان بجلۂ دل آورد عروس جفا

چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ — کہ مستحیل شود غم بمرّۂ صفرا

نیافت مادّہ احتیاج ہنوز — تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا

کجاست مسہل سقمونیائی بود کہ شد — ز بلغم لزج خلط ممتلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسّی ہین۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تہا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تہا۔ چنانچہ میر سنجر معمائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح مین کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند — نخست والی غزنین دوم خدیو دکن

رسد بعہد تو شاعر بہمایہ ملکی — زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر مین ملا ملک قمی و ملا ظہوری کے طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوتا تہا۔ اور ناز کرتا تہا کہ میرے دربار مین ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین روسا ہند کے دربار مین اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت مین رکہتا تہا۔ باہم ملک و ملوک مین ایسا اتفاق و اتحاد تہا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ مین ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکہہ کے رشک و حسد کرتے تہے اور کہتے تہے کہ

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے۔ اور عادل شاہ بہی اُسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری
بادشاہ کی قدردانی و جوہر شناسی دیکہہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تہا۔ ستائش نامے
و قصائد مدحیہ لکہہ کے پیش کرتا تہا۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تہا
حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تہے۔ پس ظہوری نے تہوڑی ہی زمانہ مین عادل کے خوان
احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا۔ دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا۔ ملک قمی نے
جو دربار عادلشاہی مین معزز شعراسے تہا۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد
دیکہہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی
کردی۔ مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا۔ پہر خسر و داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا
کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک رہتے تہے۔ اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ
تقسیم کرتے تہے۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ (قبل ازین در
پیرائش گلزار ابراہیم واکنون درگستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ)
بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل
و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفۂ عادل شاہ کا خطبہ لکہا۔ عبارت نثر و نظم کو
تلازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتہہ ایسا آراستہ کیا
کہ شعرائے نازک خیال اسکی بی نظیری و عدم المثالی کو مانتے ہین اسکا ہر ایک فقرہ
مسجع و مقفی ہے۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے۔ یہہ نثر سہ نثر ظہوری مشہور ہے
دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین دائر و سائر ہے۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو
برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکہا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے
ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی ناموں پر فائق ہے کیونکہ ساقی نامہ اسکا مقابل
نہیں ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بدخشی عالمگیری نے تقریباً
اساتذہ کے ایک سو بیس ساقی نامے جمع کئے کیونکہ ساقی نامہ اسکے ساقی نامہ کا ہم سنگ
و مقابل نہیں ہوا۔ انتہی کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک
کی نقادی بہ نسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ مین نے
ایک سو بیس ساتذہ کے ساقی نامے جمع کئے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا
مقابل و ہم سنگ نہیں ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش
بدوش و پہلو بہ پہلو ہے انتہی کلامہ۔ واقع مین اگر انصافاً دیکھا جائے تو ظہوری کا
ساقی نامہ چیزے دیگر ست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونون مین فرق بین
ہمچو آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہین وہ خوب اس فرق کو سمجھتے
ہین۔ اور تمیز کر سکتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل مین بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ
سے چند چند اشعار گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کر لین گے۔
اور سرخوش و غیرہ تذکرہ نویسون نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ
والی احمد نگر کی خدمت مین پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود نا آشنائی
سخن ساتھہ ہاتھی نقدی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بھیجا۔ جسوقت یہہ صلہ
پہنچا اسوقت قہوہ خانہ یا حمام مین بیٹھا ہوا تھا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی مین مشغول
تھا۔ ہرکارون نے صلہ مذکور پیش کرکے قبض الوصول طلب کیا۔ فوراً پرچہ کاغذ پر
مستغنیانہ لکھدیا۔ کہ تسلیم کردم تسلیم کردم۔ بعضے تذکرہ نویسون نے لکھا کہ کل صلہ
کی نقدی حمامچی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کردی۔ عرفاً کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسیقدر معتدبہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

ابراہیم عادلشاہ کی توجہ وقدردانی سے ظہوری نے ہندوستان و دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم ونثر کے چرچے شعراکے مشاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابوالفیض فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا۔ فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بہیجی اسمین ملک دکن کی کامل رپورٹ لکھی اور اسی عرضداشت مین لکھا کہ احمد نگر مین دو شاعر خاکی نہاد وصافی مشرب ہین۔ شعر وسخن مین رتبہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش رکھتا ہے۔ تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام خوش اخلاق تمام ہے ہر ایک آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بہی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجہہ سے نقل کی کہ ایکروز شرفاء مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تہے اور افراد بہی آدم ہی حوض پر بیٹھے ہوے ہم صحبت تہے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تہا۔ سلسلۂ کلام مین ایک بزرگ ماوراء النہری نے کہا کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹہکے مومنین کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صبلغ نیشاپوری کہڑا ہوا کہا۔ اے ناعقول کیا بکتا ہے حوض کوثر مدور ہے اُسکے ساقی علی مرتضیٰ ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ۔

مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ تقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کتاب بدور السافرہ مین لکہا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا علی الحوض انظر من یرد علی والحوض مسیرۃ شہر وزوایاہ علی السویہ یعنی عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری بیجاپور سے

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تہے۔ فیضی کے قیام تک احمد نگر مین سکونت پذیر رہے اکثر اوقات فیضی سے ملتے تہے باہم مکالمہ و مشاعرہ کا خوب دور چلتا تہا۔ فیضی کو دونون کی ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا۔ دونون فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تہے۔ دونون نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونون کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونون کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب مین رکہا۔

خزانۂ عامرہ مین آزاد بلگرامی نے لکہا کہ ظہوری و عرفی کے درمیان موالات و مراسلات کا سلسلہ جاری تہا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ مین بہیجی۔ شال معمولی درجہ کی تہی ہدیہ کے لائق نہ تہی۔ عرفی نے شال کی ہجو مین یہہ ایک رباعی لکہی۔ ؎

این شال کہ وصفش نہ حد تقریر است　　آیات رعونت مرا تفسیر است
نامش کنی قماش کشمیر کزو　　صد رخنہ بکار ہر دم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری و ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تہے اور اسکی لیاقت و شاعری کی داد دیتے تہے۔ اسیطرح نظیری بہی دونون کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ باہم دوستانہ تہا۔ خط و کتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکہتے تہے۔ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین ظہوری و ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بہیجے تہے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات پر غزلین لکہین۔ ہذہ ماخوذہ من تذکرہ تمنائے اورنگ آبادی۔

مرات الخیال کے مولف نے لکہا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس مین شعرائے اسلف کا تذکرہ ہورہا تہا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روے زمین مین ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہین ہوا حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہین؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجہہ مین نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

شیخ کے کلام کو لائق نجانا ہو گا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت مین ایک رقعہ لکہا تہا۔ اور اس رقعہ مین ایک غزل بہی لکہی تہی۔ فیضی نے جواب نہین بہیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہین ہوا مگر غزل دیوان مین ملی

ھو اللہ

از دم تیغ نگہ تن بطپیدن دہیم — سرمۂ حیرت کشیم دیدہ بدیدن دہیم

از روش جلوۂ آہ بر آہ افگنیم — در خلش غمزہ خون بچکیدن دہیم

بند نقاب کشیم تیغ و ترنج آوریم — یوسف و یعقوب را کف ببریدن دہیم

گوشۂ دامان آہ ماندہ تہ کوہ ضعف — اشک سبک گام را پائے دویدن دہیم

گرچہ ندارد کمند کنگر ایوان وصل — نالۂ شبگیر را تار رسیدن دہیم

بہر تماشائے حسن بر رہ شاہین عشق — فاختۂ عقل را بال پریدن دہیم

از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم — برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم

توبۂ پرہیز را کردہ شکستن درست — محضر ناموس را زیب دریدن دہیم

آمدہ نزدیک لب حرف کسی دور نیست — گوش ہر موی را گوش شنیدن دہیم

محمل دل در حرم پائے بدامان کشید — بختی امید را سر بچریدن دہیم

بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت — بازوئے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوی تب شعرا و علما نے تاریخین اور تقریظین لکہین۔ ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفون کے عدد شمار کئے جائین تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے بہی قصیدے اور رباعیان لکہین۔ یہ رباعیان

مندرجۂ ذیل ہین ــــہ

دانائے ازین دفتر کل دریا شد ۔۔۔ پیداست نقاطش زچہ ناپیدا شد
شد وقت حصاد دانہا خرمن گشت ۔۔۔ شد سیر تمام قطرہا دریا شد

وله

از چین سخن گران سخن نتوان ساخت ۔۔۔ بوی بوزید صفحہ مشک افشان ساخت
صیاد خیال از پئے آہوئے قلم ۔۔۔ ہر نافہ کہ چید در بغل پنہان ساخت

وله

این نسخہ کہ شاد کرد ناشادان را ۔۔۔ رہ ساخت شاگردی استادان را
ہر نقطہ ز تار خط نیفکند کمند ۔۔۔ در بند روا نداشت آزادان را

وله

اے بخت بیا یاری این بیکس کن ۔۔۔ تا پیش روم موانع رہ پس کن
ہر نقطہ کہ کردند ازین نسخہ برون ۔۔۔ شد مہر لب سخن ظہوری بس کن

وله

این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند ۔۔۔ ذرات درین شعشعہ سیماب شدند
از پردۂ لفظ حسن معنی بدمید ۔۔۔ خورشید برآمد اختران آب شدند

وله

فیض ازل از چہرہ برافکند نقاب ۔۔۔ از لوح خرد سترد آثار حجاب
سرزد خورشید معنی از مشرق لفظ ۔۔۔ نیلوفر نقطہ سر فرو برد بہ آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان۔ ظہوری بعارضہ بخار بیمار رہا۔ معالجہ کیا جاتا تہا لیکن کوئی دوا موثر نہین ہوتی تہی مرض روز بروز بڑہتا گیا۔ آخر ۱۰۲۵ھ ہجری مین اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا۔ بیجاپور کے مقبرہ مین دفن کیا گیا۔
اب مین ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجۂ ذیل گذارش کرتا ہون [illegible] اشعار

ہردم ہوس نہد سخن در زبان ما ۔۔۔ عہدے بہ بوسہ کاش نہی بر دہان ما

دلبر به بردن دل ما کرد دلبری / جانان قسم بهیچ نخورد الا بجان ما

در بارگاه سوز و گدازیم صف نشین / کرسی برای داغ نهاد استخوان ما

گریهٔ خویش رنگین بساطے چیده در بازار عشق / می چکد یاقوت تر از پنجهٔ مرجان ما

زود بر نخل هوس نے بار می ماند نه برگ / لرزهٔ حسرت چنین گر میدهد افشان ما

وله

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می برد ما را / خموشی بانه بر هنگامه بندی شد اغوغا را

بکوشش نیست ممکن عشقه سیماب برچیدن / شکیبا کے تواند کرد ناصح ناشکیبا را

وله

کرده ام سرمه خاک راهش را / دیده ام جوهر نگاهش را

وله

شب از مژگان تر رفتم غبار آستانش را / پشیمانم که کارے یاد دادم پاسبانش را

وله

بر نتابد جگر دردکشان درمان را / نه پسندد سر شوریده سر و سامان را

خلق را فرسوده آسائش خواب و درم / ضعف از آه نزنجیر کشید افغان را

وله

شد طبیب با محبت منتش برجان ما / محنت ما راحت ما درد ما درمان ما

رونق بازار ارباب محبت ظاهر است / مشتری جز ما که باشد بر در دکان ما

وله

آباد کرده عشق تو جان خراب را / در خرمن عطش زده برق شراب را

یک دو بدیدنست آفت یک شهر جان و دل / لطفے است بر مدار ز عارض نقاب را

برهم نمیزنم همه شب دیده گر سرشک / الماس ریزه درته پهلوست خواب را

وله

هوائے صبح بخشد تازگی گلهائے خرم را / چه نسبت با گل پژمرده با فیض شبنم را

زهے طالع که گر صد شعله از هر برگ برخیزد / نیفتد سایه بر کشت ما یک برق خرم را

وله

وگرنه نیست در عشرت سرایم ماهتاب امشب / بشبنم خوش شب میکنم با آفتاب امشب

بدیدن داده ام از هر بن مو دیده دیگر / بحکم دولت بیدار در خواب است خواب امشب

دلها شکار آهوی صیاد گیر تست — آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر تست

خود را بآب گریه دهم یا بباد آه — گر هست نیم غبار ضمیر منیر تست

نیازموده که روز غرور تا چند است — اگر حریف ضرور است عجز ما اینجا است

وله

مرو که بیرودم جان زتن مروت نیست — غریب زیستنم در وطن مروت نیست

دل غریب وطن کرده شهریار دکن — بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست

وله

ز ظهوری دم شاگردی — فیض استادی شاه دکن است

وله

شیدائی تو با دیر و حرم کار ندارد — افکند ز کف سبحه و زنار ندارد

جان گرچه دهد طرز خرام تو زمین را — بنشین که زبان قوت رفتار ندارد

وله

آنانکه جز به نکهت کاکل گرفته اند — در بوستان دماغ سنبل گرفته اند

وله

دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد — وقت غوغائی خموشست شنیدن دارد

وله

گفتم برای دیده جان توتیا رسید — تا گفتمش این غبار رهی از هوا رسید

خورشید را که در بغل ذره دیده است — این آرزو بخاطر من از کجا رسید

انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام — خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید

وله

خام است دل به آتش حسرت کباب باد — داد از خمار عشوه ساقی شراب باد

برباد کنج گشته ظهوری خراب کرد — آبادیش بدولت جان خراب باد

محنت رسید و رام نشد خرمی هنوز — مردیم و ره نبرد بغمها کمی هنوز

ترسم دلت ز مرگ ظهوری شود ملول — در چاره حکمت است مسیحا دمی هنوز

خوشا فریبی که افسر یافت از خاک کف پایش — خوشا چشمی که حیران گشت بر رخسار زیبایش

برون می آمد آخر آرزو از تلخ کامیها — ازین چشمی که حسرت دوخت بر لعل شکر خایش

در دنداری ز دندا واچه حظ — دم نکشی از ناله عمدا چه حظ

درد نهان گرد هدم فرستمی — گویم ازین ناله رسوا چه حظ

وله

سر نهادیم بسامان چه نزاع — جان سپردیم بجانان چه نزاع

دل ما را سر رسوائی نیست — نیست گر عشوه پنهان چه نزاع

وله

دیده ها غنچ اشک جگر معدن داغ — مهر از داغ نهم هم بدر مخزن داغ

خورده سنبل تاب آه هم تاب — شد اخگر ز رشک آتش قلم داغ

وله

برداشتی نقاب بدیدن بر آمدم — در گفتن آمدی بشنیدن بر آمدم

از بیخودی بسینه دریدن سپیده کار — شادم ز تنگ جامه دریدن بر آمدم

وله

شهر بر ناله و فغان دارم — همچنان مهر بر دهان دارم

عشق تشریف تر زده پوشی دارد — شال را رشک پرنیان دارم

وله

زهر تلخ ست کام را نازم — راه دور ست گام را نازم

آن همه الفت این همه وحشت — همه رم گشت و رام را نازم

وله

در بهار از لاله داغ دل بهامون میبرم — میبرم هم عرض جنون و عرض مجنون میبرم

هر کجا خیمه نشان پای ابراهیم شاه — در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم

وله

آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم — میشوم گم در خود این کار نمایان میکنم

اینقدر بیداروی نور اپرستی خوب نیست — حق دهد فرصت ظهوری پشیمان میکنم

وله

از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن — در صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن

کاکلی دارم چگونه طره واره دمپرس — خاطرش جمعیت از خاطر پریشان ساختن

نوبهار آمد جنون دارد دگر جان نوی — سال نو گردیده آورد ست فرمان نوی

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم پختگی	عندلیب سال خوردی گلستان نوی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن	میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من رباعیاته

بر تابه هجر طپیدن چکنم	سرگرم کرده صبرم آرمیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بی تو	دارد خجلم امید دیدن چکنم

وله

هر حرف که هست داستان من و اوست	نقد دو جهان جنس دکان من و اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگریم	زین ناز و نیاز که میان من و اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای سحر من گل بیا	تو گل من خزان دیده بلبل بیا
بروییم در خنده بستن چرا	تبسم بلب در شکستن چرا
چه گر دیده واقع که چشم سیاه	نگه باز گرداند از نیم راه
چه دنبال ابرو گره کرده	کمان سیه تو زه کرده
بیا ساقی بگذار آن روز را	بده آتش معذرت سوز را
گرازانی توبه دل زخم خورد	توان جان بتریاق عفو تو برد
درست است دعوی زندی من	که با کاکلت توبه شد هم شکن
دران توبه امید بهبود نیست	که چون لعل ساقی می آلود نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار	که خونی ست چنگ عقاب خمار
ز گلبن چمن گشته طاوس دم	برون آر خون کبوتر ز خم
بده تا درین دامگاه مجاز	ز کنجشک من وا خورد شاهباز

کسی چند باشد چنین تنگدل | سرت گردم ای ساقی سنگدل
اسیر خمارم شرابی کجاست | دلم بر دلم سوخت آبی کجاست
بکش خنجر انتقام از غلاف | سرت گردم ای ساقی سینه صاف
دل تیره ام را صفائی بده | اگر صاف حیف ست لائی بده
بیا ای نمک پاش زخم جگر | که بختم ز اشکم بود شور تر
ببین تلخی عمر شیرین من | بده ساغری بگذر از کین من
برافروز آتش بکانون جام | اگر شهد عیشم پذیرد قوام
بیا ساقیا جان فدا می کنم | تو دشنام ده من دعا میکنم
ز لعل تو تلخی که سر میزند | ره کاروان شکر میزند
بیا ساقی ای دین و ایمان من | فدایت دل و جان من جان من
ازان قرمزی آب خواهم بدست | که زردشت را کرد آتش پرست
بقم ورز مین جبینم بکار | که نیلی ست از سیلی روزگار
ز پیری ضعیف ست بازو و حال | سرت گردم ای ساقی خورد سال
جوانی هوس کرده ام زان عصیر | که گردید بالغ ازو عقل پیر
بدستم ده آن رشک یاقوت را | که سازم جوان عقل فرتوت را
کسی را خدا بخت بیدار داد | که هر صبح چشمی برویت کشاد
نیارم بمسجد دل داغ داغ | که در خرابات شد این چراغ

خراب ار شود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبداللہ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ

عبداللہ تخلص۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نام۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست وہشتم ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا۔ علما و شعرا و طلبہ کو بہی صلات و خلعتہاے لائقہ سے سرفراز فرمایا۔ شعراے زمان نے ولادت کی تاریخین و قصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کیے۔ ایک شاعر فاضل نے یہہ مصرع کہا۔ ع

موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا۔ ؎

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت　　نہال دولت دین را برے پدید آمد

اور تیسرے نے کہا۔ ؎

ازین عشرت کہ دوران از سر شد　　طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پائے کوبان　　زباد صبحگاہی جائے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور　　جہان زد سکۂ نور علی نور
صبا بہر مبارکباد برخاست　　کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
زعطر افشان کہ ہوش از دست میشد　　طرب بہجت و عشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبداللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عمدہ اہتمام کردیا۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تہا۔ منجمین و خلائق نے

حسب رواج و رسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس
کے بعد دیکھنا چاہیئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو
منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین
نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تہے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب ترجمہ دس گیارہ
برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائب رہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت موعود و ایام
معہود کے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب ترجمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان
منعقد فرمایا۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین
لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شادکام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادے کے
سرپر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیش کین
سادات و طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پہر چند مدت کے بعد
سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ یہہ واقعہ ۱۰۳۵ھ ہجری مین
واقع ہوا۔ پہر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ تخت نشین کیا گیا
منصور خان حبشی و ملک الماس و ملک یوسف و ملک عنبر و قاسم بیگ کوتوال بلدہ و حسن بیگ
نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد
ہونے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبداللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکہا کہ
سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ ۱۱ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔
ہونہار و ہوشیار تہا۔ دانشمند و قدرشناس تہا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تہا
علم دوست و ہنر پرور تہا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تہا۔ اسکے زمانہ مین
عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہوگئے تہے۔ اور علما نے اسی بادشاہ

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف
کئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل
و باذل و سخی و دلیر تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہمات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔
مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات
کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین اُنکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد
و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کاروبار سلطنت مذاکرہ علم سے
دلچسپی رکہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ
دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب
نہین ہوے مگر دیوان ریختہ بہم دست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے
گذارش کرتا ہون آخر ۴۸ برس سلطنت کرکے بمضمون کل نفس ذائقۃ الموت
اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوئے
تغسیل و تکفین کرکے لنگر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳
مین واقع ہوا مدۃ عمر ۶۰ سال و در سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد صرف
تین دختر ایک منسوب بملا نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابو الحسن تاناشاہ جو
بعد مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی
ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین
مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے **ھو ھذا**

دلا حق کی طرف ہو کہ حق آرام دیگا	سعادت کی تیری ہات سرانجام دیگا
اگر تیری نظر اپر ہے تو سدا صدق	اُسون لا کر اُسی یاد کہ وہی کام دیگا

نبی صدقے لے توں نام سے عبداللہ علی کا — کہ جم فتح و ظفر تجکوں دہنی نام دیگا

وله

جو کچھ راز پڑے منے غیب کے مین — سو مخفی نہین اسپہ ہے آشکارا

نبی صدقے اے عبداللہ دم علی کا — میرے دم سوں ہمدم رہیا ہے سہارا

وله

گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے — پرل سوں حقیقت کے دن دین محمد کا

وله

جو میرا دل طلب پیالہ کیتا — سو جا نچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا

تری یک شمع کے دیکہہ روشنائی — ہو عاشق آپسمین پروانہ کیتا

رکہہ عشق پہ دل کی آنکہہ نبو اس — سیتا کی طرف ہتی رام لیتا

اے یار اگر ہے زندہ دل توں — یوں نام کہ جم ہو جام لیتا

معشوق وہی جو جسکی مکہہ تہی — خورشید جمال وام لیتا

عبداللہ علی ولی کے صدقے — معشوق سوں خط مدام لیتا

وله

جہلک مولود کا ہی جگ مین آیا — جگت سب اس جہلک تہی جگمگایا

عجب مجلس ہے عالی لاابالی — کہ جنت دیکہہ لا جوں سرتو آیا

وله

بسنت آیا پہلا یا پہول لالا — سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا

چمن میانی پہلیاں ہے پہول نانگ رنگ — پنٹ نازک انکس تہی ایک آلا

وله

بہلایا من میرا موہن پیارا — تو سٹپر یا من کری کیا من بچارا

حسن جیوں تہوں ہی لکوں کینچ لیتا چہ — نہین چلتا ہے کچھ اسٹہار چارا

نبی کے صدقے عبداللہ عاشق — عشق مین سب مین او ہی توں ہے سارا

وله

تیری انگہہ رنگ تہی رنگ پایا ہے لالا — تیرے بالاں تہی بکریاں باس بالا

تیری پیشانی پر ٹیکا جہمکتا — تماشا ہے اجالے مین اجالا

نبی کے صدقے عبد اللہ کا کن — ہوا ہے تجھسون ملنے بہوت آتا لا

نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہمارا — تو گلتا ہے لا جون تہے چاند ہوتا را

جوانی کون دیکھ اپنی مغرور ہوئی توں — روانی جوانیکون کیا ہے پتیارا

وله

ترا اصاف کہ جام جیون جگمگایا — جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا

اپنی دم کون دم کہ کہیا جاے جس — تیری یاد سون جم نکل جی دم آیا

وله

گفتم کہ اے پری تجھ ان ہے فتنہ زمانا — گفتا کہ راست گفتی اہی گن بہری سجانا

گفتم کہ در جہان با لیلی ہوآئی ہے تون — گفتا کہ من چہ مجنون پائی ہون تج دوانا

گفتم کہ خال مز لفت کیا ہے سو بول مجکون — گفتا کہ زلف دام است ہور خال سو ہے دانا

گفتم کہ در ہوایت پہرتا ہون ذرہ ہو مین — گفتا کہ در دل تو کی ہون از لنتہی خانا

گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان دے منج — گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہون مین توں آنا

گفتم کہ در دہانت امریت کا ہے چشمہ — گفتا کہ خضر ہو توں اس چشمہ پاس و ہانا

گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیارا — گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

وله

یو دلکشا عشرت محل مطبوع اوتارا ہوا — جو تی زمین کی پیٹ پر جیون مشتری تارا ہوا

ہر طاق یاں خوش طرح کا رسنا دریچا فرح کا — عاجز ہوا اسکی شرح کا حیوان سینسارا ہوا

انکھیان سون چندر سور کی دیکھ آسمانا دور کے — عاشق ہین اسکی نور کی کیا خوب ٹہارا ہوا

دیوین صفا دیوار سو لک نقش ٹہار ٹہار سو — خوش کان یان عطار سو فردوس کا ہارا ہوا

مازک چنبا بی بدل لکھین بہرپا ایسا محل — باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا

جیون پہول تا زابن سنی جیون پوتلی لو جن منے — تیون آج اس لکھن منی یو محل آتم سارا ہوا

صدقے نبی کے پا امان اس محل ہیانی ہر زمان — جم عبدالله ترکمان ہو گی گنہارا ہوا

خیر تو ہے جو ادہر پٹ ہے اُدہر ہو بین تق آج
دیکھہ تیرا نور ہوتا سرمہ جیون طور آفتاب

گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج
اُس آنگی ورتا ہے منج جیون سرد کافور آفتاب

شاہ عبداللہ نبی کے صدقے تیرا عشق مین
یون ہوا مشہور جگمین جیون ہے مشہور آفتاب

وله

اے پری پیکر تیرا لکہ آفتاب
دیکھتا ہون نور رپینا منج مین تاب

یاد ایسا تاؤ دکہاتا ہے ہنوز
دیکھہ تیری زلف کا وو پیچ و تاب

مین تجے بلقیس کہون تو کیا عجب
ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب

قند ہور نبات گلتا ہے اجہون
دے ہی نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب

تج بہشتی حور کون دیکہا ہے جن
جم حرام اسپر ہے دوزخ کا عذاب

شاہ عبداللہ نبی صدقے تجے
خوب رویان مین کیا ہے انتخاب

وله

گر خدا بینی یہ ہے تیری نظر کی کامیاب
تو خودی کا دور کر اول تون میانی تھی حجاب

آب ہو دریا سون ملجا تجمین گر ہے اتحاد
فی الحقیقت تون اسی دریا مین کا ہے حباب

راز کیان باتان نبی کے صدقے پوچھیگا اگر
شاہ عبداللہ کو پوچھ آکہ ہے حاضر جواب

وله

مطلع خوبی سو تیرا گال ہے اے ماہتاب
مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جو نین سکین ان جواب

جگمگاتا سور جو رتے آسمان ابرال کا
عین تیرے نور کے سمندر کا ہے جیون حباب

وله

اول امید میری دلمین ہے یہی ہر سات
جو نت رفیق ہو توفیق حق اچھی منج سات

دوجا امید یہی ہے جو تندرستی سون
منج اس جہان مین خدا دیوے بیشمار حیات

وله

آج زہے بخت جو آئی سعادت کی رات
چاند سون میری ملاقم تہی منج وہی نجات

روپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین
چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات

اسکی قد انکی سنم کرنی سرو کون خجل
باو اڑاتا پہرے چمنی چمن پات پات

صدقے نبی کے تیری دلمین رہتا ہے مدام		جیو ہو شاہ عبد لا خسرو عالی صفات
رنگ بھریا گھر مین آج آیا بسنت	ولہ	غیب تھی نازاطرب لیایا بسنت
جیون اُبہال یکدہر تھی چھایا آفاق پر		رنگ کا برسانت برسایا بسنت
دلکون ترے پرتسون لگیا دیکھہ مدام بحث	ولہ	کرتی ہین تن پہ حبیب ہو رون رون تمام بحث
آب حیات تھی ہے زیادا کہ لب تیرا		کرتی ہین تجسون خضر علیہ السلام بحث
کام مردان کی نکو جان تو اِی خام عبث	ولہ	کہ جکوئی مرد مین کرتے نہین وو کام عبث
ہوش کا گوش نہین تیز جسی سُنتی کون		غیب کے اُسکی لکھین دستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص ۔ عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے ۔ آپکے والد ماجد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصب پر رہوے ۔ عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی ۔ نشو نما بھی ہند کی زمین مین پائی ۔ آپ صغیر السن تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا ۔ صحبت پدری کا سایہ سرسے اُٹھہ گیا مصیبت کا زمانہ پیش آیا ۔ نواب لشکر خان مخاطب بہ رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصف جاہیہ سے تھے آپکی گذر اوقات کے کفیل ہوے اور آپ کو تحصیل علم کی ترغیب دی ۔ آپ مدت دراز تک نواب کے سایہ عنایت مین تربیت و تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم بہ بزم بی زبانی بستہ لب ‏ ‏ ‏ در سخن آورد لطف سید لشکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے ۔ تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا ۔

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوے۔ بعض نے
لکھا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کرلی۔ لیاقت و استعداد کے
بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا
اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش
سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا۔ آصف جاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے
سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکھا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب و جاگیر سے سرفراز ہوا
جاگیر اگرچہ قلیل تھی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تھے۔ اور بعض نواب صاحب
نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کر دیا تھا۔ اور آپکا مزاج قانع تھا۔ جاگیر
و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے قناعت پسند
و صاحب غیرت باہمت و حمیت تھے مدۃ العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوئے تھے
موزون الطبع تھے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تھی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام
پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تھی۔ تھوڑے ہی زمانہ مین
چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ
دکھلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے
ہم عصرون مین مشہور ہوئے۔ اُسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تھا۔ عرب
و عجم کے کملا موجود تھے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ
سے توشہ لیتے تھے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تھے
آہستہ آہستہ رتبۂ اُستادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تھے۔ طبیعت مین شوخی و
چالاکی بہت تھی۔ دلیری و چستی بھی جز ذاتی تھی کیا بزم کیا رزم ہر ایک رنگ مین ہمرنگ تھے

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتھہ وہ گل فشانیان کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے - اور میدان رزم مین ایسے کارنمایان دکھلاتے تھے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہو جاتے تھے - نواب شکرخان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین بےمثل و اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف والقلم ہے - یہہ عطاے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ - تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیہہ گوئی مین فرید دہر تھے - گلزار عنا کے مولف نے لکہا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر افضل خان قاقشال مولف تحفة الشعرا کے مکان پر کوتوال پورہ مین رونق افزا ہوئے - اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تہا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہً کہدیجیے - آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے - افضل نے کہا جو چاہیئے حاضر ہے - تہوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

ع منزل عیش بہ از چار محل   کرد بنیاد چو میرزا افضل
گفت تاریخ بنایش ہاتف   منزل جاہ و مکان افضل

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین - آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے پیراستہ ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے - ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین -

کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر   پاتا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و دو معنین سے کام لیا ہے - ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تہی ایک وقت آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تہی معالجہ مفید نہین ہوتا تہا ضعف بڑہتا جاتا تہا

زندگی سے یاس ہو گیا تھا۔ آپنے ایسی حالت میں میرزا معز الدین موسوی خان فطرت قمی خوانی کی
خدمت مین کہلا بہیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہدیجئے۔ مین عنقریب مین رحلت کرونگا
میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب مین کہلا بہیجا کہ آپ تاریخ گوئی مین
لائق فائق ہین خود ہی تکلیف فرمائے میان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے
مُسکرائے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے عداد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا
فرمایا کاش اگر موت ایکسال کی مہلت دیوے تو یہہ تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہو جائیگی
حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز مین آپ صحیح و سالم ہو گئے سال ختم
ہونے کے بعد بہشت برین روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین شاکر بلگرامی نے بہی مادہ تاریخ
یہی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ توارد ہو گیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز)
نام و تخلص کے مجموعہ اعداد ہین۔ پہر آپ اُسی سال صحت کے بعد ناویٹر مین رونق افزا
ہوئے تہے۔ آخر سال تک مین رہے سال تمام ہوتے ہی وعدہ موعود پورا ہوا۔ اُسی مقام مین
مدفون ہوے۔ آپنے اردو مین لال و گوہر کا قصہ نظم مین لکہا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب
ہے اُسکی طرز ادا بہی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا
تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم مین خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے
ہر رگ و ریشہ مین شعلے بہڑک اُٹہے ہین مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پہڑک اُٹہتے ہین
اس مثنوی مین جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکا ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے
چند اشعار بہی بطور نمونہ اشعار کے ساتہہ آخر مین بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی مین
مشہور تہے۔ گلرعنا کے مولف لچہمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپسے کہا کہ آپ
مضامین فارسی ہندی مین سنگلاخ مین لکہتے ہین۔ اور مشکل مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہین

اور تخلص عاجز کرتے ہین بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجائے عاجز غالب ہونا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے
کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہین آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت مین غلبہ کا آبحیات موجود
ہے۔ اور صائب کا شعر پڑھا ؎

افتادگی ز خاک بر آورد دانہ را | گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را

تاریخ گوئی مین مشہور تھے۔ شاہ شریف نے جب اورنگ آباد مین مسجد بنا کی آپنے
یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)
نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تھے۔ وقتاً فوقتاً حسن سلوک سے
سرفراز فرماتے تھے۔ آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک ہی بیت مین ادا کیا وھو ھذا

لطف ناصر جنگ وا کرد از زبان ما گرہ | ورنہ عاجز بود از قفل لب فغان ما

گلزار عنا کے مولف نے لکھا کہ عاجز مرد بی باک و دہن دریدہ تھا۔ مشاعرہ مین شعر کو باواز
بلند پڑھتا تھا۔ اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر واہ واہ کہتے تھے کہ مکان کے
درو دیوار سے صدا گونجتی تھی۔ عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر ناز و فخر کا اظہار کرتا تھا،
چنانچہ کہتا ہے ؎

پس ز ناصر علی عاجز گہر ریز آمد | نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

اب مین آپکے نتائج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف نگین شاہ مطلع را
بسیرم با حجاب چشم باشد پردہ اے ساقی
دل ز شوق آتش سودائے زلفش بسکہ سوخت

ولہ

ز بسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را
فگن گیسو ز روئے خویش چون خورشید برقع را
بیند بوئے نسیم دود عنبر آمد ما

بسکه درهم گشت از گرد کدورت جان ما ‌‌ ‌‌ خاک میریزد بجای اشک از مژگان ما

شب ندانم پای گلگون که در خاطر گذشت ‌‌ ‌‌ شد ز خون دل ضیائی پنجهٔ مژگان ما

وله

بوصف کاکل پرتاب و اشب رقم کردم ‌‌ ‌‌ در آورد و نم سحر طبع در زنجیر یاران را

وله

ز رو تغافل های نازش تا نگاهش سنگها ‌‌ ‌‌ ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها

وله

تا نویسم نامه از خود رفته ام در خدمتت ‌‌ ‌‌ می برد قاصد بجای نامه ام هوش مرا

وله

غلط باشد که بعد از نیک نیکوتر شود پیدا ‌‌ ‌‌ چو گردد اخگری خاموش خاکستر شود پیدا

عروج قدر دانا باشد اظهار هنر کردن ‌‌ ‌‌ فزاید قیمت شمشیر چون جوهر شود پیدا

پس از ناصر علی عاجز گهرریز سخن آمد ‌‌ ‌‌ نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

وله

دیده ام تا خط پشت لب خندان ترا ‌‌ ‌‌ میدهد درس فاحش غلط خون ترا

چشم امید ز آغوش تو دارم که کنم ‌‌ ‌‌ تکمه از مردمک دیده گریبان ترا

وله

نی بشهر آرام حاصل شد نه در صحرا مرا ‌‌ ‌‌ تا کجا خواهد کشد این رعشهٔ سودا مرا

وله

شبی در خوابم آمد کاکل مشکین پرتابش ‌‌ ‌‌ سحر دیدم ببالین موج سنبل عطر عنبر را

وله

نسیم صبحدم تا واکند بند نقابش را ‌‌ ‌‌ شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را

بصحرایی که آن گلگون قبا گردد شکار افگن ‌‌ ‌‌ ز خون صید بحر لاله سازد سراپش را

شود چون شمع بزم خانه زین قدر بلچویش ‌‌ ‌‌ کند از خون دل پروانه رنگین رکابش را

غبار سرمه ریزد از غبار وحشت آهو ‌‌ ‌‌ چو بیند سایهٔ مژگان چشم نیم خوابش را

بتعریف سیه چشمان رقم کرد آنچنان عاجز ‌‌ ‌‌ که میل سرمه پندارند هر سطر کتابش را

وله

چو خیال او ره شوق او گذری کند بباغ ما ‌‌ ‌‌ ز نسیم نشئهٔ بیخودی خللی رسد بدماغ ما

به بهار گلشن اینچنین ز جفای باد خزان غم ‌‌ ‌‌ نه دمید سبزه بکشت ما نشگفته غنچه بباغ ما

ز نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه بلبلی　　چو روییم عاجز ازین چمن که ز بلبو سراغ ما

ولہ

فگن ز روی خود ای مه‌جبین نقاب در آب　　که تا کنم به تماشای ماهتاب در آب
نگاه نرگس مست تو فتاده در بحر　　شده است دیدهٔ ماهی خم شراب در آب
عرق فشان گذر ای شوخ از سر دریا　　که تا حباب شود کاسهٔ گلاب در آب
سخن مپرس عاجز بوقت جوش سرشک　　که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

ولہ

تا نهان در نظرم کاکل جانان شده است　　مژه از خون جگر شانهٔ مرجان شده است
داده ام جان به بیابان ز غم خوش‌چشمی　　خشت زیر سرم از چشم غزالان شده است
نگه گرم که زد در دل گلشن آتش　　که ز نرگس همه جوش چراغان شده است
وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر　　نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است
عاجز از جبههٔ نم ریخت بدو رخ آبی　　عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

ولہ

رنگ برق آری خون ز لب مستی ریخت　　لن ترانی بدلش شعلهٔ مایوسی ریخت
شب ندانم افلاک سرمه نگاهی که فشاند　　پر تو ماه بکاشانهٔ من طوسی ریخت
شد حنای کف پایش ز نزاکت در باغ　　رنگ گل از قدمش بسکه بپابوسی ریخت

ولہ

تا جنون رهبر نباشد رفتن صحرا عبث　　دیدن بازار آهو بی سر و سودا عبث

ولہ

سازم چو وصف کاکل او بر کنار موج　　عنبر شود کف دهن آبشار موج

ولہ

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح　　در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح
سازد چو رنگ عارضش ورا شراب سرخ　　گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ
از گرمی نگاه بت شعله‌خوی من　　گردد می دو آتشه چون آفتاب سرخ
بیاد قد تو چون از دل آه برخیزد　　چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

وله

شب که در خوابم خیال کاکل و سایه کرد — چون کشاده دیده برسر اژدها خوابیده بود

در صف محشر چو خواهم گشت بیدار ازغمت — شور خواهد شد که یارب این کجا خوابیده بود

وله

بقتلم چون خرامان آن بت بی باک می آید — اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می آید

بهر محفل که میسازم حدیث نرگس مستش — برون از گوش میخواران نهال تاک می آید

وله

نظاره چون بروی تو گلپوش میشود — چشمم بصد نیاز هم آغوش میشود

وله

تا حریر خنده اش از نکهت گل بافتند — طیلسان گریه ام از آه بلبل بافتند

جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان — پردهٔ تقدیرم از رگهای سنبل بافتند

از برای جان نثار نرگس مستش کفن — عاجز از تار خیال نشئهٔ مل بافتند

وله

خوش عاشقی که یکدم بر روی جانستانی — در وقت جان سپردن چشمی کشاده باشد

هیهات آن زمانی کز چشم خونفشانی — ولدار رفته باشد عاجز ستاده باشد

وله

چو اشک سرخ نوشتم پر آب شد کاغذ — ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ

حدیث آه جگر خواستم که بنویسم — چو سیخ سرخ قلم شد کباب شد کاغذ

ز وصف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم — تجلی ریز شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله

نیست حاجت که نهم پای بدام زنجیر — میکنم گردن خود بند بنام زنجیر

ساقیا از آستین هشت ید بیضا بر آر — دختر رز را ببزم از حجلهٔ مینا بر آر

وله

سوی آن گلرو چو چشمم سطر اشکی خامه ریز — قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز

وله

ابدال از نیرنگی افلاک قندیلی بترس — از کبودیهای این خمخانهٔ نیلی بترس

وله

دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس — افسانه اش تمام فراموشی است بس

شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش — آهو جهد از سایهٔ دامان نگاهش

من و شوخی که بهر قصد پری گرد جولانش — رم آهو بکف پیچیده میگیرم ز دامانش

دلے دارم سراپا درد در هجر ستمگاری — که غیر از سوختن دیگر نباشد هیچ درمانش

وله

خود را میفگن ای دل دانا به بند حرص — مشکل بود گسستن تار کمند حرص

و

منم که برق برد از دلم طپیدن قرض — سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض

وله

در حساب روزگارم بسکه سرتا پا سقط — می شمارم عمر را هر روز میبازم غلط

وله

نمود تا نگهش دفتر تغافل حفظ — نموده ایم کتاب غم تحمل حفظ

وله

رسیده نامه پریشان خیال از زلفش — برائے بیت نمودیم نام سنبل حفظ

وله

طپید سینه دل از استماع نام وداع — بدیده چرخ زند آب از پیام وداع

وله

دارم بسینه اسیر هزار داغ — یک لاله است در چمن و بیشمار داغ

وله

چون برق رفت از نظرم شهسوار حیف — هنوز سرم نگشت براهش غبار حیف

وله

کے نظر سازد بگلشن دیده خودبین عشق — باشد از خون جگر بر دامن گلچین عشق

وله

آمد بهار گلشن اے بلبلان مبارک — بر شاخ گل بهریک صد آشیان مبارک

وله

از آب چشم و خون دل غرق جواهر گشته ام — تسبیح گوهر در گلو یاقوت رمان در بغل

وله

مضمون وصف لعل لبش تازه بسته ایم — اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته ایم

وله

نهادم سر بسودائے خیال نقش ابرویش — حبابے بر سر آب دم شمشیر بستم

وله

می کشان بانگ صراحی است پیام برحم — سر خم گشته میناست سلام برحم

زانداز نگاه مست ساقی جام میخواهم — شراب از شیشه بوئے گل باندام میخواهم

تمنا بوسه از سبزه پشت لبش دارم — ز برگ غنچه معجون زمرد فام میخواهم

به نیرنگ دوئی گر برق و خار شعله افشاند — چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

وله
بدست آوردم از پهلوی استغنای دل هم ‏ بفرق مدعا با زخم تیغ التجا خوردم

وله
درخیال چشم او مست شرابی گشته ام ‏ دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته ام

وله
چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقط سازم ‏ بروی مغز گوهر کاکل بوی غنچه قط سازم
شود ساقی چو در بزم شب بحورم آن مهرو ‏ بروی بحر مهتاب از بلورین جام بط سازم
بجام گوشم از هر سو مئی صد آفرین ریزد ‏ چو شعر مست خود را بند در زنجیر خط سازم
براه عقل عاجز هیچ کس عالم نمی پرسد ‏ بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم

وله
بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه ام ‏ می نماید دیده آهو در کاشانه ام

وله
براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم ‏ نگر آئینه بندی کرده بر دیوار مژگانم

وله
چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه عاجز ‏ پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم

وله
چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم ‏ نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم
ز وصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را ‏ گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم

وله
نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن ‏ گشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن

وله
خط پیشانی من نقش کف پا گردید ‏ بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من

وله
سیه مستم ز جام گردش چشم سیاه او ‏ شراب سرمه می نوشم ز مینای نگاه او

وله
سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو ‏ سازد زبان بچشمه خورشید شست و شو

وله
ای ساده رو نگر طرف انتظاریم ‏ داریم در خیال تو آئینه روبرو

وله
عارض و هر دو زلف و روز یکی شام دو ‏ گردش چشم مست او و دور یکی و جام دو
برلب پر تبسمش رنگ مسی پان خوش است ‏ طرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و فام دو
خجسته ترین عاشقان عاجز و قیس و کوهکن ‏ لیکن ازین میانه هم پخته یکی و خام دو

ولہ

ز رجبا چون رخ گلگون تو سازد عرقے — شود آئینہ بدست تو گلابی ورقے

اشک خونی برخ زرد من افتاد ز غم — زعفران را زہان گشت بسیل شفقے

گوہر نظم بس تر شدہ در دیوا نم — در نظر ہر ورقش ہست مرقع طبقے

گر بادی نبود بر سر صحرا عاجز — ماند در خاک ز بیتابی مجنون رمقے

ولہ

بگلشن ہیرسید باد خزان اے بلبلان آہے — ز درد ہجر گل ہے ز آشوب خزان آہے

ولہ

نگاہش بر سر من تا تجلی بر سر طورے — نگاہم بر لب و تا بروئے بادہ مخمورے

سر ہر قطرۂ اشکم عیان بردار رفتگان شد — ندانم شورش دل ہست یا گلبانگ منصورے

کمند ناز بر چین کردہ می آید برپروئے — رگ جانہا ہمہ پیچیدہ در ہر تار گیسوئے

چو وصف شوخی آن جلوہ گر خواہم رقم سازم — تراشم خامہ را مد نگاہ چشم آہوئے

من اشعارہ الہندی

دیکھ دامنگیر محشر مین ترے ہوینگے ہم — خون ہمارا اپنے دامن سے ایقاتل چھڑا

ولہ

ارے ناصح عبث کرتا نصیحت ترش رو ہو کر — کہٹائی کا مجھے پرہیز ہے مت بیچ اچار اپنا

تجھے چلنے اور رونے میرے کیا ارے مطرب — بجا کر دیپک پنا اور لایا کر ملہار اپنا

پہیریت پاکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا — کیون عبث کہتا ہے مونہ لوہے سے یا رشن ہو چکا

مو سفیدی نے میرا ہوش اڑایا عاجز — خبر مرگ کو لایا ہے یہ کاکا کوا

ادا سے گر ہماری بزم مین وو فتنہ ساز آوے — بجا کر مہر کا دف چرخ کہا کہا گرے زہرا

آئی بہار باغ مین پہولے ہین سب درخت — آلال پل کہ دل ہے تیرے غم سے لخت لخت

عاجز ہون شاہ ملک جنون میرے واسطے — سوج کلاہ و چتر فلک ہے زمین ہے تخت

تم بن اب آہ دل مین لگی ہے کہٹ پٹ — آنکہون سے اشک پل پل گرتے ہین لال ہٹ پٹ

نو بہار آئی نہین آیا ہے لال الغیاث
مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو لگ
ہے لال تیرا زقن باغ ناز کا ترنج
چمن مین چل کہ سجن ہیچ جا ساغر کھینچ
ہے ہمارے بت کا دل پتھر کے جیسے کی طرح
دل میرا اے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے
یون لکھا وصف اس شکر لب کے عاجز کلک مین
لال میرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد
ہر سحر کیا دیکھتے ہو آرسی اے سادہ رو
دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد
نو بہار آنے سے گل یا ہے اے صبا و باد
گردن اپنی کر کے خم آیا ہون اے قاتل شتاب
ہے شہد کہان شیرہ الفت سے ملذذ
آ جان دیکھ مجھکو قربان ہو کس کے خاطر
بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر
ہوا ہون جان تون بستر تیری دیکھ بھمبھری
لکھا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو
ہنر مندونکا لشکر گرا کہتا ہو طبیعت سے
روز محشر مین بچاوینگے تجھے بارہ امام

وله
آہ گل داغون سے دل ہوبیگا اس سال الغیاث

وله
ہد ہد بجا ہو بیگا کہ اوسے ہی دل سے تاج
اسے جو سبب ہے جان اسکو دینا رنج
بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کھینچ
کیا کرون اسکے صفت ہی سخت ہیرے کی طرح
کہا کہ قرص داغ ہے کہئے خمیرے کی طرح
روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح
زعفران اڑتی ہے جت مین جھٹاتا ہو منہ سے گرد
ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دو توصاف فرد
دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد
اب کریگا کیون اسیرونکا دل ناشاد شاد
سر اٹھا کر آج بار خنجر فولاد لاد
ہے قند کے ہر صل کے تہ سے ملذذ
مانند چشم بسمل حیران ہون کسکے خاطر
چمن مین چلکر اسکو فرش ہی خورشید پھیلکر کر
ہے کافور کا دانہ رکھون سینے پہ اخگر کر
تیرے پر بندھا ہون باندھو اب بدن کے شہپر پر
سخن کے زور سے رات مین ہو وین سخنور وز
مت سقر ڈرے فکر سات اور پانچ کر

لال ہے موسم گل سرخ کرو اپنا لباس
جب سے اے رنگین دا تیری رنگ گلشن مین نقش
آتا ہے جان بر مین تو ہوتا ہے غم غلط
قاتل آتا ہے ہمارا آج خندان الحفیظ
ہجر کی راتون مین آیا درد پھر دلمین آہ
آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ
عاجز بھی شمع آہ جلاتا ہے دشت مین
گلشن مین ہے بہار چل اے شوخ فیلسوف
جب تک تیری لب کے مسی بھری نقاش
اسیر عشق کو اے نیکو نہ پھر کیا لازم
نچھوڑو ہم سے اپنے رام خاطر رام رام اپنا
اے سیہ چشم آہ دل تیری نگہ کے یاد سے
باعین اس لالہ رو کے آہ جب جاتے ہین ہم
عشق سے خوش قامتون کے سبز پوشی کر پسند
خوش قدون کے غم مین مرتا ہون بنا و قمری
خوش نگہ کی یاد مین ساغر کو جب گردان کرون
اس حنائی ہات کی تعریف خون دل سے لکھہ
عاشق وحشی کی گر تصویر کھینچا چاہیے
عرق جب اس پری رو کے چہرہ پر نور سے ٹپکے

کہ کرین ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس
تب سے بھری آہ کا ہے سینۂ بلبل مین نقش
جانے سے آپکے سینہ مین ہوتا ہے غم دم غلط
ہم مین پھر گلشنونین نمایان الحفیظ
بیطرح آکر ملا مینا سے سندان الحفیظ
لیکر کھڑی ہے نرگس مخمور ایاغ باغ
روشن اگر گلون سے ہوا ہے چراغ باغ
شبنم کو مئی بناوین گلون کو بنا ظرف
غنچون کے صدف مین کرے حل چاند کی لک
جو خوش زلفو کا بنا ہے سے زنجیر کیا لازم
تمہارے رام مین حق کی قسم اے شوخ ہندو ہم
بن گیا وحشی غزالون کی بچلنے کی قسم
دل کے داغون کو گلون کے تازہ کر آتے ہین ہم
سر کے بوٹے قبا پر اپنے چھپواتے ہین ہم
خانۂ تابوت میرا سرو کے تختے سین
بے تکلف کرون مینا کو نرگسدان کرون
ریشۂ نخل قلم کو بیخ مرجان کرون
اول سکے پاؤن مین زنجیر کھینچا چاہیے
خجل ہو گل سے شبنم جیون لہو سو سے ٹپکے

چمن میں جا کے وہ رنگین ادا جب مسکراتا ہے
گلو میں رنگ اُڑ کر لال سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد میں گلرو کے بہہ کر
نگہ کو رشتۂ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سواری ہے جنون کے شاہ کی صحرا وحشت میں
ارے دل کھول دے آ کے جلد ہی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفۂ عاجز صاحب ترجمہ

الٰہی دے مجھے رنگین بیانی
عطا کر مجھکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجھکو جوہری کر
سخن سنجون کو میرا مشتری کر

سخن کا لال دے میری زبان کو
در معنی سے بھر بھر دے بیان کو

جنون کے دشت کا بنکر بگولا
خرد کی راہ کو وحشت سے بھولا

سحر سے شام تک مانند خورشید
فلک کے فرق پر رکھ پائے امید

تردد کا قدم رکھتا تھا گن گن
نہ ہوتا تھا کہین کوئی لحظہ ساکن

غزالونکی طرح سرگرم رم تھا
بیابان اُسکو گلزار ارم تھا

برس و لگ چلا جب راہ میں آہ
نظر مین اُسکے آیا دشت جانکاہ

کرون اُس دشت کی کیونکر صفت کو
زبان پر کسطرح ڈالون نعت کو

وہان ہرگز نہ تھا پانی کا آثار
اجل کا کھیت تھا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تھا برابر
وہان تھا جہان عزرائیل کو ڈر

وہان کی ریت سیسے کی کنی تھی
وہان کے کانٹے بھالونکی انی تھی

وہانکی گرد تھی پانونکی دارو
وہانکی خاک تھی دوزخ کی بالو

ان کی باد تھی شوریدہ صرصر
وہانکی کنکری تھی مثل اخگر

وہان ذرات قائم
وہان ہہکر سدا آندھی تھی ایم

س آت

عزت ۔ میر عبدالمنان

عزت تخلص ۔ میر عبدالمنان نام ۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ آپ میر عبدالرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہیں صحیح النسب والحسب شریف و نجیب ہیں ۔ آپ تعصب مذہب میں مشہور تہے ۔ آپکے تعصب کی ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بولتی تہی ۔ آپنے پرندۂ بزبان کی زبان کو قطع کردیا ۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے میر نعمان خان نبیرۂ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی ۔ جواب پایا کہ جو کچھ عوام میں مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تہی ۔ اسکو بقیمت پانسو روپیہ خرید کئے ۔ جب خرید کے گہر میں لائے ۔ نام مبارک زبان سے نہیں بولی گنگ ہوگئی ۔ مالک کو واپس کردئے ۔ کلیات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری میں مرقوم ہے کہ عبدالرحیم خان ایک خنجر کمر میں رکہتا تہا ۔ بادشاہ نے ایکروز خنجر کو دیکہہ کے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت ! اسکا نام اسکی وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بہی مذہب پرست تہا اکثر میر کا لفظ زبان پر لاتا تہا ۔ میر عبدالمنان عزت صاحب ترجمہ دہلی سے آصفجاہ بہادر کے ہمراہ دکن میں آئے ۔ جواہر خانہ و خلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے ۔ اعلیحضرت آپکو بہت چاہتے تہے ۔ اکثر مصاحبت و تقرب میں بسر کرتے تہے ۔ ایکروز ایک معمولی بات پر ناخوش ہو کے نوکری سے دست بردار ہوے ۔ تاج شاہی درویشی سر پر رکہہ کے برآمد ہوئے اور گوشہ نشین ہوگئے ۔ عزیز الوجود و شریف السیر تہے عرف جب مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابوالفتح خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوئے۔ اور آپکے فرزندان رشید سے میر ابو الفخر خان ومیر نعمان خان
ومیر احسن خان ہین ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت وآبرو
سے زندگی بسر کرتے ہین۔ عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طینت تھے
دنیا ومافیہا سے الگ ہٹتے تھے۔ موزون الطبع تھے۔ شعرگوئی سے طبیعت مناسب
تھی کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے۔ آخر عمر مین برہان پور مین سکونت
پذیر تھے تقریبًا سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

دربروئے احتیاج از خلق استغنائی دل
بستہ ام چندانکہ میگوید توکل واہ واہ

صبح وشام از گریۂ چشم تو طرح تازہ بست
کفر وایمان را ز سر زلفت بیک اندازہ بست

با تو پیوستن بود از خود رمیدنہائے ما
پردۂ حسن تو گر دیدہ ست دیدہائے ما

تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کسی
رگ جان تا نظر موئے کمر رسہ یکی ست

صبح ست لالہ زار سفید وسیاہ و سرخ
چون چشم پرخمار سفید وسیاہ و سرخ

نیرنگ گر زان جہان راز من بپرس
دیدم ہزار بار سفید و سیاہ و سرخ

عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر
گردباد خاک ما دارد تجمل در ہوا

مو بمو خط شعاعی شد
سایہ ات گرد آفتاب مرا

نصیب خاکساران ست از خود باخبر بودن
ز نقش پا بود ہر لحظہ ام آئینہ دیدن ہا

دارم از بہر نثار تو دم چند بیا
جان نماندہ ست مرا اے بخدا زود بیا

روئے خوبت چراغان میکند آئینہ را
رو ودولہا سنبلستان میکند آئینہ را

گر برائے راحت دل خوب بیباشد وصال
بہر یاد نام او بیتابی ہجران خوش است

در فراقش عاشقان را اشک خون باید گریست	یاد لعل بے بہار انبجہ مرجان خوش است
گل گریبان چاک می بینیم مست عشق کیست	غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست
ہر سر این گلستان آزاد بینوائیست	ہر خندہ گل اینجا از چاک دل صد بیست

عنایت ۔ میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص ۔ میر عنایت اللہ نام ۔ جندی الاصل و ہندی الوطن ہیں ۔ آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تھے ۔ فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت میں معروف تھے ۔ عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے زمرۂ منسبداران میں تھے ۔ عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تھے چند مدت حضور کی ملازمت میں سرگرم رہے ۔ آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت میں بسر کرنے لگے ۔ معرکۂ ارکاٹ میں شہید کے ہمرکاب تھے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ میں جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا ۔ ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہ واقعہ ۱۱۶۴ھ ہجری میں حادث ہوا ۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تھی ۔ طبع رسا سے شعر خوب کہتے تھے ۔ ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح میں بہ پیش از ملاقات بھیجا تھا ۔ گذارش کیا جاتا ہے ۔

ھو ھذا

اے کہ دار د سایۂ ات خاصیت ظل ہما	دستش موج دریا آستان اوج سما
گر بود سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش	سینۂ خارا شکافد خنجر برگ گیا

هیبت او لرزه را گر عام سازد در مثل — جوهر آئینه ز جوش طیش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر شاهد آئینه رو — می شناسد نقد جان دشمنانش رو نما

گر گزیند فیض روز افزونی از اقبال او — چون مه نو بدر آید روز و شب در ارتقا

شیشهٔ یخ دیدهٔ خورشید را عینک شود — مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم — هم صبا در باغ سازد شرح فیضش بر ملا

از سواد لشکر فیروزمندش سرمه وار — چشم نصرت دیدهٔ اقبال میگردد جلا

یک دم معجز طرازش همچو عیسی در زمان — زنده در آئینه سازد قالب تمثال را

از هراس احتساب شرع در ایام او — جابجا اندر گلوی نی گره بندد نوا

در زمان اتقایش گر رواج ورع و زهد — زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند — نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها

سالها گر دفتر اشعار بنویسم هنوز — شمه از شرح اوصافش نیاید در ادا

ای طواف بارگاهت آرزوی جان و دل — ای غبار آستانت چشم ما را توتیا

گر چه دورم لیک دوری یک دو روزی بیش نیست — صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

با وجود بعد از فیضت نباشم نا امید — ذره روی زمین از مهر می یابد ضیا

تهمت دوری است لیکن آنچه می باشد بچشم — روز و شب در خلوت آئینهٔ دل کرد جا

تن در اینجا ساکن و جان را حریمت مرکز است — کاه را باشد رجوع آری بسوی کهربا

ای عنایت چند این آرایش طول کلام — زینت پای سخن گردان به خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکھا کہ دانشمند خان خطاب ہے اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی گلِ رعنا مین لکہتے ہین کہ ہنرور خان خطاب ہے آپکا مولد و منشا شہر دلّی ہے - نشو و نما کے بعد دلّی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ ختم کین - فارغ التحصیل ہو کر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تہا - علما و فضلا کی ٹری ترقی تہی - اُسی زمانہ مین آپ بندگانعالی نواب آصف جاہ سے ملے - بندگانعالی نے جو جوہر شناس و قدردان ہنر تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور مین کہا - عاقل حضور کے ہمرکاب رہتے تہے - بزم و رزم مین ہم صحبت - آپکی مداحی مین صرف اوقات فرماتے تہے جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری مین بیجاپور کے صوبہ دار ہو کر دکن مین آئے تب عاقل بہی ہمرکاب تہے - اکثر خلوت و جلوت مین باریاب ہوتے تہے - پہر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق سنہ ۱۱۲۴ہجری مین اورنگ آباد کے صوبہ دار ہو کے دلّی سے اورنگ آباد آئے عاقل بہی ہمراہ تہے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان مین تہین اُن کے محاصل کا خزانہ دلّی ہی مین رہتے تہے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بہی وہین رہتا تہا بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کر کے اورنگ آباد سے دلّی روانہ فرمایا - عاقل نہایت خوشی سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہے - پہر دلّی سے دکن مین آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے - وہین بعارضہ طبعی سنہ ۱۱۹۵ہجری یا بقول سنہ ۱۱۳۰ہجری مین فوت ہوئے عاقل سخنور کامل و ہنرور فاضل تہا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش اندازہ کا مجدد تہا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تہا - آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تہی - آپ جس مجلس مین ہوتے تہے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق یاقی تہی - اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تہی - آپ رونق محافل و زینت منازل تہے اب ہم آپکے اشعار مندرجۂ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکہون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان اے نظام الملک تسخیر جہان — بسن غلامت دیده ام اقبال عالمگیر را

قدرت اقبال عیسی معجزت نازم که او — می دمد در قالب اعدا دم شمشیر را

دشمن آتش بجان افتاده ات در عرض حال — یکنفس از شمع می خواهد لب تقدیر را

اے جواہرسای معجون نشاط روزگار — می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را

وله

ندارد حاصلے غیر از ندامت حرف سازیها — زبان شمع آخر خاک لیسد از درازیها

چراغ خانۂ آئینه روشن ز خاکستر — تو هم اے بیخبر یکبار آتش زن بسامانها

کلید و قفل چون دیدم ز یک آهن یقینم شد — که از اسباب کشائش در گره دارند مشکلها

پئے تحصیل روزی سبزه می نازی نمیدانی — که گندم را سفید از انتظارت گشت مژگانها

بامن چو اتفاق نباشد زمانه را — در خوشه آسیا ندهد رنج دانه را

تا دهد از ساز عیش رفته را آوازها — تکلف بر طرف لولی چه سامان کمی دارد

ندارد چهره ام رنگے ز جوش ناتوانیها — چو گل تاراج چیدن رفته ام در نوجوانیها

وله

بر کش ساقیا گیسوئے عنبر فام را — سایه انگور باید آفتاب جام را

سرفرازان یک قلم از زیر دستان قائم اند — نیست جز دیوار عاقل تکیه گاهے بام را

وله
نباشی بیخبر از فرصت ساغر زدن اینجا / که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا

وله
شهید لعل شیرینی کسے گردیده ام عاقل / هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را

وله
بمکتوبے که شرح دیدهٔ خونبار بنویسم / سرشک خامه ام گلگون کند رنگ سیاهی را

وله
ناتوانی بسکه دارد طائر آزاد ما / دام خالی می برد از صید ما صیاد ما

آب و رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست / نرگستان است گلزار سخن از صاد ما

وله
جهان شبنمکه در دست آسائش که دید اینجا / بقدر سخت جانی هر کسے در خون طپیدن اینجا

وله
راضیم بر سر به سرگشتن اے فلک گر ساعتی / همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

وله
از تمنا جان بلب نزدیک شد / گر رسد قاصد ز کویش دور نیست

وله
هیچ کس یارب اسیر جذبهٔ الفت مباد / مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست

وله
بے رنج محال ست بفردوس رسیدن / همواری ره گلشن کشمیر ندارد

بر زاهد که تحصیل ارم طاعت نمی خواهد / خدا در کارسازی از کسے رشوت نمی خواهد

نوبهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید / خنده بر وضع جهان از گریهٔ مینا زنید

وجد می کرد نقطه بر سر کاغذ چو سپند / یاد چون گرمی یاران چه قدرها می کرد

آئینه دوچار خویش کردی / از حیرت ما مکن فراموش

عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم / شیشهٔ میکش سنگ ملامت کردم

عالمی را بنماز خم ابرو خواندم / من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم

سرمه بودم ناله گشتم نکهت گلها شدم / عشق میداند به نیرنگی که من سوا شدم

چیست مطلب از گدازم کوزه ساز عشق را / سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم

سالها از بهر دنیا حلقهٔ هر در زدم / پشت پا جائے که باید زد ز غفلت بر زدم

راہ کدام فطرت و رسم کدام ہوش ہست	ولہ	صد درد و سر خریدن از منصب بزاری
چوراہب بہ تبخانہ بیدار بودن	ولہ	ازان بہ کہ در کعبہ خوابیدہ باشی
جہان لبریز حسن اوست دیدہ می باید	ولہ	بہر سو ماہ کنعان است چشم تماشائی

عرشی ۔ مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص ۔ ابو القاسم کنیت ۔ محمد فضل رب نام ۔ آپ حکیم مولوی امام علی صاحب کے خلف اصدق ہین ۔ آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈہ ہے ۔ آپنے وطن مالوفہ مین تربیت و پرورش پائی ۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ و عربیہ کی تحصیل کین ۔ ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے ۔ طبیعت مین موزونیت و جولانی خداداد تہی چستی و چالاکی از حد زیاد تہی ۔ شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا ۔ طبیعت والا و فکر رسا کے زور سے کلام موزون کرنے لگے کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا ۔ ہمکو آپ کے تلمذ کا حال معلوم نہین ہوا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکو مصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن واجب تعالی کے فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے ۔ آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام اقسام کے قوافی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے ۔ نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ ۔ ادا ہائے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے ۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے ۔ کثرت خوبی سے ہر ایک فقرہ بزبان حال انا الشرق ۔ اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہتا ہے ۔ آپکا کلام اسبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلہ متاخرین ہند کے قاآنی اور بمعارضہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ لایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین
فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈھنگ سے بٹھائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا
طرہ خیال کرتے ہین - آپکو اگر فخر شعرائے ہند طوطی دکن کہین تو روا ہے - آپ خوش خلق
و نیک طینت ہین صاحب مروت و پسندیدہ سیرت ہین - یاران ہم مشرب ہم مذاق سے
نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین - ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین - خوش تحریر
و خوش تقریر ہین - جس مجلس مین آپ جاتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجلس سمجھتے ہین -
حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے حظ و لطف اٹھاتے ہین - مولف فقیر کو بھی آپ سے
نیاز ہے کبھی کبھی مولوی مہدیعلیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات
ہوی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کر دیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق
ہین - چند مدت تک مولانا ریاست گوالیار مین مقیم ہے - مہاراجہ کے صاحبزادے کے
ادب آموز تھے - بڑی عزت و آبرو تھی مگر آپکو ادب آموزی سے نہایت نفرت تھی
کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دور رہنا چاہتا تھا - خود ہی وہانکا تعلق چھوڑ کر
نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے - اکثر
قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکھے - فائز المرام نہین ہوئے - اسیطرح امیدواری
و انتظاری مین بسر کرتے رہے - طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تغافل
کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچھہ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین
مین جو اس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتھہ آگیا ہے - آپ
یہہ جوہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین - آپ بھی معترض کے اعتراض و طعن سے
واقف ہوئے - ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے معترض بھی دربار مین

باریاب تھے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی ہٹ دہرمی
شروع کی - اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ
زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات طعن سے اعراض کرینگے اور آپکی واقعی لیاقت
و استعداد کا اقرار - آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا - اور معترض صاحب کیطرح
پر اُسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے - نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے
قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر - نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہوکے
کہا فرمائے اب آپ کیا کہتے ہین - معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتھہ آہستہ
لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ انکے
پاس ہوگی - افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی - صریحا معترض کی زیادتی
معلوم ہوتی ہے - اب اس مقام پر فقیر مولف انصافاً گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اس قسم کا
تہا کہ لا اصل لہ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس
موجود ہے - جناب عرشی صاحب ترجمہ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق
ہے کہ عرش و فرش مین - ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا - متقدمین اور آپکی
طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است - آپ اکثر قصائد
سنگلاخ زمین کہتے ہین - ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین - متقدمین کے کلام مین
یہہ صفت نہین ہے - میرا ارادہ تہا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون
تا کہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہوجائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان
موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے - اسوجہ سے معذور ہون - جناب عرشی صاحب ترجمہ
انہین موانع و عوائق کیوجہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال ہے - مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال وثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت ہشاش بشاش
رہے۔ یاران ہم مشرب سے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست ورفیق سے شکایت
نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ حبل المتین صبر کو ہاتھ مین تھامے ہوے خدا پر
توکل کئے ہوئے تھے۔ کہ اُسی صبر وتوکل کی برکت سے بندگانعالی حضور پرنور
نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر مایحتاج ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کردیا تھا
بہرحال عدم مطلق سے بہتر تھا۔ مگر آپکی فیاضی وسیرچشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین
یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تھی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر وقانع رہے۔ آپکی عمر تخمیناً
پچاس برس کی تھی۔ آخر آپنے تقریباً ۱۳۰۹ھ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے بمقام بقا
رحلت کی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک ہے معلوم نہین تاہم
تخمین وقیاس سے لکھا گیا

من اشعارہ الفارسی

مدح مین نواب سعادت علیخان منیر الملک مرحوم کے

بدشت دیگرے تازم بکوے دیگرے تازم	بمدح سروری سازم بہان درج نورانی
ملک چہرہ فلک قدرے وقدر قدرت قضا صولت	بلبہا عیسیٔ ثانی بعارض ماہِ کنعانی
ملک بخت و فلک تخت وکرم پاش وصبا مشرب	جہان بخش وجہاندار وجہانگیر وجہانبانی
تہمتن تن سکندر در مؤید بد غضنفر فر	بفر وقدر سلجوقی بہ بوق وتوق ساسانی
شقائق خو دقائق دان سحاب جود سلطان دان	بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی
ملک گوہر فلک منظر قباد افسر منیر الملک	کہ برخوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی
زہے با موکبش نصرت علمدار جہانگیری	خہے با چترش شوکت نشاندار جہانبانی

بکاشانش فلک تابان گر قندیل خرشیدی
بدرگاہش قضا بفرست حشمت را بجاروبی

کیاست را بفکرت ذوق مالیدن بغواصی
بابوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی

بفرگاہش قدر بنشاند دولت را بدربانی
فطانت را بذاتت شوق مالیدن بنیبانی

من اشعارہ الہندی

خون بار ہوگی چشم کفن ہوگا خون مین تر
پہچانا عدم مین مجھے اس نشان سے

مین اور نوید وصل فلک اور امید مہر
قاصد تری تو باتین ہین وہم و گمان سے

عاقل۔ سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص۔ سید محمد سلطان نام۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن برسٹ ضلع بارہ تہا۔ لیکن آپکے جد اعلیٰ وطن سے دلّی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی۔ آپکی ولادت دلّی مین واقع ہوئی۔ نشو و نما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب ہوا مین ہوا۔ سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو و صرف کے چند رسالے پڑہ لئے۔ پہر آپکے دلمین شعرگوئی کا ولولہ پیدا ہوا۔ مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے۔ استاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے۔ اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے۔ استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے۔ اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی۔ آپ جو کچہہ کہتے تہے نہایت درست و سنجیدہ ہوتا تہا۔ اور ہر ایک فقرہ ملاحت و نزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ آپ چند روز کے بعد دلّی سے بنارس آئے۔ اور شہر مین فروکش ہوے

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تھے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تھے - نجیب الطرفین تھے - نواب جاند علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تھی - بنارس مین میر وزیر حسین مرحوم پہنکیت سفید پوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کرلی - مدت تک بنارس مین رہے طبیعت مین شعر گوئی کا مذاق
تھا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے
شاگرد ہوئے - چند مدت مین رفتہ رفتہ درجہ اُستادی کو پہنچے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین حیدرآباد
دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا - آپکی طبیعت مین شوخی و چستی
جزن تھی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تھی - ہمدردئ قوم و خلائق کی خیر خواہی مین
ہمہ تن مصروف تھے - خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تھے - آپکی ہمدردی خیر خواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے آرٹیکلون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجیے - پھر آپنے نواب نظام یار جنگ
بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا - اور آپکی سرکار مین معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے - چند روز تک خوب کام کرتے رہے - تھوڑے ہی دن نہین گذرے
کہ نواب صاحب نے پھر از سر نو تغیر و تبدل فرمایا - محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لیا
معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال برقرار فرمایا - اور عاقل
کے لئے بھی منصب معقول مقرر کردیا - عاقل متردد ہونے لگے - کیونکہ کام کے آدمی تھے
انکے لئے بیکاری عذاب جان تھی - پھر اخبار کے چلانیکی فکر مین ہوئے - اسے اثنا مین
عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ یا ۱۳۱۱ ہجری مین بہشت برین
روانہ ہوئے - انا للہ و انا الیہ راجعون - وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی
تھی - مولف مقیر کو بھی آپ سے نیاز تھا - جب ملتے تھے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تھے - خدا اُن کو غریق رحمت کرے - آپکا ایک خلف الصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے - چند مدت مدرسۂ اعزہ مین تعلیم پایا - بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تھا - خدا اُسکی عمر دراز کرے - چند مدت نواب خانخانان بہادر نظام یار جنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے - اپنی سرکار خاص سے کسیقدر ماہوار عنایت کرتے رہے - امید ہوتی تھی کہ یہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق وفائق ہو جائیگا - فی الحال مجھے معلوم نہین کہ فرخ سلطان کہان ہے - جہان ہو خدا اُسکو خوش اور خورم رکھے -

من اشعاره الہندی

اک ہاتھہ مین تیغ ایک مین دامن ہے قبا کا
آتا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا

اے شمع یہان عشق گدازش کی ہے گرمی
شعلہ میرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا

کر اک نگہ مہر سب عیب ڈہکین گے
دامان نظر تیرا کفن ہے شہدا کا

آندھی مین کہا کاغذ تصویر جلا کر
اس شکل سے ظالم نے اڑایا مرا خاکا

موت آئی عجب حال ہن بیمار کو تیرے
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

ولہ

وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا
گذرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا

ٹپکے پسینہ بنکے گنہ بال بال سے
جان ہے فشار زمین کے عذاب کا

منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری
بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا

کچھ حسرتین ہی گریہ کنان ساتھہ ساتھہ ہین
دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت - میر عبد الولی

عزلت تخلص - عبد الولی نام - آپ مولوی سعد اللہ سورتی کے فرزند ہین

آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین مقام سلون ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو و نما بہی وطن مین
ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اسوقت
آپکی عمر اُنیس برس کی تہی شباب کا عالم تہا سیاحت و سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا تحصیل کے
بعد سند مین سفر کیا۔ دلّی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے
ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے رہے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تہا۔ طلبہ کو
پڑہاتے تہے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تہی۔ پڑہاتے پڑہاتے خوب منجہ گئے تہے
خاصکر کے فن معقول مین آپکی استعداد و لیاقت اسقدر تہی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تہے۔ اور
آپ بہی ادعاءً فرماتے تہے۔ کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین
از سر نو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بہی آپکو ایسا ہی عروج تہا۔ طبیعت مین تیزی
و چالاکی خداداد تہی۔ موزون الطبع تہے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی
چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ اُستادی کو پہنچے۔ پہر جوش فطرت و زور قوت
سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بہی ایسی ترقی کی کہ اُستاد کے لقب سے ملقب
ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکہے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین
ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاو کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کہلایا کہ سامعین
و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹہیرا بلکہ اور آگے قدم بڑہایا۔ یعنے دوہے و کبت
جہولنے و سوال و جواب و بارہ ماسی و مکریان و پہیلیان وغیرہ بہی تالیف کئے ہین۔
امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکہی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تہے۔ آپ کو
طوطی دکن کہنا چاہئے۔ علم موسیقی مین بہی بڑی دستگاہ رکہتے تہے۔ ساز و قانون
و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تہے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تہے

اس فن کے اُستادون نے آپکی اُستادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتھہ زبان سے
لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش لحان تھے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی لحن
داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تھے۔ او رہوش و حواس سے بیحس و حرکت کرتے تھے
فن قرارت کے بھی عالم وقاری تھے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھہ پڑھتے تھے
سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تھا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان
ہوتی تھی۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ جو کچھہ یاد تھا سینہ مین محفوظ تھا۔ سینہ کیا تھا لوح
محفوظ کا نمونہ تھا۔ جوہر بے بہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان
اور آپ تاریخ مین مورخ کامل تھے۔ واقعات سلف و خلف سے پورے واقف تھے۔ خوش
تقریر و خوش تحریر۔ لئیق و خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تھے۔ راہ مستقیم کے
رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تھے۔ زندہ دل و روشن ضمیر۔ فقیر بے نظیر تھے۔ درویش و
درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تھے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تھے
محبّت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق
تھے۔ بانئ اتحاد و اتفاق تھے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تھے۔ ذی عزت
وذی شعور صاحب مروت و غیور تھے۔ اور آپ فن مصوری مین بھی کامل تھے
بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکھا اور بہزاد مانی کو سنا۔ ؎ شنیدہ کی
بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ
و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکھلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے
مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی
کہتے تھے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تھے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑھگئے

سلف سے خلف تک سب آپکا لوہا مان گئے۔ اور آپ فن مناظرہ مین خوب پہنچے ہوئے تھے۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تھا۔ ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تھا۔ تب عزلت گوشۂ سکوت مین عزلت نشین ہوا۔ بعض نے لکھا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تھے اُس سے زیادہ کے مدعی تھے۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے۔ معاصرین بھی آپسے کم نہ تھے۔ جواب ترکی بترکی دیتے تھے۔ آخر عزلت گوشۂ سکوت مین ساکت رہتے تھے۔ چنانچہ کبھی اُن شفیق اورنگ آبادی نے ایک شعر سہرۂ گل کے بیان مین لکھا ہے

کتان پرچہ را نازم کہ بر روے تو می آید ہلال عید خم بر سر کوے تو می آید

مولوی عبد الولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچھ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا۔ شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت مین عرضی بھیجی اور عزلت کا اعتراض لکھا۔ میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا بن ملا محمد سعید اشرف مازندرانی کا شعر لکھا ہے

ہلال یکشبہ ابروت کتانم سوخت مہت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد

اور میرزا مبارک اللہ واضح کا بھی شعر رقم فرمایا ہے

لب خم دلم از دور بوسد رکابش را مہ نو قبلۂ چاک کتان چون شد عجب نبود

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے۔ روم عرب مین کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے۔ اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین مین

ظاہر مین باہمدیگر معاصرین چوٹین کرتے تھے مگر باطن مین پاک و صاف ہوتے تھے
جلسون مین مزے مزے کی باتین ہوتی تھین - ہم شربون مین مذاق و لطف کے
چرچے ہوتے تھے - افسوس وہ کیا زمانہ تھا اور وہ کیا بزرگ تھے - اب وہ بزرگ ہین
نہ بزرگی - نہ وہ زندہ دل ہین نہ وہ زندگی - نہ وہ لطف جام مین ہے نہ شراب مین
نہ وہ مزہ گزک مین ہے نہ کباب مین - نہ وہ مستی راگ مین ہے نہ رباب مین نہ وہ خوبی
سوال مین ہے نہ جواب مین - فی زماننا شعرا و علما مین مناظرہ کیا ہے - مکابرہ ہے
ایک دوسرے کی ذلت و خواری مین کوشش کرتا ہے - دوسرا مرد مقابل بنکے اسکی
عزت ریزی و اہانت مین پیروی کرتا ہے - مناظرہ سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے
کوسون دور رہتے ہین - عدم الم و لا اسلم مین باہم جھگڑا و فساد کرتے - کوئی حق بات کا
اقرار نہین کرتا - اور انصافانہ داد نہین دیتا ہے - اس ظالمانہ خیالات فاسدات سے
خراب و تباہ ہوتے ہین - جہل مرکب کے دلدل مین پھنسے رہتے ہین - اسوقت ایسا
زمانہ ہے کہ سیکڑون مین ایک آدھ بزرگ قدما کی شان مین نظر آجاتا ہے -

آپکے معاصرین شعرائے ذیل تھے

سراج الدین علیخان آرزو - و میر غلام علی آزاد بلگرامی - و ناصر علی سرہندی - و لچھمی نراین
شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی - و عبدالقادر صاحب
سامی اورنگ آبادی - عبدالحکیم حاکم - و نور العین واقف وغیرہم

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکھا کہ مین عزلت سے بندر سورت مین ملا - لائق شخص
خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے - مشار الیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا
ہوا - بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرنیکے بعد بیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین شہر دلّی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پھر سراج الدین علیخان آرزو
کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی و اردو مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین
مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی و اردو ہے۔ فارسی دیوان مین
اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بھی بیشمار۔ پھر آپ ہندوستان سے
ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علما و
فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بھی عالم فاضل و شاعر
کامل تھے۔ اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا۔ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا
سے ملے۔ سب نے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتھہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ
شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر
ضرورت ماہتحاج ماہوار مقرر کردی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پھر آپ
ناصر جنگ شہید کے بعد حیدر آباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علمانے بھی آپکی
بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدر آباد مین رہے۔ خوشحال و فارغ البال رہے۔ نواب
نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گانون جاگیر مرحمت کئے تھے۔ تا بہ زندگی
جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹھاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی
لکھتے ہین کہ مین آپسے حیدر آباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب
صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور
ہوئی نہایت شکر گذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے
رہے۔ ہم بھی اس ریاست کے دعاگو ہین خدا اس ریاست کو تاقیامت قائم رکھے۔ اکثر
خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوٰۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی العاملی دریہ

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہین معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے
والد ماجد مولوی سعد اللہ صدیقی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا
عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہین۔ اور آپ بھی آبائی طریقہ پر سنی المذہب
تھے۔ اور آخر عمر مین شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان مین طریقہ قادریہ مین مرید ہوئے تھے
مرید ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے
کیونکہ امامیہ و قادریہ باہم مخالف ہین دو متضادین کا ایک مقام مین جمع ہونا ممکن نہین
دو فریق کا باہم مخالفت کرنا عقلاً و تہذیباً انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ ہین
وجود واجب و رسالت کے مصدق ہین اور سب قران مجید کو کلام آلہی مانتے ہین پس
سب کو چاہئے کہ باہمدیگر مثل شیر و شکر رہین کوئی کسیکو برا نہ کہے جہانتک ہوسکے بھلائی
کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل مین اسقدر مبالغہ کرتے تھے
کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہوگئے۔ آپنے بحیثیت روشنی جو کچھ لکھا یا کہا
ٹھیک و درست ہے مگر بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہین
ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است ؎

صاحب مشکوۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپ کی نعش مبارک میر مومن کے دائرے مین دفون
ہوئی۔ اس دائرے مین خاص امامیہ فرقہ کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہین انتہی کلامہ۔
میرے نزدیک یہ پہلو ازبس بھی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ مین
مدفون ہوئے ہین۔ دائرہ مین دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہین ہوتا۔ ہان
اگر کوئی دلیل خارج مین اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد
بلگرامی نے اپنی کسی تالیف مین آپکو امامیہ نہین لکھا نہ کسی تذکرہ نویس نے جب صاحب مشکوۃ النبوۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا۔ آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکھتے
ہین۔ شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے۔ یا ہندؤن سے لیا ہے۔ کیونکہ دکن کے
ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین۔ آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے
آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ محبت پرست و وضعدار تھے۔ سراپا حلم و اخلاق
تھے۔ بانی اجتماع و اتفاق تھے۔ شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپسے مانوس تھے
آپ سب کے نزدیک باعث عزت و ناموس تھے۔ مسافر نواز و مہمان پرور تھے۔ حسن سلوک
مین نامور تھے۔ ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت
وشان سے فرماتے تھے۔ عمدہ عمدہ کھانے پکواتے تھے۔ انواع انواع کی شیرینی
تیار کراتے تھے۔ عمائد شہر و مشائخ عصر کو دعوت دیتے تھے۔ اہل دعوت کی بڑی خاطر
و مدارات کرتے تھے۔ تبرکاً آپ آفتابہ و سیلابچی ہاتھہ مین لیکر سب بزرگون کے
ہاتھہ دہلاتے تھے۔ اسیطرح محرم شریف مین بھی دس روز تک شہداء کربلا کا بیان
فرماتے تھے۔ اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم فرماتے تھے
آپ خوش الحان و خوش آواز تھے خود ہی مجلس مین مرثیہ و نوحہ اس طرز سے
بیان کرتے تھے کہ مجلسہ اسوقت کا سماں کھلاتے تھے۔ کبھی شجاعت کے بیان مین
کبھی ہمت کے میدان مین سبکے امام ہوتے تھے۔ کبھی جرات و شہادت کے عرصہ مین
تیز قدم۔ کبھی صولت و سیادت کے اظہار مین چپت دم ہوتے تھے۔ کبھی
شہادت کے معرکہ مین سبقت۔ کبھی صبر و قناعت کے گوشہ مین مبادرت کرتے تھے
غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تھا اسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تھے کوئی دقیقہ باقی
نہین چھوڑتے تھے۔ سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تھا۔ زار زار روتے تھے۔

بیچ بیچ کر آہین مارتے تہے۔ افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایکدو بند بہی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے لاحظہ کے لئے گزارش کرتے۔ اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تہی۔ ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تہے۔ جو طلبہ ہوتے تہے علم و فن حاصل کرتے تہے۔ جو شائق موسیقی ہوتے تہے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تہے۔ جو شاعری کے طالب تہے وہ شعر و شاعری مین فرہ پاتے تہے۔ جو درویشی و تصوف کے جویا تہے وہ بہی آپسے مستفیض ہوتے تہے۔ جو مصوری کے شائق ہوتے تہے وہ بہی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکہتے تہے۔ ایساہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپسے تحصیل کرتے تہے۔ خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تہے۔ اسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچتا تہا نہ کوئی شاعر۔ اکثر ان کے خوشہ چین تہے۔ اولاد مین صرف ایک لڑکی تہی۔ اسکو برادرزادہ سید فقیر اللہ سے منسوب کردیا تہا۔ اور برادرزادہ کو بجائے فرزند سمجہتے تہے۔ اس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تہا۔ اور اپنی ملک و دولت کا مالک کیا تہا جو کچہہ اثاث البیت تہا وہ سب اس کے تفویض کیا تہا داماد لائق و اطاعت گزار تہا۔ عم بزرگوار کو بجائے والد سمجہتا تہا۔ کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتا تہا۔

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تہے۔ آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند۔ اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تہے۔ کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تہے۔ اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تہے مجلس کی رونق و زینت تہے۔ صائب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اُسکا مصداق ہے ؎

وریں زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا — کنارہ گیر و غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۱۷ رجب سنہ ۱۱۸۹ ہجری میں اس عالم فنا سے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ حیدر آباد دکن میں بیرون ستر آبادی کے دائرہ میں مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی و اردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہوں تاکہ ملاحظہ سے لطف و مزہ حاصل کریں اور میاں عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اُسکی تصدیق ہو جائیگی۔

من اشعارہ الفارسی

عبادت سرکشان را بہ جرم دگر باشد — کہ در سجدہ عزلت شود تر دامن مینا

وله
یار صاحب اعتبار از حلقهٔ آغوش ماست — یکقلم بر مصرع بالائے او صادیم ما

وله
کو دماغت کہ کشتی در رو سر شتن ما — میکشد تیغ ترا جاذبہ گردن ما

وله
محتسب میکشی ما بود از حکم خدا — از ازل جام چو ترکش شدہ جزو تن ما

وله
بشہر ما کہ باشد فخر عاشق جور یار آنجا — چو فانوس خیالی گشتہ می قصد بدار آنجا

وله
از بسکہ اسیر پست پسند ہوس ما — شد غنچہ صفت جزو تن ما قفس ما

وله
کے شب ہجرش بلاش درس ما شد مرا — مشفقے چون بیکسی ار ہم کہ بس ما شد مرا

وله
جنون سامان شاہی گشت جانبازان ہامون را — بود تخت روان ہر گردبادی خاک مجنون را
زجوش لالہ با ہر داغ و خون شد سینہ ہامون را — ز بام افتادہ دیدم یک بیابان طشت مجنون را

وله
با خیال خط سبزش بسکہ خو باشد مرا — چون صنوبر سبزہ بر تن مو بمو باشد مرا

وله
چون گردباد عشق بر آورد کام ما — گردد ز دست طالع برگشتہ جام ما

وله

هرگاه بیاد آیدم ایام تماشا
همچو مژه سایم دو کف از دام تماشا

وله

ز فیض خاکساری مشرب نقش قدم دارم
بفرق هر که پا زد جا دهم در چشم پایش را

وله

سر کشیدی تا پی عاشق رجیب یار هم
گل گریبان میدرد بغیرت بجای عندلیب

وله

از بلایم طپیدن روشن ضمیران را چه سود
جز طپش حاصل ندارد پرتو مهتاب از آب

آبرو سرمهٔ روشندلان بیطاقتی است
چشمهٔ آیینه را پیداست از سیماب آب

وله

ز شوق او بعدم هم رها نکرده دیدم
چو صبح خاک مرا چاک پیرهن باقیست

گذشت سیم تنی امشب از دلم غفلت
اشک حسرت من ره یاسمن باقیست

وله

از بسکه کشیدیم ز مطلب بحیا دست
برداشته زاهد بدعای باز دعا دست

وله

داغش که بوده است جگر گوشهٔ دلم
خون گشتم از چه راه در آغوش لاله رفت

وله

خوابیده است پایم و راهش رمیده نیست
دستم ز کار رفت و گریبان دریده نیست

وله

دستک زنند گرد من اطفال جای سنگ
دانسته اند خاطر دیوانه نازکست

بیصرفه وا مکن لب دشنام هر دلی
آهسته ریز باده که پیمانه نازکست

بگرم جوشی یاران عصر تکیه مکن
که چون معانقهٔ عید اعتمادی نیست

شور سنگ اندازی طفلان هم آواز منست
داغ دل سوزنست باده و ساز منست

همچو قرآنی که نویسندش ز خط فرنگ
هست بی عشق علی سید شدن تهمت عیب

جامه وار است توکل بقدر همت تو
کلهٔ فقر بدست آر ز دنیا سر پیچ

میخواستم که وصف لب او رقم کنم
گردید در کفم چو رگ لعل خامه سرخ

ز داغ سوز دل هرگاه هم آتش چند میریزد
سرشکم چون قلم رخت سیه پوشیده میریزد

او گرم دلبر است جهان را خبر کنید
ما باختیم دل دگران را خبر کنید

دل صدپاره ام چون گشت وگاهی غم نرد عشق لبت
گاهی کم ظرف از چاک گریبان به جهان خندد

سنجم آنقدر روان درد کز طفلان اگر سنگی
بمن نا خورده افتد غم بسر بدست خود

معجز نمود خط لبش چون نمود کرد
یعنی ز نیلم آتش یاقوت دود کرد

بوسهٔ لعل بتان آبحیات آدم ست
ورنه آن آب بقا را آبحیوان گفته ام

پریشان کاکلی در خاطر دلگیر می آید
ز چاک چشم مشب نالهٔ زنجیر می آید

حق دل او دن من با زلف کرد آخر
چشم هجران مرا های هدف کرد آخر

روزی گذشت از لحدم مهر طلعتی
چون صبح مید مد ز غبارم صفا هنوز

برگهر ساختیم از گریه بیابان امروز
کرده ام شام غم خویش چراغان امروز

یاسمن اندام من گلگون قبا میزیبدش
صبح عید شفق نام خدا میزیبدش

قدر وسعت مشرب عزلت شنا خاکسار
گردباد از سیر صحرا میکند هر گام رقص

پرکن وخالی نما باقی همین ماند ز تو
میکند گریان بساقی شیشه وپیمانه عرض

این زمان عزلت چو هم آغوش گلگیر و شمع
در بغل دارد جدائی هست هرجا اختلاط

گر شود منظور چشم مست او روی چراغ
متصل آید شمیم باده از بوی چراغ

زده ست تا بدلم برق آرزوی نجف
چو آفتاب ز سر میروم بسوی نجف

بسکه بی سامانیم فقر ست خوش خانه ام
چین فتد از بوریا بر جبهه ویرانه ام

پس زمردن هم از سور محبت نیستم فارغ
چو رنگ لاله دارد دامان قاتل داغ شد خونم

برنگ لاله دل را از غمش خوشحال میکردم
ز داغ سینه برروی تمنا خال میکردم

قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم
ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم

ما دل خونین ز هند و دیدهٔ تر میبریم
نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبریم

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود	زہر قبرے کہ نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعارہ الہندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا	آب تر سے جیون گوہر وضو کرنا پڑا
سیہ روزی مین میری قدر کو خوب کیا جانین	اندھیری رات مین کسکو کوئی پہچانتا ہیگا
بغیر آہ سحر نہین داغونکی جانیکا علاج	جز صبا کیا ہی چراغون کے بجھانیکا علاج
کس خوشی سے کاٹتا ہون اُس سیگون کا غم	ہے مگر ہمنفس صبح رونیکا سد اُلتقین ہی نفس
دل سمجھتا ہے نے زلف و چشم خوبان الوداع	مرحلا دیوانہ اے زنجیر و زندان الوداع
تیری زلف کے شب کا بیدار مین ہون	تجھہ آنکھونکی ساغر کا میخوار مین ہون
کدہر بہتا پھرتا ہے اے گریہ غم	کہ آنکھون سے تیرا خریدار مین ہون
دیکھہ رنگین چمن کو دل میرا غمناک ہے	گل کے ہاتون خون بلبل کا گریبان چاک ہے
خاطر یاران مین ہے ہم خاکسارونکا غبار	صاف ہے شکوہ دلونمین کیا محبت خاک ہے
غضب ہے وو صنم آنکھین دکھاتا نظر مین پھر آتا ہے	یہ دل دینے کے عصیان کی سزا ہے حق دکھاتا ہے

عمر - معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص - معتبر خان نام آپ کے اجداد کا وطن ہندوستان ہے - عالمگیری زمانہ مین اورنگ آباد وآئے - اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے - سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی - ولی کی عنایت و توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعرگوئی مین ہمعصرون سے فائق ہوا - آپکے کلام نمکین سے اہل سخن مزہ پاتے ہین - مضامین نمکین سے تازہ روح ہوتے ہین - کلام سلیس ہے اُسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار و خوش کردار تھے۔ آشنا پرست و درویش دوست تھے۔ مزاج مین خاکساری و انکساری تھی۔ عالمگیری منصبدارون مین ملازم تھے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۶ھ ہجری مین ہوا۔ اورنگ مین مدفون ہوے۔

من اشعارہ الہندی

ست وو ہے کہ روز محشر مین
اوٹھکے پوچھے یہہ غلغلہ کیا ہے

گر نہین میری صید کے مائل
تل بنا نیکا مدعا کیا ہے

اپنی آنکھون اوپر نگاہ کرو
آج مخمور مین پایا کیا ہے

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو
کیا اسیرون کو مار ڈالوگے

ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
جمع کر کیا اچار ڈالوگے

تل مین دل لیکے یون مکرتے ہو
کہ گویا ان تلون مین تیل نہین

مجھے رقیبون کہنا کیا سب تہا مین نہین پوچھا
اولجہنا ہمین رکا وقت تہا مین نہین پوچھا

باغبین صرصر سے ہوئی ہے خزان آخر کو دیکھ
عاقبت عاشق کی اے گلبدن برد نہین

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے یہہ نہین معلوم ہوا کہ کس شہر کا ہے مگر ۱۱۵۵ھ ہجری مین زندہ تہا۔ اسکے بعد مین فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تہا۔ پیر پرست اولیا دوست تہا۔ چنانچہ صاحب نکات الشعرا نے لکہا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تہا جہان اُسکا شیخ ہوتا تو

کبھی اسکی طرف پشت نہین کرتا تھا۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تھا
اور کبھی پیر کے سامنے آنکھہ اٹھا کے نہین دیکھتا تھا۔ ہم کو بجز ان کے تذکرہ سے اُنکے
دو شعر ریختہ دستیاب ہے۔ ھو ھذہ

ڈرتا نہین ہون بانک کٹاری کے زخم سے
کان تک ہوا ہون تیرا حسن سبز دیکھہ

بانکی نگاہ دیکھہ تری ٹل گیا ہون مین
سوئی برہ کے جب سے لگی گل گیا ہون مین

عالی۔ نعمت خان

عالی تخلص۔ مرزا محمد نام۔ نعمت خان خطاب۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے فرزند ہین۔ آپکی والد مع عیال شیراز سے ہند مین آئے۔ اور یہان سکونت اختیار کی اور عالی کی ولادت ہندوستان مین واقع ہوئی۔ صغر سنی مین والد کے ہمراہ شیراز گیا اور شیراز کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت حاصل کی۔ ملا محمد شفیعای یزدی کی خدمت مین مشق سخن کرتا تھا۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند مین عالمگیری زمانہ مین آیا عالمگیر بادشاہ کے ملازمین مین شریک ہوا۔ بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا۔ حیدرآباد کے محاصرہ مین شریک تھا۔ جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے حضور مین پیش کیا۔ عطیہ خلعت سے ممتاز ہوا ؎

از نصرت بادشاہ غازی — گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ — شد فتح بجنگ حیدرآباد

پھر ۱۱۰۳ ہجری مین باورچیخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور نعمت خان خطاب پایا۔

(شکر نعمت واجب واجب) تاریخ کہی - عالمگیر کے آخر عہد مین جواہر خانہ کا
داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا - عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی
رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت مین رہا -
سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے سربلند ہوا - شاہ عالم کے حکم سے شاہنامہ
تیموریہ لکہنا شروع کیا - مگر موت نے اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ نسخہ تمام کرے - آخر شہر لاہور مین
۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوا - بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی صاحب
ترجمہ نے حیدرآباد مین اس دار ناپایدار سے عالم بقا کے طرف رحلت کی - اور میر مومن
استرابادی کے دائرہ مین مدفون ہوا - فقیر مولف نے دائرہ مین تلاش کیا مگر کہین قبر کا
پتا نہین ملا - اور بقول ناقلین کے قبر پر نام مرقوم ہے - مجکو کوئی قبر ایسی معلوم نہین ہوئی
کہ جسپر صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو - والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال -

تذکرہ نویسون کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ
عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن مین زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا ہے - اور عالمگیر کے فوت ہونے
کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت مین تہا اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم
بہادر کے ملازمین مین منسلک رہا - بہادر شاہ کے عہد مین بمقام لاہور فوت ہوا چنانچہ مذکور ہوا
نورجہان کے باغ مین راوی ندی کے کنارے شہر مذکور مین مدفون ہوا - ندہ ماخوذہ
مین تذکرہ گلرعنا وغیرہ -

عالی عالم فاضل و ادیب کامل جامع فنون کمال و عجوبہ عدیم المثال تہا - انشا پردازی
مین بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی مین بے عدیل تہا - ہجوگوئی مین استاد - ہجو مین اُس کا
قلم شمشیر خون ریز اور صور رستخیز ہے - وقایع گولکنڈہ سے اُسکی شوخی طبیعت معلوم ہوتی ہے

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دباتا ہے۔ اور ابوالحسن تاناشاہ والی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے وقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تھا۔ عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند نامدار کامگار خان کے شادی کی ہجو مین ایک قطعہ عجیب و غریب لکھا ہے مشہور انام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ مذکور نہایت مشکل الانحل تھا میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین اسکی شرح بہ تقاضائے احباب لکھی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہے ہجو صریح ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف طوالت ہجو کی وجہ سے صرف قطعہ کی اول بیت پر اکتفا کرتا ہون۔ فارجع الیہ ان کنت طالبا۔ وھو ھذا

بار دیگر کد خدا شد خان عالی منزلت — با کمال عز و تمکین با وقار زیب زین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النسا بیگم کی سرکار مین جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت گذر گئی مگر اسکی قیمت وصول نہین ہوئی ایک رباعی لکھکر پیش کی ؎

اے بندگیت سعادت اختر من — در خدمت تو عیان شدہ جوہر من

گر جیغہ خریدنی ست پس کو زر من — ور نیست خریدنی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکھتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی قدردان و جوہر شناس تھی۔ خود دیوان کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ مین ابتدا حال مین طبابت کا شغل موروثی رکھتا تھا اُسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تھا آخر چونکہ حکیم لفظ حکیم کی تصحیف ہے ترک کیا حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اُسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشاپردازی مین شوخ و دلیر ہے۔ موقع و محل کا بڑا لحاظ رکھتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم والفنون تھا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تھا۔ علم ہیئت و نجوم اور رمل مین

علما و عملاً قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علما سے استفادہ کیا تھا باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہیں تھا کبھی حکیم بنتا تھا۔ کبھی صوفی کبھی متکلم ہر ایک رنگ کا ہمرنگ ہوتا تھا۔ صاحب التالیف والتصنیف تھا۔ من تصانیفہ واقعات گولکنڈہ۔ و جنگ نامہ۔ و مضحکات و حسن و عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعاره الفارسی

فکر زلف خوبروی زاهدی سازد مرا
آخر آن هندو پسر زناری سازد مرا

خوش نمی آید دل آسودهٔ محبوب مرا
بد شود با هر که گوید پیش او خوب مرا

چو یار محرم بزم شراب کرد مرا
نگاه گرم رقیبان کباب کرد مرا

کار با طرفه جفا پیشهٔ افتاد مرا
که نه یاد مکند و نی رود از یاد مرا

ز عیش رفت بباد آنچه بود در گرهم
چو گل شگفتگی دل خراب کرد مرا

در نشاط آرد وصال دوستان مشتاق را
حلقهٔ صحبت نمی باشد کم از جام شراب

نیشکر بر بند بند خویش خنجر بسته است
تا بدانی هیچ نوشی در جهان بی نیش نیست

ترسم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب
دیده ام تقویم را امشب قمر در عقرب است

زخم شمشیر چو بر سنگ رسد بر گردد
سخن پند بسنگدلان نادانی است

در غمت بخت سیاهی دارم و چشم تری
از سواد هند تا سرحد جیحون از من است

مصیبتی است ملاقات مردم عالم
ببین که دست ز دلها بسر سلام شده است

فیض را افتاده گوشهٔ قناعت یافته است
سایهٔ بال هما نور سعادت یافته است

اهل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست
خواب شب تعبیر خواهد یافت چون فردا شود

اهل سعادت از پی ایذا نمی شوند
بر تیر هیچکس پر و بال هما ندید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام
بیخودی فرصت تصویر بنقاش نداد
کشت امیدم از نشو و نما معکوس شد
بہ بزم وصل و کاش اینقدر ہم میشدم محرم
کوکب سوختہ میکرد گر اندک بدوے
از عصائی خویش طفلی را جنیبت میکشم
گیر زنگہ چشم تو شاید بکمندش
بیاض گردنت از بوسہ ہر جا نقطہ خواہد
ہر کہ بہر سد این سخن عمر دوبارہ چون شود

آخر این شیشہ شکستند و بنا تم واند
جان کشید از تن و جان نکشیدہ است ہنوز
رو بپائین میکند قد ہمچو باران وانہ ام
کہ چون آئینہ حرفی از پس دیوار می گفتم
ہمچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم
از رکابش در وقت نینواری بستم
رم کردہ تر از آہوئی صحراست دل من
بدستم ساعتے بسیار دسیر انتخابم کن
از ہر بار می برو باز بیا کہ ہمچنین

عاصی شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص ۔ شیخ نور محمد نام ۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے ۔ وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوئے ۔ نواب جغتہ خان کاشغری کے ہمراہ دلی مین سکونت اختیار کی ۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے ۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے ۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت مین رہے ۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلی سے شہر برہانپور خاندیس مین آئے ۔ اسوقت نواب آصفجاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدولہ عبدالرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تھے صوبہ دار صاحب کی خدمت مین ملازم ہوئے ۔ مدت العمر نواب صاحب کی خدمت مین رہے

جو کام آپکے سپرد کیا جاتا تھا اسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تھے۔ فانی المشرب طالب درویشی۔ رقیق القلب حلیم الطبع تھے۔ علم تصوف و حقائق معرفت مین بے نظیر تھے۔ مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے آپکے حلقۂ درس مین مشائخ و شائقین شریک ہوتے تھے۔

پس شہر برہانپور مین عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی جب آپ نے سن شعور کے میدان مین سبقت کی تب آپکے والد فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوے۔ مولویصاحب و دیگر علما کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی پڑہنے لگے۔ سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق ہوا۔ قدرۃً طبیعت موزون تھی۔ اور سخن سنجی سے دلچسپی بھی تھی۔ شعر گوئی شروع کی۔ اور کلام کی اصلاح میرزا محمد علی تسلیم برہانپوری سے لینے لگے۔ استاد کی توجہ سے تھوڑی ہی مدت مین شاعر ہو گئے۔ شباب کا عالم تھا مزاج مین چالاکی موجزن تہی۔ آپنے اپنے آقائے قدیم نواب نصیر الدولہ بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ موزون کرکے پیش کیا۔ فقیر مولف کو آپ کے قصیدہ کے دو شعر دستیاب ہوے ھو ھذہ

سینہ ام از گریۂ شوقت مصفا گشتہ است ۔۔۔ کردہ ام از آب این آئینہ را روشنگرے

مصرعہ شمعی است نور افشان بہ بزم اہل دل ۔۔۔ تا شدم در وصف او سرگرم معنی گسترے

نوابصاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور کتبخانہ و قلمدان کی داروغگی پر معین کیا۔ آپ تا بہ زندگی نوابکے کتبخانہ کے داروغہ رہے نواب صاحب کے فوت ہونیکے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت مین ملازم ہوئے - ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک
غزل پیش کیا - حضور آپکے کلام سنجیدہ و پسندیدہ سے بہت خوش ہوئے - اور آپکے
کلام کی احسنت و مرحبا کہہ کے داد دی - اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی -
اور اُسیوقت سنائی - عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے - حضور نے
منصب مناسب مقرر فرمایا - علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت و مرحمت سے سرفراز فرماتے
تھے - حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ کی خدمت مین
رہے حسب دستور رہا ہوار منصب پاتے رہے آخر ۱۱۶۶ ہجری بقول بعض ۱۱۶۵ ہجری مین
نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے - نواب ممدوح
نے میر عبدالحی خان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا - آپ
چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے -

مردم دیدہ کے مولف نے لکھا کہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے دولتخانہ
پر ملا تھا وہ پھر میرے مکان پر تشریف لائے - بہت محبت و شوق سے ملے - لائق
شخص ہین آپکی طبیعت سلیم و حلیم ہے آپکا کلام صاف و پاکیزہ ہوتا ہے - خوب کہتے
ہین آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا
ہے انتہی کلامہ -

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی - اور درویشی
اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد مین رہے پھر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوئے
چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی - یہہ واقعہ ۱۱۷۰ ہجری مین واقع ہوا
شہر مذکور مین مدفون ہوئے -

من اشعاره الفارسی

ساقی اگر دمے آرد بدست آئینه را — سازد از جام نگاه خویش مست آئینه را

می نشیند پیش رویت هر سحر با اعتقاد — شعلهٔ حسن تو کرد آتش پرست آئینه را

تا قیامت باز خواهد داشت چشم خویشتن — پیش رخسار تو حیرت نقش بست آئینه را

از تغافلهاے او در سینه شد دل لخت لخت — کز نگاهہاے آن ظالم شکست آئینه را

وله

آه دل خون شد از جدائیها — تسلیم کرد آشنائیها

داغ شد لاله تا بصحرا دید — گل بنقش برهنه پائیها

وله

فتاده عکس رخش بیحجاب در ته آب — نمود جلوهٔ صد ماهتاب در ته آب

چنان ز هجر عاصی گریست ای ظالم — گشت خانهٔ مردم خراب در ته آب

وله

صورت خود دید در آئینه و از خویش رفت — ساقی مست جام لعل میگون خود است

مصرع خود را اگر سرو سهی موزون نوشت — غنچه هم در فکر بند و بست مضمون خود است

اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست — دامن ما پر گهر از چشم پر خون خود است

رونمی آرد دل عاصی بسوے هیچکس — تا جمال یار در خود دیده مفتون خود است

وله

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح — از براے نام خود نقش نگین کردیم طرح

تا رپود خرقه را کردیم رنگ از خون دل — تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح

تا کردم ازان کاکل شکین سنبلے طرح — گردید بهر طرف سواد ختنی طرح

در گلشن آئینه عکس تو جا کرد — از پرتو رخسار تو شد یاسمنی طرح

وله

با قد خم شد از درد کشیده آہے — تیر ناوک ز کمان جست خدا خیر کند

میروم در سفر عشق بچشم گریان — راه این بادیه آب است خدا خیر کند

حسن شانه دام بلا بود بدل — شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند

ولہ

اوراق ظلم را چو پریشان کند آن زلف — با تار نگه از مژه شیرازه کند چشم

گر بکند هم از لطف گزاری سوی عاصی — از دل بکند خانه و دروازه کند چشم

ولہ

ز دود آه ما این گنبد میناست میدانی — سحابش از کف دریای اشک ماست میدانی

نباشد بر فلک رنگ شفق قاتل که می بینی — ز خون کشتگانت این نشان پیداست میدانی

بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم — بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوه گر این آئینه آفاق است — هر کس بجمال خویشتن مشتاق است

از سوز تو ای درد کس آگه نیست — این راز ز پردهٔ دل عشاق است

ولہ

در عرصهٔ دهر تا که پیداست سخن — روشن گر آئینهٔ دلهاست سخن

از بسکه بهر کس خریدار نیست — از بیقدری چو ماه نو کاست سخن

ولہ

ای شکل هلال کردهٔ ابرویت — آئینهٔ ماه پرتوی از رویت

آسان نتوان ز بند عشقت رستن — آویخته دل بحلقهٔ گیسویت

من رباعیاته الهندی

گر نسخهٔ توحید سے پایا ہے سبق — آ دیکھہ بہر طرف کہ ہے جلوهٔ حق

نادان نپاوے سخن عشق کی رمز — مانند قلم تا نکرے سینہ شق

ولہ

تجہ غم کی آگ لمین کہا ہوں چہپا کے مین — ڈرتا ہوں تا فلک اڑے بہر شرر کہین

تجہ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن مین جا — دیکہا نہ تب سے ہم نے روئے ثمر کہین

ولہ

سمجہے ہین ہم کہ اب کہین تم نے دل دیا — بیٹہے کہین ہو بات کہین ہے نظر کہین

آتا تھا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب
ایسا گرا کہ تیغ کہین اور سپر کہین

وله

کیا ظلم ہے اے شوخی پلکون والے
آہستہ سیو زخم ہین ٹانکے آئے

ترچھی وو نظر گذر گئی سینے سے
ورنہ نہیں ہے بہت ہین دیکھے بھالے

عشرت۔ خواجہ ابو البرکاتخان

عشرت تخلص۔ خواجہ ابو البرکات خان نام آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہین۔ آپکا مسقط الرس شہر اورنگ آباد ہے۔ آپکا نشو و نما بھی شہر کی آب ہوا مین ہوا۔ سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی اساتذہ شہر سے ختم کین۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تھی۔ کلام موزون کرنے لگے۔ سید سراج الدین سراج سے کلام کی مشق کرتے تھے۔ طبع رسا و ذہن فلک پیما سے موصوف تھے۔ خوش خلقی و نیک سیرتی مین معروف تھے۔ آپکا کلام لطف فزہ سے خالی نہین ہے۔ آپکی وفات تخمیناً سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین ہوئی۔ بزرگان سلف کے مقبرہ مین دفن ہوئے۔ **هو هذه**

شب کہ دل درگرہ کاکل مشکین تو بود
وارث عقدہ او شانہ رنگین تو بود

ورد و سر بود بہ از بخت سعید آنروزم
کہ بہ پیشانی من دست نگارین تو بود

یاد آن لذت آغوش کہ ہنگام وصال
حلقہ و گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعاره الہندی

مین ہوا جب سے تیری نرگس فتان سے جدا
تب سیتی خواب ہوا دیدہ حیران سے جدا

راتدن اسدل بیتاب کی صحبت برار
آہ سوزان سے جدا اور دیدہ گریان سے جدا

عشق کی آگ مین قائم ہون گل شمع سا مین — سر کٹا پر نہوا شمع شبستان سے جدا

ولہ

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس اداس — سر کہین آنکہین کہین اور دل علی ہذا نقیاس

ولہ

کیا ہوا حاصل تمہی توڑ کے اس مفلس کا دل — ہات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

ولہ

احتیاط جان کئے جب تک کہ دل پاک تہا — اب تو ہم گذرے سبہون سے کس کی جان اور کسکا دل

ولہ

صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے — آب دریا آب گوہر کیونکر شامل ہو سکے

ولہ

گلشن دل مین اگر سرو خراماں گذرے — اشک خونی سے گلستان مین طوفان گذرے

ولہ

مستی پان سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی — خمار مے سے ظاہر ہے قماش سرخ کمخابی

پلک مارتے آنکہون سے ہو گئے غائب — ہمارے اشک خونین کر گئے پرواز سرخابی

ہمارے دلکو عشرت ہے ہمیشہ طاق ابرو مین — کہ جیون محراب مین خوش تہے سد اللہ نور محرابی

ولہ

دیکہا ہون جب سے باغ مین اس خوش نگاہ کو — نرگس نے کی ہے گل میرے سر سے بجائے آنکہہ

عشرت مدام بد نظر رکہہ یہی دعا — دل جائے جان جائے ہر گز نجائے آنکہہ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص - محمد قمر الدین نام - آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہین اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ - تذکرۂ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تہے - خدائے تعالی نے آپکو ہمتا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے - آپنے استاد محمد قدرت اللہ بلیغ کی خدمت مین دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بآخر ختم کین اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا - ہر ایک

دیوان کے اشعار کا مالہ و ما علیہ خوب سمجھا - اور شاعری کے میدان مین قدم رکھا - اپنے
ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑہ گئے - جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ -
آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹ ہجری مین واقع ہوئی - شہر اورنگ آباد مین مدفون
ہوئے - من کلامہ -

گریبان گیر ما ہرگز نشد دست تمنائے		چون مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی - مولوی سید علوی

علوی تخلص - سید علوی نام - آپ کنی المولد و المنشا ہین - فارسی و عربی مین
استعداد کامل رکھتے ہین - عبد الحلیم خان حاکم شاہ نور بنکاپور کی خدمت مین ملازم تھے
ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تھے - مولانا بلیغ جب شاہ نور مین بطریق سیر
رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت مین نیازمندی کا رابطہ قائم کیا - اور
اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا - تا بزندگی عبد الحلیم خان کی خدمت مین ملازم
رہے - آخر سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوئے - خوش خلق و نیک محضر تھے - **ہو ہذا**

داغ شمع و آہ مینا چشم جام اشک مے من برنگ جگر از سوز جگر در زندگی این جواب آن غزل علوی کہ فرمودہ بلیغ بقربان مزاج نازک آن صندلی جسم	ولہ	طرفہ طرحی انجمن دارم تماشا کردنی است جسم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است در دل لعلت بمن دارم تماشا کردنی است کہ آواز شکست رنگ دردسر کند پیدا

	مستی عشق بہ پیرانہ سری بسکہ فزود حلقہ قد دوتا نشاء دو بالا بخشید	

عابد - میر زین العابدین

عابد تخلص - میر زین العابدین ۔ اصفہانی المولد والوطن ہے ۔ شہر حیدرآباد مین بغرض تجارت آیا تہا - چند مدت دکن مین بسر کرکے وطن مالوفہ چلا گیا - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت بلیغ حیدرآباد مین رونق افزا ہوے تب عابد آپکی خدمت مین حاضر ہوا تہا - اور اپنے چند اشعار حضرت کے ملاحظہ مین گزرانا تہا انتہی کلامہ من کلامہ

شہرہ حسنش بسے در شہر شور انداختہ است	تا نقاب از چہرہ آن طناز دور انداختہ است

رباعی منہ

با مہر تو آشنا و بیگانہ یکے ست	عشاق ترا کعبہ و بتخانہ یکے است
ہر جا کہ روی تو صاحب خانہ یکے ست	عابد تو بہ گرد خانہا چند روی

عروج - میر بہاء الدین حسین

عروج تخلص - میر بہاء الدین حسین خان نام - آپ ضیاء الدین حسین خان رنگین اورنگ آبادی کے فرزند ارجمند ہین - آپکی ولادت ۱۱۷۵ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے کتب درسیہ مولوی میر انور الدین سے تحصیل کین اور شاعری مین آپکو اولاً میر عبد القادر مہربان سے ثانیاً مولوی بلیغ سے تلمذ ہے - اور مولوی قدرت اللہ بلیغ سے چند کتب عروض و قوافی مین پڑہے - اور کلام فارسی ریختہ کی مشق بہی آپ سے کی - اور مولوی صاحب کی جناب مین حسن عقیدت و صدق ارادت سے بیعت بہی کی - صوفی المشرب پیر پرست تہے - شعر گوئی سے آپکو دلچسپی ہتی ہے - جو کچہہ کلام موزون

گوئیوں نے میں سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے تذکرہ گل عجائب من المقالات الغرائب کے
مولف نے لکھا کہ آپنے ایک تذکرہ مسمی بہ خزان و بہار تالیف کیا۔ اسمیں شعرائے معاصرین
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے میں محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابھی تذکرہ کا
مسودہ بیضہ نہیں ہوا تھا کہ آپ ۱۲۳۰ھ ہجری میں فردوس بریں روانہ ہوئے۔ آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان ثانی نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو و تلاش کر کے
مبیضہ کرایا۔ اُن اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندہا تذکرہ کی خوبی دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکھتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت و جانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگان
سلف نسلاً بعد نسلٍ علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوئے ہیں۔ آپکے جد امجد قاضی مسعود
عالمگیری عہد میں عالم و فقیہ متبحر تھے۔ اسی علم و فضل کی وجہ سے آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تھا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب
کو بھی کیا تھا۔ آپکے جد علامۂ عصر تھے۔ دونوں خدمتوں کا کام عمدہ طرح سے انجام
فرماتے تھے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت مذکورہ پر مقرر ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنے ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر و مدارات کی۔ اور خانسامانی و داروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد میں ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے
آخر آپ کی رحلت ۱۲۳۰ھ میں واقع ہوئی۔ اور اورنگ آباد میں جد امجد کے قریب اُس
مقبرہ میں جو نہر رسول کے کنارے واقع ہے دفن ہوئے۔ **من اشعارہ الفارسی**

بجا کستر نشاند تاب رویت آتش گل را — پریشان میکند سودائے زلفت طبع سنبل را

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق | سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را

عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری | رگ اندیشه ات پیچیده سازد موج سنبل را

وله

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا | شکست توبه از گبر و مسلمان میشود پیدا

شهادتگاه سر جوش نیرنگ دگر دارد | ز خاک کشته لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

ز نیستی در کار نمود حسن تابان ترا | هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا

گشته رنگ افزا کرشمهٔ حسن هوش ترا | باده کرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا

دامن افشان گذشت ز تربت نگار ما | موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

وله

بپیچ کاکل مشکین خویش را ظالم | متاب اینقدر این سنگدل رگ جان را

وله

نغمه پردازی من کرد چو آهنگ عروج | شور از حلقهٔ مرغان غزلخوان برداشت

وله

محفل روشندلان را نیست سامان احتیاج | در شب مهتاب کی باشد چراغان احتیاج

وله

عرصهٔ فرهاد رفت و دور مجنون هم گذشت | سکهٔ ملک جنون اکنون بنام من بود

کرد غمگین فکر فردا خاطر شاد مرا | بر سرم آرای فغان امروز جلاد مرا

شب که محو رنگ نقش چشم آن مخمور بود | خامهٔ بهزاد ما از ریشهٔ انگور بود

یاد چشم مست او رنگ دل تا بشکند | میخورد جوش آنقدر این می که مینا بشکند

وسعت آباد جنون آئینه دار حسن کیست | صدمه بر مینا رسد گر تیشه خارا بشکند

قد ترا قیامت ناز آفریده اند | زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند

ای فدای مختصر قد تو بالای پری | وی بقربان سراپایت سراپای پری

من اشعاره الهندی

کب لگ رہیگا ہمسے تو بیزار دیکھنا | بنتا ہے کان تلک ترا انکار دیکھنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین
روئے خوب اُسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ
یون ظلم اے پیارے کرتو کیا کرے گا
یہہ بہی اک عاشقون کا سودا ہے

مگر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی
اُسطرف صبح وطن شام غریبان اُسطرف
اے دل اُس زلف مین اٹک تو بہی
شاخ ریحان ہو اگر آہ میری دور نہین

عاشق - میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص - میر کلان خان نام - آپکا وطن اصلی کابل ہے - وطن سے ہندمین آئے وزیر الممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے - نظام تخلص کرتے تہے مدت تک نواب کے سایہ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے - مرادآباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تہے - جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے - تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے - دولت بنگش کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے - اُسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا - آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہرایک کے نزدیک مرغوب دل ہے - آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا - ہو ھذا

گر چنین غمزہ او دشمن ایمان باشد
ہر گاہ با رقیب برابر گذشتہ ایم
عاشق بگوئے یار ز احوال ما مپرس

کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد
بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم
اینست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص - مرزا جمال اللہ نام - آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین - اورنگ آبادی الاصل ہین

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف - اور متانت وضع و لطافت مزاج میں معروف تھا۔ خوش سلیقہ و خوش طریقہ تھا۔ عالم شباب میں شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا۔ میدان سخن میں خوب جولانی کرنے لگا۔ طبیعت کی چالاکی و شوخی دکھلانے لگا۔ کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا۔ رفتہ رفتہ مرتبہ سخن کو درجہ بلند پر پہنچایا ۱۱۷۵ھ ہجری میں زندہ تھا جب میان نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری ۱۱۷۵ھ ہجری میں اورنگ آباد آئے اُن سے استفادہ کیا۔ واقف آپکے حق مین کہتا ہے

دیدیم کتب خانہ ہفتاد و دولت ❊ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تھا۔ احباب سے نہایت خوش خلاقی و محبت سے ملتا تھا۔ مرد خوش صحبت و با مروت تھا۔ ۱۱۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

اگر وہ قاتل جان بخش کھینچے تیغ ابرو کی مین وہ تشنہ کام تیغ قاتل شمع کے مانند ادہر بلبل گذر جا گل سے اودہر گل گلستان سے سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر		ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو کٹی گردن سے میری اور زبان شکر پیدا ہو جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مو سے نکلے

عاشق - مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص - مرزا عاشور بیگ نام - آپکا اصلی وطن برہانپور ہے - آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے - اسوقت آپکا عالم شباب تھا۔ ذکی الطبع و ذہین تھے۔ علمی لیاقت بہی درست تہی - شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ طبیعت کی چالاکی

شعر ریختہ موزون کرنے لگے۔ اور شاہ سامی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا۔ سنہ ۱۲۰ ہجری مین آپکا انتقال ہوا۔

من ۲۰ اشعارہ الہندی

جو مست جام شیشہ صہبائے سبز ہے	وله	بر جا ہے اسکو ہووے اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا مگر آئی ہے موت	وله	چھیڑیون نے اب پر نکالے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکہہ	وله	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	وله	ہر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق - میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص - میر یحیی نام - عاشق علیخان خطاب - برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکھتا تہا - انشا پردازی مین یگانہ تہا - بندگان عالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تہا - لشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تہا - سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تہا - زبان ریختہ مین شعر گوئی کا شائق و عاشق تہا - موزون الطبع و خوش فکر تہا - جو کچہہ کہتا خوب کہتا تہا - آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تہے - اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تہے - آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے - ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے ہین - آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۷ ہجری کے قریب ہوا -

من ۲ اشعارہ الہندی

اوٹہا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا		گر و سب یار مل سامان شیشہ و ارد کا

اب تو کچھہ باقی رہا نہین ولہ کیا گر بیچون خدا

جیت میری ہے عشق بازی مین ولہ جیسے دلبر نے مجکو ہار دیا

جام کو لب سے آشنا مت کر ولہ نام اوسکا پیا کٹورا ہے

جس گھر مین جب تلک تھے ولہ ہیچ کہا تا تہا فقیر

گشت کو توال کرو موقوف ولہ آج کی رات جام بہرتا ہے

نشہ او تری محبت کی ہمارہی ولہ کہا و سبزی خط سبزی کو پیاری

مین کہا تیرے بدل پر کیا بہلی لگتی ہے رکہہ ولہ ہنس کہا جوگی کے سپر نے خاک لگتی ہے بہلی

مجہہ کلیجے مین برہ کی تجہہ پلک ہول ہے ولہ ہے حال اپنا کیا لکہون پیاری یہہ ہول ہے

ہر ایک پیا نفر کے پیچھے چومتا تپہ مینا وسکا ولہ گز رک عاشق علیجان کو ستی مین بہاتی ہے

ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آئے سات ولہ دیکہہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات

جسوقت جان نکلی مجہہ پاس کوئی نہ آیا ولہ شمشیر تیری اکیدم بیٹھی تہی میرے سر پر

جب نقش اوس صنم کا نقاش کہینچتا ہے ولہ بازو کے کہینچنے مین دو ہات اینچتا ہے

ہین شہید کربلا سب سرخ پوش ولہ مصطفیٰ کی آل کا کیا رنگ ہے

صاف دل آرسی سا کوئی نہین ولہ لیک منہ دیکھے آشنائی ہے

عجیب ۔ محمد عبد اللہ حیدر آبادی

عجیب تخلص ۔ محمد عبد اللہ نام ۔ چہوٹے صاحب عرف ہے ۔ آپ حیدر آبادی المولد ہین ۔ فارسی مین مستعد طالب العلم ہین ۔ شعر گوئی کا شوق لبین پیدا ہوا ۔ زور طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست وصاف ہوگیا فارسی واردو زبان مین کہتے ہین۔ خوش مزاج ونیک سیرت ہین۔

من اشعارہ الفارسی

در حین گریہ چشم برشبنمش	سلک گہر کنم مژۂ اشکبار را
از سوزش ہوائے دم سرد مردہ ایم	پروائے باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الہندی

عارض کی تازگی سے بڑھا رنگ یار کا	اس گل سے کہل رہا ہے شگوفہ بہار کا
اور مہروش جو کرتی ہو در پردہ چھیڑ چھاڑ	کافی نہین ہے نام کو پردہ حجاب کا

عدیل - محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص - محمد عسکری نام - آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکھنو ہے - آپنے سن شعور کے بعد وطن مین بقدر ضرورت فارسی مین استعداد حاصل کی۔ طبیعت مین تیزی وچالاکی تہی - شعر گوئی کی دلمین رغبت کامل تہی۔ مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خواہش طبیعت مین تہی - آپنے زور فطرت وجولانی طبیعت سے شعر گوئی شروع کردی - اور میر کاظم حسین حبیب آپکے برادر بزرگ تہے - اُن سے صلاح لینے لگے - بہائی کی توجہ واصلاح سے شاعر پختہ کلام ہوگئے ۱۲۹۵ ہجری مین بہائی کے ہمراہ حیدرآباد دکن مین آئے - آتے ہی سررشتہ تعلیم مین ملازم ہوگئے چند ہی روز کے بعد ہوم سکریٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر مین میرمنشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے - معلوم نہین فی الحال کہان ہین - آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدائے تعالیٰ سلامت رکھے۔

من اشعارہ الهندی

خنجر بکف وہ آئے ہین ایک اژدہام ہے
اللہ میرے قتل کی یہ دھوم دہام ہے

پرچ کر دیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے
اسلام و کفر دونون کو اپنا سلام ہے

اٹھو بقول آتش مرحوم اے عدیل
ہین معتقد ہی ہون اور میرا دل امام ہے

ولہ

کوئے جانان سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے
ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے

رنگ آ جائیگا رفتہ رفتہ طبع یار مین
بہر تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے

ولہ

ہوئی ہے زخم کاری کی ہوس پہر اب مرے دلکو
نگاہ آرزو سے دہونڈہتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت ۔ محمد عنایت اللہ براری

عنایت تخلص ۔ محمد عنایت اللہ نام ۔ محمد عظمت اللہ کے فرزند ہین ۔ آپکا اصلی وطن قصبہ برنیرہ بی ضلع امراوتی برار ہے ۔ آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے موذن و پیش امام ہین ۔ یہ خدمت آپکی موروثی ہے ۔ آپ صحیح النسب و الحسب ہین ۔ آپنے برار کے مدارس مین تعلیم پائی ۔ مولوی حسن صاحب مرحوم آروی اُسوقت برار کے ہائی اسکول مین صدر مدرس تھے ۔ مولوی صاحب سے مدرسہ کے علاوہ پریوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب درسیہ تحصیل کین ۔ آکولہ کالج مین ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی ۔ اور منشی نور خانصاحب ہڈ ماسٹر ٹرینگ کالج سے شعرگوئی کی مشق کی ۔ سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین ۔ سنجیدہ مزاج خوش گفتار و خوش کردار ہین ۔ فقیر مولف کے ہم وطن ہین ۔ مگر مین دس برس سے اس شہر مین ہون کبھی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا ۔ مین آپکی ملاقات کا مشتاق ہون بصدق

کل مرہون باوفا تہا۔ کسی وقت ہوجائیگی۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس ہے گی
میانہ قد کشادہ پیشانی۔ آہو چشم۔ دراز بینی۔ گہنی داڑہی۔ گندمی رنگ ہین خدا تعالےٰ
آپکو خوش خرم رکہے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

خرام دیدہ و نشستہ بگوشۂ گلزار		ہمہ تذرو چمن از تو شرمسار انند
چہ دوست است بہین حسن اندرین دنیا		کہ جملہ مردمان بے دام تا بعدار انند

من اشعارہ الہندی

پہر گلون سے ہوگیا ہے اندنون گلزار سرخ		عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی	ولہ	خون سے سرخ تہے میدان ہزارون لاکہون

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین مین تہا۔ چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے

تیرے سخن کی نغمۂ رنگین کا سن ولی   ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

یہ قول لچہمی نرائن کا ہے۔ میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا نہین ثابت ہوتا۔ عجب نہین کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق مین صوفی المشرب گذرا ہے مراد ہو۔ ہان ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو۔ اُسکا حال پردۂ ظلمت مین ہے ہمکو معلوم نہین چمنستان مین صرف اُسکا ایک شعر ہے ہم بہی اُسکو نقل کرتے ہین۔

جسکے جاری نہین نین سو دل سدا ویران ہے   معمور ہو کیونکر بسے جس گانون مین پانی نہین

عاشق ۔ میر قاسم خان اکبرآبادی

عاشق تخلص ۔ میر قاسم خان نام ۔ آپکے والد یا جد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ مالوہ
کے دیوان بادشاہی تھے ۔ خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی
خدمت مین آئے ۔ نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے ۔ بمنصب
جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی ۔ نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری
خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہین فرمایا ۔ حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے
تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے ۔ حضور جو کچھہ سوال
کرتے تھے اُسکا جواب نہایت استقلال و جرات بے باکانہ کے ساتھہ دیتے تھے ۔ آپکی تقریر سے
امراء دربار دنگ ہوتے تھے ۔ اہل دربار مین کوئی ایسا ذکی و تیز رائے زندہ دل و دلیر نہ تھا ۔
آپ سب کے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تھے ۔ بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت
و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے ۔ یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر
آپ سنہ ۱۱۵ ہجری کے قریب فوت ہوئے ۔ میان عاشق صاحب ترجمہ آپکے فرزند بھی
بندگان حضور کی سرکار مین خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے ۔ ہونہار و ہوشیار تھے
چند ہی روز مین سرکاری کامون مین صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوئے
اسی اثنا مین بحسب تقدیر آپ سے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا ہے
وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب مین اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی
کہ وہ ہلاک ہوگیا ۔ اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش مین آیا ۔ آپ خدمات مفوضہ سے
معزول ہوئے ۔ سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہین ہے ۔ مگر ہماری سرکار نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب
و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید کی مصاحبت مین رہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد مین
ماہ ذیحجہ ۱۱۶۵ھ ہجری مین اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے۔ تا مرگ
دلی مین رہے آخر ۱۱۸۱ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و بچھمی ناراین و اورنگ آبادی
و سراج و ساعی و افتخار وغیرہ شعراے اورنگ آباد کے معاصر تھے تمام سے یارانہ تھا۔
آپ طباع و فہیم تھے شعرگوئی کا شوق تھا۔ آپکا کلام نزاکت و خوبی سے آراستہ تھا
اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش
کرتے ہین تاکہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہووین۔

من اشعارہ الفارسی

ہرسال در بہار بکسب شرف جنون پیش من چمن می نباشد میرم ز درد خمار	آید برہنہ پا بطواف دماغ ما شیشہ چون خالی شود پر می شود پیمانہ ام

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہہ قصیدہ لکھا۔

صراحی در بغل دارد قدح در دست می آید ز فیض نوبہار سال شصتم اے بلند اختر مبارکباد سال نو ترا اے شاہ جم شوکت بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی	ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید تو ذو القرنینی و عالم ترا در دست می آید زبانہا با ہمہ ثناہا ترا در شست می آید بچشم شرفہ کاخ بلندت پست می آید

بدامانش ز دم دست امید خویشتن عاشق
کز و بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

عشرتی ۔ یزدی

عشرتی تخلص ۔ سادات یزد سے ۔ سید صحیح النسب تھا ۔ وطن سے ملک دکن مین آیا ۔ قطب شاہیہ زمانہ مین ترقی کے اوج پر عروج کیا ۔ میر مومن استر آبادی کے سایۂ عاطفت مین خوشحال و فارغ البال رہا ۔ خوش نویسی مین لائق و فائق تھا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکھتا تھا ۔ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا ۔ شوخ روان الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تھا ۔ اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تھا ۔ آخر عین عالم شباب مین تیس برس کی عمر مین اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا ۔ سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا ۔ مگر ہمکو ایک بیاض قدیمہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الفارسی

دوستان بوستان چون عزم می خوردن کنید	ولہ	اول ز یاران دور افتادہ یاد من کنید
مقصد ز کاخ و صفحہ و دیوان نگاشتن		کاشانہائے سر بفلک بر فراشتن
گلہائے رنگ رنگ درختان میوہ دار		در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن
دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران		یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن
ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کنند		از خاک خانہ کہ بباید گذاشتن

عاشق ۔ مولوی سید عبد الودود

عاشق تخلص ۔ سید عبد الودود نام ۔ آپ سید غلام محی الدین نقوی ساجد تخلص کے

صاحبزادے ہیں۔ آپکے بزرگان سلف گڑہ ضلع صوبہ الہ آباد میں سکونت پذیر تھے۔ آپکے
اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال میں آئے
عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک
آپکے خاندان میں درس تدریس کا سررشتہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور
جاری تھا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ میں مدرسی کی
خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان میں واقع
ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول مولوی امین اللہ
مدرس و مولوی سراج الدین علیخان و مولوی غلام سبحان خان قاضی القضات سے
ختم کیں۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ فارغ التحصیل و تکمیل کے
بعد ۱۲۳۲ سنہ ہجری میں حسب الطلب حکام مدراس میں آئے۔ خدمت افتا پر مامور ہوئے
چند مدت کے بعد قضائے ترچناپلی عرف تھرنگر پر مقرر ہوئے۔ تقریباً گیارہ برس خدمت
قضا پر مامور رہے پھر صدر عدالت میں خدمت افتا پر مقرر ہوئے۔ پچیس برس تک
خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر اس خدمت سے سبکدوش کئے گئے
چنگل پٹہ کی صدر امینی پر مقرر ہوئے۔ پٹہ مذکور میں سکونت اختیار کی۔ پھر مدت کے بعد
بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہو کے تارک الخدمت ہوئے۔ صاحب التالیف و التصنیف
تھے لیکن کثرت اشتغال کی وجہ سے بجز دیوان مختصر و چند حواشی کتب متداولہ فارسی کی
کوئی کتاب نہیں لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۶۸ سنہ ہجری میں مدراس میں وفات
پائی۔ شاہراہ ہیلا پور میں مغرب کے جانب متصل مقبرہ دلیر جنگ بہادر مرحوم دفن ہوئے۔ من اشعارہ

از مسائل مصحف رویش گنہ ننوشتہ اند
دست از جان شستہ در عشقش وضو داریم ما

چنین چین ہا کہ دارم بر جبین وقت کہن سالی	ولہ	بصد لب میکنم تفسیر رنج ضعف پیری را
چہ فائدہ کہ بہ عدم دو روز پروا نم		چو رخت خویش بندم ازین جہان تنہا
مرا عاشق باین ضعف بصارت سرمہ کرد		چو میل سرمہ روشن میکند چشم تماشا را
نکند صبر این دل نادان	〃	کار ما سخت با جاہل افتادہ است
برہنہ ز جنون خواہد از بدن پوشد	〃	ہمرے کشد بعدم جامۂ کفن پوشد
عروس فکر ز شوخی ہنوز عریان است		ہزار بار اگر خلعت سخن پوشد
از بس ز جمع مال جہان من غنی ترم	〃	دست زدم زر بخشد دلیلم بران بود
یارہ دل را بر دو اشکم جوہر نور در چشم	〃	نقد را دزدم ربود و جنس سیلاب برد
منتظر را یک نظر انعام دہ	〃	خشک مغزم روغن بادام دہ
درک دہنت محال عقلی	〃	در وصف لبت کجا رسائی
نیست در بازار عشقش غیر سودائے جنون	〃	میخرم این مال عاشق میدانیم فرزانگی

عالی - خواجہ کامگار خان

عالیؔ تخلص - خواجہ کامگار خان نام - آپکے نسب کا سلسلہ خواجۂ نقشبند قدس سرہٗ سے پہنچتا ہے - آپ اورنگ آبادی المولد ہیں - آپکی تربیت و تعلیم شہر مذکور کی آب و ہوا میں ہوئی - علمائے عصر سے کتب متداولہ درسیہ ختم کیں معقول و منقول میں عالم متبحر تھے - فقیہ کامل تھے - مسائل جزئیہ کے استخراج کی قوت تامہ رکھتے تھے - متقی و متشرع تھے عالمگیر بادشاہ نے آپ کو عدالت عالیہ کی داروغگی کی خدمت عطا کی تھی - فیصلۂ قضایا میں خوب غور و فکر فرماتے تھے - اہل شہر آپ سے مانوس تھے - نیکوسیرت

وخوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید وخلیفہ تھے۔ شیخ مرشد
سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نورالدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ
ششو جب لاپور سے اورنگ آباد مین آئے۔ آپکے ہمسایہ مین فروکش ہوئے۔ اور ایک
خانقاہ و مکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنا کی۔ اور شہر مین ایک نہر بھی لائی
تا بزندگی شیخ اُسی مقام مین رہے۔ جب رحلت کی تو اُسی مقام مین مدفون ہوئے
نیزارو متبرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔
شعرگوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر و نازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی
نہین ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے
موقع ومحل احسن الشمائل مین اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تحفۃ الشعرا کے مولف نے
بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ مین کیا ہے۔ فقیر مولف انہین دونون کتابسے اشعار منتخبہ
گزارش کرتا ہون۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد مین خدمت داروغگی پر ہے۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری
مین خدمت داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری مین پہنچے۔ اعزا و احبا کو
سخت رنج والم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل غم خوردہ را در فکر جانان ساختند — چشم ما را در پئے نظارہ حیران ساختند
قدسیان عالم بالا بتعمیر لبش — خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند
تا کہ حسن آن پری در دہر عالمگیر شد — حسن یوسف را درون چاہ زندان ساختند
ہر کہ غمزہ او خورد تا محشر نمرد — آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند
تا کمان ابروے او حلقہ شد چون ماہ نو — قامت خم گشتہ عشاق قربان ساختند

ساکنان عالم قدس از ازل شکر خدا | وله | بهر عالی شه نظام الدین برہان ساختند

طفل اشکم خاکبازی میکند تا روز حشر | وله | چشم خود تا بر غبار خط وے انداختیم

پریشان گیسوئے او را ازان زنار خود کردم | وله | کہ از روز ازل چون حلقۂ زلفش پریشانم

نگاہے یا ادائے کیست در کار من عالی | وله | باندازِ تغافل میکند صد رخنہ در جانم

عشق حکیم عبد الباسط

عشق تخلص - عبد الباسط نام - حکیم الممالک خان بہادر خطاب - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ مولوی محمد مہدی واصف کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت باسعادت ۱۲۳۵ہجری مین شہر مدراس مین واقع ہوی - اور آپکی تربیت و تعلیم یہی ہین ہوئی - آپنے ابتدا مین والد ماجد اور اپنے ماموں حاجی زین العابدین کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ ختم کین - اور خان عالم خان بہادر فاروق تخلص سے کتب عربیہ کی تکمیل کی - اور حضرت فاروق سے اصلاح سخن بہی لیتے تہے - آپکی طبیعت شعر و شاعری سے زیادہ مناسب تہی - غزل و قصیدہ بمضامین دلکش بسرعت تمام موزون کرتے تہے آپکے کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ مضامین کی طبیعت مین آمد تہی گویا تازہ تازہ مضامین آپکے میدان خیال مین دست بستہ کہڑے ہوئے ہین - جب چاہتے تہے فی البدیہہ مضامین متفرقہ و معانی جدیدہ کا شیرازہ باندہ کے گلدستہ کیطرح اہل کمال و سخن سنجان نازک خیال کے جلسہ مین پیش کرتے تہے - بزرگان جلسہ آپکے کلام فصاحت انجام کی داد دیتے تہے - تحسین و آفرین کے ساتہ واہ واہ کہتے تہے - آپ فن طبابت یونانی و انگریزی مین قدرت کاملہ و ملکۂ تامہ رکہتے تہے - طب انگریزی حکمائے فرنگ سے اخذ کی تہی

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تہے۔ اکثر اوقات بیمارون کے معالجہ مین صرف فرماتے تہے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکہتے تہے اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تہے۔ بناءً علیہ آپنے ایک اخبار مسمی بہ تمیز الاخبار جاری کیا تہا۔ یہہ اخبار ہفتہ واری تہا۔ ہفتہ مین ایکبار طبع کر کے تقسیم فرماتے تہے۔ فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا اور کب موقوف ہوا۔ آپ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام کے عہد مین مدراس سے حیدرآباد دکن مین تشریف لائے۔ صیغہ منصب مین ملازم ہوے مدۃ العمر صیغہ مذکور مین مامور رہے۔ ہمیشہ بیمارون کے معالجہ اور طلبہ کی تدریس مین مصروف رہتے تہے۔ آپ صاحب اولاد تہے۔ آپکے باقیات الصالحات سے خیرخواہ قوم جناب ملا عبد القیوم صاحب و مولوی عبد الحی صاحب و مولوی عبد السلام وغیرہ ہین۔ ملا صاحب ۱۳۲۵ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام مجذوب بہی فوت ہو گئے۔ مولوی عبد الحی سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین۔ ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب ترجمہ نے ۱۳۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے برادرزادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ہو ہذہ

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف	بود گرانمایہ والا گہر
در شب پنجم ز ربیع نخست	کرد ز دنیا سوی عقبیٰ سفر
تنگ گریبان بغمش خلق را	ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر
واجد ما سال وفاتش نوشت	حادثہ عشق جہان ہنر
	۱۳۰۲

من اشعاره الفارسی

گفتم که دل بروے تو بستم بخنده گفت
اے نقش نام برو شنت انگونه خوش سواد
گرمی عشق تو زد در دل ناشاد آتش
صد زبان میکند از شعلۂ پر سوز بلند
خستہ عشقتم و ہر چاره گرے بد تشخیص
دست برداشت ز من بوعلی نبض شناس
بزلف تو حال دل شیدا که کند عرض
لب رسید و ز سوئے ابروت هم تیغ
از کسوت بر تنا بدار سبکروحی تنم
سینم بعد شہادت ہم شاہی از خون
چشم تو خفت نشد از کشتن عشاق ملول
دیده بے دیدار تو از اشک دارد شستشو
زد علم ابروان تیغ دو و نیام یک
بر سر راه آن صنم طرح نماز افگنم

ولہ

این تازه شاعر بیت که مضمون نگفت
گز حرف حرف سرمه بچشم نگین کشد
خانه ام کرد چو آتشکده آباد آتش
از غم سوختگان است بفریاد آتش
رنج من گفته دگر یک مرض و صد تشخیص
طپش نبض مریض تو کند رد تشخیص
سرگشتگی قیس بلیلی که کند عرض
دلیل قوت ضعف ست قامت خم تیغ
بس بود همچون سخن تار نفس پیراهنم
شہادم راست مسخره ماهی از خون
نشود سیر بلے مرد سپاهی از خون
چون قلندر مشربان بے نماز و باوضو
غمزه بهر دو چشم تو تیغ یک نیام دو
سجده بنقش پا کنم کار یکی و کام دو

عروجی

عروجی ۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی

عروجی تخلص ۔ سلطان فیروز شاہ نام ۔ آپ علاء الدین حسن گانگوے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے نبیرے ہین ۔ آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

محمود شاہ بہمنی نے عمدہ طرح سے کیا۔ تعلیم کے لئے۔ اساتذہ کملا مقرر کئے گئے
چنانچہ ملا فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی خاص عربی تعلیم کے لئے
مقرر ہوا تہا۔ آپ فطرۃً ہونہار معلوم ہوتے تہے۔ ذہین و فہیم تہے۔ سولہ برس کی
عمر میں ملا سے کتب عربیہ و فارسیہ ابتدا سے انتہا تک پڑہیں۔ معقول و منقول میں
علامہ ہوا۔ خاص آپکی طبیعت فلسفہ و حکمت کے ساتہہ زیادہ مناسب تہی۔ اور
اس فن سے بہت ہی دلچسپی رکہتا تہا۔ درس و تدریس کا شائق تہا۔ ہفتہ میں تین دن
طلبہ کو شوق سے پڑہاتا تہا۔ اور علما سے مسائل حکمیہ میں بحث و تکرار کرتا تہا۔
اسکی حلقۂ درس میں منتہی طلبہ شریک ہوتے تہے۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول
و بروز دوشنبہ ریاضی و ہندسہ میں شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چہار شنبہ
کلام میں شرح مقاصد وغیرہا پڑہاتا تہا۔ فصاحت بیانی و طلاقت لسانی سے طلبہ کو
خوب سمجہاتا تہا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تہے۔ طلبہ آزادی سے
سوالات و اعتراضات کرتے تہے۔ نہایت خوشی سے سنتا تہا۔ ہر ایک سوال کا
جواب و ہر ایک اعتراض کا رد ایسی خوبی سے ادا کرتا تہا۔ کہ سائل و معترض کو
ساکت کر دیتا تہا۔ طلبہ سلمنا و صدقنا کہتے تہے۔ سنہ ۸۰۰ ہجری میں تخت نشین ہوا
پچیس برس تک عدالت و انصاف کے ساتہہ سلطنت کی۔ ایام سلطنت میں
اکثر معرکون میں کامیاب و فیروز رہا ہے۔

فرشتہ نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ سلاطین بہمنیہ میں از روئے علم و فضل
ممتاز تہا۔ میدان بہادری میں سرفراز۔ خاندان بہمنیہ اس کے وجود نامدار سے
بلند آوازہ ہوئی۔ سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ ملک شاہی میں

ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ اسی بادشاہ کے عہد مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تہا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تہا۔ فوج و خزانہ کی حالت بہت درست تہی۔ یہہ بادشاہ صاحب جمہ نہایت ہی رحم دل تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ صوفی مشرب غربا پرور فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب و رحم دل تہا ایک روز دولتخانہ کے روشنی دریچہ مین بیٹہا ہوا راستے کے گذرنے والون کو دیکہہ رہا تہا کہ ایک فقیر کشکول ہاتہہ مین لئے ہوے جا رہا تہا۔ فقیر کو اپنے پاس بلایا اور اُسکی کشکول بالاجہونکی مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہہ کے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا آسودہ حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا ہے۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے جوار کی زراعت کرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ فقرا و معذورین کے لئے متعدد لنگر خانے شہر کے محلون اور کوچون مین قائم کردئے۔ لنگر خانون سے فقرا کو روزانہ گیہون کی روٹی و حلوا دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوے کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا فراغت سے بسر کرتے تہے۔ پہر حسب الحکم تمام دکن مین گندم کی زراعت ہوئی۔ گندم کی اسقدر کثرت ہوئی کہ تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہوگیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول کی طرح کہانے لگے۔ پہر اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان کو کلیچہ و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔

مورخین نے لکہا کہ راتکو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار اور آٹہہ ہزار پیادہ حفاظت کیلئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے تہے۔ سرما و گرما مین برابر تکلیفین سہتے تہے۔ ایک رات جاڑے کے موسم مین دل مین خیال کیا کہ میری ایک جان کی آسائش کے لئے اسقدر جم غفیر کو

آرام سے محروم رکہنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے
ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالی مجکو قیامت کے دن اس سختی کے
ارتکاب مین ماخوذ کرے۔ صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گنتی
کے افراد رکہہ لئے۔ اور انکو بہی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہرہ بدلتا ہے
رعایا کے ساتہہ ہمدردی کرتا تہا۔ غربا کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تہا۔ چنانچہ تیرہال
دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ لڑکی کو دیورائے والی بیجانگر کے ظلم سے
بچایا۔ آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکہہ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی یہہ پورا قصہ فرشتہ مین
مذکور ہے۔ فیروزشاہ دوربین و دوراندیش تہا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تہا۔ تحفۃ السلاطین
و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ ۸۰۱ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہندمین دوبارہ
آنیوالا ہے۔ فیروزشاہ صاحب جبہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی پیش بینی سے
حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد وامادمیر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو
مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا۔ اور ایک عرضداشت
بہی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تہا بہیجی۔ بہمنی کے سفر اور یا وصحرا طے کرکے
دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے۔ امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے۔ دربار مین سفیرون کی
بڑی تعظیم وتکریم ہوئی۔ چہہ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے۔ جب سفرائے بہمنی نے
تحائف وعرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کئے۔ تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا
تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروزشاہ منجملہ بعداران سرکار کے ہے
اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آئے تو
اسوقت از روئے بندگی کمربستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا۔ او جان نثاری کے

مراسم بجا لائیگا۔ امیر تیمور سفرا کی تقریر سنکے فیروز شاہ صاحب ترجمہ کے حسن اخلاق سے بہت
خوش ہوا۔ جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروز شاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت
عطا کی۔ اور لوازم شاہی یعنے چتر وغیرہ کے رکہنے کی اجازت دی۔ اور ایک فرمان اسی مضمون کا
فیروز شاہ کے نام سے بہیجا۔ اور فرمان مین فرزند خیر خواہ لکہا۔ اور ایک کمر زرین و شمشیر مرصع
و چار قبہ ملوکانہ اور ایک غلام ترکی و چار اسپ تازی بہیجے۔ اور سفیرون کو انعام و اکرام کے
ساتہہ روانہ کیا۔ یہی فیروز شاہ صاحب ترجمہ اسلام کے سلاطین سے دکن مین پہلا بادشاہ
ہے جس نے ہندو راجاؤن سے لڑکیان لین اور انکو اپنی منکوحہ بنایا۔ چنانچہ بیجانگر کے
راجہ دیو رائے سے لڑکی لی۔ دیو رائے نے نہایت خوشی سے داماد کو بیجانگر بلایا بڑے
تجمل و عظمت سے شادی کردی۔ اسیطرح کہڑلہ کے راجہ کی بہی لڑکی لی۔ راجہ نے خوشی سے دی
فیروز شاہ صاحب ترجمہ ہندو راجاؤن سے لڑکی لینے مین موجد ہے۔ اور اکبر بادشاہ ہند
بہمنیہ کا مقلد ہے۔ حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اسی کے عہد مین
دہلی سے دکن مین آئے۔ آپکی آمد آمد سنکے بہت خوش ہوا آپکے استقبال کے لئے اعیان
دولت و ارکان سلطنت کو بہیجا۔ جب آپ تشریف لائے نیاز مندانہ ملا۔ آپکو قلعہ مین
معزز مکان مین رکہا۔ چونکہ فلسفی مزاج تہا حضرت سے اسکو دلچسپی نہین تہی۔ آخر حضرت سے
ناخوش ہوا۔ آپ قلعہ سے اٹہکر مع فقرا اس مقام مین آکر قیام پذیر ہوئے جہان آپ کا
مزار ہے۔ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کا بہائی احمد شاہ آپسے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ آپنے
احمد شاہ کو سلطنت کی خوشخبری دی تہی۔ یہی وجہ ناخوشی فیمابین کا باعث تہی۔
فیروز شاہ صاحب ترجمہ علما و طلبہ کی بہت قدر کرتا تہا۔ نہایت سادگی و خاکساری سے
ملتا تہا۔ اکثر اوقات رات کو علما و شعرا کے ساتہہ مجالست و مکالمت کرتا تہا۔ اور حاضرین مجلس سے

کہتا تہا کہ آپ میرے ساتہہ بے تکلفانہ رہین۔ کسی قسم کا لحاظ نکرین باہم یارانہ دل کے
خوشی کے ساتہہ بسر کرین۔ اور مجکو ایسا سمجہین کہ مین بہی آپ سب مین ایک فرد ہون
میرے ساتہہ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہین۔ اور اس بات کی تاکید کرتا تہا کہ اس مجلس مین کوئی صاحب
دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نکرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے
حکم کی تعمیل کرتے تہے۔ کبہی کسی نے خلاف حکم نہین کیا۔

شعر و شاعری کا شیفتہ تہا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکہا کہ بہمنیہ سلاطین مین فیروزشاہ
بے نظیر فرد تہا۔ علوم و فنون مین آپ ہی اپنا نظیر تہا۔ اکثر زبانون مین ملکہ تامہ رکہتا تہا
ہر ایک زبان مین اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تہا۔ سامعین و ناظرین دونون مین
تمیز نہین کرسکتے تہے۔ کہتے تہے صاحب جملہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید تہے
ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تہا۔ خاص زبان عربی و فارسی
و ترکی کی مملکت مین حکمرانی کرتا تہا ہر ایک زبان مین ناظم و ناثر تہا۔ متقدمین شعرائے
عرب و عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ مین محفوظ رکہتا تہا۔ سخندان
و سخن سنج تہا۔ کبہی کبہی سرور و فراغت کے وقت مین کلام موزون کرتا تہا۔ اولاً اپنا
تخلص عروجی قرار دیا پہر شاہی زمانہ مین فیروزی رکہا۔ صاحب دیوان تہا۔ اب
دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکہے مین فقیر مولف
بہی تذکرون سے ذیل مین گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دل نشین ہوتا ہے
اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ
کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن مین شرح و بسط سے لکہا ہے۔ ان کنت
فارجع الیہ۔ ملحقات کے مولف نے لکہا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروزشاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت میں صاحب فراش رہا - آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال ۸۲۵ھ ہجری میں بہشت بریں روانہ ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون -
فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتھ اٹھا کے آبا و اجداد کے پہلو میں دفن کئے الخ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ کو حسب الوصیت اسکے تیار کئے ہوئے گنبد میں جو شاہ کمال بھیر کے لئے تعمیر کرایا تھا دفن کیا گیا - مدت سلطنت ۲۵ سال - جلوس ۸۰۰ھ ہجری - مدفن گلبرگہ -

من اشعارہ الفارسی

کرشمۂ جنبش آموزست مژگان درازش را — ستم کردست واجب بر زبان تعلیم نازش را
محبت چاک کرد دل سینہ نہ ہر گہ کہ در بزمے — بنحو مخصوص می بینیم تغافلہائے نازش را
مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تاری — بدان چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را
نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد — ہمان بہتر کہ در دامن کنی جبر نمازش را
فیروزی قامت ور خسا آن خورشید تابان را — بسر و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

ولہ

بدان مشابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است — کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
گل امید شگفت از نسیم عدہ و لے — ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است
بقطع راہ محبت مخور فریب امید — کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
بجز سرود محبت نکرد زمزمہ نائے — کہ ہر چہ خارج این پردہ تنگ تنگ است
ولے بہ سینۂ لبالب دوستی دارم — کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است
دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے ست — چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است

ولہ

در آتش ہر زہ فکر زائل نکنی — اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

این نقد خزینهٔ دماغ است بگوش	تا صرف بجنسهای باطل نه کنی

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبۂ جائسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہین - سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے چند مدت وطن مالوفہ مین اساتذہ سے کتب متداولہ پڑہتے رہے ابہی تحصیل سے فارغ نہین ہوئے تہے کہ دل مین تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا - وطن سے شہر لکہنو مین آئے علمائے لکہنو کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے - اور تلاش معاش کے لئے لکہنو سے برآمد ہوئے اولاً بہوپال مین پہنچے - نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت مین ملازم ہوئے - چند مدت نوکری مین بسر کر کے حیدرآباد دکن مین آئے - اسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تہے دار الانشا مین مقرر ہوئے - نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت مین عزت و آبرو کے ساتہہ رہے - آخر آپنے ۱۲۷۵ھ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ شاعر نازک خیال خوش فکر تہے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہے اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے -

من اشعاره الفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد
گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد

نے خروشی نے فغانی نے طپش نے اضطراب
امشب احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد

بارگ جانم سرے میداشت پنہان غمزہ
خون روان دیدم ولے نشتر نمیدانم چہ شد

عشق بد سوزی بہان ور دل نشانی ہیچ نیست
بادہ می بینم بجا ساغر نمیدانم چہ شد

ایکہ می پرسی عطار من چہ گویم حال او
نیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چہ شد

ولہ

کشادم چشم بر روئے تو وز عالم نظر بستم
بہ این بستن کشادن تنگ الفت خوبتر بستم

سرے با شوخی مژگان او دارم خدا را زمن
دل آسودہ را بر دم بنوک نیشتر بستم

طبیب مہربان بگذر زمن و ز فکر مرہم ہم
ببین من ریزۂ الماس بر داغ جگر بستم

چو بشکست آئینہ زنجیر کردم ربط با زلفش
جنون دست دگر بکشاد و من بند دگر بستم

کجا یکے شکست گرد عہد من از سختی ہجران
کہ من پیوند الفت با جفا جو سخت تر بستم

بدست غیر داد او دست تا بہر حنا بستن
حنا بر پنجۂ مژگان من از خون جگر بستم

چو دیدم سخت انداز ست آن ناوک فگن رفتم
بروئے سینہ از داغ جگر تا رگ سحر بستم

دل آرا نامہ آمد رفتم از خود در جواب او
دل مشتاق را بر بال مرغ نامہ بر بستم

عطا خو کردہ ام با ہجر شوق از من چہ میخواہد
کہ من وقت دعا خود بر دعا راہ اثر بستم

علی ۔ ناصر علی سرہندی

علی تخلص ۔ ناصر علی نام ۔ آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہیں ۔ آپ کی ولادت سرہند میں واقع ہوئی اور نشو و نما دلی میں ہوا ۔ تربیت و تعلیم بھی دلی میں پائی ۔ اور کتب درسیہ بھی اسی شہر میں تحصیل کیں ۔ نقشبندیہ طریقہ میں جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت میں مرید ہوا ۔ مثنوی میں شیخ کی خوب تعریف کی ہے

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم
منور از فروغش ہند تا روم

روا از ماہتاب شرع بر دوش
چو صبح از پاکی باطن لقب پوش

اوائل حال میں سیف خان حاکم سرہند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد پر ہوئی خان موصوف کی رفاقت میں الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسر النجتی و اسلام خان والا کا داماد ہے۔ سنہ ۷۹ ہجری میں عالمگیر کے عہد میں کشمیر کا صوبہ دار رہا۔ چند مدت صوبہ داری پر مامور رہا بعد میں صوبہ داری سے دست بردار ہوکے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہوکے سنہ ۱۰۸۶ ہجری میں بعطیہ منصب و خطاب الہ آباد کی نظامت پر مقرر ہوا۔ آخر سنہ ۹۵ ہجری میں فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے بعد سنہ ہجری میں ہند سے بیجاپور دکن میں آیا۔ اور نواب ذو الفقار خان بن نواب اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ہے ؎

بعد سیف آخر علی را ذو الفقار آمد بکار
لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذو الفقار خان کی خدمت میں پیش کی وہ یہہ ہے ؎

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار
نام تو در نبرد کند کار ذو الفقار

دشمن کشی جہانی و یکدوست پروری
فتح و ظفر او بخشی ہست اندر قطار

تسخیر داستان آرہی نمودہ
اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار

ترسم کہ بوئے گل ز فراقش جنون کند
آن دل کہ بردہ زمین آنرا بمن سپار

مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردہ
اے طائران عرش خدنگ ترا شکار

یاران چند در فن خود منشی خود اند
این جمع را بیک نظر عاطفت سپار

ناصر علی تراز تو خواہد مراد و بس
وی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل اور بیس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس یہی صلہ کی

طاقت نہین کہتا ہون - میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف
مطلع پر اکتفا کیا - کہ قابل صلہ یہی ایک شعر ہے - جب نواب ذو الفقار خان
سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین کرناٹک دکن روانہ ہوا ناصر علی بہی نواب کے ہمرکاب ہوا - چند روز وہان
رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

اینک اینک ساقی شیرین رسید — نوبت جام حمید الدین رسید
جام او خورشید ربانی بود — انجمن افروز بیجائی بود
گر جمال او بر انداز د نقاب — روزن ہر خانہ گردد آفتاب

شاہ حمید کنچی مین ایک مجذوب کامل تہے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد
علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبذ بنوا دیا - مزار متبرک -
ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بہی ہے
خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تہا - شاہ عادل تارک الدنیا
تہا - ناصر علی نے اسکی مدح مین ایک قصیدہ لکہا تہا اسکا مطلع یہہ ہے ؎

منم آن طفل نظر کردہ استاد قدیم — کہ بود نقطہ سہو القلم فکر حکیم

اور غضنفر خان سے بہی محبت رکہتا تہا - اور غضنفر خان ذو الفقار خان کے رفیقون
مین تہا - کنچی کی حکومت پر مامور تہا - کنچی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے
ہنود کے معابد سبعہ سے ایک ہے - غضنفر خان کی مدح مین کہا ہے ؎

ہمچو فیل بے جگر بگریزد از میدان ما — بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تہا - توکل قناعت پر
قائم تہا کسی سے التجا نہین کرتا تہا - اسی مقام مین سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھہ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ مین مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی ہے ؎

سرخوش زخرد سال وفاتش پرسید　　گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا مین محمد عارف سے نقل کیا ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔ میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین دونون تاریخون مین ایک ایک عدد سال مذکور سے زائد بر آمد ہوتا ہے اکثر مورخین ایک سال کا فرق کرتے ہین یہہ غلطی سہو پر محمول نہین ہو سکتا سرخوش مرزا قطب الدین کے احوال مین لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس روز گذرے تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جعل جنۃ مثواہ تاریخ نکالی۔ اب ثابت ہوتا ہے کہ ناصر علی کی وفات سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین واقع ہوی دونون مادون مین ایک ہی تاریخ واقع ہوی ہے۔ مائل کی تاریخ مین شبہ ہے کیونکہ اُس نے تا جنۃ سے چارسو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہئے کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ تلفظ۔ بخلاف اہل عروض کہ اُن کے نزدیک تلفظ کا لحاظ ہے اول کا مدار وزن پر ثانی کا مدار ذکر پر بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہین لفظ معتبر ہے نہ تلفظ۔

سید عبد اللہ یہی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ انتہیٰ قول خزانہ عامرہ مرزا بیدل نے رنگ ناز شکست تاریخ کہی یہہ تاریخ مطابق سنہ ۱۱۰۸ ہجری ہے۔

خوشگو تذکرہ مین لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج مین سودا غالب تھا چنانچہ مجھسے بھگونت لالہ قلندر داماد راجہ چندر بھان منشی نے نقل کی کہ مین اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتھہ مین سوار ہوکے دلّی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار مین ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیان دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے دہڑک رتہہ سے کود پڑا۔ ہم سمجھے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ سبزی فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا ایسی نازنین پری پیکر کو گہوڑون اور گدہون کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے۔ اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہین تو مجہہ آدمی زادے کے حوالے کیجئے۔ مین حیوانات سے بہتر ہون۔ سبزی فروش اور راستہ سے گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے حیران ہوئے۔ پس اُسیوقت آپکے کلام کی بدولت میان بیوی کا جھگڑا رفع ہوگیا۔ انتہی کلام سرخوش کلمات الشعرا مین کہتا ہے کہ مین نے ناصر علی کی زبان سے سنا کہ کہتا تہا کہ مین نے مدت العمر اس شعر سے بہتر کوئی شعر نہین کہا ؎

چو تو ساقی شوی در دوتنگ ظرفی نمی ماند | بقدر بحر باشد وسعت آغوش سا حلہا

وہ ہی کہتا ہے کہ فقیر نے اُس سے کہا کہ بعض عزہ کہتے ہین کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ ناصر علی کے ہاتہہ مین آگیا ہے اُسکو اپنے نام سے مشہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان کیجئے۔ کوئی غزل طرح کیجئے۔ اُسوقت غزل آب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است سامنے تہی۔ اول فقیر نے اس میدان مین قدم رکہا مطلع یہہ ہے ؎

تن زانشکم تا بگردن غرق آب ایستادہ ست | سر بروئے تن عیان ہمچو حباب ایستادہ است

ناصر علی نے حسن مطلع کہا اور مدعیون کو اس عبارت سے جواب دیا ؎

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوی کس | خیمۂ افلاک بیچوب طناب ایستادہ است

کسی شخص نے ناصر علی کی مثنوی کے مطلع مین تصرف کیا تہا۔ سرخوش نے اسکے جواب مین کہا ؎

علی آن پیشوائے خوش خیالان | چو شد در مثنوی گلشن درافشان

رسانیدش بپایۂ معنی بمعراج | بود این مطلع او درۃ التاج

الٰہی ذرۂ دردے بجان ریز　　شرر در پنبہ زار استخوان ریز
دریں مطلع نمود از احمقیہا　　یک از پیران جاہل دخل بیجا
کہ باشد پنبہ نرم و استخوان سخت　　کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور　　درستش کرد در زعم خود این طور
الٰہی ذرۂ دردے بتن ریز　　شرر در پنبہ زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم　　چو گل خندیدہ بر رویش بگفتم
چرا این حاجت از حق خواہی اے یار　　توانم کرد من ہم اینقدر کار
کہ مشتی خس ز آتش برفروزم　　ہمہ موی سر و ریشت بسوزم
سزاے آنکہ در شعر بلندی　　کند زینگونہ دخل ناپسندی
مناسب تر درین ہنگامہ افتاد　　بر اہل سخن این شعر استاد
چراغے را کہ ایزد بر فروزد　　ہر آنکو تف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ناصر علی روز چہار شنبہ آخر صفر سرہند مین سیر باغ کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بھی رونق افروز تھے۔ سیر کرتے ہوے ناصر علی کے پاس آ ئے۔ دیکھا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا بہت ہی غصہ ہوکر فرمایا ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملائکہ نوش فرماتے ہین۔ شیخ چلتے ہوئے۔ صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی۔
میر آزاد لکھتے ہین کہ استادی میر طفیل محمد نے مجھہ سے نقل کی کہ مین نے شاہجہان آباد مین ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ رستہ مین ملاقات ہوی۔ رتھہ مین سوار ہوکر بیگم کے باغ مین

واقع چوک جاتا تہا مجکو بہی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پہر مین نے دیکہا کہ
ناصر علی اور اُن کے دوست آپسمین آنکہون سے اشارہ کر رہے ہین۔ مین سمجہہ گیا۔ اور
مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹہا
شیشہ اور پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے
جہاگ و کف ظاہر ہوا۔ ناصر علی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را مشرب ز جنگ ست یا زاہد کہ مینا ہم ز جوش می زرہ زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نامی نوش کا سامان اُٹہائے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی
بیاض مین لکہدیجئے بیاض حاضر ہے۔ اُسیوقت لکہدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکہا تہا۔ بدیہہ ناصر علی
ستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکہی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصر علی نے شیخ معصوم قدس سرہٗ
کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہی ما فی خزانہ عامرہ
نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکہتے ہین کہ سید جعفر روحی زنبیر پوری نقل کرتا ہے
کہ ہم چند احباب ناصر علی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تہے۔ ایک دوست
ناصر علی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد ہنوز افغان ما خم شکست اما نمی ریزد می جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصر علی کا افغان رقص کر رہا ہے۔ تمام دوست
خوش ہوئے انتہی کلامہ۔ ناصر علی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہو گیا ہے
شعر گوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی و نزاکت بیانی
مین شکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیوان سے چند
اشعار بطور نمونہ لکہتے ہین۔ من اشعارہ الفارسی

خودنمائی است گذشتن ز کبائے گهر را	وله	ورنه پیراهن از خویش چو تصویر برآ
گوارا نیست عشرت طبع ناپرهیزگاران را	وله	چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را
سرمه آواز درای کاروان وحشت است	وله	نافه نابسته از چشم غزالان رنگها
درین دریا نگردم لب بحرفے آشنا هرگز	//	چو ماهی شد زبانم آب از شرم تکلمها
بود دنیا و دین پشت و رخ آئینه هستی	//	بزرگ آید وجود خویشتن در چشم شاهان را
قد آرا خلعتے در عالم امکان نمی باشد	//	دل تنگی نیاز آورده ام این جامه عریان را
یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست	//	آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست
چشم بر بند اگر میطلبی رزق حلال	//	مرغ بسمل خوش باز نظر دوخته است
خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر	//	تشنه را آتش یاقوت به از آب بقا
خوئے نازک بدل من چه ستمها که نکرد	//	شیشه بر شیشه زدن کار چه خارا نکرد
ما و تو اے پریوش و کیش هم نامیم	//	گر از تو بهتری نیست از ما بتر نباشد
آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد	//	سخت بے رحم است میترسم که آزادم کند
انتقام دادخواهان قیامت شد تمام	//	می فشاند چشم قاتل سرمه بر گورم هنوز
کلاه سلطنت خسروان شکست نداشت	//	نمیزند اگر پشت پا فقیرانش
دوش یک لحظه بخواب آئینه باز شدم	//	طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم
بود ایک جنبش ابروئے تیغ قاتلم	//	میتوان از سایه شمشیر کردن بسملم
ز معنیهائے بینش سیر نتوان یا خفتن ان	//	بود گر صد پری در شیشه باشاهجهان خالی

نشاط اینجهان هر چند کمتر بیشتر حاصل
بطفلان عید روز جمعه آید بود افسوسے

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہیں - آپکے والد نواب آصف جاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تھے خوش خلق و نیک صورت تھے - حضور پرنور مین دو سو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تھے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تھے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تھا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹھی سے ہوتی تھی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بھی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تھا - اسکو سید الملک بہادر نے خرید کیا - اور اسمین اور جدید عمارات بنوا کر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تھے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر متقرر ہوا - مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تھا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بھی یگانہ ہوا - اور شعرگوئی مین بھی بے نظیر تھا قصائد و غزل موزون کرتا تھا مضامین دلچسپ و معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندھتا تھا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تھا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تھے - آپ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین زندہ تھے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال بین ساٹھہ و ستر کے ہوا ہے

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد	شاہ شاہان خدائگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد	قیصر روم پاسبان باشد

حکم رانی که گر نماید حکم — حکم او بر فلک روان باشد
سرور دهر ناصر الدوله — تا جهان هست در جهان باشد
رایت عدلش گر بلند شود — قاف تا قاف در امان باشد
صعوه را در زمانهٔ معدلتش — چنگل باز آشیان باشد
در زمان تو ای سپهر رکاب — که جهان را من امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی — گرچه زلفین مهوشان باشد
ذکر نام تو در جهان بادا — تا جهان جهانیان باشد

وله

گرفت از رخ خود زلف عنبرافشان را — نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطره بنوشد خضر — هزار بار زند طعنه آب حیوان را

وله

ندیدم از کسی این جور و کین را — خدایا رحم ده آن نازنین را

وله

نسیما اگر دوست داری خدا را — بگو از من آن بیوفا دلربا را

وله

تا بکی خورم بیچاره روز و شب غم دنیا — مطربا بزن بربط ساقیا باده صهبا
شد کنارم ز سرشک قلزم خونین امشب — بسکه یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنای رخ و طرف بناگوشش بود — دیده ام تا بسحر بر مه و پروین امشب

وله

گرفتم که آن ماه گاهی برآید — کجا کام دل از نگاهی برآید

وله

شاد باش ای دل غمدیده که جانان آید — باز درین تن افسرده جان آید

وله

خدا را ای صبا روزی گذر بر کوی جانان کن — بیان احوال زارم را به آن سرخیل خوبان کن
ای زده آتش بدل آفت جان گیتی — نخل غم من آمدی سرو روان گیتی
ای بت شوخ نازنین ناوک غمزه‌ات بکین — کرده بقصد من کمین سخت کمان گیتی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو	بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی
بندہ آن تغافلم عاصی کہ بہر بسملم	آمد و گفت قاتلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور - محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص - محمد صفدر خان نام غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے - آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہین - آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلی ہین - نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی ارقاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے - گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب و خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہو کے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہو کے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے - اولاً دریا کے کنارے کوکن مین پہنچے - پھر وہان سے بیجاپور دکن مین آئے - علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار مین باریاب ہوئے - عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھا - دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا - ملا احمد ناعطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تھا دیکھا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کر کے امیرانہ تکلف سے شادی کر دی - پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے - ایک مسمی محمد باقر دوسرے محمد حیدر - دونون صاحبزادون کا نشو و نما بیجاپور کی آب و ہوا مین ہوا - اور تربیت و تعلیم بھی ان کے

علما و فضلا سے پائی۔ دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ عادلشاہ نے محمد باقر کو میر سامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ دونون بہائی خدمات مفوضہ کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تہے۔ شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امرائے عادلشاہیہ سے تہے اُن کی دو ہمشیرہ ناکتخدا تہین۔ ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی۔ دوسری ملا یحیی مخاطب بمخلص خان سے منسوب۔ پہر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت تجمل و شان کے ساتہہ کردی۔ شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بہائی سکندر عادلشاہ کے زمانہ تک بیجاپور مین میر سامانی و بخشی گری پر مامور رہے۔ آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے باہم ناموافقت ہوئی۔ بنا برعلیہ دونون بہائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین عرضداشت بہیجی۔ اور اسمین ملازمت کی درخواست کی۔ بادشاہ نے آپکی درخواست منظور کی۔ اور دونون کو فرمان طلب بہیجا۔ دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب دو ہزاری پانصد سوار و دیوانی دار الخلافہ شاہجہان آباد و کشمیر سے سرفراز فرمایا۔ اور شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار و دیوانی شاہزادہ محمد اعظم سے ممتاز۔ مدت تک دونون بہائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تہا۔ دونون خوش خلاق و پسندیدہ صفات سے موصوف تہے۔ امرائے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نور دیدہ نواب ذوالفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت و رابطہ نیازمندی رکہتے تہے۔ پس محمد باقر نے وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جائین۔ بادشاہ نے از روئے عنایت شاہانہ دونون بہائیون کو دیوانی دکن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم ہند سے رخصت ہوکے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ
پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی
ہوکے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے
زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہوکے بلدہ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے
مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال و برقرار رہی۔ اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی
پر قانع و صابر تھے۔ آمدنی جو کچھہ ہوتی تھی اُسمین گذرا وقات کرتے تھے۔ آخر
شیخ محمد باقر نے ۱۱۳۸ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔
شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف
و التصنیف تھے وزیر اعظم امیر الامرا و دیگر امرائے عصر آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔
آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید
و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتھہ لکھے ہین۔ آپ کتاب کے
دیباچہ مین لکھتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کرکے
روضة الانوار و زبدة الافکار نام سے نامور فرمایا۔ انتہی کلامہ۔

آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب و بہادر شاہی زمانہ مین
پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تھے۔ اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغۂ
جنسیہ ہوئے۔ جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے
داروغہ ہوئے۔ آخر آپ ۱۱۴۵ سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے فرزند حیدر یار خان
منیر الملک بہادر جو ۱۱۱۳ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے تھے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین
منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تھے۔ والد کے انتقال کے بعد

سیصدی منصب پر ترقی پائی۔ پھر نادر شاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی
سے ممتاز ہوئے۔ اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ
سے سرفراز۔ اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی باضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے
سربلند ہوئے۔ اور صلابت جنگ کے زمانہ مین رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار
و ماہی مراتب و خطاب منیر الملک و میرسامانی سرکار والا سے معزز ہوئے۔ بعد ازان دیوانی دکن
پر مقرر ہوئے۔ آپکے فرزند نواب عبور جنگ اشجع الدولہ صاحب جنکی ولادت چہارم
جمادی الآخری ۱۱۴۳ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ نواب آصفجاہ بہادر کے عہد مین منصب دو صدی
و نیابت فیلخانہ سے سرفراز تھے۔ مظفر جنگ کے زمانہ مین باضافہ سیصدی منصب پانصدی
شش صد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے۔ آخر منصب چہار ہزاری و خطاب
عبور جنگ بہادر و اشجع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے۔ گیان رائے ہنر تخلص نے آپکے
خطاب یابی کی تاریخ کہی۔ اس مصرع سے تاریخ بر آمد ہوتی ہے ع خطاب اشجع الدولہ ہمایون ہے ہجری
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایون مین منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے
آپ یعنی عبور صاحب جنکہ علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و حلیم و مروت
مین معروف تھے شعر گوئی و شعر فہمی مین ممتاز تھے۔ کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے۔ آپکا
کلام نزاکت و لطافت سے مملو ہوتا تھا۔ مضامین دلنشین و معانی شیرین سے بھرا ہوا
جو کچھ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ علم دوست و ہنر پرور تھے۔ علما و شعرا کے ساتھ
ہمدردی فرماتے تھے۔ حالت غمی و خوشی مین حسن سلوک کرتے تھے۔ شعرا و علما آپکے
کلام کی داد دیتے تھے۔ یہ داد تکلفانہ نہین ہوتی تھی۔ آپکی تعریف و توصیف بدون
مبالغہ کرتے تھے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین یہ قلعہ پانکل اس دار ناپائدار سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے یادگار باقیات الصالحات چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک محی جنگ محمد تقی خان خانسامان۔
دوم شجیع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم اورنگ آباد
سوم امیر الامرا امین الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام داماد میر عالم
چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ۔ مرحوم صاحب ترجمہ مختار الملک مدار المہام اول کے جد اعلی تھے۔ فقیر مولف نے محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن میں آپکے بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہیں عنقریب میں مطبوع ہوکے ناظرین شائقین کے ملاحظہ میں گذرے گا۔

من اشعاره الفارسی

سحر چو برق بت سرخ پوش رفت گذشت
طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت
جلوہ برق تجلی سخت اندازی نمود
در خلوت جنون کہ دلم آرمیدہ است
حاشا کہ آشنائے شکایت شود لبم
از میکدہ برون نروم تا ظہور حشر
زاہد ترا بمیکشی ما چہ احد
صد بار سینہ را بتمنا سپر کنم
ہر چند بشغلہ ساختن درد سر است
تسکین دلم نما بدین حرف غیور

ولہ

بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت گذشت
کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت
چشم تا بر ہم زدم دیدم قیامتہا گذشت

ولہ

خود را ز داروگیر حوادث کشیدہ است
از قسمت است انچہ بیاران رسیدہ است
ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است
مارا خدا برائے ہمین آفریدہ است
شوخی بناز خنجر مژگان کشیدہ است
معلوم شود زمانہ ہم در گذر است
آدم نشود کسے کہ اصلش ز خر است

غواص - محمد غوث خان

غواص تخلص - محمد غوث خان نام - آپکا اصلی وطن احمدنگر ہے - آپ وطن سے اورنگ آباد مین آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تھے - سرکار کی کسی محکمہ مین مامور تھے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے - ذی استعداد و لائق تھے - شعرگوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تھا - آپ شعراء بارہوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الھندی

ترا منہ دیکھہ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے	اگر گل تجھہ تلک پہنچے گلے کا ہار ہو جائے

غازی - غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص - غازی الدین خان نام - اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین - علم و فضل سے آراستہ تھے شعرگوئی مین بھی چست و چالاک تھے - کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے - طرز کلام و لب لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہوین صدی کے بزرگ ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و حسب و تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچھہ نہین لکھا - فقیر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین لا - من اشعارہ الھندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو مقرر پھر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفاء

فخرالدین - میر فخرالدین اورنگ آبادی تخلص فخری

فخر الدین تخلص - میر فخر الدین نام - آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہیں
حاجی عبد اللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد - جنکا تکیہ اورنگ آباد
میں متصل دروازہ بارہ پلہ ہے - صاحب مردم دیدہ نے لکھا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات
حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے - اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے
آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تھے - علوم ظاہری و باطنی میں کامل
تھے صوفی روشندل و عامل تھے - اورنگ آباد میں آپکی ذات بابرکات عدیم المثال
تھی - اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت میں فیضیاب ہوتے تھے - خوش گفتار و خوش
کردار - زندہ دل خندہ جبین - الا مشرب پاکیزہ دین تھے - آغاز جوانی میں سپاہ پیشہ
تھے - فن سپاہگری میں استاد تھے ہوشیار و چالاک مستعد و بیباک تھے - فن بنوٹ
میں خوب مہارت رکھتے تھے چند مدت تک اسی فن میں رہے - آپ آصفجاہی زمانہ میں
اورنگ آباد دکن میں آئے - جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کملاء عصر سے
تھے - انکی خدمت میں پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے
ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے - پس شاہ صاحب نے آپکے
نسب و حسب سے واقف تھے اور لیاقت سے بھی ماہر - اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی
اور خلافت کی خلعت بھی مرحمت کردی - آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے -
عبد الحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ میں لکھتا ہے کہ میں سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں شہر
اورنگ آباد میں آیا - شاہ مسافر کے تکیہ میں فروکش ہوا - اسوقت اورنگ آباد میں اکثر
علما و فضلا مشائخ و شعرا موجود تھے - میں اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا - مشائخ میں
عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخر الدین ترمذی کو پایا - جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

واقف حقائق و معارف تھے۔ ذاکر و شاغل و اسمار آلہی کے زبردست عامل تھے
مین نے آپ سے کئی اسما کی اجازت لی ہے۔ لاہور مین حسب ہدایت سامی پڑھونگا
انشاء اللہ تعالی شاہ کی برکت سے کامیاب ہونگا۔ اور نگ آباد مین آپکی ذات
بابرکات جامع کمالات و مجمع حسنات ہے۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین
مستفید ہوتے ہین انتہی کلامہ۔
آپ صوفی زندہ دل۔ عارف کامل تھے۔ خوش گفتار خوش کردار پاکیزہ رو پسندیدہ خو تھے
فقرا نواز غربا پرور تھے۔ آپکا تکیہ مسافرونکا فرودگاہ اور بیچارون کا پناہ تھا۔ آپ
حسن خلق مین مشہور و معروف تھے۔ فضل و کمال سے موصوف تھے۔ قانع و صابر
و عابد و ذاکر تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری۔ اور تحمل و بردباری کی وہ شان تھی
کہ آپنے کبھی بزرگی کا اظہار نہین کیا اور نہ کبھی غصہ و غضب فرمایا۔ کیا بادشاہ کیا
امیر سب آپکے نزدیک مساوی درجہ مین تھے۔ کیا وزیر کیا فقیر مین مابہ الامتیاز
نہین فرماتے تھے۔ اکثر خلائق آپکی عنایت سے کامیاب ہوتے۔ آپ محبت و
عشق کی دریا مین غریق۔ شوق و ذوق کی آگ مین حریق تھے۔ چہرہ سے بزرگی
عیان تھی خرقہ سے ولایت نمایان۔ شان کبریائی کا ظہور تھا۔ آپکا ہر رگ و ریشہ
نورٌ علی نور تھا۔ زبان پر انا البرق کا حرف تھا۔ دل مین انا العشق کا ذکر تھا۔
تکیہ کی دیوار سے شعلۂ طور نمودار تھا۔ وہان آپ تھے اور دیدار یار تھا۔ آپ سچے
درویش تھے۔ جاہ و حشمت سے نفور مال و دولت سے دور تھے۔ آپکو صحبت امرا سے
سخت وحشت تھی۔ عیش و لذت سے نفرت تھی۔ مدت العمر آپنے کبھی امرا سے
سوال نہین کیا اور نہ اُن سے کسی چیز کی درخواست کی۔ جو کچھ چاہا خدا سے چاہا

Checked

توکل مین ثابت قدم و راسخ دم تھے استقلال کے دائرہ مین ایسے جمے کہ مرکر اُٹھے
ثابت قدمی مین ایسے رہے کہ نام کر گئے۔ آپ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی دونون
زبان مین شعر کہتے تھے۔ دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین۔ کلام شستہ
و برجستہ ہے۔ حقیقت و وحدت کی معانی سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ شاعری کے مذاق
و لطف سے بھی خالی نہین ہے۔ آپکے اشعار کے سننے اور دیکھنے سے وجد و حال پیدا
اور دلمین جوش و خروش ہویدا ہوتا ہے۔ کلام با محاورہ اہل زبان بلاغت و فصاحت
مین سحر البیان ہے۔ افسوس کہ ہمکو آپکے دونون دیوانون مین سے ایک بھی نہین ملا
ہان دونون دیوانون کے منتخبات اشعار ہاتھہ آئے ہین ہم خاتمہ پر لکھتے ہین۔
حضرت شیخن صاحب مرحوم جو عارف کامل تھے اور آپکی حالت سے واقف و ماہر تھے
آپکی عیادت کو آئے اور خلافت کا خرقہ آپکو مرحمت فرمایا۔ کسی تذکرہ نویس نے
آپکی سنہ ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا۔ اور نہ آپکی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا
اور نہ نسب نامہ بیان کیا۔ شاید ٹھیک طور سے معلوم نہوا ہوگا۔ ہمکو صاحب مردم دیدہ
کے قول سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تھے۔ اُسوقت آپکی
عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آپنے نواب آصفجاہ مرحوم کا زمانہ دیکھا۔ اور نواب
صلابت جنگ و ناصر جنگ شہید کا بھی پورا زمانہ پایا۔ اور نواب نظام علیخان اسد جنگ
آصفجاہ ثانی کا بھی زمانہ حکومت دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال تقریباً ۱۱۹۰ھ
مین ہوا۔ تکیہ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اُنکی اولاد مین یہان
مولوی فخر الدین صاحب ترمذی وظیفہ یاب زندہ ہین۔ اور مولوی میر الدین صاحب
ترمذی و مولوی معین الدین صاحب ترمذی فوت ہو چکے ہین۔ مرحومین کے اولاد بھی

موجود ہین۔ فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی مین تحصیلداری
کی خدمت پر متقرر ہین۔ پدر و پسر خیر خواہ سرکار عالی ہین۔ امانت دار و خدمت گزار ہین
ہمدردی مین ہمہ تن مصروف و نفع رسانی خلق مین مشغوف ہین۔ ہمدردی مین پر جوش
و غمخواری مین سراپا خروش ہین۔ ذی عقل و ذی ہوش۔ حق پسند و حق نیوش ہین۔
خاندانی طریقہ کے پابند۔ بزرگون کے اقوال و افعال پر کاربند ہین۔ ہان زمانہ کے ساتھہ
ہین۔ کبھی ادھر دو قدم کبھی ادھر دو ہاتھہ ہین۔ زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن دیدہ و گوش
ہین۔ مردہ فروش نہین حق بات سے خاموش نہین۔ اس زمانہ مین غنیمت ہین۔ خلیق
و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہین نہایت اخلاص و محبت سے ملتے ہین۔ خاطر و تواضع سے
پیش آتے ہین۔ آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تھے۔ اُن کے بھی باقیات الصالحات
ہین۔ فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچون کو علوم مروجہ مین تعلیم
دے رہے ہین خدا اُن کے بچون کو کامیاب۔ اور بزرگون کے سایہ مین سرسبز و شاداب
کرے آمین ثم آمین۔

من اشعارہ الفارسی

نیستم گر عاشق روی تو حیرانم چرا		ور نیم آشفتہ زلفت پریشانم چرا
گر نہ خال عارضت بر دل نمود افسونگری		چون سپند از آتش تو رقصانم چرا
گر نگاہ ناز ساقی بر دلم می ریز نیست		ہمچو چشم مست او مدہوش و غلطانم چرا
فخر دین گر طرۂ گیسوی جانان وا نشد		بوی عطر فتنہ می آید دل از جانم چرا
گمان مبر کہ تہی کاسہ ام برنگ حباب	ولہ	ز فیض بحر محیط است دیدہ ام سیراب
سراپا درد شو ای دل اگر خواہی دوا است	ولہ	بہ میخانہ ز خود بگذر کہ خوش دار الشفا است

شرار آسا پئے نظاره چشم معرفت بکشا
نثار یک تجلی شو غرض از جلوه ها اینست

سراپا گوش شو کنه حدیث عشق را بشنو
زبانی هر نفس در پئے انشا ها اینست

گہے سوئے حرم پوئی گہ اندر دیده می جوئی
تو خاطر محو کن خود را ره قرب خدا اینست

ولہ

چو نسیم یک نفس رنگ و بوئے گل مشو مائل
طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست

دلم خون گشت و از چشم ترم غلطید بر دامن
شهید عشق را نشاید که دشت کربلا اینست

اسیر زلف را از یک نگاه ناز بسمل کن
طپیدنہائے عمرے جان به بیند مبتلا اینست

دلا گر فخر دین خواهی بهر تارے گیسویش
دو صد زنار بر دوش تسلیم رضا اینست

ولہ

تا دل به حقیقت آشنا شد
بیخود شد و از خودی جدا شد

بیخویش او حیرت افزود
آئینه حسن صاف حق نما شد

ولہ

عارض ز هزار حسن بنمود
چون زلف سیاه گره کشا شد

گل گشت و فغان ز بلبلان خواست
ل گشت و زخم و شیشه ها شد

ساقی شد و انجمن نیاراست
مستان و هزار ماجرا شد

چون یار ز رخ نقاب برداشت
مستیم مپرس تا چها شد

هر سو که عنان کشید رفتیم
رقصان رقصان که مدعا شد

ای یار چه جائے وعظ پندست
خاموش که هر چه شد بجا شد

ولہ

عمریست چو آئینه صفا معراجیم
وز یار خدنگ غمزه را آماجیم

کو هست ز ما شهودش اما بوجود
چندانکه خدا غنیست ما محتاجیم

ولہ

نقطهٔ مشکین خال عارضش چون مردمک
در نگاه دیدهٔ دل بین سویدا کرده ام

باوجود صد جراحت من از آن کان نمک
ساده لوحی بین تمنای دلاسا کرده ام

تا حریم خلوت دل گشت ماوای کسے
نیست گنجائش مرا کے می شود جائی کسے

میرمم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم
خو گرفتم تا بوسعت گاہ صحرائی کسے

من شعراء الہندی

یار ہر شان عیان تہا مجہے معلوم نہ تہا
بے نشان عین نشان تہا مجہے معلوم نہ تہا

لکہہ کے مصحف ہر چند تہے آیات کبیر
ناز کشاف بیان تہا مجہے معلوم نہ تہا

مخردین عمر سون تہا جسکے بدل سر گردان
اس تعین مین نہان تہا مجہے معلوم نہ تہا

ولہ

جسمے ن مجہہ دلکا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون
ہر نفس ہے شعلہ زن تجہ شوق کی تاثیر سون

ابر مین تیری ہوا مین اے بہارستان حسن
آسمان مین دود ہے مجہہ آہ کے توفیر سون

برگ گل پر ہے سحر شبنم نہین اے گلعذار
آسمان ہے زار میرے نالۂ شبگیر سون

یک بیک دل عشق مین پیدا کیا دیوانگی
پائے بندی ہی نہین ہے تجہ زلف کی زنجیر سون

جیب جان صد چاک ہے تجہ شوق مین اے گلبدن
کیا چلا ہے بجہ حسن گریبان گیر سون

ناز کے خنجر کا بسمل ہون تغافل مت کرو
جان جاتا ہے میرا ایک ن کی تاخیر سون

آرزو بندی لکہنے مین قلم ہے سینہ چاک
شوق کا طومار میرا بسکہ ہے تحریر سون

مخردین اب یار پر قربان کرتون ننگ و نام
عشق نے فارغ کیا تجہ عقل کی تدبیر سون

فقیر ۔ میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص ۔ میر شمس الدین نام ۔ عباسی النسب ۔ دہلوی المولد ہے سرآمد ارباب کمال تہا ۔ عالم فاضل ادیب کامل تہا ۔ جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول ۔ ماہر فروع و اصول ۔ مدت تک آپکی درس و تدریس شعر و شاعری کا بازار دہلی مین گرم رہا ۔

بعد ازان لکھنؤ مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ ۱۱۸۰ ہجری مین بارادۂ زیارت وحج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا۔ فی الفور آزاد ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی۔ اور نواب شیر افگن خان باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے ہدیہ بھیجا تھا دیا۔ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی شاگرد آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا ؎

وارد این شہر در ذی الحجہ شد شاعر والشکو روشن ضمیر
سال تاریخ قدوم او شفیق گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم رہے۔ ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے اور آزاد بھی جاتے تھے باہم خوب جلسہ رہتا تھا۔ ایکروز مولوی عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا عربی قصیدہ بدیعیہ میر معز الیہ کو سنایا۔ میر صاحب قصیدہ کو سنتے تھے اور داد دیتے تھے اور فرماتے تھے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا۔ بعد ازان ۶ محرم ۱۱۸۱ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے۔ اور ۲۸ ماہ محرم کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا۔ اور سورت سے جہاز پر سوار ہوکے بیت اللہ روانہ ہوئے وہان پہنچ کے حج وزیارت سے فارغ ہوکے کرسے بصرہ مین آئے اور کشتی مین سوار ہوکے عازم ہند ہوئے۔ رستہ مین کشتی دریا مین غرق ہوگئی آپکی عمر کا بھی پیمانہ لبریز ہوا یہ سانحہ آخر ۱۱۸۳ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ؎

رفت از عالم سخنور شیرین ہائے خوابید بخاک شاعر رنگین ہائے

آزاد نوشت مصرع تاریخش
گو آہ فقیر میر شمس الدین ہائے

من اشعاره الفارسی

بنزم باده مرا گفت خوانمت روزی — بنائے وعده شناسم که بوده هست بر آب

وله

غافل ز نور هستی مطلق شدیم حیف — ما را چو سایه عمر بخواب عدم گذشت

وله

اقامت آن سرو قامت گذشت — درین نشاه برپا قیامت گذشت

وله

از هستی من دود بر آورد بیکدم — آتش نکند آنچه بمن نالۂ نی کرد

وله

زاهدان را ز بانگ نے چه اثر — سیر این کوچه را کجا کردند

وله

هر لحظه چون عصاکش کور از روئے دل — دست مرا گرفته بکوئے دیگر برد

وله

بیک تغافلت از سینه دود آه بر آید — که هست بهره کی از عهدۂ نگاه بر آید

وله

نیست حرف عشق در دفترها و مجنون منحصر — رفته رفته حرف ما هم داستانے می شود

وله

آبی نزد بر آتش ما هیچ همدمے — در کوئے یار سخت غریبانه سوختیم

وله

جائے رحم است به بلبل اگرام دست دهد — از گلستان جهان رسم خزان بردارم

وله

خوبان بما فقیران عیب جنون بگیرید — دیوانه ایم لیکن دیوانه شمائیم

وله

بشست غبار خود را از کوئے یار بردیم — از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم

وله

رو بدنیا هر که آرد از خدا شرمنده است — از رحم زین روئے کودک سرنگون آید برون

وله

نظر در ابر تنگ ز آفتاب خیره نگردد — ز حکمت است اگر روئے در نقاب گرفته

وله

ز کوئے یار دور افتاده ام اے ناله آوازی — ندارد ذره ام وصل و اشتیاق پروازی

رباعی

در روز جدائی بت خود بینی — جز آه هم نیست همدم دیرینی
داغ است مرا یار بدل نزدیکی — اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی - خواجہ احمد شیراز و ہداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دہدار متعلقہ شیراز اُسکا وطن ہے - صوفی مشرب و عالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا - کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا - عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین مصاحبین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا - بہت سا زر بہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے - جو کچہہ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تہین اُنکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انتہی کلامہ - علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا - فی الفور اکبر کے حضور مین پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین ناظر سلطنت ہوا - شیخ حسن نجفی جو احمدنگر مین تہا اُسکا معتقد ہوا پہر کتب خواندہ کو دوبارہ نجفی سے پڑہین - اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے نبیرہ کے عہد حکومت مین برار کا صوبہ دار رہا - اور پہر اُس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہو گیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ۶۹ سال کی عمر مین سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خداشناس سے اُسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - اور فصل الخطاب در شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات ہین - اور صاحب دیوان تہا - **من اشعارہ**

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد	پس چاشنئی دم الستت برسد

این جام نہادہ اند بر طاق بلند
در آئینہ خال پشت چشم ار بینی
کورت بنیدہ ہر آنکہ بیند زقفا

ولہ

پا بر سر خویش نہ کہ دستت برسد
یک چشم بپوشی و بدیگر بینی
این ست مثال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص ۔ رضا طلب خان نام ۔ آپکا مولد و منشا شہر دلی تہا ۔ آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ مین بلخ سے وارد ہند ہوئے تہے ۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک تہے ۔ آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ مین شفا خانہ کے مہتمم تہے آپ بہی بادشاہی منصبدار ۔ ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد بندگانعالی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہند سے دکن مین آئے ۔ قلعداری فوجداری رائچور پر مقرر ہوئے ۔ عمر رسیدہ زمانہ دیدہ تجربہ کار و ہوشیار ۔ نجیب و شریف صحیح النسب والحسب ۔ میدان شعرگوئی مین چالاک تحریر و تقریر مین شوخ و بے باک تہے آپکا کلام رنگین مضامین و خیالات دلنشین سے سجا یا ہوا ۔ گلہائے معانی و شگفتہ بیانی سے کہلا ہوا ہوتا تہا ۔ خوش فکر و سخن سنج تہے ۔ تیز فہم و ظریف الطبع تہے ۔ آپکی وفات سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوئی ۔ رائچور مین مدفون ہوئے ۔ من اشعارہ

گفتم کہ بود منتخب آن مصرع قامت
جائے کہ نہ بینی نہ تمیز ست انصاف

ابروش نشان داد کہ این بیت وگر ہم
زنہار اقامت نکنی بلکہ گذر ہم

فقیر ۔ میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص ۔ میر ہاشم نام ۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے ۔ سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تھے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تھے۔ مستعد طالب العلم تھے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تھے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تھے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگ مانع ہوئے کیونکہ شاعری کی رہنت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکھتی۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روک سے باز نہین رہتا۔ علی ہذا القیاس فقیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین و طباع تھے چندہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تھے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکھتے تھے کبھی کبھی میرے غریبخانہ پر بھی آمد و رفت کرتے تھے انتہی کلامہ

لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ و سلامت تھے پھر قریب ۱۲۱۲ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہم کو صرف ایک ہی شعر ملا اگرچہ وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ من اشعارہ

اُٹھا ہے جوشش حسرت عجب جوبن شہیدانے — وہ قاتل شوخ شاید ان خاکی ربنت گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام۔ شیخی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب و سیاق مین بے نظیر تھا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تھا کلام مرغوب دلکش و بامزہ ہوتا تھا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تھا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری مین خوب چوٹین ہوتی تہین۔ حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تہا الفاظ رکیکہ ہجو مین درج کرتا تہا۔ اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تہا حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تہا دونون صاحب دیوان تہے۔ ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بہرا ہوا ہے۔ مین ہجاجات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہون۔ اسوجہ سے قلم انداز کیا۔ مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہین ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ آخر آپ نے سنہ [illegible] ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کئے گئے من اشعارہ الفارسی

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس		گر بسنجند ز کونین فزون می آید
آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل		کز درونم نفس آلودہ بخون می آید
ہر کہ آتش سودائے سر زلف تو سوخت	ولہ	نافہ مشک توان چید ز خاکستر او
ہمرا نوئے غیر و من ز غیرت	ولہ	بخون دیدہ تازہ نوشتہ
وہم کشتن بکشتم آہ از آن می ترسم	ولہ	کہ با آئینہ تیغ تو غبارے برسد
رنگ حناست بر کف پائے مبارکت		یا خون عاشقانست کہ پامال کردہ
زنگین رفتن تا بوتم از کہ تیغ تو بترسم		کر باید مدعا رازی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص۔ فدوی خان نام۔ دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپکے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچہہ نہین لکہا۔ ہان میر عزلت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ سنہ [illegible] ہجری مین حیدرآباد مین آصفجاہی منصبدارون مین

معززو مکرم تہا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تہا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا۔ دوست پرست و صحبت پرور تہا۔ آپکا کلام ایہام و تلازمۂ شعریہ سے پاک و صاف ہے آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا من اشعارہ الہندی

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا	جا مین جان جہان تہا مجہے معلوم نہ تہا
چپ عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل	عشق یون فیض رسان تہا مجہے معلوم نہ تہا
سہم مژگان سے کیا تن کو مشبک میرے	شوخ دل بر وکمان تہا مجہے معلوم نہ تہا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلاء شوستر سے تہا۔ عالم البیت فاضل ادیب تہا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تہا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکہا ہے میر رضا اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے از آنجملہ یہ ہے

ہمین ز خاک فرج کامران شد صائب   کہ فیض ہم نطہوری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوفہ سے حیدر آباد دکن مین آیا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ والی حیدر آباد سے ملا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۰۰ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہون گے۔ آپ عربی مین بہی خوب شعر کہتے ہین۔ سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی۔

مغان کہ دانۂ انگور آب می سازند	ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
در ہوائے بادۂ گلرنگ بیتابیم ما	سالہا شد کز ہواداران این آہیم ما

از رہ بہ بانگ ہرزہ درایان نمیزدم — کے میدہد فریب صدائے جرس مرا

گر زیر سپہر یم عجب نیست کہ دریا — در زیر حباب ست و فزون تر ز حباب ست

ہمیشہ میخورم از خود شکست پنداری — کہ نیمہ ز دلم شیشہ نیمہ سنگ است

بے رخت ز رنگ غنچہ و گل چون گیاہ افتادہ است — بو میان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است

ذرہ از بالا روی خورشید تابان کے شود — مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی میشود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے - ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پہر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی شعر فہمی و شعر گوئی مین والد سے کم نہین تہا - دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا - نواب آصف الدولہ بہادر کی عنایت و قدر دانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا - اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا پر بحال برقرار رہا - آصف جاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے - خوش فکر و درست خیال تہا - اور منشی باکمال تہا نظم و نثر لکھنے مین لائق و فائق تہا - لچہمی نرائن گلزار عنا مین لکھتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدر آباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے - چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اسوجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی - مین اکثر اُن کے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تھا۔ دیوان صائب اکثر آپ کے مطالعہ میں رہتا تھا۔ ایکروز دیوان دیکھہ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا مطلع یہہ تھا ؎

بت اگر بت گر نماید سرزبان حاصل ز سنگ — من تجے دارم کہ او ہرم نرا شند دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمین فکر کرین تو طبع آزمائی ہوگی۔ مین نے اُسی دن ایک غزل موزون کی۔ اُس کے سترہ شعر تھے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بھی اورنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل میں سے اشعار لکھے جاتے ہین۔ اور مستعد خان نے اس زمین مین نہین کہی۔

غزل لچھمی نرائن

می ستاند اعتقاد آخر مراد دل ز سنگ	برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ
حرف و صوتی نیست گر ہنگامہ ساز انجمن	پاک قلم گویا تراشیدند آن محفل ز سنگ
ناقصان را سختی دوران باصلاح آورد	آب تیغ کند آخر می شود کامل ز سنگ
سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برار	منکہ دارم دل ز مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیست از بس دل طپیدن ناپسند قاتلم	می نہد بار گران بر سینۂ بسمل ز سنگ
در عدالت خانۂ حکام سرکار جنون	وای میرانی کہ وزن و بند کامل ز سنگ
می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب عقل	ہر بلائے را کہ سازد آسمان نازل ز سنگ
کار فرمائی کہ باشد بی زبان ہیچ است	سعی خوب چون کوہکن ناحق مکن باطل ز سنگ

مستعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تھا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ مین مہارت کامل

و ملکہ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت مرد مہذب یار باش و دوست پرور و مہمان نواز تھا جب آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے فتوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب لشکر میں یکایک مرض اسہال میں مبتلا ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ میں مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

مستعد خان امیر دانشمند		نیر بالا نشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم		ہائے از فوت مستعد زمن

۱۱۸۱

آپکے اشعار میں سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہ ہے۔ منہ

اے موتراش دست تو باشد ید بیضی		اصلاح کردہ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نوائط سے ہیں۔ اورنگ آبادی الاصل ہیں۔ علم و فضل سے آراستہ فن و ہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی میں یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی میں مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینئ مضامین پیدا اور جادو بیانی ہویدا ہے آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ سنہ ۱۱۷۹ ہجری میں فوت ہوئے شہر اورنگ آباد میں دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا می کرد		حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سرو خرامان شدہ است	ولہ	کاش می آمد و از دور تماشا می کرد
تا کہ گلہا ز قدم خندہ فروشم کردند		ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند

دامن از قافلهٔ اشک بدخشان کردند
از لب لعل کسی نکته بگوش کردند

دست در دامان یار از زمین داریم ما
چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص - محمد باقر نام - سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہیں آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر میں والد ماجد کے ہمراہ حیدر آباد دکن میں آ گئے اپنے نانا حکیم میر مہدی علی مرحوم اور مولوی ابو تراب صاحب جعفری کی خدمت میں کتب درسیہ عربی و فارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری میں جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی مقیم حیدر آباد کی شاگردی کی - طبیعت میں جوش و خروش قدرتی تھا میدان شاعری میں خوب سبقت کی - اپنے ہمسرن میں ممتاز ہو گئے آپکی عمر فی الحال تقریباً پچاس سے زیادہ ہوگی - آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار - و تذکرہ شیدا فارسی و روضۂ رضوان - و دیوان کامل وغیرہ ہیں

مو ۲۰ شعراء ۲ الہندی

آہیں کرتے کرتے ہجر یار میں ہم مر گئے
نہی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہوگیا

ولہ

سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا
آج مریخ کے جامے میں وہ جلاد آیا

کبھی گلزار میں گلچیں کبھی صیاد آیا
ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا

مرگیا دیکھکر اسکو میں شب فرقت میں
ملک الموت کے برقع میں پریزاد آیا

جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب فرقت میں
کبھی سمجھا انہیکو مجنوں کبھی فرہاد آیا

انکار پر نکرنا تھا اقرار دید کا
کچھ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست

فیاض - محمد فیاض الدینخان حیدرآبادی

فیاض تخلص - محمد فیاض الدینخان نام - آپ حاجی عزیز الدینخان کے فرزند ہین - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی نشو و نما بہی اسی زمین کی آب و ہوا مین ہوا - نشو و نما کے بعد سن شعور مین مولوی میر شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین اور دیگر علماء شہر سے بہی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسۂ دار العلوم کے بہی سند یافتہ تہے - کتب درسیہ کے فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین پیدا ہوا - آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تہی - اور چستی و چالاکی بہی طبیعت کا جزو اعظم - ہمعصرون مین آپکی ذہانت و فطانت مسلم الثبوت تہی - آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا - جناب فیض کی خدمت مین اصلاح لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا - استاد کی فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ و پختہ ہوگیا - رفتہ رفتہ آپ درجہ استادی کو پہنچے - اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے - آپ صاحب دیوان ہین - فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق ہاتہ ہوئے ہین انکو ذیل مین ہدیہ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف و مزہ اٹہائین - اور آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے - فارسی مین مختصر رسائل لکہے ہین - منجملہ غرائب حسابی - لطائف فارسی دیوان فارسی - دیوان اردو وغیرہ ہین - آپ خاندانی شریف و معزز ہین - آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تھے۔ خوش خلق و پاک طینت۔ دیانت و امانت مین بےمثل ہمدردی اہل وطن مین بے بدل تھے۔ وضعداری کے پابند۔ اطیعواللہ و اطیعوالرسول کے مضمون پر کاربند۔ مولف فقیر ۱۲۸۶ ہجری مین طالب علمی کی حالت مین مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر پرورش تھا۔ اُسوقت آپکو دیکھا تھا۔ پھر جب مین ۱۳۰۰ ہجری مین بسیاحت ہند شہر حیدرآباد مین آیا۔ آپکو دیکھا بجنسہ اُسی لباس و صورت مین پایا۔ طرز و روش مین ذرا بھی فرق نہین تھا۔ مگر اُسوقت شباب کا عالم تھا۔ اب زمانہ شیب تھا۔ آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکھا۔ کبھی اپنی طرز و روش مین نوجوانان حال کی پیروی نہین کی۔ ثابت قدم و راسخ دم تھے آخر آپ ۱۳۲۸ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور آپ بشرف جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے تھے

من اشعار الہندی

بہے جب آنسوؤن کے ساتھ لخت دل ہوا ثابت
کلیجے سیکڑون کھائے ہین پھر غم اسپہ بھی
ہمارے داستان پر کان وہ رکھتا نہین شاید
نکل آتا ہے جب مذکور انکی سحر جھری کا
زبان پکڑے کوئی کسطرح سے فیاض پھر اُسکی

غم فرقت لہو پانی ہمارا ایک کرتا ہے
نہ بھرتی اسکی نیت ہے نہ اسکا پیٹ بھرتا ہے
کوئی در پردہ اُس گل پیرہن کے کان بھرتا ہے
تو بیمار محبت ایک ٹھنڈی سانس بھرتا ہے
ٹھکانا کی نہین اک بات کہتا ہے مکرتا ہے

فرحت۔ لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص۔ لالہ خوشحال چند نام۔ قوم کایستھ سری باستب۔ ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تھا۔ نیک سیرت انسان طینت تھا۔ لالہ صاحب کے کلام تازہ سے دلوں کو فرحت اور انکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے آپنے ۱۲۸۷ھ ہجری مین انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و بامروت تھے۔ طریقہ صلح کل کے سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکھتے تھے۔ اور ہر ایک کی بہتری چاہتے تھے۔ جہان کہین فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہو اُسکو صلح کے پانی سے بجہاتے تھے۔ **من کلامہ**

در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار	قالبم گوئی ز خاک کوے ایشان ساختند
ہر کجا گل چہرگان دادند ترتیب چمن	نرگس چشم مرا کشتند حیران ساختند

فرح۔ فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص۔ فرح بخش نام۔ ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تھا۔ خوش کلام و خوش بیان تھا ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت و لطافت کی چمک باہر ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تھے۔ کسر نفسی سے متواضع و خاکسار تھے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تھے جائزے و صلے خوب لیتے تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر ۱۲۰۵ھ ہجری میں اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوئے۔ **من اشعارہ**

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی۔ شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص۔ شاہ فضل اللہ نام۔ سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہیں نقشبندی مشرب تھا

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً - درویش کامل و عارف صاحب دل تھے - جامع علوم وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے - ایک مدت تک حسب بشارت و ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے - ہمیشہ حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے - اسی سبب سے نوابصاحب باوجود قلت فوج غنیم پر غالب و مظفر ہوتے تھے - نواب عضد الدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہاتھہ کا لکھا ہوا امیر الامرا حسین علیخان کے کتب خانہ سے ہمدست ہوا تھا وہ قرآن شریف نوابصاحب نے آپکو دیا تھا - صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال یعنی سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے - شاہ فضل اللہ کے صاحبزادے میان محمد نے اُسکو ہدیہ کیا تھا -
آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے - صاحب تصنیف و التالیف تھے آپکی رسائل آپکے یادگار موجود ہین - رسالہ زاد الزاد سلوک مین قصہ برہ بہو کا و قصہ پریم لوکا بزبان ہندی - اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد مین فارسی کلام بھی صاف و شیرین ہے - آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین ہوا - اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما — گنج باد آور شد این آہ ما
اندکی گر قد کشد خواہید دید — آفتابے می شود این ماہ ما
دیدن و ہر گرد سر گردیدنش — شکر للہ گشت خاطر خواہ ما

وله

آنچنان دل یگانہ یار است — کہ دل از نقطہ دوست بیزار است
ہر کجا آن مسیح لب باشد — ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بدلبری یکسان
اینچه کم حسن و آنچه بسیار است

در نگاه تو شیشه است و پری
در نگاهم همه پریزار است

دل ما بر چشم و گردش چشم
این چه کفرست و این چه زنار است

صبح محشر بخواب نوشین است
در سحر هر که چشم بیدار است

همچو من عشق باز و تو معشوق
این چه آئینه و این چه دیدار است

وله

تا خط ندمیده است بود حسن او هیچ
اسلام بجز دوستی آل عبا هیچ

بی جلوهٔ رخسار تو ای جان گلستان
گل هیچ چمن هیچ نوا هیچ صبا هیچ

معنی توحید بروئیت نگشاید
سجاده و تسبیح و مصلی وردا هیچ

وله

یار میرفت و گریه می کردم
چشم و رویم تمام آنسو بود

وله

بکثرت گرچه رو دارم ولیکن وحدت آئینم
ز وسعت مشربیها بردعای جمله آمینم

تجرد مشربیها آنقدر دارد سبکروحم
که گر در خاطر خود بگذرم ناگاه سنگینم

تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستهٔ الفت
نگاهش حاصل دنیا ادا سرمایهٔ دینم

دعای اهل عصیان در گرو دارد اجابتها
چه باشد گر بآه عاصیان تضمینم

نژاد همسری دارم برهمن را نیازارم
مسلمان گروه عشقم نه با آنم نه با اینم

جدا از خود نه امن هم شور محشر درمیان باشد
غلام آل طه بندهٔ اولاد یاسینم

بیا فصلی تماشا کن بهار بیدلیها را
چو شاخ گل بیکرنگی برنگ شعله رنگینم

ابیات ایہام زبان ہندی

نگہ سون اپنے عرق کون دور نکر
حسن کا عطر مجکو لینا ہے

دو بھوان دیکھہ کر کہا مین یون
دو گھڑی رات دنین آئی کیون

بہوت عاشق ہین مار کہاتے ہین	وله	مجکو تری فراق مین دن کاٹین لگے
جبتلک ہے شتی جنس گہر مین بیچ کہاتا تہا فقیر	وله	اب تک کچہہ باقی رہا نہین ہے مگر تجہین خدا
طبیب عشق سین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا	وله	کہا تجہپر پہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل		چاہ تیہری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص - المعروف بلارازی - آپکا اصلی وطن رے ہے - علامۂ زمان و فہامۂ جہان تہا - ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا - سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا - خوش اخلاق و اشفاق تہا - شاہ طہماسپ ماضی کے زمانہ مین تہا شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین - اور بہت سے صلے پائے - بمصداق - قرار بر کف آزادگان نگیرد مال جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا - ذخیرہ نہین کرتا تہا - آخر ایران سے احمدنگر مین آیا - شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی - تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہو گیا - بیجاپور بہی گیا وہان بہی مالامال ہوا - پہر وہان سے حیدرآباد گولکنڈہ آیا - یہان بہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا - کئی ہزار ہون لیکر احمدنگر گیا - پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی -

من اشعارہ الفارسی

رخت گل گل شد از می ترک سیر باغ و بستان کن	بگیر آئینہ در دست و تماشائی گلستان کن
نمی گویم الم را خون مکن یا جان بکاہ از غم	دل و جانم فدایت ہرچہ خواہد دلت آن کن
ازان نرگس کہ بالائی گل غلطید از مستی	ہمین بر ہر کہ ہشیار ست و دانست غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ نسبًا فاروقی ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین اسیِ زمین مدراس واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کو پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم و فنون متفرقہ و السنہ جداگانہ مثلًا فارسی و عربی و ترکی و انگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پہر آپکی طبیعت شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے - ریختہ مین آپکو ظفری و نامی سے تلمذ ہے اور فارسی شعر کی بہی اصلاح مذکورین سے لیتے رہے - فقیر مولف کو یہہ نہین معلوم ہوا کہ نظم عربی و ترکی و انگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے - اور آپ علوم ریاضی و فن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے - خوش اخلاق متشرع و دیندار تہے صوم و صلوٰۃ کے پابند سنہ ۱۲۴۵ ہجری مین واعظ رام پوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین اہلیانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص و عام کو درس و تدریس و ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجۂ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات و حسنات تہی - علم دوست تہے علما و طلبہ کی بہت قدر کرتے تہے - آپکی درسگاہ مین علما و طلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم و فضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر و شاعری کا بہی

دور چلتا تھا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس بریں روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۳ہجری کے بعد تیرویں صدی میں واقع ہوا۔ سنہ وفات دستیاب نہیں ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دور از تو زیستن چه بود آرزو مرا دم ہمچو خنجرے گذرد از گلو مرا

وله

عجب نبود پسر گر قبلہ روئے پدر گردد کہ دارد چشمش یوسف پیر کنعان نیز بینی را

باشد ز فیض بوسہ شکر دہان ما شان عسل شکستہ شان بیان ما

وله

در عشق او چو دانہ افشاندہ بر زمین باشد امید سود فزین زیان ما

وله

ظہور حسن کجا حاجت نقاب کجا عنان برق کجا و کف سحاب کجا

وله

ہر حبابش گرہ عنبر سارا بندد گر فتد پرتو آن زلف گرہ گیر در آب

وله

چشم پرخون مرا روز سیہ پیش آمد لعل و تا زمسی رنگ سیہ پوشی ریخت

وله

مگر ندامت پروانہ سوختن دارد کہ شمع میگزد شعلہ بار بار انگشت

بعہدہ جلوہ حسنت خط شعاع از رشک زند بدیدہ خورشید نور بار انگشت

وله

چون فقیر کہ کند سلسلہ را دستاویز شانہ گردید بآن زلف مسلسل محتاج

دیدہ اہل دول بین چہ قدر تاریک است کہ بود در شب مہتاب بہ مشعل محتاج

وله

مالداران جہان سرمست غفلت گشتہ اند نقش دینار و درم اینجا طلسم خواب شد

وله

بہر نظارہ خاک شہیدان کشیدہ سر این گرد نیست کز رہ آنجور شد بلند

وله

ز خاکستر نشانہا بر تن ہندو بتے دیدم ہجوم قمریان بر سرو موزونت پنداری

وله

زخود بر خرمن ہستی برات آتش آوردم اگرچہ چون خار و خس بردم سوئے آن شعلہ جو دستے

بسوئے ہر چہ بخشد دستیاری ناشناور را ز سیران الغریق بحر محتاج مجو دستے

بہر چشمک زدن نوز دو دل صد چاک عاشق را
درین میخانہ ام فاروق مست قلقل نغمہ

بود تا زنگاہش را چو سوزن در رفو دستے
چو مینا بر سر ہوشم زند ہر خوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص - سید خیر الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہیں آپ سنہ ۱۱۸۵ ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے - محمد خیر الدین فائق کے نام و تخلص سے آپکے تولد کی تاریخ برآمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ مقام ارکاٹ میں جناب مولانا بدر الدین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول و منقول میں سند حاصل کی پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپکو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے - اور کلام موزون کرکے مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - چندروز کی مداومت میں اُستادی کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے - آپ مضامین تازہ کو نہایت خوبی کے ساتھہ آراستہ کرتے تھے - آپکے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ اُستادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف رہتے تھے - اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں مدراس سے شہر حیدرآباد دکن میں آئے - مہاراجہ چندو لال مدار المہام کے دربار میں باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کرکے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں بکمال خوشی و خرمی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپنے ۱۲۴۲ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را		برنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را
آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا	وله	یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا
عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد	وله	کہ عطر صندل افزون تر ز صندل میدہد بو را
در گلو رشتہ زنار فگند بحیم را اشک	وله	رام با این نشد از بت بیگانہ ما
حجاب دیدن روئے تو می‌شود اشکم	وله	بلے بموسم باران شود نہان مہتاب
نشاط خوش میدہد در موسم پیری شراب	وله	خواب را کیفیتی باشد بنہیرہ مہتاب
چشم گل میگوید از شبنم چو ابر نو بہار	وله	کرد تاثیرش بباطن نالہائے عندلیب
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی	وله	دامن گوہر ز موج خود نگردد تر در آب
بسکہ از وضع جہان بیگانگیہا رو نماست	وله	ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشنا ست
حیرت زدہ عالم امکان وجودم	وله	دارم ز زبان در دہن خویشتن انگشت
سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد	وله	چو خامہ بر سخن ہیچکس منہ انگشت
بر مزارش گنبدے گردد بنا از گردباد	وله	ہر کہ در رقصت ہلاک و ور دامان میشود
سرخی چشم من اگر گریہ نباشد فائق	وله	آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند
مظہر رحمت حق جرم سیہ کاران است	وله	سر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبۂ حسن تو اینست کہ از بال نگاہ وله طائر مرد ملکم سوئے تو دارد پرواز

ہستیم با فنا ہم آغوش است وله رمز این نکتہ بر شرار نویس

کجا خائق تو اند سیر باغ از نا توانیہا وله کہ موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش

ز درد عشق او یارب کتابے در بغل دارم وله کہ آہ من بود چون مد بسم اللہ عنوانش

داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے وله شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ

تماشائے زر افشان چہرۂ او کردہ ایم وله پنجۂ مژگان ما از اشک شد اختر بکف

زخم من چون ماہ نو دارد بہار بالیدگی وله خوردہ ام از بادبرے کسے شمشیر شوق

ماجرائے بر دل زارم گذشت از آب اشک وله مشت خاکے بود آنہم رفت در سیلاب اشک

بسان آبلہ در ہر قدم بکوچہ یار وله نہادہ چشم برہ زار زار گریہ کنم

در دست خویش دارد دل داغدار من وله این مہر نام تست نیاید بکار من

داشتیم در دل تمنائے کہ از خود بگذرم وله ہیچے نکردم بحمد اللہ با دست سبو

طبع نازک سخن سخت کجا بردارد وله حلم شمشیر کند چین خط پیشانی

کسے بر نقش من از بیکسی حیفی نخورد آخر وله بہم آوردن مژگان من شد دست افسری

فرحت۔ محمد صبغۃ اللہ

فرحت تخلص۔ محمد صبغۃ اللہ نام۔ آپ محمد جعفر قوم ناعط کے فرزند ہیں۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۴۳ ہجری میں بسر زمین مدراس ہوئی۔ نشو و نما بھی یہاں کی آب و ہوا میں ہوا۔ سن شعور کے ابتدا میں کتب درسیہ فارسی والد ماجد و حاجی احمد حسین سے ختم کیں۔ ذکی الطبع و ذہین و فہیم تھا۔ شعر گوئی

وسخن سنجی کے میدان مین قدم رکھا۔ اور کلام کی اصلاح ابو طیب خان والا و مولوی واقف
سے لیتا تہا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات
وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا۔ اکثر یاران ہمطرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا۔ اور اہل زبان
کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا۔ معاصرین بہی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے
تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا
سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ اور نواب کے
لازمین کے زمرہ مین بہی مقرر ہوا۔ آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاساً
سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوئے گل برتن مرا — ذوق عریانی برون آرد ز پیراہن مرا

ولہ

آب پان روشندلان از سنگ پیدا مے کنند — گشت از آئینۂ فرحت این سخن روشن مرا

ولہ

گر نیست ضعف تازہ آن عارض تابان — در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را

ولہ

از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام — از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

ولہ

آورد خط ہجوم بر خسار ماہ من — لشکر کشید شب بہ شبخون آفتاب

ولہ

کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست — زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب

ولہ

چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب — میکشان را مید ہد چون لذت دیگر کباب

ولہ

شرم حسن تو مگر کرد عرق آلودش — شمع با چرب زبانی کہ خموش است امشب

ولہ

ناید بکف چو رشتۂ عشرت ز دست رفت — رنگ رخ پریدہ کسے را نگار نیست

ولہ

قامتم شکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت — می زند آن شمع رو آغوش استغنا عبث

نکشد داغ دل لالہ ز مرہم منت	ولہ	درد خونین جگران نیست بدرمان محتاج
از نگہ مہر او شاد بود جان صبح	ولہ	دعوی من صادق است از لب خندان صبح
برقع ز رخ بباغ چو آن نازنین کشد	ولہ	خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود	ولہ	میرسد در گوش ما را این صدا از کوہسار
در گلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان	ولہ	فرصت نیافتم بگفتن زبان ہنوز
شوم اندوہگین چون دامن افشان بگذرد یارم	ولہ	نشیند بر دلم گردیکہ بیخیزد ز دامانش
کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جہان	ولہ	آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش
بریدن از ہمہ عالم سرشت مردان است	ولہ	برہنگی است بر آئینہ کار عالم تیغ
بے نور سد رنج ز دیدار گل	ولہ	میل کشد در نظرم خار گل
فرحت چو گشت ماہ رخم مہربان غیر	ولہ	وا دیم ربط دیدہ گریان و آستین
خوردہ ام خنجر زبس از دست آن خورشید رو	ولہ	نیست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو
بنحوی غلطم ز حسرت دیگری پائے تو گر بوسد	ولہ	شوم قربان بدہ رنگ حنا را حکم پابوسی

فغان۔ اشرف علیخان

فغان تخلص۔ اشرف علیخان نام۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہیں۔ کبھی کبھی فارسی میں بھی کلام موزوں فرماتے ہیں انتہی کلامہ
گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہیں۔ اہل مناصب کے زمرہ میں منصب مناسب سے سرفراز تھے۔ شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہیں ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

فصل گل می رود چه چاره کنم — کو گریبان که پاره پاره کنم

وله — قاصدا یا چه دیده می آئی — که گریبان دریده می آئی

دست را کے دراز کردم من — که تو دامن کشیده می آئی

وله — ز تیغش نیم بسمل ماندی بیدل — تو شاید اضطرابے کرده باشی

وله — چون نظر می کنم بخندهٔ خویش — گریه بے اختیار می آید

وله — اے ہم نفسان زما مرنجید — مہمان دو روزهٔ شمائیم

وله — گر نه نالم چون کنم ای آشنای دیگران — قہرت برائے جان ما مہرت برائے دیگران

وله — اے فلک پیش تو منظور اگر انصاف است — داده انچه بہر و نیز بغیر ما دیده

فتوت - خواجہ عنایت اللہ خان

فتوت تخلص - خواجہ عنایت اللہ نام - گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب لشکر جنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - مولد و منشا یہی شہر مذکور ہے - سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسرون سے فائق و سابق ہوئے - اسیطرح سخن سنجی مین بھی لائق - آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف و مزہ پاتے ہین - مشاعرہ مین آپکے اشعار

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انتہی کلامہ آپ صیغہ منصب مین ملازم تھے فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ بارہوین صدی کے شروع مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت — دل بیاد اختلاط آمنست و دیرینہ سوخت

وله — ز ضعف طاقت از خود کے رسم یا گرد جولانش — نگر گردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش

وله — کرامات نگاہ مست او از چشم خود دیدم — ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہیدانش

وله — وارستگی نمود مرا تا فراغ پا — بر عرش می نہم ز علو بی دماغ ما

وله — مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کند — غلام حضرت شاہم بشہوار قسم

من اشعارہ الہندی

کھلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین — مرا ٹکڑے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہین

کیا رہا ایدل دوانے دشت مین جانیکا لطف — لیگیا مجنون اپنے ساتھ ویرانے کا لطف

بزم سے شعلہ صفت گرچہ زرہ پوش اٹھے — دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اٹھے

یہان تلک مجھ سے ہے فریاد کو ربط قلبی — دمبدم نالہ مرے دل سے ہم آغوش اٹھے

دور مین اس ساقی کیفی کے مے نوشو نہین ہم — مدتین گذری کہ ہین مشہور مدہوشو نہین ہم

یہ سبکو وحی تجھے معلوم ہے باد صبا — خاک پر جون نقش پا ہین خانہ بر دوشو نہین ہم

باغ مین جا خوب روئے تاک کے سایہ تلے — دلکو آخر گم کئے انگور کے خوشو نہین ہم

تجھ بن نگہ کے دہاک سے پانی ہو جو نہین پیچھے — اے ستمگر جا ملے ہین اب رہ پوشو نہین ہم

اس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکھون مین — وائے اشک مرا جون گل مرجان پھولے

تک ور از زلف کے لٹ جان مقوت کہو لو — کیا بجا ہوئے جو یہ شام غریبان پھولے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہین - آپکا مولد
و منشا دار الامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ماجد اور دیگر علما سے
تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تہا - متعدد زبانین جانتا تہا - فارسی
عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدر آباد
دکن آیا - حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ
و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہمانداری کے لوازم ادا کرنیکا حکم فرمایا -
عمدہ طرح سے مہمانداری کی گئی - لچہمی نراین شفیق نے آپسے آتش پرستی کے بابت
نظم مین سوالات لکہہ کے بہیجے - ملا نے بہی سوالات کے جوابات نظم مین دے - ملا و شفیق
باہم ملے چند مدت باہم خوب مذاکرہ علمی رہتا تہا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد
مین ملا ہیضہ وبائی مین مبتلا ہوکے ملک عدم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس
ہوا - ملا فیروز صاحب ترجمہ نے کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی تہین
عالم شباب کا آغاز تہا آپکو تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا
آپ جوش شوق سے ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت
مین مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد و رستاقات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے
برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تہے انکو تلاش کیا اور آنسے ملا - ان کے ساتہہ
حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تہے مال و زر سے ان کی اعانت کی سیر و سیاحت و کسب
کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اسکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملّا نے یہان آکے
ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر
اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتد بہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا
فی زماننا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی
متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قدیمہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے
مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے
ملاکے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرا یا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ
منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلدون
مین ہے۔ تقریباً چالیس ہزار ابیات ہین۔ ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن
کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف
کی۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمہ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین
چند اشعار جارج نامہ سے گزارش کرتا ہون ~~~ه

جو بلک سوئے پونہ شد رہگرا	ول	کہ دروست خود آورد پیشوا
روان گشت از جائے خود سیندیہ	ولہ	نکردہ درنگ ہیچگونہ نرہ
بپونا بیاورد فوج و سپاہ	ولہ	بآہنگ پیکار با کینہ خواہ
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	ولہ	ندانست جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	ولہ	ز ہندوستان وز بوم فرنگ
ز اندازہ افزون برون از شمار	ولہ	ستوہیدہ گاو زمین زیر بار
ازین سو دو سالار وزان سو بلکے	ولہ	نکردند آزرم ہم اندکے

بہ پیش اندر از پیل بستہ رده	وله	پیاده پس پیل صف برزده
بہ پشت پیاده سواران کین	وله	بجنبند رستم سواران زمین
جہان گر شد از بانگ و آوائے کوس	وله	زگرد سواران ہوا آبنوس
بتاریکئے گرد و تیغ یلان	وله	درخشنده چون برق بر آسمان
نم خون بماہی زر دشت نبرد	وله	فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض - میر شمس الدین محمد

فیض تخلص - میر شمس الدین نام - آپ دہلوی الاصل ہین آپکے جد محمد مولوی
رحمت اللہ خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین دلّی سے
حیدرآباد دکن مین آئے - حضور کی قدردانی سے منصب مناسب پر مقرر ہوئے -
آپ درس تدریس سے عوام کو مستفید فرماتے تھے - آپکے والد ماجد میر امیر الدین خان
کا تولد حیدرآباد دکن مین ہوا اور اس ملک مین تعلیم و تربیت پائی - آپکی والد ماجد بھی ذی عزتی
منصب پر ممتاز تھے - اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا - اسی تعلق کے وجہ سے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین
بلدۂ ایلچپور برار مین مع عیال و اطفال گئے - وہان آٹھہ نو برس تک رہے سنہ ۱۱۹۵ ہجری
مین جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار مین واقع ہوئی - ہم برار کو مبارکباد
دیتے ہین کہ وہان ایسا آفتاب طلوع ہوا - جس کے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کردیا
فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے - حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے - مجھے
اس بات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا - فقیر مولف
نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر کیا فقیر کے جم غفیر کو زندہ کیا - اور فیض نے اپنے نور کے کرنون سے

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے
بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشوونما یہین کی آب ہوا
مین ہوا۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس
کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ وفنون متعارفہ کی تحصیل
کے طرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی
عالم فاضل و ادیب کامل ہوئے۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی وشعرگوئی کا شوق دلمین
پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت وجولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت ونازک خیالی
شعلہ زن تھی۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے۔ آپ کی
طبیعت شعر وسخن سے ایسی مناسب تھی اور کلام کو ایسی خوبی وخوشنمائی سے موزون فرماتے
تھے کہ اسوقت کے بڑے بڑے اُستاد ذی استعداد دیکھکر حیران ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے
کہ یہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب نگ کہلائیگا۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے
حق مین فال خیر تھا۔ آیندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تھا۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر
نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی
کو پہنچے۔ دکن مین ہرطرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدر شناس جوہری عزت و اعتبار کی
کسوٹی پر پرکھنے لگے۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑھنے لگی ہر ایک یہی کہتا تھا
کہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز شہر کے تمام امرا اور روسا آپکی تعظیم وتوقیر کرتے تھے
ہزار ہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تھے۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی
منصب مقررہ تھا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بھی ہوا تھا اور آپکے فرزند بھی مناصب
مناسب پر ممتاز تھے۔ آپکا کلام تازہ تازہ معانی اور شگوفہ شگوفہ مضامین سے نمونہ گلزار رہے

عالم عالم نزاکت و رنگا رنگ لطافت سے رشک بہار ہے۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ و شایستہ ہے۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایان اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان ہے۔ آپ نازکخیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تھے۔ آپ اہل زبان مین سر مو فرق نہین اُن کے جلسہ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تھے مشاعرہ مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تھے۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تھی۔ تلامذہ اور اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکھتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجھتے ہین۔ جناب حکیم مظفر الدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرایا حق اُستادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیراً۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تھے ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑہا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آیا ہے ع دانے نہ آپ سبحہ و سمرن کے دیکھیے۔ آپنے بغیر تامل اُسیوقت کہا ع منکے ڈہلے ہوئے مری گردن کے دیکھیے۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے ایک مصرع آپکی خدمت مین بہیجا ؎ سکندر طالع جمشید سطوت + اور لکہا کہ یہہ تاریخی مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بہیجیے آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولویصاحب کو لکہو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسر شان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور جملہ موصوف نہین ہوتا ہے۔ مقام وصل کا خواہان۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹہیک درست ہو جائیگا ع سکندر طالع و جمشید طینت

ایک روز علامہ مصطفی متخلص سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف
مین رحمة ونعمت کا لفظ بعض مقام مین تائے مدورہ اور بعض مقام مین تائے
دراز سے آتا ہے جیسے نعمة اللہ ورحمة اللہ نعمت ربک رحمت ربک ۔ آپنے اسیوقت
فرمایا چونکہ رحمت ونعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے ۔ شان ایزدی نے
کہ وہ منان ومنعام ہے اسبات کو نہین پسند کیا کہ نعمت ورحمت کو کوتاہ اور کم کرے
کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چارسو ہوتے ہین ۔ اسلئے مع اضافت اللہ
تاء دراز وبغیر اضافة تائے مدورہ لکہا جاتا ہے ۔ میان سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے

آپ تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہے ۔ آپکے مطبوعہ دیوان مین بہت سی تاریخین ہین
ہم اسمین سے دو چار بطور نمونہ لکہتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین ۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندولال مدارالمہام ۔ مردبا خدا بود راجہ چندو لعل ۱۲۶۲ھ
تاریخ بنائے مسجد عبدالشکور .... ہست بیت المقدس این مسجد ۱۲۶۵ھ
تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر ...... شد باوقار اقبالمند ۱۲۸۳
تاریخ جلوس اعلحضرت ناصر الدولہ بہادر مرد میدان سکندر ثانی ۱۲۴۳

آپ خوش اخلاق وخوش اشفاق تہے ۔ پاکیزہ سیرت وپسندیدہ صورت ۔ صاحب مروت
وسخاوت ۔ صوفی المشرب صافی المذہب ۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے
مالک تہے ۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج وزندہ دل تہے ۔ ضعیف تہے مگر دل مین
جوانی کا جوش ۔ بڈہون مین بڈہے جوانون مین جوان بچون کے ساتہہ بچے تہے ہر ایک
کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپ سے خوش تہے اور آپکی صحبت سے مستفید
ہوتے تہے ۔ مزاج مین کسر نفسی زیادہ تہی تکلف ظاہری سے متنفر تہے مکان مین فرش بوریا

ہوتا تھا۔ اُسی پر امرا و غربا آتے تھے اور بیٹھتے تھے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر نازان فقرا و کملا کے خواہان تھے۔

حکایت مشائخ مین سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تھے کہ ابھی شیر کی شکل مین جلوہ دکھاتا ہون زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہون۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت مین جلوہ فرمائیے۔ شاہ صاحب دم بخود ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت مین آئے بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ آپکے تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا ؎ آنکہ بنائے نمود و جود تست ؎ یہہ بزرگ بھی شرمندہ ہوئے۔

آپ خوش اعتقاد سنی المذہب تھے آپکو حضرت حافظ محمد علیصاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوتے تھے آخر آپ ۱۲۸۳ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخین لکھی۔ دیوان مطبوعہ ہین موجود ہین ہم چند مادے یہان ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

ع احیدرآباد سے بس گیا فیض ۔ جناب فیض واصل حق ۔ فیض از ینجا نمود عزم جنان
۱۲۸۳ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴

گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پاپا میان۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق و فائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہوگئے۔ میر ضیاء الدین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی   یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف التصنیف تھے منجملہ۔ طریق الفیض شرح عوامل۔ شمس النحو۔ شمس الصرف شمع منظومہ صرف۔ رسالۂ ناسخ و منسوخ۔ شرح کلمۃ الحق۔ شرح میر شمس الدین عروض و قافیہ مفید الاحکام حلت و حرمت۔ خزانۃ الامثال در اصطلاحات لغات اردو۔ جدول النصف النہار فیض جاری مطبوع۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی و اردو دکن مین دائر و سائر ہین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ من اشعارہ الفارسی

جایش بخانقاہ و بہ میخانہ جائے ما — تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما
گوید ہر آنچہ شارع میخانہ آن کنیم — اینست در شریعت ما اتقائے ما

ولہ

ناوک عشق از کمان دیگر است — مرغ جانم را گمان دیگر است
مطلبم از کاروان مصر نیست — یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نیاز سر فرو — سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا — بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الہندی

کفر جو تھا دین مرا ہوگیا — بت ہی نصیبون سے خدا ہوگیا
کیسی دوا مجکو مسیحا نے دی — درد محبت کا سوا ہوگیا
موت کدھر آتی ہے دیوانی ہے — فیض تو پہلے ہی فنا ہوگیا

حرم مین دیر مین جب کوئی روبرو آیا — مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
کسی کا کوئی بھی ممنون نہین ہے کر انصاف — ادہر سے مین نکل آیا اُدہر سے تو آیا
اُڑائین جیب کی لاکھون ہی دھجیان مین نے — مگر نہ قبضہ مین دامان آرزو آیا

ولہ

نہین فرق کچھہ دیر مین اور حرم مین — جو بت چاہتے ہین خدا چاہتا ہے
تقاضا وبت کا مگر فیض اُن سے — خدا سے کوئی خونبہا چاہتا ہے

فدا ۔ شیخ احمد ناعطہ

فدا تخلص ۔ شیخ احمد نام ۔ اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے ۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ خوش فکر و موزون الطبع تہا ۔ فارسی و عربی مین مستعد طالب علم تہا شعر گوئی کا فریفتہ تہا ۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتا تہا ۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تہا ۔ سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین زندہ تہا تقریباً سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین فوت ہوا ۔ من کلامہ

دست در دامان یار نازنین داریم ما — چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

ولہ

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا میکرد — حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد
دلم از داغ جنون سرو چراغان شدہ است — کاش می آمد و از دور تماشا میکرد

ولہ

تا ز گلزار عدم خندہ فروشم کردند — ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند
دامن از قافلۂ اشک بدخشان کردند — از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز ۔ آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص ۔ آقا میرزا قاسم علی نام ۔ رشتی الاصل والنسل ہین ۔ جامع العلوم والفنون تہے ۔ فارسی انشا پردازی مین نظماً و نثراً وحید عصر تہے ۔ اور خوشنویسی مین فرد فرید جمیع اقسام خطوط کا

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے - خاص خط نستعلیق مین استاد و ثانی میر عماد تھے
آپ اکثر اوقات درس و تدریس مین مشغول رہتے تھے - حیدرآباد مین اکثر امرازادے آپکے
حلقۂ درس مین شریک ہوتے تھے - نواب مختار الملک مدار المہام کو بھی آپسے تلمذ تھا - آپ خوش اوقات خوش اخلاق
و صوفی مشرب تھے - سلیم الطبع حلیم الوضع - سرکار عالی کے صیغہ منصب مین ملازم تھے - شعر و شاعری کے
شیفتہ تھے - جو کہتے تھے مرغوب قلوب ہوتا تھا - آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے - آپکے
ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے - صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان مرتب نہین ہوا تھا کہ آپنے
دسوین تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین دار البقا کیطرف رحلت کی میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین
مدفون ہوئے آپکے فرزند ارجمند میرزا محمد تقی صاحب یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ باپکے قدم بقدم
ہین - شاعری اور تاریخ گوئی مین مہارت کامل رکھتے ہین عربی و فارسی مین دستگاہ اور خوشنویسی آپکی میراث
ہے - خوش خلق و نیک محضر پسندیدہ سیر ہین فقیر مولف سے نہایت محبت رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالی - کتبخانہ
آصفیہ مین ملازم ہین - **من اشعار صاحب ترجمہ**

دردا کہ علاج جم ز مسیحا شدنی نیست	این عقدہ بغیر از لب او وا شدنی نیست
افسوس کہ از بام نگاہش بفتادیم	چون اشک کہ افتاد اگر پا شدنی نیست

فطرت میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے - آپ سادات قم خاندان
امام ہشتم سے ہین - میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ - آپکے نانا مشہد مقدس مین تمام علما
کے سرآمد تھے آپکی ولادت ۱۰۵۰ ہجری مین ہوی - افضل اہل زمانہ تاریخ ولادت ہے
نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم مین مشغول ہوا کتب ابتدائیہ سے وطن
مالوفہ مین فارغ ہو کے عالم شباب کے شروع مین اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہو کے

دارالسلطنت اصفہان مین آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک
رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجہ کمال کو پہنچا ۱۰۸۲ سنہ ہجری مین ہندوستان
مین رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہند مین عالمگیر حکمرانی کرتا تہا۔ بادشاہ کی ملازمت مین
مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے آپکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا
اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کر دی۔ اور اسکو اپنا ہمزلف بناکے
سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر مامور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم
بن امیر الامرائے شایستہ خان اور مرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان
اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تہا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکہتا تہا۔ اور مرزا صاحب
بہی بادشاہ کی ہم زلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین نہین جہکاتا
تہا دونون کی نااتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تہا۔ آخر ناچاقی کی خبر بادشاہ کو
معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا ۱۰۹۹ سنہ ہجری مین
موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن
و ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب مرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد
سے ایک رباعی موزون کرکے بہیجی **ھو ھذہ**

ایام بکام دوستان را گشته	کار مرزا معز بسامان گشته
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشته

ایک سال کام کرتا رہا۔ پہر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن
کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر باجل طبعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ ۱۱۰۱ سنہ ہجری مین واقع ہوا
کلمات الشعرا مین سرخوش لکھتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

مبتلا ہوئے میان ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا حیف دانا مردن افسوس نادان زیستن - فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ مین لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسری موافق خطاب خانی ھو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف
ز عالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ
معز الدین محمد موسوی رفت

وله

دریغا رخت ہستی زین سرا بست
معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش
خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی و انشا پردازی مین بے نظیر تہا مستعدان زمانہ اس بات متفق ہین کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند مین نہین آیا - فضیلت و دقت آفرینی و جدت طبع و خورده بینی مین ید بیضا دکہلاتا تہا - علم معقولات مین رستمی کا نقارہ بجاتا تہا - چنانچہ خود کہتا ہے ؎

طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار
من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم

اور آپ اکثر فرماتے تہے کہ مین علم معقولات و تحقیق مین ایسی لیاقت و قدرت رکہتا ہون کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف مین مجہہ سے آگے نہین بڑہ سکتا ہے لیکن جب فنا فی اللہ کا ذکر آتا ہے - مین عاجز ہوتا ہون - اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہون نہ اقرار - بزرگان دین و مشائخ کے حالات مین پڑہا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق مین فانی ہوتے ہین مین بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہین پاتا ہون - میری طرح وہ کہاتے پیتے ہین - سمجہہ مین نہین آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہین اور مین فانی نہین ہوتا ہون

مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل مین فطرت تخلص فرماتے تہے اور آخر مین موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسبت حسب خطاب خانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ ھذہ من بوارق طبعہ

شدم خاک و هنوز از عشق و آتش بجان دارم
در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

وله

صد راه معصیت باشد پریشانی مرا
داشت عریانی نگه ز آلودهٔ دامانی مرا

شمیمهٔ غنچه پریشان کند دماغ مرا
بود فتیلهٔ خود آستین چراغ مرا

کار را پیوسته در بند از کشاد ناخن است
عقدهٔ همچو گوهر خانه زاد ناخن است

ما طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست
چون بوئے گل چیده هم سفر ماست

عیب صاحب هنران جوش تنک ظرفیهاست
آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت ست

چو سوز عشق را کامل کنی عیب هنر گردد
شود یاقوت هر سنگے که لبریز شرر گردد

عاجز شد از رفاقت یار رهنمون ما
استاده آب تیغ و روانست خون ما

بحر و کان را نارسا افتاده استعداد فیض
گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شوقش ببرقع از دل بیتاب کم نشد
این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتے چون غنچه از صرصر چراغ من
برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم ورنه پا بود و لے همچو سپند
کام اول نفسم سوخت ازین راه مپرس

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بریست
ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سیه مست غرور از بادهٔ خود پروریست
شیشه تا موج شکستن میزند بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند
حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می شود
چون بخود بالد خموشی ناله پیدا می شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهر است
کار چون نیکو بود کار فرما مے شود

مبتلا ہوئے میان ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف دانا مردن افسوس نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ مین لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسری موافق خطاب خانی ہو ہذا

معزالدین محمد موسوی حیف	ولہ	ز عالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ		معزالدین محمد موسوی رفت
دریغا رخت ہستی زین سرا بست		معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش		خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی انشا پردازی مین بے نظیر تہا مستعدان زمانہ اس بات متفق ہین کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند مین نہین آیا۔ فضیلت و دقت آفرینی و جدت طبع و خوردہ بینی مین ید بیضا دکہلاتا تہا۔ علم معقولات مین رستمی کا نقارہ بجاتا تہا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم　　طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تہے کہ مین علم معقولات و تحقیق مین ایسی لیاقت و قدرت رکہتا ہون کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف مین مجہہ سے آگے نہین بڑہ سکتا ہے لیکن جب فانی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ مین عاجز ہوتا ہون۔ اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہون نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات مین پڑہا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق مین فانی ہوتے ہین مین بظاہر ان کے اور اپنے درمیان فرق نہین پاتا ہون۔ میری طرح وہ کہاتے پیتے ہین سمجہہ مین نہین آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہین اور مین فانی نہین ہوتا ہون۔ مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل مین فطرت تخلص فرماتے تہے اور آخر مین موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسب و حسب و خطاب جانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ هذه من بوارق طبعه

شدم خاک و هنوز از عشق او آتش بجان دارم — در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

وله

صد راه معصیت باشد پریشانی مرا — واشست عریانی نگه ز آلودهٔ دامانی مرا

شمیمهٔ غنچه پریشان کند دماغ مرا — بود فتیلهٔ خود آستین چراغ مرا

کار ما پیچیده در بند از کشاد ناخن است — عقدهٔ همچو گوهر خانه زاد ناخن است

ما طایر عشقیم و قفس بال و پر ماست — چون بوی گل چیده هم سفر ماست

عیب صاحب هنران جوش تنک ظرفیهاست — آب یاقوت چو نزد موج رگ یاقوت ست

چو سوز عشق را کامل کنی عیب هنر گردد — شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

عاجز شدا از رفاقت بار رهنمون ما — استاده آب تیغ و روانست خون ما

بحر و کان را نارسا افتاده استعداد و فیض — گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شوقش بصبر قنع از دل بتیاب کم نشد — این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتی چون غنچه از صرصر چراغ من — برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشم در ته پا بود ولی همچو سپند — کام اول نفسم سوخت ازین راه مپرس

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بریست — ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سیه مست غرور از بادهٔ خود پروریست — شیشه تا موج شکستن میزند بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند — حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می شود — چون بجود بالد خموشی ناله پیدا می شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهر است — کار چون نیکو بود کار فرما مے شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد — جادۂ بالید آنقدر بر خود کہ سد راہ شد
حیرتم برقع کشائی شاہد مقصود گشت — عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد

نہان نگذاشت افسون عشقش در پردۂ ناموسی — پری در شیشہ رسوا سوختن چون شمعی بفانوسی
شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم — کف خاکستری افشاند بر دامان فانوسی

فیضی - ابو الفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابو الفیض نام - عربی الاصل و النسل ہے - آپکے بزرگان کا سلف یمن مین متوطن تھے - آپ کے اجداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کر کے سیر سیاحت کرتے ہوے سندہ و ہندہ مین آئے - قصبۂ ریل علاقہ سندہ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کر لی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندہ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کر لی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تھا علوم معقول و منقول مین کامل تھا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تھے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تھے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو اعلیٰ خدمت صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے لیکن تعصب و تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تھے - اور مہدوی فاعتقد سے آمیزش و محبت رکھتے تھے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی و دہری ہے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کی۔ خدا تعالی نے کثرت اولاد عطا کی۔ اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے۔ فیضی ۹۵۴ سنہ ہجری مین پیدا ہوا نشو و نما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت مین تعلیم شروع کی۔ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا۔ درجہ کمال کو پہنچا لیکن بدقسمتی سے مدت تک زمانہ کے مصائب مین مبتلا رہا جب ۹۷۷ سنہ ہجری مین فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا درس تدریس کی مسند پر جلوس کرکے عوام الناس کے افادہ مین مصروف ہوئے تب حاسدین نے اکبر بادشاہ ہند کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک مہدیہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیے بلکہ بادشاہ کو مجبور کرکے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا۔ پس شیخ بامر لاچاری مع فرزندان فیضی و ابو الفضل گھر سے برآمد ہوکے چند مدت تک ادہر اُدہر پوشیدہ ہوتے رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتوی بھی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے قتل دینا چاہیے چوطرف جاسوس تلاش مین سرگرم ہوئے۔ آخر ۹۷۴ سنہ ہجری مین فیضی دربار اکبری مین باریاب ہوا۔ بادشاہ نے اسکی قدردانی و قدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدہ طویل مین لکھا ہے۔ **من اشعارہ**

سحر نوید رسان تا صدِ سلیمانی	رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
بشارت سعادت ندا کنان کہ بخوان	نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابو الفضل نے آئین اکبری مین مذکور کیا ہے۔ فقیر مولف طوالت کیوجہ سے صرف وہی شعر پر اکتفا کرتا ہے۔ ان کنت مشتاقًا فارجع الیہ۔

پھر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا۔ فیضی عالم فاضل طبیب حاذق فلسفی مزاج۔ شاعر ماہر تھا دربار کی خدمت پسند نہین کرتا تھا۔ افادہ عام کے

مشاغل میں مصروف رہتا تھا۔ شہزادوں کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تھی ۹۹۰ سنہ ہجری
میں بادشاہ نے آگرہ - کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور ۹۹۳ سنہ ہجری میں
جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا تب فیضی
کو بھی اس مہم پر مامور فرمایا - اور ۹۹۶ سنہ ہجری میں ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا -
اور ۹۹۷ سنہ ہجری میں فیضی کو کشمیر کے سفر میں ہمراہ لیا - کشمیر کی تعریف میں ایک قصیدہ
لکھا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر — کہ بار عیش کشاید بہ خطۂ کشمیر

جب ۹۹۹ سنہ ہجری میں اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم جزم کیا حکام دکن مثلاً راجے علیخان
فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمدنگر وغیرہا کے طرف فیضی کو سفارت پر مقرر فرماکے
بھیجا - فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تھا لیکن طوعاً و کرہاً قبول کیا اُس نے سفارت کا
کام اُس خوبی سے انجام دیا کہ راجے علیخان و برہان شاہ حلقہ بگوش بن گئے - فیضی نے
برہان پور میں دربار منعقد کیا تخت پر شاہی تلوار و خلعت اور فرمان شاہی رکھا - راجے علیخان
پیادہ پا آیا - کھڑے ہوکے تین دفعہ نہایت ادب سے تسلیمات ادا کیا - فیضی نے فرمان شاہی
ادب سے ہاتھہ میں لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بھیجا ہے - راجے علیخان نے فرمان کو
سر پر رکھا اور تین تسلیمات بجالایا - خلعت و تلوار کو بھی لیکر تسلیمات بجالایا - پھر یہاں ہو کر سے
احمدنگر میں آیا - برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا - سفارت کے
مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکھکے حضور میں بھیجی - عرضداشت میں
تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکھی - راستوں کے انتظامات اور شہروں کے عمارات و قلعوں
کی حالت بتلائی - اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا بھی ذکر کیا ہے - اور علما و شعرا

کبھی حالات اور نقلین و حکایتین بھی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت
مین ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کرکے دونون کے نسبت لکھا کہ مین یہان دو شاعر
صوفی مشرب سے ملا۔ دونون خوش محضر و نیک سیر ہین۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہین
اور دونون کے قصائد و غزلین بھی بھیجین۔ آخر سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین سفارت کے کام سے
فارغ ہوکے حضور مین پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام صلہ سے سرفراز
فرمایا سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکھا جائے چنانچہ فیضی
نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینہ مین ختم کرکے پیش کردیا۔ اُس مین چار ہزار شعر ہین
چنانچہ خود کہتا ہے ؎

کانگیختہ ام بہ آتشین آب	این چار ہزار گوہر نایاب

مرکز ادوار۔ و سلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبرنامہ۔ ان مین سے دو کتابین
ختم ہوئین۔ ایک نلدمن دوم مرکز ادوار۔ باقی مثنویان ناتمام رہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ
نلدمن خوش خط لکھواکے کتب خانہ مین رکھین۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑھ کر سنایا کرے
موارد الکلم اخلاق مین غیر منقوط حروف مین لکھی۔ یہہ نسخہ کلکتہ مین مطبوع ہوچکا ہے۔
پھر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہہ بھی مطبوع ہوچکی ہے۔ اکثر شعرا و علمانے
کتاب پر تقاریظ لکھے ہین۔ یہہ تفسیر غیر منقوط حروف مین سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تمام ہوئی۔
مُلا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے
حروف شمار کئے جائین تو سنہ ۱۰۰۲ ہجری برآمد ہوتے ہین۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدہ اور
رباعیان لکھین۔ حاسدین رشک سے کہتے تھے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے
ایسی تفسیر نہین لکھی فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

کہ خود کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ از سرتا پا غیر منقوط ہے۔

صاحب دیوان ہے۔ دیوان مین تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہین دیوان کا نام طباشیر الصبح
ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفہ فیضی آپکے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ
کا نام ہے۔ حب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب مین ہے فیضی نے سنسکرت سے
فارسی مین ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کے طرف فطرۃً راغب تہا۔ کسی سے کلام کی اصلاح نہین لی جو کچہہ
کہتا تہا زور طبیعت سے واقع ہوتا تہا اہل زبان کے ساتہہ آمیزش و اختلاط
رکہنے سے کلام مین اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف
و شستہ ہوتا گیا۔ عربی مین فاضل ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار مین صنائع
و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت
مترشح ہوتی ہے فارسی مین عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر مانوس نہین معلوم
ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر میل جول رکہتا تہا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا
سلسلہ بہی جاری رکہتا تہا۔ اور اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتہ
یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ہے ؎

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت — در دیده ام خلیده و در دل نشسته

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح مین لکہہ بہیجا۔ فقیر مولف
قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے ؎

مرا افگند بر نظم امور رم پرتو فیضی	ابو الفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیر من
ظہیر قدوۂ پیشینیان حتمی ظہیر الدین	امیر زبدۂ اہل زبان حتمی امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی — وگر من سنجیرم آستان او مجیر من

کسیم باو رسد در شاعری دعوائے ہمچشمی — کہ دراین خانقاہ من مرید و اوست پیر من

زمین ہند باقرب ورش نعم النعیم دل — ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تہا - آخر مین فیاضی اختیار کیا - چنانچہ کہتا ہے ۔

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود — فیضی رقم نگین من بود

اکنون کہ شدم بعشق مرتاض — فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی مین اسبات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام مین لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہین ہے ھو ھذہ

منم فیضی کہ در میدان معنے — چو من چابک سوارے تیز تگ نیست

بجلد شعر من از پوست تا مغز — بجائے مردم با باک رگ نیست

بدان می ماند این پاکیزہ گفتار — کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب اعلام الانام مین کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ مین حافظ کی یہہ بیت نہین گذری - اسمین لفظ سگ آیا ہے - وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی — چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہین کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخون مین بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے ؎

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ — کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان مین شعر متنازعہ فیہ نہوگا - اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمین یہہ شعر نہوگا ورنہ فیضی ایسی غلطی کبھی نہین کریگا - مگر رعنا کے مولف نے

لکھا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لئے آیا۔ دیکھا کہ فیضی کے پیچھے چند کتّے پھر رہے ہین۔ عرفی نے پوچھا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے جواب دیا عرفی ہے۔ اس نے جواب مین کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تھا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتّے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونون روایت مین معارضہ ہے۔ بمصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جب دونون قول باہم متعارض ہون تو ساقط ہوتے ہین ایک بھی اعتبار کے لائق نہین رہتا۔ فقیر مولف کے نزدیک عرفی و فیضی کی نقل باہم سوال و جواب بہ نسبت اسمائے سگان الخ کی بنیاد تصنع پر ہوگی حاسدین نے اس قسم کی نقلین فیضی کی اہانت و ذلت کے لئے بنا کے مشہور کئے ہون گے۔

اخلاق و خصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تھا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تھا امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ جہانتک ممکن ہوتا تھا ہمدردی و مساعدت کرتا تھا۔ فیاض و سخی دل تھا غربا دوست مہمان نواز تھا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تھا۔ عرب و عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تھا۔ عرب و عجم کے اہل کمال جب ہند مین آتے تھے اسیکے مکان پر فروکش ہوتے تھے۔ مہمان کی خاطرداری مدارات مین حسن سلوک کرتا تھا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ مین پیش کرکے عہدہائے جلیلہ پر مامور کراتا تھا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تھا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی بھیجتا تھا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کراوئے تھے۔ اور بادشاہ کی خدمت مین

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بداونی فیضی و ابوالفضل کو بُرے الفاظ کے ساتھہ یاد کرتا تہا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھہ حسن سلوک کرتا ہے اور حضور مین سفارش کر کے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا دیندار و مومن پاک دل ہے فیضی نے سنہ ۹۹۹ ہجری مین احمد نگر سے بادشاہ کو ایک خط لکہا۔ اُسمین ملا صاحب کی بہت تعریف لکہی کہ اُن کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کر کے آخر مین عرض کرتا ہے کہ مین گویا حضور مین حاضر ہو کے ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کر رہا ہون اگر نہ عرض کرتا تو گنہ گار ہوتا۔

دیکہو ملا صاحب فیضی کو زندیق و کافر کہتے ہین۔ واقع مین فیضی حکیمانہ خیال کہتا تہا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا۔ ملایان متعصب سے دور رہتا تہا۔ شیعہ و سنی کے مناظرہ کو مکاؤ سمجہتا تہا نہ اُسے شیعہ سے کام تہا نہ سُنی سے بلکہ ملاؤن کی بحث و تکرار پر قہقہہ مارتا تہا۔ متعصب ملاؤن نے ابتدا مین اکبر کو اپنا ایسا مطیع بنا لیا تہا۔ جو یہہ کہتے تہے اکبر تسلیم کرتا تہا بدعتی و رافضی کُشی کا ہنگامہ گرم تہا اکثر بدعتی و رافضی و زندیق و ملحد ہونے کے جُرم مین قتل ہو چکے تہے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت مین پہنچے تب دونون نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہہ متعصبین اصل مذہب سے بیخبر ہین اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہین ہین انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچہہ نہین سمجہتے دونون کے کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤن کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونون کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کر دی جسمین ہندو مسلمان یہود و نصاری آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہین ہوتا تہا۔

وفات

سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین فیضی کو دمّہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکھی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد | مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید | تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتہہ اور بہی امراض عایدحال ہوئے اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تہے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ روز بروز مرض بڑہتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تہا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تہا۔ مرنے سے دو تین دن قبل مزاج مین بیہوشی جاری ہوگئی تہی۔ کبہی کبہی ہوش مین آجاتا تہا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ تہلکہ کو خبر دیگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابو الفضل نے بہائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکہین کہولین اور آداب و تسلیم بجالائی اکبر خدا کے سپرد کرکے واپس ہوا۔ ابو الفضل نے بیمار کی خدمت کے لئے رخصت لی۔ پہر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر دیگئی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتہہ مین تہام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! مین حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر سے دستار پہینکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ بماہ صفر سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اعزہ و احبا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عایدحال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانۂ علم کو تغسیل

وتکفین کرکے بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن کئے ۔

من اشعارہ الفارسی

گر سیہ اینچنین شود چشم تو بر ہلاک ما ۔ از پس مرگ عاشقان سرمہ کنند خاک ما

در ہوس شکر لبی فیضی خستہ داد جان ۔ روح قدس ببین کہ شد واسطہ ہلاک ما

ولہ

خال سیہ کشتہ آن نرگس مستانہ را ۔ کس نبیند از و بہ پیش مرغ بسمل دانہ را

ولہ

آزاد دلان در خم امید نمانند ۔ مرغان بہشتی نہ شناسند قفس را

ولہ

گر بدانی قدرے لذت یکتائی را ۔ بدو عالم ندہی گوشۂ تنہائی را

ہست ہر ذرہ از ریگ روان مجنونے ۔ کہ سر کردہ قدم بادیہ پیمائی را

ولہ

بروائے محتشم از مجلس رندان کاینجا ۔ سر خاقان شکنند کاسہ فغفور امشب

ولہ

کدام ساقی بدمست گرم خونریز است ۔ کہ بوئے می بدماغم ز بوی خون کم نیست

ولہ

امشب وداع یار ز مرگم علامت است ۔ شام وداع نیست کہ صبح قیامت است

ولہ

دل بجوئے تو گرفتار و تو بے پرواست ۔ از کبابم خبرے گیر کہ آتش تیز است

ولہ

دل خوبان شہر مائل تست ۔ سنگ آہن ربا مگر دل تست

ولہ

خاک ہستی ہمہ بر باد فنا رفت ببین ۔ آب فرعون چہ شد و آتش نمرود کجاست

ولہ

خاکبیزان رہ فقر بجائے نروند ۔ گوئی این طائفہ اینجا گہرے یافتہ اند

ولہ

وصلت چو عمر رفتہ میسر نمی شود ۔ یکبار شد میسر و دیگر نمی شود

ولہ

اے سنگ تراش دل ترا یاد کند ۔ وز سنگدلیہائے تو فریاد کند

ولہ

رویت افروختہ از عتاب امروز ۔ طرفہ گرم ست آفتاب امروز

ولہ

وقت ست کز خرابۂ دنیا برون رویم ۔ زین دیر زندہ ہمچو مسیحا برون رویم

بہر سر از قید دلہا در کمند عنبرین مو ان	وله	کہ می بینم سلیمانہا بزیر پر پریان
شرطست جان بیا در رخ یار باختن	وله	شطرنج غائبانہ بدلدار باختن
خواہی من دیوانہ را شیرین شود شور جنون		سنگ ستم تنہا بزن دشنام ہم چندی بده
نواے پروانہ این گرمی زشمع محفلے داری		چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری
شدی فیضی شہید یار شربت باد اگر نالی		بحشر این خونہا بیت بس کہ چون او قاتلے داری
شستند پاک از دل ما نقش و رنگ ہیچ		پیران سادہ لوح و جوانان سادہ روئی

فطرت - میر ابو تراب

فطرت تخلص - میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد ہے - صاحب استعداد ذکی الطبع تہا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تہا وطن مالوف سے ہند مین وارد ہوا سیر و سیاحت کرتے ہوئے حیدر آباد دکن مین پہنچا - قطب شاہ کے دربار مین بار یاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا - مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۱۰۶ ہجری مین فوت ہوا - میر مومن استر آبادی کے دائرہ مین دفن کیا گیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تہی - اسکی لوح مزار پر کندہ کرائے مین ھو ھذا

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد	نوا خت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد	اکنون ز تر دو نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بہی ہے - معنی بجنسہ فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تہوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد	مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو مے گنجید	تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

شاعری مین توارد ہوا ہے - اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے - صاحب یوائی گر دیوان نادر الوجود ہے

حرف ق

قربی - سید شاہ ابو الحسن

قربی تخلص - سید ابو الحسن نام - آپ سید عبد اللطیف نقوی کے صاحبزادے ہین
آپکی ولادت ۱۱۷۱ہجری مین شہر بیجاپور دکن مین ہوئی - چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار
کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کامل شاہنور مین اور چھ سال
ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پھر وہان سے بلدہ ویلور مین آیا - اور سکونت پذیر ہوا -
محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخر الدین ناعطی سے کتب حقائق اور
محمد ساقی سے کتب صرف نحو کی سند حاصل کی - کمتر مدت مین ذی استعداد و صاحب سواد
ہوگیا - اور کتب بینی کے طرف راغب ہوا - کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ شعر
عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکھنے لگا - اور سخن سنجی مین بھی مہارت کاملہ حاصل کی
آپ صوفی صاف مشرب درویش پاکیزہ مذہب تھے - اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف
کی طرف تہا - جب کبھی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تھے تو حقائق و
معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتھہ اشعار مین درج کرتے تھے - آپنے اولاً
حضرت محمد فخر الدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب تن
فرمایا - ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا
اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشعار مین مشغول ہوئے - پھر آپنے حضرت خواجہ
رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلۂ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل
کی - اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بھی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلباے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص از رازنا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائیدار سے بہشت برین کے طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۸۰۲ھ ہجری مین واقع ہوا۔ قلعہ ویلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپسے حسن ارادت رکھتے تھے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھوھذا

بوالحسن آنکہ از نم فیضش	چمن دین چو باغ خلد شگفت
قرعۂ کوشش عرشیان گردید	آن گہرہا کہ در معارف سفت
با نہانش عیان نکردہ ظہور	با عیانش نہان نماندہ نہفت
از پے واردان شہد غیب	خس و خاشاک غیر از دل رفت
کرد زین طاق تنگ عزم رحیل	تا شود با جہان مطلق جفت
در حریم بقا بشاہد قدس	دوش بردوش شاد و خندان خفت
بود جان جہان ازین معنی	از سفر کردنش جہان آشفت
فکر تاریخ رحلتش کردم	غاب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سیرم بگذار زہرہ کردی	از حال دل خبر دہ یک بار جان ما را
ز زلف او پس از چندین شب تار	بدست خویش تارے دارم امشب
قربی چشم آہ با نالہ روان شد	رسم است کہ ہر قافلہ بے جرسی نیست
نیست فوارہ اے پری پیکر	آب برخاست بہر تعظیمت

قدر۔ خواجہ منعم خان

قدر تخلص۔ خواجہ منعم خان نام ہے۔ گل عنا کے مولف نے لکھا کہ آپ ہمدانی الاصل ہین
آپکے جداعلیٰ خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہین۔ خواجہ کی نسب کا
سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان
سے سیر کرتے ہوئے کشمیر مین وارد ہوئے۔ کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکھکے وہان فروکش
ہوگئے پدر و پسر زندگی وہان سکونت پذیر رہے۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا
اہل کشمیر آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل
رکھتا تھا۔ ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تھا۔ خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبدالغفور
کشمیر سے برآمد ہوکے کابل مین امیر خان کی خدمت مین پہنچا۔ امیر خان نے مرشد زادے کی
بہت خاطر و مدارات کی۔ اور آپ کی تشریف آوری غنیمت سمجھکے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر
کرنے کی بادشاہ کے حضور مین درخواست کی۔ درخواست منظور ہوئی۔ خلعت دیوانی و خطاب
خانی حضور سے سرفراز ہوا۔ مذکور الیہ چارسال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام دیکر
امیر خان کے ہنگامہ مین شہید ہوئے۔ آپکی تعمیرات سے کابل کا پل مع مسجد ہے۔ عبدالغفور کے
فرزند خواجہ عبداللطیف کابل سے شاہجہان آباد مین آئے۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین امیرالامرا
حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے۔ آپکے خلف الصدق خواجہ عبدالغنی خان والد جان قدر
صاحب ترجمہ صوبہ حیدرآباد کی کچہری دیوانی مین مدت تک مامور رہے۔ آپکی رحلت کے بعد
نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدردانی سے قدر صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی
کی خدمت مین باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرایا سنہ ۱۱۹۲ ہجری تک دیوانی پر مامور تھے

انتہی کلامہ ۔ آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تھے ۔ کلام و خط نستعلیق کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تھے ۔ خوش مذہب و خوب مشرب تھے ۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے اعزہ و احبا کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے ۔ فرحت و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲ ہجری کے آغاز مین بہشت برین روانہ ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

یار می آید و نثار رہش	ولہ	دُرِ غلطان اشکبار من است
زنہار چو ما عریان شو و منشک گریہ ہر شب	ولہ	فلک را انجم زرہ نپوشد قمر زہالہ سپر نہد
ماہ نو باکمال آرائش	ولہ	نعل شب رنگ خوش خرام تو باد
من زشادی چو عید میدانم	ولہ	چون بہ بر گلعذار می آید
قدر از بہر گریہ و زاری ❁	ر	کوہ و صحرا بکار می آید

من اشعارہ الھندی

موشگافی خوب نین اے شانہ اس زلف کی	ولہ	بال سے باریک ہے یہ بات کا کل کی قسم
پیتا ہے بسکہ لہو ہر شب یہ بلبلون کا	ولہ	دہوتی ہے شبنم آکر صبح و شام غنچہ
کوہ کن کی مفت جان کٹتی تیشہ سے	ولہ	ہات شیرین کے لگا تو بہی نہ تا روہن
ساقی گیا ہے روٹھہ کے ہم سے ہزار حیف	ولہ	آئی ہے کیون تو دہوم سے اکبے بہار حیف
بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب	ولہ	رکہتا ہے کس قفس مین یہ صیاد دیکہنا
شیرین کا بیستون مین تو کہینچا ہے نقش پا		تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکہنا
آنکہون مین مرے پہرتی ہے سچ آہ کسو کی	؍؍	دیکہا تہا مین تصویر سر راہ کسو کی
بلبل ہوئی ہے دام مین صیاد کے اسیر	؍؍	غنچون کے کان کہولنے باد صبا چلی

ولہ	
پھر داغون کی ہوس ہے دیکھ لے اے بیوفا	عشق کے دفتر سے رکھتا ہون مین فرمان دل
تخت شاہی ہے زمرد کا دوا کے لئے	منہ برسنے سے نہین سبز ہے برنگ صحرا

قدرت - محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص - محمد قدرت اللہ خان نام - آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین -
آپکی نسب کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے - خود صاحب ترجمہ نے
تذکرہ نتایج الافکار مین لکھا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند مین آئے - ہند کے شہرون
مین پھرتے پھرتے بلدہ قنوج مین سکونت پذیر ہوئے - پھر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت
غوریہ کے آخر عہد مین قصبئہ گوپامو مین پہنچے - قصبہ کو وطن بنا لیا - اور وہان کے شرفا
و معززین سے موافقت پیدا کی - آرام سے زندگی بسر کرنے لگے - اور حکام نے صاحب فضیلت
و ذوی لیاقت دیکھکے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا - اور معاش کافی جاری کردی سلطنت
تیموریہ کے انقراض کے بعد ہمارے خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی - ہمارے ہی
خاندان سے یکے بعد دیگرے خدمت پر مامور ہوتا رہا پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوپامو مین
قدرت صاحب ترجمہ کی ولادت ہوئی - آپ نے ماۂ عقل و شعور مین تحصیل علوم و فنون کیطرف
متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا تا وقتیکہ تحصیل سے فارغ نہین ہون گا کسی سررشتہ
مین نوکری نہین کرونگا - پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو
و صرف تمام پڑہین - اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی و شیخ بدر عالم سے ختم کین - اور
مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی نقدی حاصل کی - اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیرالدین
سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا بسلسلہ قادریہ مین اشغال و اذکار کی

سندلی سنہ ۱۲۲۷ ہجری مین حضرت خوشنود کی خدمت مین علم فرائض و حساب مین لیاقت پیدا کی سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین نواب رضوان آب کی خدمت مین باریاب ہوکے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال دیانت کے ساتھہ کرتا رہا۔ پہر مشاعرہ اعظم کی مجلس مین حکم بنایا گیا۔ تاکہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تھے۔ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تھے۔ اکثر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتھہ لکھا ہے۔ مدراس مین نواب صاحب کی عنایت سے سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین مطبوع ہوچکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپکی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا — وز پرتو جمال تو در سینہ داغہا

ولہ

فزود حسن چو از ساغر شراب ترا — سزد ازین دل بریان من کباب ترا

بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمے — اگرچہ منع کند عالم شباب ترا

ولہ

گر بگورستان گذر افتد من رنجور را — نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را

ولہ

خدمت اہل صفا یم مشرق انوار کرد — فیض شاگردی رساند آخر باستادی را

ولہ

طفل بد خوئیکہ بستم رشتۂ الفت باو — می کشد ہر سو برنگ کاغذ بادی مرا

ولہ

فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی — آوردہ درین دہر تماشائے تو ما را

ولہ

بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت — شد اشک ریز دیدۂ پرخون آفتاب

قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان — من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

کارم نشود تمام بیک ناله چون سپند — وله — جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست

برهنی دستان نظر بر اهل همت را بود — وله — سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث

دود حسرت ز دل خویش بر آورد رقیب — وله — من گرفتم چو از آن لب نے قلیان گستاخ

اگر آن ابر نیسان بر سر من بیحجاب آید — وله — بیارم گوهر مقصد بکف در جویم آب آید

دل ستم زده در وصل یار می نالد — وله — چو بلبل که بفصل بهار می نالد

او کشن سینه بے کینه هدف کرد آخر — وله — نقد جانے که مرا بود تلف کرد آخر

شور آوارگیم برده سبق بر مجنون — زنده دیوانه من نام سلف کرد آخر

از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس — از دم سرد خود آئینه کلف کرد آخر

دریا و چشم مست توائے نور دیدها — وله — از دیده خون ناب چو صهبا گریستم

دل خسته و آه سرد دارم — وله — یکجان و هزار درد دارم

پوشیده چسان کنم غم دل — چشم تر و رنگ زرد دارم

در کنج قفس خوشم باسیرے گذرانم — وله — در کار تو اگر این مشت پر من

ساغر می شبانه با که زدی — وله — بار رخ لاله رنگ آمده

بر نخیزی ز کوئے او قدرت — چقدر پا بسنگ آمده

بر نمی خیزد صدائے از نوای مجروح عشق — وله — کشته تیغ نگاه سرمه وار کیستی

اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی — وله — آشفته و زار و بیقرارم کردی

میخواستی از روز ازل خواری من — آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس ـ محمد صدیق حیدر آبادی

قیس تخلص ـ محمد صدیق نام آپکا اصلی وطن حیدر آباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام مین وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر مقرر تھے ۔ چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان نایک مخبرین کے افسر تہے ۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تہے اور شعرا مین استاد الشعرا مشہور تہے ۔ آپنے نشو و نما کے بعد سن شباب مین بقدر ضرورت فارسی عربی پڑہکے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا ۔ اور شعر گوئی بہی شروع کی ۔ کلام کی اصلاح خالوئے بزرگوار سے لیا کی ۔ چند مدت مین لائق ہوگئے ۔ آپکا کلام دلکش و دلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکہلاتا ہے ۔ رنگینی معانی و شیرین بیانی سے کرشمہ نمایان کرتا ہے ۔ شاعر نازک خیال و خوش مقال ہے ۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع و طرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع و لطیف المزاج تہا ۔ صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام پشکار رکہا تہا ۔ آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی بول چال مین لکہی ۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان ریختی ملا تہا افسوس کہ وہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوا ۔ نہین تو اسمین سے چند اشعار ہدیۂ شائقین کرتا ۔ آپکو مہاراجہ بہادر چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کردیا تہا اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے بہی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تہا آپ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق و خوش فکر تہے ۔ آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین جان بحق ہوئے ۔

من اشعارہ الہندی

کان کا ہلتا ہے دریون اس بت مغرور کا
جسطرح جہولے ہے گہوارے مین بچہ حور کا

جام مے مین عکس ہے کیا اس رخ پرنور کا
گود مین لیکر پری بیٹہی ہے بچہ حور کا

بسکہ طے کرنیکو مین راہ فنا آمادہ ہون
کاغذ گل خوردہ ہون سیماب آتش دادہ ہون

برہین جو وہ سیمبر نہین ہے ۔ اپنی بہی ہمین خبر نہین ہے
بستے ہین اُسی سے کعبہ و دیر ۔ کس جا پہ وہ جلوہ گر نہین ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا ۔ اتنا تو بڑا سفر نہین ہے
وہان تیغ پہ ہاتہہ رکہا ۔ یہان ڈہونڈا تو تن پہ سر نہین ہے
نالہ کر کرکے تہک گئے ہم ۔ ہوتا اُسکو اثر نہین ہے
اے برق تجلئے جہان سوز ۔ جی کا تو ہمین خطر نہین ہے
سودا ز لفون کا ہے اگر قیس ۔ ہمکو تو یہہ دردسر نہین ہے

وله

کان مین کہدو کوئی شانے کے ۔ سانپ ہین یہ ارے سرہانے کے
حشر بہی ہو گیا نہ آئے تم ۔ پاؤن پوجے تمہارے آنیکے
مژدہ تر ہین دیکہیو اے برق ۔ خاروخس اپنے آشیانیکے
کبہو بڑہتے ہین اور کبہو گہٹتے ۔ یہی اسلوب ہین زمانیکے
قیس کہتا تہا اپنی چہاتی دیکہہ ۔ صدقہ ہاتون کے اس نشانیکے

وله

یون نمایان زلف کے حلقہ سے خال یار ہے ۔ حلقۂ پرکار مین جیون نقطۂ پرکار ہے

قدرت ۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص ۔ غلام ابراہیم خان ۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہین عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ ۔ سادات صحیح النسب سے ہین ۔ آپکی ولادت دکن مین ہوی ۔ پرورش و تربیت بہی اسی مین پائی ۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین ختم کین ۔ خوش فہم و خوش فکر تہے ۔ شعر گوئی کے میدان مین قدم رکہا

جو کچھہ کلام موزون کرتا تھا والد ماجد کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا۔ والد کی صلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتدائے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا تلاش معاش کی ذرا بھی فکر نہین کی۔ والد متوفی سنہ ۱۱۴۹ الہجری کے بعد قطع تعلق کرکے اوسوقت مین خانہ نشین ہوا تھوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھہ باقی نہین رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین اُستاد تھا۔ حالت قناعت مین بھی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امرازادے جو لہو لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تھے اور آپکے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ گھر فروخت کرکے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان سنہ ۱۱۸۷ الہجری مین فوت ہوئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ و رنگ کا شائق۔ آواز رباب و چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ حریفان ہم مشرب کی حسب خاطر و مہمانی کرتا تھا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اے خوش آن دل کہ بدلدار سری پیدا کرد　　صفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد
ناتوزہ کردہ از ناز کمان ابرو　　بسملم بستم بال و پری پیدا کرد
جفائے او بدلم ہمیشہ دمسازست　　بغیر سنگ کہ با شیشہ محرم رازست
کرد غارت بنگاہے دل و دین قدرت　　این دو صید آنقدر انداز بیک تیر گرفت
باین شوخی صبا گر غنچہ فصل بہار آرد　　گریبان چاک سازد غنچہ تصویر در گلشن

قاری۔ خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شریف و نجیب تھے۔

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب مین وطن سے اورنگ آباد و دکن مین آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ مین شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت مین مثنوی شریف پڑھی مزاج مین صلاحیت و آدمیت بے انتہا تھی۔ صوم و صلوۃ کے پابند تھے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تھے۔ ہر ایک کیا امیر و کیا فقیر سب کے ساتھہ خوش اخلاقی سے ملتے تھے۔ فانی المشرب تھے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تھے۔ فطرۃً موزون الطبع تھے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ و ہر ایک شعر کا مضمون شور انگیز ہوتا ہے۔ نزاکت و عذوبت مین شکر ریز۔ آخر آپنے سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

من اشعارہ الفارسی

کسے کند چو نظر تو بہار چشم ترا — کشد بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا

سیاہ مستی عاشق دگر دو بالا شد — چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا

چو عندلیب نواز است نغمۂ ہستی — کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی۔ نواب میر عباس علیخان حیدر آبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدر آباد سے تھے۔

نواب شاہ سپاہ یار الملک کی اقارب قریبہ سے اور ہنگن پلی کے جاگیرداروں میں سے تھے آپکے بزرگوں نے قدیم زمانہ میں کارنمایاں کئے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شریف میں فارسی عربی و ہندی میں عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور شعرگوئی میں یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلیں طرحی وغیرطرحی لکھیں اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندولعل بہادر کے مدح میں کہے اور حضور میں پیش کئے۔ شہر میں آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری خطاب سے ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی آپکو تقرب سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ امیر امور فیض گستر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳۷ ہجری میں عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الھندی

نہیں معلوم لگی کسکی جگر میں شمشیر
نہ فقط ہے ترے مژگاں ہی کو خاصیت تیر
خلق کی سہمت سے بھاگے ہے دل و حشت دوست
یہ نہیں ہے مہ نو قتل عزیزاں کے لئے

آج پھر لال ہے قاتل کی کمر میں شمشیر
ہے خم گوشہ ابرو بھی اثر میں شمشیر
جادۂ تیر ہے آہو کی نظر میں شمشیر
چرخ دوں پیشہ نے باندھی ہے کمر میں شمشیر

ولہ

کیوں تھا اُس چشم نازک کو گراں بار نظر
اُس حیا پیشہ کا مفتوں ہے دل اوان میرا
شب جو نقشہ چشم میں اُس شعلہ رو کا پھر گیا

کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر
دیکھنا آئینہ کا ہے جسکو بھی عار نظر
اب تلک جیوں موئے آتش دیدہ ہے تار نظر

لگا دی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن مین	ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزان اپنے خرمن مین
بہرا اس چشم مین کس شوخ کا تہا شوق نظارہ	کہ جیون سیماب تڑپے ہے مرا اشک دامن مین

کالا - میان محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میان محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تہا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ مین اکثر معرکون مین کارنمایان کرکے نیک نام ہوتا تہا - اور کارہائے دست بستہ کو ادنی توجہ مین حل آسان کرتا تہا - بہادری و دلاوری مین تیز قدم وراسخ دم تہا - غنیم کے مقابلہ مین کبہی پس پا نہین ہوتا تہا - ہمت و جرأت سے غنیم کو پس پا کر دیتا تہا - فن بنوٹ مین استاد تہا سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تہا اکبر بادشاہ کا معاصر تہا - علی عادل شاہ کے زمانہ مین زندہ تہا - فارسی تحریر و تقریر مین ہوشیار تہا - فارسی زبان مین اہل زبان کے ساتہہ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تہا - موزون الطبع تہا کبہی کبہی شعر کی فکر کرتا تہا - آخر سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الفارسی

گر عشقت عنانِ دل نگیرد	دلم گوئی بلا منزل نگیرد
دو انم اشک را ہر دم بکوشش	مردم زغم رخ نکو بیت

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام - آپ فقرا دکن سے ہین صوفی المذہب فانی الذات تہے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تہے - آپکو شعر گوئی کا شوق تہا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تہے جو کچہہ موزون فرماتے تہے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اسوجہ تھی کہ اہل زبان دیکھکے متعجب کرتے تھے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تھا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تھا۔ آپکا حافظہ تو غضب تھا اساتذہ سلف و خلف کے ہزار ہا اشعار حفظ تھے۔ اکثر مراثی و مثنویات بھی نوک زبان تھین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی و خاکساری اسقدر تھی کہ ہر کس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تھے۔ غرور و تکبر سے متنفر و دور رہتے تھے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ شہر حیدرآباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تھے آپ جب کبھی کسیکے گھر آنکلتے تھے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکھتا تھا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تھا آپ شہر مین عزیز رہا تھے۔ آخر آپ اسی شہر مین سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے من اشعارہ الہندی

ہر مین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین		وہ کیا نہین کہ ہم یہہ جانا کہ ہم نہین

کامل ۔ میر کامل برہانپوری

کامل تخلص۔ میر کامل نام۔ آپکا مولد و منشا برہانپور ہے۔ آپنے وطن مالوفہ مین علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑھین مستعد طالب علم تھے۔ شاعری کا عشق تھا اس فن مین کامل تھے۔ خوش دل خوش فکر تھے۔ عین عالم شباب مین سنہ ۱۱۷ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون درباغ دعوی آن دہان تنگ کرد		گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہدا مشب در چراغان روغن گل ریختند		جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان ۔ میر کلان اورنگ آبادی

کلان تخلص - میر کلان نام - اورنگ آبادی المولد ہے - شریف زادہ ہے سن شعور مین شعر گوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر رتال فرخ آبادی کی خدمت مین اصلاح لیتا تہا خوش فکر و خوش مذاق تہا اکثر کلام ریختہ مین موزون کرتا تہا خوب کہتا تہا - جوان صالح و با اخلاق تہا - لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا - سرکار عالی نظام خلد اسد ملکہ کے اہل مناصب کے زمرہ مین ملازم تہا آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین فوت ہوا من کلامہ

ابتدا کیسی محبت تہی تمہاری ہم سے ظلم اور سختی روا کیون ہے کلان پر اے سجن	ہو گئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے کیا کیا حق نے تمہین پیدا جفا کے واسطے

کمتر - مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص - مرزا مغل نام - اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد ماجد عالمگیری زمانہ مین سمرقند سے اورنگ آباد دکن مین آئے - نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوئے - منصب مناسب سے سرفراز ہوئے - مشہور ہے کہ نواب صاحب موصوف کے قرابتدارون مین سے تہے - مرزا کی ولادت دکن مین ہوئی - اور اسی ملک کی آب و ہوا مین تربیت و پرورش پائی - عالم شباب مین موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تہی فارسی و تحریر و تقریر مین مستعد طالب علم تہا موزون الطبع و خوش فکر تہا - شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تہا - کلام شیرین و رنگین ہے - لطافت و متانت سے خالی نہین ہے - چمنستان شعرا کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری تک زندہ رہا آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین فوت ہوا - مجہے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہین ہوئے انتہی کلامہ

من اشعارہ الھندی

نہو لیجو کبھی ساقی یہہ عالم بیحجابی کا	چہگانا منہہ پیالے کا گلے ملنا گلابی کا
ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا	کہ جاری فیض بارش سین ہوا چشمہ گلابی کا
مجھے اسبات پر کمتر تعجب سخت آتا ہے	مرے رونے پہ ہنسنا قہقہا کر کر گلابی کا
یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا	چہنا لینا پیالے کا ٹپک دینا گلابی کا
گلابی پاؤن پڑتی تہی سر ایک مہ جا کی جہک جہک	تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی - قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص - قباد بیگ نام - گرجی الاصل ہے - شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا - علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا - زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدر آباد دکن مین آیا - قطب شاہ والی حیدر آباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اسکو صیغۂ منصب مین مامور فرمایا - کوکبی صاحب ترجمہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدر آباد مین متوطن ہوگیا سنہ ١٠٣٣ ہجری تک زندہ رہا - آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا - میر کے دائرہ مین مدفون ہوا - موزون الطبع تہا کبھی کبھی شعر موزون کرتا تہا - جو کچھہ کہتا ہے خوب ہوتا ہے **من اشعارہ**

ہرچہ ہمرنگ معشوق بود معشوق است	نقص عشق است کہ پروانہ بمہتاب نسوخت
باکائنات کردم ازان دوستی کہ یار	در ہر دلے کہ جلوہ کند در دل من است

کم گو - عبد الرحیم کشمیری

کم گو تخلص - عبد الرحیم نام - آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے - حافظ قرآن

وستعد طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت و مہارت کتنے تھے۔ آپکو شعر گوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ و برجستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے ۱۱۳۳ھ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی **من کلامہ**

ریخت باران بلا بر تن غم پرور ما
چہ بلا ہا کہ نیاورد فلک بر سر ما

ولہ

ز خضر عمر فزون ست عشق بازان را
اگر ز عمر شمارند روز ہجران را

ولہ

نہ نرگس ست عیان بر سر مزار مرا
سپید شد برہ بہت چشم انتظار مرا

ولہ

گرفتہ زخم دلم در دہن خدنگ ترا
بلذتی کہ مکد طفل شیر خوار انگشت

ولہ

نہ عینک است کہ بر دیدہ دارم از پیری
برای خط جوانان دو چشم من چار ست

ولہ

گاہی بگوش ندہ دلان نغمہ رسان
زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند

ولہ

اشک من طالب آن نرگس جادو باشد
ہمچو طفلی کہ دوان در پی آہو باشد

ولہ

چون تار عنکبوت ز ہجر تو شد تنم
در گوشۂ خرد بہ از انست مسکنم

ولہ

بناز کشت جہانی بت ستمگر من
ہنوز بر سر ناز ست ناز پرور من

چون سایہ ہم بہر سو روان شوی
باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی

زنجیری کہ عشق انداخت در پای من ہمی
قتاد آخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم - ابو طالب

کلیم تخلص - ابو طالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو نما کیے تعلیم

عالم شعور کے ابتدا مین شیراز گیا۔ اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش مین سفر اختیار کیا۔ جہانگیر کے زمانہ مین ہند آیا۔ شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوئی تھی کہ وطن کی محبت و کشش دامن گیر ہوئی۔ ۱۰۲۸ ہجری مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

طالب ز ہوا پرستی ہند	برگشت و بسوئے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد

۱۰۲۸

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ لیکن دل مین ہندوستان کی حسرت و تمنا متمکن تھی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

ز شوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کہ رو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رسانیدن پرفشان مرغ بسمل را
بایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپائے دیگران ہمچو جرس طی کردہ منزل ہا

وطن مین پہنچ کے دو ڈھائی سال سے زیادہ نہین ٹھیرا۔ پھر ہندوستان مین آیا۔ اولاً دکن مین آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جا رہا تھا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہ مین گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرک مین قید کیا گیا۔ قید خانہ مین عادلشاہ کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالا مال ہو جاتا۔ اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تمنا کرتا۔ آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہوگئے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا۔ اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا۔ اسمین اپنا تمام حال قید خانہ کے مصائب کا ذکر بہی کیا۔ قصیدہ کے اشعار مندرجہ ذیل ہین وھو ھذہ

فلک قدرا نمی پرسی کہ گردون — چرا آزردہ ما را بے محابا
چرا آزردہ بیمار غمی را — کہ می آمد بدرگاہ مسیحا
بعزم سیر بیجاپور گشتم — رہے با اخترے چون شتر پیما
بجنگ زاہدان افتادیم — چہ گویم تا چہا کردند بر ما
ہمہ اندر تجسس ہوشگافان — ہمہ در کنج کاوے ذہن دانا
یکے گوید کہ دزد انند باشند — بزندان چند گہ زنجیر فرسا
دگر گوید کہ جاسوس فلانند — کہ از تفتیش ما گشتند بینا
یکے می گوید اینان را بکاوید — کہ شاید نامہ گردد ہویدا
زبس تفتیش از ہم می کشودند — اگر در بار ما بودے معمّا
کنون در چنگ ایشان مبتلایم — نمی دانیم چارہ جز خدا را
ز بہر پاس ہندو ہائے با تیغ — چو ہو ایستادہ دائم بر سر ما
عجب دارم کہ با این منع جادہ — چسان بے خواست آمد تا بہ اینجا
اشارت کن کہ چون اقبال گردیم — بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا۔ میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا۔ میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تہا۔ کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا مہمان عزیز کو عزیز سمجھتا تہا۔ میر کی وجہ سے دیگر امرا بہی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ ابہی وہ زمانہ نہین آیا تہا کہ شاہجہانی دربار مین

باریاب ہو جائے - پس چند روز کے بعد سپر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ ہند کے دربار مین باریاب ہوا - اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا سنہ ۱۰۴۴ ہجری مین جب شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کرور روپیہ خرچ کرکے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن اگرہ مین اُسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکھکے پیش کیا - قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎ -

خجستہ مقدم نوروز غرہ شوال فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپے کے وزن مین تلوایا - پانچہزار پانسو روپے وزن مین ہوئے یہ سب روپے اُسکو دئے - کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک وحسد سے کہتے تہے - خوشا حال گذشتگان کہ ملا لیبا کی ملک الشعرائی نہین دیکہی اور جہان سے چلے گئے - کلیم حاسدین کے رشک حسد کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا - بادشاہ سے اکثر صلات و جائزے پاتا تہا - سیر چشم و سخی المزاج تہا جو کچہہ پاتا تہا فقرا و اہل کمال پر تقسیم کر دیتا تہا - اپنے پاس لگانہ و ذخیرہ نہین کرتا تہا - ایکوقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکہا کہ آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ سے ایما فرمائے - بادشاہ متفکر ہوا - اور وزرا سے مشورہ کرنے لگا - کہ کیا جواب دینا چاہیے یا لقب کو بدلنا - اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ قصیدہ لکہکے حضور مین پیش کیا - اور اسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا جواب دندان شکن ہے - ھوھذا

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است شاہ مارا خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا - اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بہیجا - اور کلیم کو اشرفیون [illegible]

تلوایا اور اشرفیان وزن شدہ اُسی کو عطا کین -

جب جنگ فیلان کے تماشا گاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کرکے پیش کی - صلہ و انعام وا فرپایا - اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سیر کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہوکے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا - عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہوکے گہوڑے کو دانتون مین دبالیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا - اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے - اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا راستہ اختیار کیا - شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہکے بہت خوش ہوا - اور شاہزادے کا پیار کیا - اور اُسکو اشرفیون مین تلوایا - اور اشرفیان فقرا کو تقسیم کین - مثنوی کے اشعار مندرجہ ذیل ہین

بہانی گوش رباب ہوش
یکے قصہ دارم بمن دار گوش

حدیثے سراسر بیان وقوع
بگویم تبو از زبان وقوع

ز مردم من این نقل نشنیدہ ام
من از دل شنیدم دل از دیدہ ام

دوید از قضا آن دو فیل مہیب
یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب

بمردی ز چابک سر موش شد
ز راہ چنین سیل یک سو نشد

یکے نیزہ برق سان تافتہ
نظر از رگ غیرتش باختہ

ز قدرت چنان زد بہ پیشانیش
کہ جست از قفا برق رخشانیش

دران کوہ پیکر نہان شد سنان
دگر بار در رفت آہن بہ کان

زخرطوم انداخت پیچان کمند ‌ ‌ فتاد اسپ شہزادہ در پیل بند

گرفت اسپ شہزادہ بر وے سوار ‌ ‌ زبیم آب شد زہرۂ روزگار

چو در اسپ سامان جولان ندید ‌ ‌ چو شہبازے از خانۂ زین پرید

ہمان دم کہ بر خاک پا را فشرد ‌ ‌ روان دست جرأت بشمشیر برد

علم کردہ شمشیر بر وے دوید ‌ ‌ گرازان سوے فیل غنیمش رسید

درین سن اگر بودے افراسیاب ‌ ‌ ہمی گشت از دیدن فیل آب

در آغاز و انجام آن گیرودار ‌ ‌ ہمی دید شاہنشہ کامگار

ازان شیردل چون بدید آن جگر ‌ ‌ بفرقش بیفشاند گنج و گہر

نظر کردۂ شاہ آفاق شد ‌ ‌ بمردانگی در جہان طاق شد

سنہ اول جلوسی مین جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ ہو ہذا

این تازہ بنا کہ عرش ہمسایۂ اوست ‌ ‌ رفعت حرفے ز رتبۂ پایۂ اوست

باغیست کہ ہر ستون سرش سرو سہیست ‌ ‌ کآسائش خاص و عام در سایۂ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی مین ایک سفید ہاتی مائل سرخی جو عجائب زمانہ سے تہا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اُسکی تعریف مین ایک رباعی لکہی۔ صلہ و انعام سے سربلند ہوا۔ ہو ہذا

بر فیل سفیدت کہ ببنیاد گزند ‌ ‌ شد بخت بلند ہر کہ بر او دیدہ فکند

چون شاہجہان بر و بر آمد گوئی ‌ ‌ خورشید شد از سفیدہ صبح بلند

جب خانجہان لودی عرف پیرا نے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار ہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکے دونون مقتول ہوئے اور دونون کے سر بلدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے۔ شادیانے بجوانیکا حکم صادر ہوا۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین۔ کلیم صاحب تجربہ نے بہی ایک باعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی۔ انعام وصلہ سے سرفراز ہوا ھوھذا

این مژدۂ فتح از پئے ہم پیابود — این کیف دوبالا چہ نشأ افزا بود

از کشتن دریا سپہر ابہم رفت — گویا سر او حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات وتہنیت کی تاریخین لکہی ہین چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی ھوھذا

ملک بادشاہ ملک معنی — کہ نامش سکۂ نقد سخن بود

چنان آفاق گیر از ملک معنی — کہ حد ملکش از قم تا دکن بود

بجستم سال تاریخش ز ایام — بگفتا او سر اہل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی وخوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہاکہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا۔ واقعہ کا ایسا خاکہ کہینچتا تہاکہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گاہ بنجاتا تہا۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور ومتداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت رکہتا تہا۔ کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کردیتا تہا۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتاہے اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری وسامع کو لطف مزہ حاصل ہوتا ہے۔ غزلیات مین تغزل وتشبیہ استعارہ ونازک خیالی وایجاد تازہ معانی کثرت سے لاتا ہے۔ مبالغہ وتمثیل سے بہی کام لیتا ہے۔ فقیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

متعدد اشعار متفرق تذکرون سے انتخاب کر کے گزارش کرتا ہے تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے
مضمون سے لطف حاصل ہو جائے۔ مثنویات سے اگرچہ تمثیلاً جنگ فیلان و مقابلہ
و مقاتلہ عالمگیر کی مثنوی صدر مین مذکور ہو چکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب
ہے جسکو کلیم نے ۱۰۴۰ ہجری کے قحط کی بابت لکہی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے
گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین نظر عبرت سے دیکھین۔ مجہے افسوس اس بات کا ہے کہ مثنوی کا
کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا۔ حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہو گیا۔ اب تذکرۂ بہارستان
سخن سے جسقدر اشعار ملے ہین لکہتا ہون

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت — کہ گوئی برج آبی زآسمان رفت
ز تنگی شد چنان ایام مجبور — کز اہل فسق شد تر دامنی دور
بشکل نان چنان مشتاق بودند — کہ نقش پاے ہم را می ربودند
حدیث گوشت بے نام و نشان بود — دہان گر گوشتے دیدے زبان بود
چو شکل نان جو قرص ماہ پیداست — ز تاثیر نظر بر آسمان کاست
نظر با قرص مہ را کرد تاراج — بنان شب فلک ہم گشت محتاج
اگر از خانہ بر خاستے دود — بسان کعبہ در شہرت نشان بود
عجب نبود از تنگی حال — کہ مادر شیر بفروشد باطفال
بنوعی رغبت بر مردن فزون بود — کہ دیدار طبیبان بد شگون بود
ز بس ہر کوچہ فرش مردہ افتاد — نشان از کوچۂ تابوت میداد
فغان اندر دہان نوحہ گر بود — کہ در کوئے خموشانش گذر بود

بعض مولفین نے کلیم صاحب ترجمہ کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکھا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض دل صافی الطبع و سلیم المزاج تھا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص رکھتا تھا۔ عند الملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ رشک و حسد سے کوسون دور رہتا تھا۔ بعض نے کلیم کی ہند سے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکھا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تھی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تھا الخ۔ اور دوسرے یہہ بھی لکھا ہے کہ نور جہان بیگم اکثر اسکے اشعار پر اعتراض و نکتہ چینی کرتی تھی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور یہین سمجھا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سو سمجھکے بیگم کے پاس بھیجا ؎

زشرم آب شدم آب را شکستی نیست
بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکھا {یخ بست و شکست}

مراجعت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تھی۔ شباب کا عالم تھا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر منتظر پڑے رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تھا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تھا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بھی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بھی بادشاہ کے ہمرکاب گیا کشمیر کی آب ہوا کی تازگی و سیرابی دیکھکے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ پھر ۱۰۵۵ھ ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکھکے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دارِ فانی سے بعالمِ جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ہے ع طورِ معنی بود روشن از کلیم + کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوادرِ قطعہ

عزتی دیگر بود در گوشۂ صحرا مرا — میگذارد ہر کجا خاری است سر در پا مرا
مرگ را دشمنم نے از برائے زندگی ست — میکند آخر کفن آلودۂ دنیا مرا

ولہ

دست ہر کس بسان سبحہ بوسیدن خطا است — ہیچکس نکشود آخر عقدۂ کار مرا

نشاء از بادہ ندیدیم و طرب از مستی — خاک محنت زدۂ بودہ گلِ ساغر ما

ولہ

عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است — جیب دریدہ دامن در خون کشیدہ را

ولہ

ہر کرا ایام پیش آورد روش بر نشاند — این پشیمانی ز مدّ و جزر دریا روشن است

ولہ

اشک را در چشم از لختِ جگر نتوان ساخت — طفل خود سر بود رنگ ہمنشینان برگرفت

ولہ

حسن اگر بے پردہ باشد عشق از دیوانہ نیست — بر چراغ روز بال افشانی پروانہ نیست

ولہ

دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت — زان شد پسند یار کہ عیب وفا نداشت

ولہ

در خمِ زلف تو دلہا چہ بہم ساختہ اند — چون نسازند بپائے ہمہ یک زنجیر است

ولہ

اے مست ناز گر ہمہ باید بخاک ریخت — یکبارہ ساغر از کفِ ما بتوان گرفت

ولہ

اے گلبن تازہ خار جو رست — اوّل در پائے باغبان برفت

ولہ

کس واقف حیرانی من نیست درین بزم — کانجا کہ تو ئی دیدہ بغیر سے نگران نیست

ولہ

تو بیزبانی ما را حریف حرف نہ — بلا و ما برسی شوخ تا زبانی ہست

وله
چرا نناله بلبل که بیوفائی دهر
امان نداد که گل خنده را تمام کند

وله
مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم
ما را که بر نداشت چسان بر زمین زند

وله
هر گه که سنگ حادثه از آسمان رسد
اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد

آخر همه کدورت گلچین و باغبان
گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد

وله
هوا داران گروه دیگر اند و عاشقان دیگر
نگیرد جای بلبل گل اگر صد باغبان دارد

ز رشک طالع تر دامنان دائم درین گلشن
که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد

وله
چه خواری کز و خار داری ندیدم
کنم صد شکر کز عالم بر افتاد

کلیم از دست بیداد که نالم
بکشت من گذار لشکر افتاد

وله
کینه ایکاش باعث میشدی بر قتل ما
خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود

وله
اگر جدا ز تو می را حلال میدانم
خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند

وله
در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید
خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد

وله
ما طفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم
هرگز بصبح شنبه مستان نمیرسد

وله
با این دو دیده ز حسنت چه میتوان دید
هزار دیده نداریم صد هزار افسوس

وله
اگر چه از مژه روبیم غبار رهگذارش
بچشم من نرسد توتیای خاک درش

وله
بخانه چند نشینی سری ببستان کش
چو چشم خویش می باده در گلستان کش

وله
خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست
گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

وله
شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو
بی وعده انتظار بهر رهگذر کشم

وله
این همسفران پشت بمقصود روانند
شاید که بمانم قدمی پیشتر افتم

وله
خودنمائی شیوه من نیست چون دیوار باغ
گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوهٔ من غم ز خاطر بردن است | وله | تازه سازد داغ مردم چون محرم نیستم
ای گوشهٔ عزلت ز تو آب رخم افزود | وله | نشناسم اگر قدر ترا در بدر افتم
قمری ریخته بالم به پناه که روم | وله | تا بکی سرکشی ای سرو خرامان از من
ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات | وله | براه عالم بالا است چشم حیرت من
ما ئیم کهنه دلقی دلگیر از دو عالم | وله | سر چون جرس کشیده در جیب پاره پاره
معشوق خورد سال در آید بقید ضبط | وله | سروی که قد کشید ز بستان بر آمده
خدا کار هر کس چنان ساخته | وله | که گوئی بغیری نپرداخته
بنالد ام دل صد مرغ می کشید اینجا | وله | مرا بروئی چه از دام خود رها کردی
ز گوش این نکتهٔ پیر مغان برون نخواهد شد | وله | که مستی خاکساری آورد پرهیز مغروری

من غزلیاته

گیرد که گفتار زبان طلب ما | وله | قفلی ز ند اندیشهٔ خواهش بلب ما
ما خانه ز برق نفس افروختگانیم | | در بر نکند خلعت مهتاب شب ما
آن زهر سرشتیم که در خمکده کام | | می تلخ نگردد مگر از یاد لب ما
سیمای اصالت بود از ناصیه ظاهر | | از جبههٔ ما پرس حدیث نسب ما
طالب نفسی تازه کن آنگاه باهنگ | | بیتی دو بخوان زین غزل منتخب ما
چمن بو یا کند گلهای تصویر نهالی را | وله | بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را
من و اندیشهٔ بوس و کنارا و محالست این | | مگر بینم بخواب این آرزوهای خیالی را
ترا باید ز خویش آموختن علم وفاداری | | چه حاجت با معلم صاحب ادراک عالی را
هنوز اندک شعوری دارم ای ساقی ز من بگذر | | بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

گہے ابر تر و گاہے ترشح کو نہ کہ باران ‌ | بیاور چشم من بنگر ہوائے برشکالی را

ولہ

جز حرف عشق نیست سر بیان ما ‌ | چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما

از بار عشق گرچہ دوتائیم یکدیم ‌ | از راستی دو خانہ ندارد کمان ما

ولہ

پیری رسید و مستئ طبع جوان گذشت ‌ | ضعفِ تن از تحمل رطل گران گذشت

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست ‌ | او پس نگرد ہر کہ ازین خاکدان گذشت

از دست برو حسن تو برشکر بہار ‌ | یک نیزہ خونِ گل ز سر ارغوان گذشت

در راہ عشق گریہ متاع اثر نداشت ‌ | صد بار از کنارِ من این کاروان گذشت

طبعی بہم رسان کہ بسازی بعالمی ‌ | یا ہمتے کہ از سر عالم توان گذشت

در کیش ما تجرد عنقا تمام نیست ‌ | در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت

بدنامی حیات دو روزی نبود بیش ‌ | آن ہم کلیم با تو بگویم چسان گذشت

بے دیدہ راہ اگر نتوان رفت پس چرا ‌ | چشم از جہان چو بستی از و میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہین صوفی مشرب صلح کل مذہب تھے - گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شور انگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کی آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بو زر داغ جنون زیب بہار مرا ‌ | خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

ز جیب خندهٔ گل صبح سر برون آورد | فرو گشود گره بند قبای یار مرا
دل خراب مرا حرف غم کشد سوی می | هوای ابر فزون میکند خمار مرا
بنای حیرت عشقم صفا سرشت من است | آب آئینه کردند گل غبار مرا
شدم نزار ز داغ فسردگی کاظم | ز پنبه بستر و بالین بود شرار مرا

وله

سوی آئینه آن شیرین تکلم رو اگر آرد | چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی
تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن | برنگ غنچه هر کس از گره یکمشت زر دارد

وله

دل خرم کجا در ناله آواز حزین دارد | شکستی شیشهٔ تصویر کے اندر کمین دارد
چه عیش از جلوهٔ مهر جهان تاب بردارم | چو شبنم جمله تن نذر نگه یک چشم تر دارم
دولت بیدار ما را نیست آسیب زوال | بخت ما در سایهٔ بال هما خوابیده است
می چکد از ناله ام خون تبسم غنچه وار | از نمکدان که یارب زخم دل خندیده است
شاهد معنی بسر بسته ببر تنگ آمد | لذت بوسه دهد مهر خموشی ما را
اکنون نمیدهد برخ ساده روی خوش | آئینه را نمود خط تیره روزگار

گرامی - میر عبد الرحمن

گرامی تخلص - میر عبد الرحمن نام وزارت خان خطاب ہے۔ آپ میر معین الدین احمد المخاطب امانت خان کے فرزند ہیں عالمگیری عہد میں ہمیشہ خدمات بادشاہی میں سرگرم رہتے تھے۔ عالمگیری عہد میں مختلف خدمات پر مامور رہے۔ خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ بہارستان سخن کے مولف نے

لکہا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تھے۔ خوش خلقی و خوش وضعی سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تھے۔ سخن سنجی و سخن فہمی مین کامل۔ تحریر و تقریر مین منشی فاضل تھے۔ طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تھے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تھی بدون غور و فکر جو کہتے تھے خوب مرغوب ہوتا تہا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تھے اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تھے۔ آپ اپنے امثال و اقران مین بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تھے۔ آخر آپ عارضۂ فالج مین مبتلا ہوکے سنہ ۱۲۲۴ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد
بر صبح بناگوش بتان تا نظر افتاد
شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم
یک صبحدم بسیر گلستان گذشتہ
خود را بردم آن تیغ جوہردار خواہم زد
صورت یار کہ کشد نقاش
چہ ستم بر فلک و جور بمینا کردم
با رفیقان ز خود رفتہ سفر دست نداد
چون ابر ہر کجا کہ رسیدم گریستم

وله

دیوانۂ ما دامن صحرا بکمر زد
آئینۂ خورشید ز چشم سحر افتاد
ہنگامۂ مستی بہار دگر افتاد
شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند
برائے دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد
نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشند
فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم
سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم
دامن برہئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بود خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

گوہر۔ محمد باقر خان

گوہر تخلص - محمد باقر خان نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ بزرگان مدراس واکابر قوم نواعط سے ہین۔ نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و مکرم تھے۔ آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکھکے حضور والاجاہ مین پیش کیا۔ قصیدہ مین ایک بیت ایسی تھی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تھی وہ بیت یہہ ہے ؎

توان چون سر و گشتن کامیاب از وضع آزادی   دہد گر بر لب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نواب نے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا۔ چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے۔ حیدر علیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تھے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ پھر وہان سے معزول ہو کے حضور مین پہنچے۔ چند ماہ کے بعد ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے۔ مسجد آقا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے۔ آپ فن شاعری مین بے نظیر تھے۔ آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے۔ نازک خیالی و شیرین مقالی مین سنجیدہ۔ آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تھے۔ **من اشعارہ الفایقی**

سر کشد تار نگہ از ریشہ ورگہای من
کرد نیرنگی خشش جملہ تن بینا ترا

مکن ز گوشہ دستار زلف را بیرون
ز عطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا

با بر ریشہ دوانید سیل زاری ما
نسب بہ برق رسانید بیقراری ما

چہ ریزہای زمرد ز دیدہ می بارد
کہ شیشۂ دلم آن شوخ سبز رنگ شکست

ز دستگیریت ای بد آہ خور سندم
کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشه هنگام عطا منت نهد بر جود — وله — ز خجلت شیشه آری پیش ساغر سرنگون آید

همیشه زخم دلم لب بخنده وا دارد — وله — کہ ناوک تو بدل الفت رسا دارد

چه طرفه رسم در اقلیم بے نیازی هاست — کہ شاه پرور درویش التجا دارد

نمیتوان رفت بقربان کمانداری او — وله — تیر او شیوهٔ دلجوئی ما میداند

بچاک سینهٔ من لعل یار میخندد — وله — فغان کہ بر گل زخمم بهار میخندد

میان تابست آن شیرین ادا و رخواهش قتلم — وله — بذوق تیغ او چون نیشکر من هم کمر بندم

چرا زاهد کند منسوبم آزاده دامانی — وله — عجب ترسا قیم خورشید و دامان تری دارم

بهار آمد بگلشن بزم عشرت تاک میخواهم — وله — عروس نو ز عالی دودمان تاک میخواهم

آوارهٔ عروج و نزولم براه دوست — چون گردباد سر بهوا سینه بر زمین

گل - مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص - مولانا علی گل نام - سادات استرآباد سے ہیں نشو و نما کے بعد وطن مالوفہ میں علما و فضلا سے کتب درسیہ عربیہ تحصیل کین - علم و فضل سے آراستہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے پیراستہ ہوئے - مدت تک ایران میں طلبہ کو درس و تدریس دیتے رہے - آپ شعر و شاعری میں بھی استاد کامل تھے - آپکا کلام نازک خیالی و شیرین مقالی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے فصاحت و بلاغت میں تلا ہوا - آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ میں میر مومن استرآبادی کی خدمت میں حیدرآباد دکن میں وارد ہوئے - میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی - اور بادشاہی منصبداروں میں معزز عہدے پر ملازم کرایا آپ دکن میں مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے من اشعارہ الفارسی

آزار دل سوختہ زار بدست	اے شوخ ستم بر دل افگار بدست

گلشن شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص - شیخ سعد اللہ نام - برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رضؓ سے پہنچتا ہے - آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تہا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا - اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی - آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے - آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - نشوونما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے - زیارت و حج سے فارغ ہو کے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے - پہر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوفہ دلی گئے وہان متوطن ہو گئے - توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تہے - قدسی سیرت فرشتہ صورت - متدین صوم صلوٰۃ کے پابند - دلی مین حضرت شاہ گل تخلص بوحدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبدالقادر بیدل کے شاگرد ہوئے -
شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تہے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا - اور مین نے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا - شاید میرزا نے دو مین مقام مین

میرے اشعار مین تغیر و تبدیل کی ہو۔ انتہی نقلہ۔
آپ عالم فاضل و منشی کامل تھے نثر و نظم پر قادر۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تھی موسیقی ہندی مین اسقدر ماہر تھے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تھے۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ مین بیان کیا کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تھا ایکروز آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے امیر موصوف کتب لغات کا شائق تھا۔ کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تھے۔ امیر کی دیوڑھی کے اندر کفش پانون سے نکال کے رومال مین لپیٹ کے بغل مین لئے ہوے مسند پر بیٹھے۔ آخر بغل کے بستہ کو بھی نکال کے تکیے کے قریب رکھا امیر شائق کتب نے پوچھا حضرت کیا یہہ کشف اللغات ہے آپنے فرمایا نہین کفش اللغات ہے اور کھولکے اسکا شعر دکھلادیا تمام اہل مجلس آپکی بے تکلفی و حسن کلامی سے حیران ہوئے انتہی کلامہ
شاعر پر گو تھا اشعار غزلیات و قصائد و مثنویات و رباعیات تخمیناً ایک لاکھہ بیس ہزار تھے۔ اکثر اوقات شعر گوئی مین مصروف رہتے تھے۔ کثرت اشعار کا بھی یہی اندازہ ہے۔ اور ریختہ مین بھی آپ اچھے شاعر تھے۔ ہمکو آپکے اردو اشعار نہین ملے۔ آخر آپ پینسٹھہ برس کی عمر مین مرض اسہال سے اکیس روز بیمار رہکے روز یکشنبہ اکیس تاریخ جمادی الاول ۱۱۴۰ھ ہجری اور بعض نے ۱۱۴۱ھ ہجری مین شہر دلی مین فوت ہوئے۔ خوشگو صاحب تذکرہ نے آپ کی رحلت کی تاریخ کہی ہے جائے گلشن بہ بہشت آمدی۔

گنا بیگم المعروف بہو بیگم

گنا بیگم تخلص و نام ہے۔ علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے۔ نواب اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر نبیرہ آصفجاہ کی حرم محترم۔ نہایت حسین و جمیلہ تھی

غایت نزاکت و لطافت سے بہو سہری مشہور تہی۔ یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نو سیر
تہا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تہی۔ خوش مقال و نازک خیال تہی
گلستان خوش بیانی کی گل رعنا۔ چمنستان خوبی کی سرو بالا تہی۔ شعرائے معاصر کے ساتہہ
ہم طرح غزلین کہتی تہی۔ **من اشعارہ الفارسی**

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ دنبالہ را	شد عصائے آہوی چشم بیمار ترا
جگر پر سوز و دل پر خون گریبان چاک و جان بر لب	قضا را شرم می آید ز سامانیکہ من دارم

گہن۔ میر بدر الدین ✦

گہن تخلص۔ میر بدر الدین نام آپ شاہ عبد الہادی کے خلف الصدق اورنگ آبادی الموطن
ہین۔ غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد۔ فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تہے
شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا۔ ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے۔ شاہ سامی استاد سے
کلام کی اصلاح لیتے تہے۔ معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر و گنجینۂ خیال سے معانی
دلنشین کے لآلی بے بہا ایجاد کرتے تہے۔ دوہے و کبت بہی موزون فرماتے تہے بہاکا
زبان سے خوب واقف تہے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین تہے آخر آپ ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

ارے اے باغبان بلبل کبہی لینے پہ دل مت کہہ	کہ وہ خود عشق گل مین خون دلسے ہات دہوتا ہے
بجائے سبز بختو سرخ رو ہوی جو گل مہندی	یہان اُسکا صنم کے پاؤن پر سر رکہہ کے سوتا ہے
کہون گر جوہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے	پلک کے تار مین آنسون کے موتی کو پروتا ہے
جہان فانی ہے یاد حق ستی ہشیار رہ دائم	گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف - مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص - مرزا علیخان نام - آپ استرآبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہند مین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلی مین ہوئی اور نشو ونما بھی دلی ہی مین ہوا - عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامۂ دہر و فہامۂ عصر ہوئے - شعر و شاعری کا شوق ہوا فارسی و اردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے - کلام شستہ و پختہ ہے ہر ایک مصرعہ و فقرہ برجستہ و شایستہ ہے آپ میر تقی میر کے شاگرد تھے - آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکرپارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تھی دماغ مین نازک خیالی موجزن تھی - طبیعت رسا و فکر دالا سے جو کچھ موزون فرماتے تھے وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا - آپ دلی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے پھر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے - شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مثلاً شیر محمد خان ایمان آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش اخلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکھے اور حضور مین گذرانے - حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چارسو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا - اعظم الامرا نے بھی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا - جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوے تو انکو بھی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا - میر عالم نے بھی آپکو مصاحبت مین رکھا - آپ خوش اخلاق

وپسندیدہ شمائل وحمیدہ خصائل تھے۔ سلیم الطبع وحلیم المزاج۔ ظریف و لطیف تھے۔ بذلہ سنجی ولطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے۔ محفل کی زیب و زینت۔ یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تھا۔ آخر آپ ۱۲۳۹ھ ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے۔ آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تھے دونون شہر مین سوزخوانی کرتے تھے۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا۔ صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعرا و ریختہ گویون کا لکھا ہے تذکرہ نادرالوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

آپ نوبات مین بگڑتے ہین
واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین

او میان تیغ والے او رک زخم
کب سے ہم ایڑیان رگڑتے ہین

طرفہ یہان دیکھے رسم صیادی
مرغ بسمل کے پر جکڑتے ہین

ہمنشین زخم دلکے کچھ ٹانکے
آج تو خود بخود ادھڑتے ہین

لطف تو اور آستان علی
جہان ملائک جبین رگڑتے ہین

ولہ
ہوگئی زنجیر پا اپنی یہہ زلف پرشکن
ورنہ دل تجھی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

ولہ
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے
جون شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا

ساقی لگادی خم مرے منہ سے کہ بار بار
احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا

ولہ
فرہاد سانہ رنگ نہ مجنون ساحال ہے
کس منہ سے اُسے بھیجئے پیغام محبت

ولہ
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی
ملک بتان مین دیکھی نئی خون بہا کی طرح

کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار گر
قانع ہو استخوان پہ ہمارے ہما کی طرح

خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے
اپنے بغیر دیکھے ہے حالت تباہ ہے

لاله - سرونجی رائے اورنگ آبادی

لاله تخلص - سرونجی رائے نام - قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب سیاق مین خوب مہارت رکہتا تہا - موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا سنہ ١١٩٠ ہجری مین زندہ تہا - آخر سنہ ١٢٠٠ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا -

من اشعاره الهندی

لالہ کے داغ دلکی سیاہی کو جوش دے
قہوہ پیو پیا کہ نین مین خمار رہے

اگر ٹک ناز سے ابرو چڑہا چین جبین کہینچے
مہ نو جیون کمان گوشہ مین جا کر خط کشین کہینچے

لچھمی نرائن شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے - نہایت ہی برجستہ مصرع ہے ؎ مہ نو تیغ مغرب سان دم اپنا واپسین کہینچے -

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص - سید گل حسین نام دولت آبادی المولد والمنشا مین سخن سنجی و شعر گوئی مین لائق و فائق تہا - میر عبدالقادر مہربان کے دوستون مین سے تہا - آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا - سنہ ١٢٠١ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - اسکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی هو هذا

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش	نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف - میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ سید سعد اللہ ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد حموی کے پوتے ہیں - اور درویش محمد خان صوبہ برار کے نواسہ ہیں - آپ عربی فارسی میں ذی استعداد و طالب العلم تھے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکھتے تھے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - فکر رسا و ذہن صفا سے جو کچھہ موزون فرماتے ہیں خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آخر میں ہوئی -

من اشعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما — روشن چو لالہ ز آتش خویش است داغ ما

از فیض عشق منت صہبا نمی کشم — پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما

وله

ہوشم از سر می برد آہ رسائے عندلیب — موج می باشد نہان در نالہائے عندلیب

وله

نشود تاب جلوہ آئینہ را — دل درین باب جرأتے دارد

وله

در رہ ہجرت زبس ضعیفم کرد — آہ صد جا نشستہ می آید

وله

دوش از ساغر نگاہ کسے — ساغر می کشیدہ ام کہ مپرس

زیر بار گران سنگ جنون — آتشے آرمیدہ ام کہ مپرس

وله

شگفتہ گرد چنان بگلشن — گل بہار افتخار نرگس

بجلوۂ حسن خوش نگاہان — شکست خورد اعتبار نرگس

در محفلے کہ جلوہ نمائے اگر شبے — پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع

در وادی الفت بقدم رہ نتوان برد — رفتن گر از خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام - تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ امرائے علی ہیں

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان
سکونت اختیار کی - صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ
رائق نے گلدستہ شعرا مین لکہا کہ مثنوی چندر بدن مہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی
لطیف و پختہ مضامین ہے - انتہی کلامہ - مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت
ہی فصیح البیان تھے - آپ بارہوین صدی کے آخر مین زندہ تھے - کسی مولف تذکرہ نے
آپکے رحلت کی تاریخ نہین لکہی - من اشعارہ الفارسی

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست — نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہم علم شعلہ چو برپا میکرد — برق پر میزد و از دور تماشا می کرد
سیہ چشمی کہ بسمل وار میرقصم ز شمشیرش — ہوا از سر بدان سازد معلقہائے نخچیرش

لائق - حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص - غلام دستگیر خان نام - آپ غلام احمد خان عطا ملقب بہ غیاث کے فرزند اور
حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہر زادے ہین آپکی ولادت سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین مدراس مین
واقع ہوئی - سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسی مولوی واقف و حاجی زین العابدین سے
تحصیل کین - تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا - مولوی راقم و واقف
و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا - رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا -
کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا - اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً
قاضی الملک بہادر و مدار الامرا بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین
اور علم طب مین حکیم حسن اللہ خان و مولوی معتمد الدولہ بہادر میر مجلس اطبا سے سند لیاقت

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ مین منسلک ہوا۔ اکثر اوقات مریضون کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس مین مصروف رہتا تہا حکمت و طب و شاعری سے دلچسپی رکھتا تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ ایک تذکرہ شعرا مسمی معاصر الشعرا نہایت مختصر لکھا۔ فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی من اشعار الفارسی

نہان از مدتے شاید سر شبخون من دارد	ولہ	کہ از رنگ مستی ہیے دگر باشد لبانت را
ہرگز زدم سرو کسے کشتہ نگردد	ولہ	در پردہ بسوزیم چراغ دل ما را
شئو و گنج قناعت حاصل اندر ترک مطلبہا	ولہ	کہ آب گوہر عزت بود در بستن لبہا
تا ثبات دہر را دیدم بسان نقش آب	ولہ	می نماید پیش چشمم اوج دولت چون حباب
ساقی مرا ز پیر خرد کار و بار نیست	ولہ	جز دخت رز بخلوت من سازوار نیست
لائق زفیض عشق بت سنگدل مرا		دیوانہ وار جائے خوش از کوہسار نیست
لائق حسن خداداد تو اے حور سرشت	ولہ	دیدۂ خود ز تماشائے جہان در فرست
سنبل آسا ز پریشان خود در بند است	ولہ	نیست دل بستۂ زلف تو بزندان محتاج
طرۂ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد	ولہ	زہرہ ام از ہیبت این مار بر گنج آب شد
زبانہ زد و بدنم یاد آتشین رخسار	ولہ	تنم شرار برید و برنگ چوب چنار
کار و بار دولت دنیا بود در پنجۂ زر		زندگی را کن بانگشتان دست خود شمار
شد ہوا دار من خاک نشین چشم پُر آب		چون بدل جذبۂ عشق تو فرستاد آتش
لائق افتد لخت دل ہمراہ اشکم بر زمین		ہمچو آن طفلے کہ در باز نسبت با ہمسالہ

حرف میم

محشر میر عظمت اللہ احمد آبادی

محشر تخلص - میر عظمت اللہ نام بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ سید کا مزاج آزادانہ سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ مین طالب علمانہ رہتا تہا۔ ذکی استعداد و چالاک طبع تہا۔ شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی - مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہین ہے۔ شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہین **من اشعارہ الفارسی**

دلم از داغ بستانے ست گویا	گریبانم خیابانے ست گویا

مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام - آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہین فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - بہ نسبت فارسی شعر ریختہ مین خوب چست و چالاک ہین - مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہین - نازک خیال و شیرین مقال ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت و وفات کی تاریخ نہین لکہی - بہار و خزان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تہے۔ **من اشعارہ الفارسی**

شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما	بغیر بو نشد از می دگر حوالۂ ما
شوخی نرگس کہ یاد آمد	رم آہو است دل طپیدن ما
قطرۂ اشکم فتاد اندر کنار آستین	رشتۂ گوہر بود ہر تار تار آستین
نیست ما را با بتان شغل حنابستنہا	یکدستے داریم و آنہم تکمہ دار آستین

بی وجہ این مکیدن لبہاے شوخ نیست
از جام لعل خویش مے ناب میکشد

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص و نام ہے اصفہانی المولد و المنشا ہے۔ صاحب فضل و کمال تھا محتشم کاشی کا شاگرد ہے سخن دان و سخن فہم تھا میدان شاعری مین خوب جولانی کرتا تھا۔ معاصرین شعر سے بڑھا ہوا تھا ظریف الطبع لطیفہ گو و بذلہ سنج تھا عشق پرست و شیفتۂ حسن تھا ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہوگیا تھا بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کھینچا۔ اور اُسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدرآباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوکے منصب مناسب سے سرفراز ہوا تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ الہجری کے شروع مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از مادر گذشت		غیر بخت تیرہ کوچون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد و منشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد و دیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر و خوش طبع تھا۔ مضامین بلند و تلاش رجمند سے موصوف تھا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت و آبرو سے بسر کیا اوجی نظیری

شعرا سے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد مین وارد ہند ہوا۔ چند مدت دکن مین بسر کر کے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت مین پہنچا۔ خان اعظم کے سایۂ عاطفت مین آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران صمیم سے تہا۔ آخر ۱۰۵۲ھ سنہ ہجری مین منزل آخرت کا راہی ہوا۔ من اشعارہ

تو از سنجاف داری طوق و من از آہن اے قمری
ببین بشمر تو بیرحم ست یا شمر من اے قمری

رباعی

اے خواجہ تو از عقل بجنون نرسی
نمرود اگر شوی بگردون نرسی
زنہار مرو مرو بدنیا کہ اگر
صد سال فرو روی بقارون نرسی

وله

مرا کشائش خاطر نہ از گلستانست
کلید قفل دلم بره بیا بالنست

اے کہ ہمراہ موافق زجہان می طلبی
آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید

خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون
گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند

نام قاصد چون برآمد تا لب من شد تہی
مرغ روح من جواب نامۂ دلدار بود

حرام باد بمعصوم ذوق عشق اگر
بغل کشادہ در آغوش نیشتر نرود

آن خال عنبرین کہ نگارم بر و زدہ
دل می برد ازان کہ بوجہ نکو زدہ

کسیکہ گلشن کوے ترا وداع کند
اگر بنگہت گل بر خورد صداع کند

معز۔ مرزا معزالدین اصفہانی

معز تخلص۔ مرزا معزالدین نام۔ آپکا وطن مالوف تبارزہ عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور مین خدمات جلیلہ و عہد ہائے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آپکے والد ماجد میرزا حسن جمع علوم معقول و منقول مین

فرید دہر تھے اور فضائل و کمالات مین وحید عصر تھے۔ اور صاحب تالیف و تصنیف تھے چند رسائل معقولات مین لکھے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح لکھی ہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چھ برس کی تھی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے بعالم بقا رحلت کی۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی سے علوم عقلی و نقلی کو حاصل کیا اور آخوند شفیعائی سے تکمیل کی تحصیل و تکمیل کے بعد ابراہیم شاہ برادر زادہ نادر شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا ابراہیم شاہ کے مزاج پر ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہر مین آیا۔ اور بندر سے جہاز پر سوار ہو کے سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بندر تتہ مین پہنچا۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم تتہ کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا پھر وہان سے براہ خشکی بندر سورت مین آیا۔ اور سورت سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے حیدر آباد مین وارد ہوا۔ پھر چند روز بسر کر کے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا مستغنیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تھے ہمدردی و مساعدت سے پیش آتے تھے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر آشفتہ اور انکی صحبت رنگین پر فریفتہ تھا۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا۔ نواب کی شہادت کے بعد اورنگ آباد مین توکل و استغنا کی مسند پر متمکن رہا۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوا۔ سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہے۔ من اشعارہ الفارسی

چشم از نسیم دارم شاید بروزگارے	آرد بدیدہ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

تا دم زقرب بعد کہ تا قطرہ از محیط ۔۔۔ دوری نکرد و باز نیامد گہر نشد

ولہ رباعی

یا راہ بکوئے وصل محبوبم دہ ۔۔۔ یا بیزاری زصورت خوبم دہ

یا این دل صبور از من بستان ۔۔۔ یا در غم ہجر صبر ایوبم دہ

محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص - محمد محفوظ خان نام - شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب سراج الدولہ انور الدینخان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین - آپ صفات پسندیدہ سے موصوف اور مکارم اخلاق مین معروف تہے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین - علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکہتے تہے - اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تہے - متشرع و دیندار تہے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تہے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تہے - بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی شعرگوئی سے دلچسپی رکہتے تہے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تہے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تہے - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ ایک وزاویہ نگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسرکردگی سلطان العلما مولوی قمرالدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تہے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تہی لا نسلم کا بازار گرم تہا و لم و لا کا دور چل رہا تہا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کرسکتا تہا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تہا - علما کی تقریرین سنتا تہا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کرکے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ مالاینحل کو ضرور حل کریگا - اس بات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلہ کے حل کرنے میں متردد ہیں یہ طالب العلم نو آموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے تو عرض کرے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش خروش کے ساتھہ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ بندگانعالی نہایت ہی خوش ہوئے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تھے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ مین یادرہیگا۔ جو آپ کو مطلوب ہو عرض کیجیے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوند نعمت اس دینی خدمت کا معاوضہ دینا نہین چاہتا ہون لیکن بمصداق اطاعت اولوالامر واجب لازم ہے امیدوار ہون کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دین کہ فدوی کو کتب خانہ سے چند کتب بطور عطیہ پہنچائے غفران مآب آصفجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دو ہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائین۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوی نواب والاجاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بھائی کے ہمراہ کرناٹک مین آیا۔ بھائی کے سایۂ عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بھیجدی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکھے ہین۔ یادگار موجود ہین۔ من کلامہ

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع — گر ز سرشک خود نشستن عقد گوہر پوشیم ما

گرد عکس رخ بہیچ کسے — نکہی ور شراب من امشب

خسرو اقلیم عشقم افسرم از گل کنید — گوہر تاجم ز اشک دیدہ بلبل کنید

برتنا بدوش جانم خلعت بہائے زید — تار پو دکسوت عشقم ز موج ل کنید

بر سر ہر تار مو بند نگہ دارم رسا — مہ جبینان از نگاہم شانۂ کاکل کنید

در ہوائے گیسویش مانند موئی گشتہ ام — از برائے من عصا از رگ سنبل کنید

ولہ

بکام دل مزہ آب زندگی دارد — تبسمے کہ ترا زیر لب نہانی بود

ہزار شکر کہ در دل نشست ہمچو خدنگ — اگرچہ تیر نگاہ تو آسمانی بود

از بوسۂ ذقنش گشت نکتۂ روشن — بچاہ رفتن یوسف چہ کامرانی بود

کنارہ گیر بہ پیری ز وصل مہرویان — کہ پردہ دار حریفان شب جوانی بود

ماجد۔ تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص۔ محمد علی حسین خان نام۔ تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ۱۱۹۶ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ نو برس کی عمر مین تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑھین۔ زمانۂ قلیل مین مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر و غیرہا قاضی عبید اللہ کی خدمت مین ختم کین تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ مین مصروف ہوا۔ آپکی طبیعت مین استعداد خداداد تھی۔ ایک دیوان تقریباً چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی مین ڈالدئے۔ اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا۔ اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا۔ جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی۔ نواب یعنی ماجد صاحب جب استاد سے مستغنی ہوا۔ آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام مین اصلاح کی ضرورت باقی نہین ہے۔ اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجالاتا۔ پس ماجد نے اصلاح ترک کی چنانچہ کہتا ہے ؎

شعر خود پیش کسے ارچہ گذارم ماجد کہ کنون حاجت استاد نماندہ ست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص کامل تہا۔ طبع نادر سے لالی امثالی ایجاد کرتا تہا باوجود خوردسالی نازکخیالی و خوش مقالی مین فرد فرید تہا۔ خاندان انوریہ کا فخر تہا ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا۔ اساتذہ قدما کے چالیس دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تہا۔ اکثر مقام مین اعتراض کرکے حواشی لکہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات و اصطلاحات نقل کیا ہے۔ فقیر مولف طوالت کی وجہ سے دو ایک شعلہ پر اکتفا کرتا ہے۔ اِن کُنتَ شائقًا فارجع الیہ۔

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل نوحہ طراز ست مرا کہ قفس تنگ تر از چنگل باز ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس۔ آشیان مناسب ہے۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم از بام آسمان فلک افگند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان لفظ خویشتن چاہیے۔ اس لئے آسمان و فلک دونون ایک ہین۔

اعتراض ماجد بر کلام مرزا صاحب صائب اصفہانی

خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب خاک خاموش بہ از آب کند آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ع از رہ عجز شود دشمن سرکش مغلوب اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے۔ خاک کو خاکساری سے تعلق ہے۔

مشو از نفس این ناتوانی آرا مید آنجا ایضًا کہ بنیم این جہانی می شود دیگر امید اینجا

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہیے ع کہ بینم اینجہان خواہد شدن یکسر سیہ اینجا۔

مرا چو رشتہ بمکتوب می توان پیچید — زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبزخط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش دستے فرہاد من — ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے۔

اینچنین باشد گر ز آتش دستی فرہاد من — ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے اسیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کیئے ہین اُنکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا و درست معلوم ہوتے ہین۔ گلدستہ کرناٹک کے مولف نے لکھا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تھے اور اُس جادو خیال کے ہمطرح کلام موزون کر کے درجۂ پختگی کو پہنچ رہے تھے لیکن اُس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت ندی نہین تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار تنا ہیجاںی عہد کے موافق رونق پذیر و گرم ہوتا۔ انتہی کلامہ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تھا۔ آخر مین ذوالفقار علیخان صفا تخلص ریختہ گو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ کے حلقہ مین شامل ہوا۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بھی منحرف ہوا۔ اور استاد کو اپنی مجلس مین ناخوشی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تھے اور زبان سے فرماتے تھے علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت بے انتہا تھی عزیز القلوب تھا لیکن آخر مین انحراف مذہب استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تھی۔ امارت و نوابی کے رعب سے بظاہر کوئی فرد افراد انسان سے

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا۔ آخر ماجد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ سہال
خونی بتاریخ دوم ذیحجہ ۱۲۱۹ھ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہراہ
میلاپور متصل ہاتی کنٹہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی
ع امیر الملک ماجد نوجوان رفت۔ آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد
و ایک مثنوی یادگار باقی ہین۔ ان چارون مولفات مین کبہی تخلص ماجد و کبہی تخلص حسین
لکہتا ہے۔ اور کبہی از روئے خودپسندی و خودبینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نسزد ہمسری من بمعاصر در شعر — حرف با موسی و سرخوش و بیدل دارم

چو بسم اللہ بود ہر مصرع من تاج دیوانہا — ولہ — کہ میدارد بہ کلک نیل چون من در سخن دستے

من بوارق طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پری رو را		اگر از جوہر آئینہ سازد خامۂ مو را
اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد	ولہ	کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را
کسے ز ہم نکند فرق صلح و جنگ را	ولہ	کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا
بے اختیار گریۂ مستانہ می کنم	ولہ	در کف بتان شیشہ نباشد عنان ما
حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان دارد	ولہ	نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را
شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آمد	ولہ	پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را
دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بہ مطلبہا	ولہ	کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا
نشو و نما فروتنی از ما گرفتہ است	ولہ	دارو زمین صفت سر ما جوش نقش پا
آن بحر حسن پیش من آید چو بیحجاب	ولہ	قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب
مشتاق دیدہ است روئے تو اے لبر آفتاب	ولہ	کردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

با جد از کف پیچگه نگذارد دامان وطن	وله	از شکستن دور باشد تا بود گوهر در آب
شاه جهان عاجزی و خاکساریم	وله	همچو زمین ز نقش کف پایم افسر است
کنون بعشق توام کار مشکل افتاد است	وله	کره مستی و بکفت شیشهٔ دل افتاد و ست
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	وله	خانهٔ آئینه نبود به چراغان محتاج
بسکه در سعی هلاک من بیچاره دوید	وله	از نجوم آبله در پای فلک گشت پدید
خط از رخسار یار گشت پدید	وله	دود گل کرد ز آتش خورشید
چه حرف میزند آنچشم سرمه گون یارب	وله	که هر که رفت به بزمش خموشی می آید
گره بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	وله	نگردد محو تا از دل خیال جامهٔ زیبایش
جای اشک آب عقیق یمنی بارد چشم	وله	تا خیال لب لعل که بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم نه بربسته ام هنوز	وله	یارب برنگ آئینه حیران کیستم
بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین رو	وله	برنگ شعلهٔ جواله پروانهٔ خویشم
گلرخی سرو قدے سیمبری پیدا کن	وله	شبنم آسا بغمش چشم تری پیدا کن
سینه وا کرده چو گل سرخوش ناز آمده	وله	اے منت بنده چه خوش بنده نواز آمده
گر ز آتش بدولت شمع رخی زد باجد		از چه امروز بصد سوز و گداز آمده
پے تسلیم از خط شعاعی هر سحر باجد	وله	گذارد بر زمین خورشید پیش یار من دستے
قبا چاک و پریشان زلف و مخمورانه می آئی	وله	کجا بودی شب ای مه از کدامین خانه می آئی
چون من از چشم نگارم نه فتادی بچه وجه	وله	آخر اے سرمه تو هم بخت سیاهی داری

مختار ۔ محمد انور خان بهادر

مختار تخلص ۔ محمد انور خان بهادر نام ۔ سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے ۔ آپ

نواب والا جاہ کے تیسرے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ۱۲۶۶ سنہ ہجری مین واقع ہوی۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسیہ فن عروض و قافیہ سے فارغ التحصیل ہوے۔ آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تہی باوجود امارت شعرگوئی سے دلچسپی رکہتے تہے۔ کبہی کبہی موزون فرماتے تہے۔ میر اسمعیل سجدی و میر علی مردان بیدل سے اصلاح لیتے تہے۔ ذکی الطبع پسندیدہ وضع تہے۔ خوشنویس تہے فن خطاطی مین کامل تہے۔ اور فنون سپاگری مین بہی ملکۂ تامہ رکہتے تہے۔ سادات و فقرا کے ساتہہ حسن عقیدت و صدق سے پیش آتے تہے۔ اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجہتے تہے آپکی ذات جامع کمالات و حسنات تہی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے ۱۳۱۸ سنہ ہجری مین اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کی طرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو نتہرنگر مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے۔

من اشعارہ الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را
جز رنگ بوئے نیست گل آفتاب را

ولہ
من نمیدانم چہ افسون خواندہ در گوش آب
بحر در فریاد و حیران دیدہ گرداب ما

ولہ
از بس گداخت کاہش ہجر تو جان ما
ہمغز ہمچو نے شدہ ہر استخوان ما

ولہ
بسکہ ضعف و ناتوانی آشنایم گشتہ است
جادہ از بیطاقتی زنجیر پایم گشتہ است

ولہ
رموز پیچ و تاب زلف ور انشانہ میداند
زبان نالۂ زنجیر را دیوانہ میداند

بود افتادگی آئین معراج مطالبہا
بہار خاکساریہاے ما را دانہ میداند

نقش رخش کہ بود نہان در سواد چشم
از خون دیدہ بر در و دیوار می کشم

بہ نیم غمزہ توانی کہ قتل عام کنی
نعوذ باللہ اگر غمزہ را تمام کنی

معجز ۔ غلام محی الدین

معجز تخلص ۔ غلام محی الدین نام ۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکا مولد و منشا بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین ہوئی ۔ آپ سن رشد و تمیز کو پہنچ کے تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے ۔ طبع رسا و ذہن صفا سے علوم و فنون مین استعداد کامل حاصل کی پھر وطن مالوف سے مدراس رو ہوئے ابتدأ نواب شہامت جنگ کی خدمت مین پہنچے ۔ چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تھے عنایت و کرم سے سرفراز فرمایا ۔ نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیرالامرا بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے ۔ جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے ۔ استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا ۔ معجز صاحب جمۂ آزاد مشرب تھے ۔ اکثر گوشہ نشین رہتے تھے درس و تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تھے ۔ سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب و طبع مناسب سے موصوف تھے ۔ آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے ۔ سخن فہم تھے شاعری کے دقائق کو خوب سمجھتے تھے ۔ آخر سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

برنگ نغمہ بتار نفس پیچیدم از عشقت		بجز آہے ز آثار وجودم کس ندید اینجا
وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن		کہ این جنس گران بے نقد جان نتوان خرید اینجا
دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی	ولہ	مبادا شعلۂ حسنش بہ برباد آبش را
گلشن بچون طپیدۂ تیغ نگاہ کیست	ولہ	بلبل ز آہ شعلہ فشان دادخواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد هیچ کهی / ز لعل خویش که گلقند آفتابی بود
شور بیهوده مکن بلبل نالان که بود / نرگس آن گل رعنا بشکر خواب هنوز
از جگر چاکی عشاق بتان بیخبر اند / خبر چاک کتان از دل مهتاب مپرس
دل رفت و داغ عشق تو در سینه ام گذاشت / اینست در فراق توام یادگار دل
ز پا افتادگیهایم بچشم کم مبین هرگز / که دارد گرد من بر دامن آن ماه رو دستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین سماکی کے فرزند - اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا. مشاہیر سادات استرآباد سے تہا - عالم شباب مین خالوے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی و عقلی تمام کین - فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق و ادب آموز ہوا - اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی - مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز و مکرم رہا - پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا - معاصرین حساد میر کے اخراج کی فکر مین تہے - میر موصوف عقیل و فہیم تہا تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تہا - علم معقول مین عدیم المثال تہا - معاصرین نے دہریت و الحاد کے طرف منسوب کیا - اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادۂ حج و زیارت روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر ۹۸۹ہ ہجری مین عازم ہند ہوا - اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا - اُسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا - میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدردان نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔
منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تہا اُسوقت اکثر طلبہ و علما میر کے
خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ میر بہی شوق سے درس و تدریس مین مشغول رہتا تہا۔ چند روز
کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اُسکے بعد سلطان
محمد قلی اُسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا۔ سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدہ وزارت
و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو و لعب مین
مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ سیر و شکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے
سفید و سیاہ کا مختار و مالک تہا۔ جو چاہتا تہا سو بے محابا کرتا تہا کسی کی روک ٹوک نہین تہی
مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیز گار تہا۔ رئیس و رعایا کا خیر خواہ تہا
امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا نہایت جان فشانی و دلسوزی سے ریاست کے
کامون کو انجام دیتا تہا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تہا۔ اُنکی جان و مال کی نگرانی
مین پوری دلدہی کرتا تہا۔ رعایا کیا امیر و کیا فقیر سب خوشحال و فارغبال تہے۔ کسیکو
کسی سے شکایت نہین تہی۔ میر موصوف باوجود عہدۂ وزارت و شان حکومت ہر کس و
ناکس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسر نفسی سے پیش آتا تہا۔ غرور و تکبر کو اپنے پاس
نہایت حقیر و ناچیز جانتا تہا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا
دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بہی جوق
جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال و فارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے
اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بہیجتا تہا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف
و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خدام کے لئے وظائف مقرر کردئے تہے

سالانہ کل طائف معتمد آدمی کے ہاتھہ سے روانہ کرتا تہا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تہا
فریقین کے ساتھہ شیر وشکر تہا۔ کیا شیعہ کیا سنّی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز ومکرم
رکہتا تہا۔ اکثر حیدرآباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تہے اُن کی بڑی تعظیم وتوقیر
کرتا تہا۔ علی ہذا القیاس علمائے امامیہ کی بہی بڑی عزت وآبرو کرتا تہا۔ میر موصوف کے
زمانہ مین امن وامان تہا۔ کہین شور وشر نہین ہوتا تہا۔ یہہ میر کی خوبی تہی۔ میر موصوف
ہمدرد قوم تہا۔ اُس زمانہ مین دیار وامصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تہے
شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تہے فروکش ہوجاتے تہے۔ بمصداق
اذا جاء اجلہم لایستاخرون۔ ابہی کامیاب نہوے تہے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا
کی تجہیز وتکفین پوری طور سے نہین ہوتی تہی اور دفن وغسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تہا
میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچھہ جہاڑی تہی اُسکو
کٹوایا۔ صاف وہموار میدان بنوایا۔ اور کئے لاکہہ ہون خرچ کرکے کربلائے معلی کی خاک پاک
چند جہاز مین بہروا کر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقدر آدم کہدوایا اور مٹی کو نکلوایا
اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلوا کر اُس میدان محفوظ کو معمور
کردیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام وباوڑی ومسجد وحوض بہی بنوا کے خالصاً لوجہ اللہ
الکریم وقف کردیا۔ اور سو غلام وکنیزک خرید کے اُنکو بہی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر
آزاد کردیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش وانعام مقرر کردیا۔ غلام وکنیزک مین
آدہے شیعہ اور آدہے سنی تہے اب بہی بدستور غسالون مین آدہے سنی اور آدہے شیعہ
مین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تہی کہ
جہان میت ہو وہ میت کا غسل وکفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچھہ سوال نکرین

اسوقت سے حیدرآباد دکن مین غسالی قائم ہوئی۔ اُنھین کی اولاد بڑہتے بڑہتے غسالون کی ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسالون کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تھے کافی نہین ہوتے ہین اور جو انعام قطب شاہیہ تھے وہ بھی انقلاب زمانہ سے سرکار مین ضبط ہوگئے اب بیچارے غسالون کی گذراوقات مردہ شوئی وکفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتھہ خوب سلوک کرتے ہین۔ ابتک میر مومن کا یہ فیض حیدرآباد مین جاری ہے اور آئیندہ بھی رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر مومن موجود ہے۔ اسمین ہزارہا علما وفضلا اور امرا ووزرا مقبور ہین۔

میر موصوف علم جفر ونجوم وعلیات مین بھی مہارت رکھتا تھا۔ صاحب گلزار آصفی نے ایک نقل لکھی ہے ہم یہان اُس نقل کو مختصر کر کے لکھتے ہین۔ اہل دربار سے ایک امیر گھر گیا۔ درباری لباس آتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسیوقت مارڈالا۔ سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم مین جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا ایک حوض جو مکان کے صحن مین تھا اُسمین کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے کنارے تھے سمجھے کہ امیر مذکور حوض مین غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض مین تلاش کئے امیر مذکور کا نشان نہین پایا نہایت پریشان ہوئے۔ کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت مین جاؤ اور اون سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچھ کرینگے امیر مذکور کے بھائی میر موصوف کی خدمت مین گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پر کچھ نقش لکھہ کر دیا اور فرمایا ایک نقش حوض مین ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پھر ایک گھنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہین تو پھر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بھائی حسب رموده میراولاً ایک نقش ثانیاً دوسرا

نقش:- ناالٹا تیسر انقش ڈالا۔ تیسرے نقش میں امیر غائب شاہ حوض میں نمودہوا سب نے
اُن کو حوض سے باہر نکالا گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُس امیر شاہ سے واقعہ پوچھا
اُس نے بیان کیا کہ میں جب حوض میں کودا مجکو اُسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑ کر
ایک ویرانہ جنگل میں لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار میں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہے۔ جوانھون نے کہا تونے جو سانپ مارا وہ جن تھا۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تھا
میں نے دربار میں بادشاہ کو دیکھا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کھڑی
ہوی ہے اور کہہ ہی ہے کہ میرے بچے مقتول کا قصاص ہونا چاہیے۔ بادشاہ نے ہمشیرہ
کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا۔ جلاد مجکو قتل گاہ پر پہنچارہے
تھے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو پھر مجکو دربار میں
واپس لیگئے۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجھایا کہ معاف کرو میر مومن اس بیچارے
کی سفارش کرتے ہیں۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہیں مانی۔ پھر بادشاہ نے قتل کا
حکم دیا۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تھے کہ پھر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔
پھر مجھے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجھایا مگر وہ نہ مانی۔ پھر حکم دیا دربار سے
باہر نہیں نکلے تھے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک
کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان
پہنچادو۔ اُسیوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے یہان حوض میں پہنچادیا۔ میں کنارہ پر
نکل آیا۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ
و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہیں۔
حدائق السلاطین میں لکھا ہے کہ آپ موزون الطبع و خوش فکر تھے کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے

آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ
اور فرشتہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے۔ دو ایک غزلین بھی بطور نمونہ
بیان کیا ہے ہم دونون کتابون سے آپکے اشعار ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ کلام
صاف شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے۔ ہان شاعرانہ تشبیہ و مبالغہ سے خالی نہین ہے
تذکرۂ علما مین لکھا ہے کہ آپنے حدیث و ادب مین مولانا سید علی الملقب نور الدین
الموسوی شستری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی کلامہ
آپنے دکن مین شادی کرلی تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت
مین معزز عہدون پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے۔ زمانہ کے انقلاب
سے خاندان مین تغیر و تبدل اسدرجہ ہوا کہ نہ وہ انعام رہا نہ وہ منصب و اکرام۔ فی الحال میر موصوف
کے خاندان مین ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے
نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار مین مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب
قدردان ہین خاندان ماسلف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتھہ ہمدردی و اعانت فرماتے
ہین۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین مین عطا کرے آمین ثم آمین۔
آخر میر صاحب موصوف بعارضہ بخار سرسام سنہ [illegible] ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک
کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل
شاگرد بہاء الدین عاملی تھا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و
مسائل نظریہ مین میر موصوف سے استفادہ کیا ہے۔ خود ملا مدعی تھا کہ مین آپکا شاگرد ہون
آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم مین ایک مرثیہ لکھا اور اس مین تاریخ
رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم زعالی	گفت بجواز رفتن عیسیٰ بآسمان
	۱۰۴۳

مرثیہ کا مطلع

مضی و اعظم مفقود فجعت بہ   من لا نظیر لہ فی الناس یخلفہ

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پسماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلی روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سب نے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلی کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کرنیکی وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنا یا گیا۔ وہ ابتک موجود ہے۔ اسپر آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ کے کتبہ بہی موجود ہین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی لکن کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اس شخص کے بڑے نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کردی تہی عام اجازت تہی کہ سنی وشیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ وسنی برابر اسمین دفن ہوتے گئے ہین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی مرانے ذی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب ومسکین ہین اسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو بایکدیگر شیر وشکر ہونا چاہئے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

رکھنا چاہئے۔ من عمل صالحاً فلنفسه الخ پر عمل کرنا چاہئے۔ باہم نفاق کرنے سے ضرر اٹھاتے ہین۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہین چاہتے ہین۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیہ الاشارہ پر اکتفا کرتے ہین۔ من اشعار الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد که گرد دگر دوست		ما نمیدانیم عاشق بلبل و پروانه را
ز پیچ زلف تو پیچیده در سر مو روی	ولہ	کر سوخت جان ملائک رشک مجمر را
خوشم که در دل من عشق مدعا گشت		مرا بوالہوسیہائے خویش انگذاشت
چه آفتے تو ندانم که در جهان امروز		محبت تو دو کس با هم آشنا نگذاشت
کمینه مرتبهٔ عشق عشق مجنون ست	ولہ	محبتے کم ازین داخل محبت نیست
یکروز بود صحبت عالم همه یکروز	ولہ	ز انروی قیامت بزبانها همه فرد است
مردیم و هیچکس بسر خاک ما نگفت	ولہ	کای مرده شاد باش که فردا قیامت است
دولت وصل بخواب هم ست ورئ	ولہ	آسمان در خواب گویا بوده است
شدم از عشق تو دیوانه واین می بایست	ولہ	حسن پرشور ترا عشق چنین می بایست
شگفته هرکه دم از عشق زند می کشمش		جان فدایت که مرا نیز همین می بایست
تبو هرکه بوده یکدم دل داغدار دارد	ولہ	که بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد
اثر ملاحت او من ز خم خورده دانم		که نمک فشان همه شب بدلم گذار دارد
عالم شگفت و خاطر ما ناشگفته ماند	ولہ	گلزار مهر و باغ وفا ناشگفته ماند
شرمنده ام که غنچه بتر مرده دلم		با صد هزار سعی صبا ناشگفته ماند
شب جلوهٔ او غیرت صد حور و پری بود		صد حور و پری بنده جلوه گری بود
با جذب زلیخا نتوانست بر آمد		یعقوب که مستغرق مهر پدری بود

وله

مجنون به ره عشق نکو رفت ولیکن … از معرکه بیرون نشدنش بجگری بود

وله

زد دور پرتو حسنت بدل چنان تابد … که آفتاب جهانتاب از آسمان تابد

تویی که حسن ترا کمترین اثر اینست … که آفتاب تو در مغز استخوان تابد

وله

هر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست … زان شبیخونها که حسنت بر گل سیراب زد

وله

دهد صد کاروان مصر و چین بر باد در یکدم … نسیمی کآورد باد صبا زان جعد گیسویش

وله

بخود میل دلی از جانب دلدار فهمیدم … الهی خیر باشد یاری از یار فهمیدم

خدا را گذری بر تربت سومن کزان سنگین … بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم

وله

از دولت بغیض دو عالم رسیده ایم … ای دوست ما ترا نه چو اغیار دیده ایم

وله

صبر و سکون کجاست بملک نیاز و ناز … از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم

وله

معجز نار خلیل و فیض آب زندگی … از دل برآتش و از چشم پر نم یافتیم

وله

یک نفس مع من اگر از دوست غافل گشته … زین گنه تا یک نفس باقیست استغفار کن

وله

ای صید دست و پا زده عذر گنه بخواه … گستاخی بخدمت صیاد کرده

وله

ز سینه تا رسدم بر لب و دهن ناله … هزار جا بشنید ز ضعف تن ناله

ز ناله بی تو همین بر لب است گردون نیز … بگوش میرسد از چاک پیرهن ناله

وله

بسمک لبدأته یا منک بدا بسم الله … ای بیاد تو ز صد درد دوا بسم الله

ذکر تو در همه حالی دل مشتاق ترا … آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله

وله

من چون شوم ببزم طرب همدم کسی … دارم غم کسی که ندارد غم کسی

کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست … نامحرم است هر که بود محرم کسی

وله

گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی … بغفلتی عجبی و بسرعتی عجبی

مقدمات که ترتیب یافته در همه عمر ‌ ‌ ‌ نتیجهٔ همه گردیده حیرت عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند ‌ ‌ ‌ این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن ‌ ‌ ‌ انگشت گزیدنی بیاران ماند

وله

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد ‌ ‌ ‌ رنج و غم و غصه جا بجا میریزد
گر حصهٔ ما پیش رسد دوری نیست ‌ ‌ ‌ بر عضو ضعیف دردها میریزد

وله

غم نیست که دل جنون فاشی دارد ‌ ‌ ‌ گز بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودائے ترا بهره و عالم نه دهد ‌ ‌ ‌ دیوانهٔ ما عقل معاشی دارد

وله

گر مرد رهی دلا ز محنت نرنجی ‌ ‌ ‌ مردانه ز کف دامن همت نه دهی
گز زیستن خویش چو مردان خواهی ‌ ‌ ‌ منت نکشی ز کس و منت ننهی

وله

شادمانیست بندهٔ غم ما ‌ ‌ ‌ عالم دیگرست عالم ما
حبذا عشق و رستخیز بلا ‌ ‌ ‌ اے خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست ‌ ‌ ‌ داغ بالائے داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم مائیم ‌ ‌ ‌ ملک هجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیده خوش نمکین ست ‌ ‌ ‌ کم ز کوثر مگیر زمزم ما
ید بیضائے وصل گور فراق ‌ ‌ ‌ گشته ثعبان آتشین دم ما
غمگساری از و مجو مومن ‌ ‌ ‌ غم ما از کجا و بیغم ما

وله

خدایا وارهان از شور بختی دلفگاران را ‌ ‌ ‌ گلستان کن بهار رحمت شوره زاری را
شدم پیر از غمت غافل مشو از روزگار من ‌ ‌ ‌ که من برباد شوقت داده ام خوش روزگاری را

پیوسته با ناسازگاران سازگاری کن — گر باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را

خماری بر خمارم میدهد گردون زبیک مستی — چه خوش بودی که دادی مستی هم بر خمارے را

به تلخی جان ده و کمتر حدیث درد گو مومن — چه غم از تلخی ناکامئے ناکامگاری را

بسجده دارد و لم بر شکوه لاف صبر و طاقت را — نیارم با کمال عجز ابن اظهار قدرت را

زبیم آنکه هر سو سر کشد صد شعله ز شکوه — بصد خون جگر پنهان کند دل آه حسرت را

ز خونین داغهائے من فلک را دو تهیا باد — که خوش آبے و رنگی داده گلزار محبت را

نسیم لطف جانان کم نشد اے باد صبحگاهے — مدد کن تا بجوش آرے یم دریا هائے رحمت را

چه عهدے بود عهد وصل جانان بهر جان نثاری — دریغا ماند انستیم بدل قدر فرصت را

فدائے رسم عادت سوز خود گردم که در عهدش — عجب بیرانه دیدم سرائے رسم و عادت را

بشوریدت گر زمن بیتابئے سر زد ازو بگذر — پریشان از تشتت طرح وضع صحبت متفرقت را

اگر امنیت مومن صحبت هجران که من بدم — به بزمش حرف من خورد بیرن میا بگذار حسرت را

مہربان میر عبدالقادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص۔ میر عبدالقادر نام اورنگ آبادی المولد۔ سید صحیح النسب والحسب ہے۔ آپکی نسب بائیس پشت مین حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے۔ آپکے بزرگون مین بعض نیشاپور سے ہند مین آئے مقام کنتور صوبہ اودہ مین متمکن ہوئے۔ قاضی محمد کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے۔ آپکے اجداد مین سے تھے، آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کرکے عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا۔ سنکمپیر کی
وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضۂ منورہ خلد آباد
کی قضاوت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعد ازان آپکے والد یا جد سید محمد شریف
المخاطب شریف الدینخان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین بکرامی اورنگ آبادی المتوفی ۱۱۴۲ ہجری
کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع
یکدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے۔ مہربان کی ولادت ۱۱۵۱ ہجری
مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت { ولادت عبدالقادر مہربان } ہے
اور بعض نے جو ۱۱۴۳ ہجری لکھا لا اصل کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین ۱۱۵۱ ہجری
بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تھوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ
عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے
تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی۔ اولاد اللہ
بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تھا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی۔ آپکے والد
مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلا وساطت
والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل ادیب کامل
جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تھا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تھا
رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف و ذکاوت و سرعت درک مین معروف تھا۔ اقران و امثال
مین عدیم المثال۔ ارباب کمال مین سر آمد کمال تھا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضۂ خلد آباد
کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہوکے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب
تفسیر و حدیث مین مشغول اور طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تھا۔ اور

آخر مین شاہ فخر الدین اورنگ آبادی ثم دہلوی کی صحبت مین مستفید ہوا۔ تکمیل کے بعد طریقہ
قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ
کا مصاحب تہا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تہا۔ لچھمی نرائن نے گل رعنا مین
لکہا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تہا۔ اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بہی نگین تخلص
رکہتا تہا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجھکو دیجئے اور اپنا تخلص
دوسرا قرار دیجئے۔ مہربان نے ایثار تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علیصاحب آزاد نے مہربانی سے
مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد
رسائل لکہے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر۔ پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب
دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بہی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود
بیر فخر الدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عدیم المثال فی تجدد الامثال دو ہزار بیت
ومناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ وفخر الوظائف شرح تہذیب اللطائف۔ لطائف ستہ
واذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ ودیوان غزل پانچہزار بیت۔

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ١١٩٩ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو
علوم ظاہری وباطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس ارکاٹ مدراس نے آپکی بلحاظ شرافت
وفضیلت بڑی تعظیم وتکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتہہ مراعات شائستہ فرماتا رہا
اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی۔ اور وظیفہ بایحتاج بہی مقرر کردیا تہا
آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین ومریدین کو علوم ظاہر وباطن سے فیض پہنچاتے رہے
آخر سنہ ١٢٠٥ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون
ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفا ومریدین بیشمار تہے۔ ابتک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے۔ جو مشائخ آپکے سلسلہ اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین۔ چونکہ آپ پیر کے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے۔ اور بعض اہل مدراس مشائخ فخری کو منسوب بفخر الدین ترمذی نسباً خیال کرتے ہین۔ ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا۔ ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کر سکتے والعلم عند اللہ۔ مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے۔ اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرے بھی لکھے چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

حرفے گذشت از کمر و دہان ما ۔۔۔ سودا رشد چو کلک مصور زبان ما

وله
ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی ۔۔۔ بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ حنا پیدا

وله
صبا آہستہ پا نہ گذر در کوئے او افتد ۔۔۔ کہ ہست از چشم ناز ک مزاجان فرش راہ آنجا

وله
بہر زبان بینم عتاب آلودہ چشم یار را ۔۔۔ بید باغیہاست لازم مردم بیمار را

وله
پریشان می شود ہر کس کہ دارد فکر تعبیرش ۔۔۔ نمیدانم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب

وله
بہبرہ ام وادی و شد جمع خواہم ز نشاط ۔۔۔ گشت شیرازہ دلم را ز رگ پان امشب

وله
چرا بہ پیش تو اظہار مدعا نکنم ۔۔۔ تو بید ماغ نہ خاطرم پریشان نیست

وله
قاصد از اظہار پیغامش دل ما شاد کن ۔۔۔ خندہ داری بلب چیزے مگر فرمودہ است

وله
دل ربودن از برائے نگاہے گناہ ما ۔۔۔ دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست

وله
ز عشق درد سر دارم دگر ہیچ ۔۔۔ خیالے آن کمر دارم دگر ہیچ

وله
دوش در بتکدہ دشمن ایمانے چند ۔۔۔ در ربودند دل و دین مسلمانے چند

وله
بارہا خوردیم زخم و تشنگی باقی ہنوز ۔۔۔ تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

بلائے گردش چشم تو داد دردسرم | وله | تو جام باده کشیدی مرا خمار آمد

دوستان شب میرود حرفے ازان گیسو کنید | وله | خشک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید

وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد | وله | نکهت فردوس می آید دهانم بو کنید

خنجر دست نگارین که قتلم کرده است | وله | در کفن بوئے حنا می آید از خونم هنوز

مردیم و بیقراری دل نیست کم هنوز | چو گردباد می کند این خاک رم هنوز

مارا بآرزوئے نگاهے چه میکشی | وله | بهر خدا این شبابه غلام حیا مباش

صدف نیم که بابر گهرفشان نازم | بود چو آئینه ام آبرو ز جوهر خویش

می کند در دیده من شک آتش فام رقص | وله | لقمه چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص

نه پنداری که خط گل کرد بر پیراهن عارض | وله | غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض

جا فروتن می تواند یافتن بالائے چشم | وله | از خم ابروئے جانان یافتم قدر رکوع

یاد چشم و روئے او اے مهربان بس میکند | وله | از بهار نرگس و سیر چمن دارم فراغ

تا تو گفتی اے ستمگر خنجرے دارم بکف | وله | گفت از خود رفته من هم سرے دارم بکف

چو گل لبریز زخمم خون ناب ساکنی دارم | وله | شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم

بخود گفت بعالم کیست سامان چمن دارد | دل صدپاره من در جواب آمد که من دارم

نیم اے مهربان در غربت از رنج سفر فارغ | برنگ بوئے گل انداز غربت در وطن دارم

ندارم چاره گر رزق از لبم چو آسیا ریزد | وله | تلاش نوکری چندانکه می بایست من کردم

محتاج چراغے نبود مشت غبارم | وله | چون کاغذ آتش زده خود شمع مزارم

بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید | وله | ما شهید تیغ آن چشم خمار آلوده ایم

بارها دیدی و حال مهربان پرسی زمن | وله | بیمروت در نگاهت ها زبانم وا مکن

بگرد لعل تو خطِ نیست بلکہ کلکِ قضا	ولہ	بہائے بوسہ رقم کرد در خطِ ریحان
بیدماغ از سیرِ باغم ہمتے دارم بلند	ولہ	کشتۂ رفتارِ یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدر ہا دیدنِ آئینہ ظالم خوب نیست	ولہ	میتوان کردن نگاہِ ناز بر دل گاہ گاہ
داغم ز دوست آن گل بیرحم کاشکے	ولہ	بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب و جلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین فوت ہوا

من کلامہ

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	ولہ	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خود دادہ ایم	ولہ	از ازل این دانہ نذر آسیاست
جنون طرفہ دارم بیاد گردش چشمی	ولہ	نگیرد جا بآبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فناست	ولہ	خویش را از بہر زر بیرحمت قارون مکن
جز ولائے شبیر حق ممتاز در دل جا مدہ		جائے گوہر سودۂ الماس در معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام مشہدی الاصل ہین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

اور نشو و نما دلّی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل
کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت
کی جب تک آپ دلّی مین تھے تب تک سنی المذہب تھے جس وقت دلّی سے لکھنؤ گئے اُس وقت
امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تھا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین
ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ لکھنؤ مین مدت تک امرا و متمول اہل دول کی تعریف و مدح مین قصائد
لکھے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پھر لکھنؤ سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ
لکھکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کر کے نواب نظام الملک
آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بھیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین حیدرآباد پہنچے۔ دربار
آصفی مین باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکھکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت
خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کر دیا۔ آپ یہان سے
نہایت خوشی و خرمی سے ہندروانہ ہوئے پھر لکھنؤ مین پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب ہوئے
چند روز قیام کر کے اُنچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکھنؤ سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی
سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دیوان مین کل اشعار
پچاس ہزار ہونگے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان
لکھی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعارہ الفارسی مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام	بآئین و طرز نوی گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد	شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر من در غزل سی ہزار	ز پانصد رباعی گرفتم شمار

من اشعارہ الہندی

اس آنیکا کچھہ ہے لطف پیارے ۔ ہر دم جو کہو کر جائین گے ہم

گر اُس لب جان بخش کی مین بات سناؤن ۔ عیسیٰ بہی جو کچھہ بولے تو صلوات سناؤن

وله

قدم رکھہ گیا کون سینے پہ اپنے ۔ گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے

وله

مدعی عشق محبت کرتے ہین مجکو منت ۔ ہان یہہ سچہ مین نے کی خوبون سے تو ایک خوسی ہے

وله

برہنہ پا ہی پہیجل مجکو اُس دشت مغیلان مین ۔ جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا

وله

علاج دلکو آئے تہے مسیحا سخت دعوے سے ۔ یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعارہ الفارسی

نقدے بکف نبود بجز آبرو مرا ۔ آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا

پر از اسباب کلفت شد جہان جائے نمی یابم ۔ کر بار خاطر غمدیدہ را گیسو نہم آنجا

رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوئے تو خاست ۔ شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب ۔ مولانا محب علی سندی

محب تخلص ۔ محب علی نام ۔ سندی الاصل ہے ۔ وطن سے عبدالرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا ۔ اہل مناصب کے زمرہ مین شریک تہا ۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا ۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا کبہی برار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین فوت ہوا ۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا ۔ پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا ۔ شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا ۔ جو کچھہ کہتا تہا پسندیدہ ہوتا تہا ۔ من اشعارہ

بصد منت که عشرت ز و بسے ز جا رفتم — ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رفتم

گدائے در بیگانہ منفعت وار رو — ز ہم غلط شدہ در کوئے آشنا رفتم

یکے قرص خورشید در آب دید — روان بر سرش دام ماہی کشید

چو از جنبش آب شد در شکست — بغواصی آمد کشش آرد بدست

فرو رفت تا کر بکام نہنگ — ترا ز روئے ما راہمین است سنگ

مسیح۔ حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص۔ رکن الدین نام۔ حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے۔ مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا۔ فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تہا۔ سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا۔ شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ چند مراتب حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا ہے۔ ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتہہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اُس وقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانبداری کی مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر دربارداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکہکر بہیجا۔ اُسکا مطلع یہہ ہے۔ لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش — شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دار السلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دار الامن ہند کی طرف متوجہ ہوا۔ اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا۔ بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا۔ عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

وشادمانی سے رہا اکثر اوقات دربار شاہی مین باریاب ہوتا تہا ایکوقت دلی سے تفرجاً الہ آباد مین آیا اور وہان چند روز مقیم رہا آخر وہان سے بشوق سیر حیدرآباد روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد شہر مین پہنچا۔ میر مومن استرآبادی وزیر قطب شاہ حکیم کی ملاقات کے لئے فرودگاہ پر آیا میسیح نے برسم تواضع باشتباہ گلاب شیشۂ شراب میر پر افشان کیا۔ میر نہایت رنجیدہ ہوکر اٹہا میسیح بہی اس حرکت ناشائستہ سے نہایت ہی نادم وپشیمان ہوا۔ وہان ایک ساعت بہی قیام کرنا حرام سمجہا فی الفور بیجاپور روانہ ہوا۔ بیجاپور مین اسکی دلچسپی نہین ہوئی۔ اسوقت بیجاپور کے قرب وجوار مین جہانگیری لشکر پڑا ہوا تہا۔ دریافت کرکے بیجاپور سے لشکر مین پہنچا۔ مہابت خان سے ملازمت حاصل کی۔ مہابت خان کے ہمرکاب رہا۔ جب صاحبقران ثانی شاہ جہان تخت نشین ہوا تب یہ قطعہ تاریخی پیش کیا بارہ ہزار روپیہ انعام پایا۔ قطعہ یہہ ہے ؎

بادشاہ زمانہ شاہ جہان	خرم وشاد وکامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	در جہان بادشا جہان باشد

سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین بسبب کبر سنی حضور بادشاہ سے مشہد مقدس کی رخصت چاہی۔ اجازت ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے پانچہزار روپیہ زاد راہ دیکر روانہ کیا۔ نہایت شاد کام وفائز المرام گیا۔ مشہد مقدس مین پہنچکر زیارت سے مشرف ہوا اور وہان سناکہ شاہ عباس ماضی فوت ہوگیا ہے۔ اطمینان خاطر سے ایک سو پانچ برس کی عمر مین وطن مالوفہ کاشان کیطرف متوجہ ہوا۔ کاشان مین پہنچکر چند روز مقیم رہا۔ پہر وہان سے اصفہان مین شاہ صفی کے دربار مین پہنچا۔ شاہ سے بے توجہی دیکہکر شیراز مین آیا۔ چند روز کے بعد شیراز سے کاشان مین وارد ہوا مولف شاہجہان نامہ لکہتا ہے کہ حکیم رکنا عراق مین ہند سے معاودت کرکے آیا دعائے دولت

ابد پیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعاگویون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر سنہ ٦٦ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکھا ہے ؎ رفت بسوئے فلک باز مسیح دوم
اسکا کلیات ایک لاکھ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے اس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کر کے ایک مختصر دیوان جمع کیا۔

من اشعارہ الفارسی

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم — بچینی ہائے فغفوری بزن کشکول چوبین را
سبزہ پامال است و زیر درخت میوہ دار آ — در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر
نالۂ زار است کارم تا نفس باشد مرا — نالہ ہم فریاد و ہم فریاد رس باشد مرا
عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن — نیم شبی قضا کنم نالۂ عندلیب را
پیش قدت آب دہد سرو باغ را — پیش قدت بباد سپارم چراغ را
عشقی کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود — دیوانہ گشتن از نگہ اولین خوش است
کجا از خواب نازان فتنۂ دوران قمر خیزد — مگر در دست و پا آتش آفتاب فتد کہ برخیزد
دل من آتش طور است افسردن نمیداند — چراغے کز دلم روشن کنی مردن نمیداند
مرا از طرۂ مشکین او یکتا رہی باید — ہمہ سامان کفرم شد ہمین زناری باید
بزبان گر نام خاکم بگذرد آذر شود — ور در آید در دلم خورشید خاکستر شود
بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش — کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم
چنان روشن ز یاد روی او شد خانۂ گورم — کہ نتوان سرنوشتم خواند از لوح مزار من
گر تو باشی نتوان صد سال بیجان زیستن — بی تو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

اے دل بیکار آخر غمگسار من توئی
ہم چراغ خانہ ہم شمع مزار من توئی

من رباعیات

دل بے تو مرا ز عمر خود دلگیر ست
وین گرسنۂ شوق تو از جان سیر ست
در آمدن اے نگار تا خیر مکن
ہر چند کہ زود تر بیائے دیر ست

ولہ

گر آتش روز خم نشیمن گردد
دو زخ حیران سینۂ من گردد
گر پنبۂ داغ من شود رشتۂ شمع
ہر چند کشند باز روشن گردد

ولہ

خوبان کہ چراغ حسن افروختہ اند
در آتش ہجر خرمنم سوختہ اند
بسیار دراز ست شب ہجر مگر
روز سیۂ مرا دران دوختہ اند

ولہ

پیوستہ بروئے تو تماشا دارم
دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بند ست بہر یک سر موئے تو دلم
من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص۔ میرزا لطف اللہ نام۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے۔ حاجی وطن سے دل برخاستہ ہوکر ہند مین وارد ہوا۔ اور بندر سورت مین سکونت اختیار کر لی۔ اُسی مقام مین سنہ ۹۵ ہجری مین مرزا لطف اللہ عالم شہود مین جلوہ آرا ہوا۔ اُسکی ولادت مین کسی مورخ نے یہہ مصرع موزون کیا ہے ؎ بر سپہر سعادت آمد ماہ۔ مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت مین آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون متداولہ ادبیہ تحصیل کین۔ اور سخن کی اصلاح بہی آقا صاحب سے لیتا رہا۔ پہر صورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ مین گیا۔ وہان کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی و لیاقت صفاتی کا لحاظ کرکے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری
پر مامور کیا۔ میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے
انتظام میں کماینبغی توجہ نہیں کی اور وہاں سے دل برخاستہ ہو کر حضور نواب آصفجاہ والی دکن
کی خدمت میں پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن میں مدت تک
رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر
میں سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ میں
لکھا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بھی صاحب تحفہ کے
ساتھہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور محمود تخلص لکھتے ہیں شاید سہو کاتب ہے
مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تھا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تھا
شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تھا۔ ملکی انتظام میں نہایت ہی لائق و فائق تھا
حساب پیمائش میں یگانہ روزگار تھا۔ فارسی و ہندی میں شعر کہتا تھا ہم ذیل میں آپکے
اشعار بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ آپ سدوردی خان ملازم نواب شجاع الدولہ
کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی
ناخوش ہو کر وہاں سے حیدرآباد دکن میں نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت میں آئے نواب صاحب
نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن میں ایسے جمے کہ مر کر اٹھے
آپکی وفات سنہ ۱۱۶۵ ہجری میں اورنگ آباد میں ہوئی۔

من اشعارہٖ الفارسی

پشت فلک نجاک رسیا بہ غرور ما — کہسار را اگند کمر سنگ زور ما
گرفت شور جنون ہمچنان گریبان را — کہ بر میان زدہ ام دامن بیابان را
نوشتہ اند بہ تعریف لعل خال و خط — جدا جدا سخنم ہمچو خط ہندو ہا

ماه من برلب جو جلوه فروش است امشب — آب از عکس رخش تا دله پوش است امشب

وله

بر خاک درت سر شهان است — این قطعه زمین بر آسمان است

وله

آویزه گوش عقل گردد — حرفی که ز پاک گوهران است

در مشرب عذب خاکساران — شیرینی شهد کم نشان است

خوردم چه هما فریب دولت — این لقمه تمام استخوان است

سیلاب سرشک ما بهامون — دیوانه مطلق العنان است

تاب سخن سبک ندارم — این پنبه بگوش ما گران است

از رفتن عمر دارم افغان — فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاه نے بہی اسی زمین مین ایک غزل لکہی تہی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یادت همه دم انیس جان است — چون بو که ببرگ گل نهان است

از درد دلم مپرس آصف — رنگ رخ زرد ترجمان است

وله

دیده میداند چها شب بر سرم بی او گذشت — همچو سیل از پل سرشک چشم از ابرو گذشت

دل آزاری ندارد حاصل غیر از پشیمانی — ز تیر انگشت افسوسے بلب دائم کمان دارد

از کوه گران سنگ مکافات بترسید — با شیشهٔ ناموس کسے کار ندارید

وله

تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد — که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد

ز دونان کی بجود در ماندگان را کار بگشاید — گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

وله

بگلزار محبت رشته گلدسته را مانم — که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد

وله

چه البته رود زود ورق دفتر ایام — که خود بخود ورق این کتاب میگردد

میفریبد بازنینان را بهر صورت که هست — کاش چون آئینه من هم جوهری میداشتم

نہ دل از من خبر دارد نہ من از دل خبر دارم	دل از من کی جدا گشت و من از دل کی جدا گشتم
بسان شیشۂ ساعت رفیق کار پیدا کن	بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن
باشد دو جہان قائم ازان ذات یگانہ	بر پا چو کما نست بیک تیر دو خانہ
بیک صورت بود با نیک و بد طرز سلوک من	مثال صفحۂ آئینہ دارم وضع ہمواری
چو مجنون کے توانم کرد جولان در بیابانے	مرا ہمچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین - میر مہدی برہانپوری

متین تخلص - میر مہدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپ محمد امین منصب دار بادشاہی کے فرزند ہیں آپکے والد صاحب سخن تھے - میرزا بیدل کے شاگرد - متین نے برہانپور میں والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی - اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی مستعد طالب علم تہا خوش خلق و کم سخن - شعر گوئی و سخن سنجی میں فکر رسا رکہتا تہا - شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تہا - اُسوقت میں شاہ سراج برہانپور میں تہے - جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بہی اورنگ آباد میں وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا - پہر وطن مالوفہ روانہ ہوا - پہر آخر سنہ ۱۱۹۷ ہجری میں عالم بالا کے طرف رحلت کی - من اشعارہ الہندی

روز ازل سے مجھے ورد زبان ہے شیشہ	ولہ	بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغان ہے شیشہ
اُس بسنتی پوش قاتل پر چھڑک لہو کا رنگ		عاشقو لازم ہے اب بھگو کا سروا کیجئے
عرس کو مجنون کے ہرنوں نے کیا ہے اتفاق	ولہ	وحشیو لازم ہے تم بہی اپنے سامان سے چلو
جان جاتا ہے میرا افسوس کوئی کہتا نہیں		آنسو تہہر ہو گیا انکہوں کی ایوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہین چمن مین		گلرو کی تبسم سے بسمل تلملاتے ہین

مقصود ۔ میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص ۔ میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے ۔ فارسی مین عمدہ لیاقت ومہارت رکھتا تہا ۔ خوش الحان تہا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف مین خوب پڑہتا تہا سامعین کے دلون پر بڑا اثر ہوتا تہا ۔ اکثر وجد مین پہڑکتے تہے ۔ شعر گوئی مین مشق کرتا تہا جو کچھ کہتا تہا خوب مرغوب ہوتا تہا ۔ شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان مین رقم فرماتے ہین کہ مقصود فقیر سے ربط رکہتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے ۔ خوش مزاج وخوش وضع تہا ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تہا ۔ آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

دیکھنے سے چشم یار مین یون کیف کی بہار		رہتا نہین ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار مین سے صرف یہی ایک شعر ملا ۔ اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا ۔

میر ۔ سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص ۔ سید شاہ میر نام ۔ باشندہ برہانپور مین ۔ مشائخ برہانپور سے تہے ۔ سید صحیح النسب والحسب تہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے توحید وتصوف کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے محبت وشوق الہی کے شرارون سے ہمہ تن سوختہ تہے ۔ دل کے سوز وگداز سے سینہ بریان ودیدہ گریان تہے ۔ اسی جوش وولولہ مین حقانی خیالات وربانی مشاہدات کو موزون کرتے تہے آپکی غزلین اور مرثئے اور رباعیات ودوہرے نہایت ہی بامزہ وشور انگیز

ہوتے ہیں اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی میں کامل و ماہر تھے۔ اقسام
سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم باعمل تھے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا
میں لکھتے ہیں کہ مجھکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ۱۱۷۵ھ ہجری
میں مہر چند بچار نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اس کتاب میں موسیقی کے مطالب
عمدہ طرح سے بیان کئے ہیں انتہی کلامہ۔ آپکی وفات ۱۱۹۷ھ ہجری میں واقع ہوئی۔

من اشعارہ الہندی

درخت امبہ پر کویل پکاری	میں یو جانا پی پی نانک ماری
شکل محراب میں پی کین	سر نگوں ہوا یدل دوگانہ کر
پنگھٹ پہ چل دیکھ یا ہجوم حسن	چنچل چلی ہے گھر کو سے سر پر گھڑا اٹھا

منعم۔ محمد منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ محمد منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل
نہیں ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے۔ اچھے کارپرداز تھے۔ فن سیاق میں
اچھی مہارت رکھتے تھے۔ خوش نویسی میں ہفت قلم تھے۔ ہر قلم میں علم تھے نستعلیق میں آپکو
جواہر رقم کا خطاب ملا تھا۔ عربی و فارسی میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ برہانپور سے نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید کے زمانہ میں اورنگ آباد گئے۔ دار الانشا میں مقرر ہوئے ناصر جنگ کی
شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پھر بندگا نعالی نے آپکو منصب دیکر
مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام و راحت سے بسر کئے آخر ۱۲۰۰ھ ہجری میں فوت ہوئے
خوش اخلاق و خوش اطوار تھے۔ خندہ رو شگفتہ جبین تھے۔ دوست نواز و محبت پرور تھے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ من ۲ اشعار ۱۲ الھندی

تجھ حسن کے ہین قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجھ نین کے ہین حیران	خورشید ڈھال والے جاہ و جلال والے

مہتاب ۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص۔ موہن لال نام۔ قوم کہتری اورنگ آبادی المولد تھا۔ منشی خوشنویس و انشا پردازی مین مشہور تھا۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ مین منشیون مین ملازم تھا۔ خوش خلق و خوش گفتار و پسندیدہ کردار و برگزیدہ رفتار تھا۔ مزاج مین خاکساری عاجزی بیشمار تھی دوستون سے خوش صحبت تھا۔ ہر ایک سے موافق تھا شعر گوئی مین خوش فکر و نازک خیال تھا بہ نسبت فارسی ریختہ ہندی کے طرف زیادہ مائل تھا۔ خوب کہتا تھا۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات ۱۲۰۳ ہجری مین واقع ہوئی۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا صرف چند اشعار ریختہ حاصل ہوئے ہین وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ من ۲ اشعار ۱۲ الھندی

آب آنکھون سے کم ہوا رو رو	چشمہ آفتاب کی سوگند
دل سے وسواس دور کر آ رل	تجکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بھی اسی طرح مین ایک غزل لکھی ہے ہم غزل مین سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ ناظرین مستفید ہون۔ ؎

تشنہ لب ہون شراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گھڑی تو قسم نکھا جھوٹی	تجکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پر
بے سخن ہوں تیرا دہن دیکھے
دور کر اب حجاب کو اپنے
دل صاحب ہے کیا پریشان آج

زر زری کے جناب کی سوگند
یار حاضر جواب کی سوگند
چادر ماہتاب کی سوگند
زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور۔ میر منصور اسیری

منصور تخلص۔ میر منصور نام۔ آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے آپ بھی چندیت اُسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک الدنیا ہوئے۔ قلعداری کو ترک کرکے برہانپور مین آئے فقراو مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا چند ہی روز مین درویش کامل و فقیر واصل ہوئے۔ مدت تک برہانپور مین زندہ رہے۔ توکل و قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہین ہوئے۔ نہایت آزادی و بے پروائی سے رہے۔ آپ انسق اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور ہین۔ باقی اشعار کا پتا نہین شاید احتیاط نہونے سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین ہوا

من اشعارہ الھندی

ہم نے جانے تھے کہ دلدار ہمارا ہوئیگا
رمز کرتے ہین رقیبان مجھے معلوم ہوا

یہہ نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوئیگا
انکی قدرت نہین دلبر کا اشارا ہوئیگا

مبتلا۔ الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص۔ الفت خان نام۔ اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ عالم شباب مین ضروری استعداد

استعداد حاصل کرچکنے کے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا آہستہ آہستہ اس بازار ستمین
چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبکخرام ہوا مضامین رنگین وخیالات نگارین کو
آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح سپاہی
وضع خوش طبع تہا بلاغت معانی وفصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ آب رنگ لیاقت
سے مثل گل تازہ۔ مشاہیر منصبداروں مین منسلک آصفجاہی جان نثاروں مین مشہور تہا
لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ خانصاحب فقیر سے بتوسط غلام محمد خان انور
ملے اور رسم اخلاص محبت کو قائم کیا کبہی کبہی غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تہے نیک مرد وعزیز دل
ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکھے انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ
۱۱۸۸ ہجری مین زندہ تہے۔ شعراء اورنگ آباد مثلاً عارف الدینخان عاجز وشاہ سراج الدین
سراج وغلام قادر سامی ومیر آزاد بلگرامی وغیرہ کے معاصر تہا۔ آخرہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین
عالم قدس کا مسافر ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

دل بدن کیون زرد رو اور ناتوان ہوتی ہے یہہ
لٹ پٹا جاتی ہے اُسکی وصف مین میری زبان

ولہ

کچہہ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی
شوخ جب آتا ہے سہرہ سج کے چیرا لٹ پٹا

ولہ

ظاہر مین عشق وحسن مین اتنا ہی فرق ہے
تمنے جفا وجور کئے ہم نے دعا دیا

ولہ

نہین آرام تم بن ہمسری کے دل شکستون کو
کبہو تو یاد کرنا شوخ اپنے خوار وخستون کو

ولہ

کہ نا رو کہ عتاب گہے جنگ گہ غضب
دلبر ہے ان دنون مین دل آزار بیطرح

ولہ

دلکو خوش آتی ہین یہہ دلبر کی ادائین بہولیان
غیر کو دشنام دے کہتا ہے ہمپر بولیان

ولہ

غنچہ وگل خون مین آغشتہ ہوئی گلشن مین صبح
قند قین ہیر کی انگشتون سے جب ہم گہولیان

ولہ

داغ دل یکرہ یہہ بلبل کی نہ عرضین نہان
شوخ لالہ کس سے سنکے ہو یہہ فرمانیان

کوئی اگر پرورد تیرے پاس آزاری کرے — تجھسے غمخواری نہووے بن اور آزار کرے

مہر مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص۔ مہر علی نام آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاعر رنگین خیال خوش فکر و شیرین مقال تھا صغر سنی میں شعرگوئی کا مرض لاحق ہوا تھا۔ روز بروز بڑھتا گیا آپ شعر و سخن کے فریفتہ تھے۔ مرزا مہدی بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتا تھا۔ لچھمی نرائن شفیق کا دوست و عنایت فرما تھا ۱۱۸۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ من شعراء الہندی

خسرو ہمین عشق کی بیداد ہے — جان شیرین جو و با فرہاد ہے

قید سے کیا کم ہے پابند چمن — سرو کو کیونکر کہو آزاد ہے

حشر تک ہرگز نہوئین گے کبھو — ظلم تیرا ہم کو ظالم یاد ہے

ولہ

خاک ہونا کیمیائی عشق کی تدبیر ہے — پارہ بیتابی دل مارنا اکسیر ہے

آبرو پائی شجاعت نے عطائے فقر سے — موج نقش بوریائے جوہر شمشیر ہے

جون صبا یکدم خراشی کرکہ تجھبن باغ مین — ہے گریبان چاک گل غنچہ بہت دلگیر ہے

ولہ

دیکھ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان — عندلیبان پھر کہان اور یہ بہار آ پھر کہان

ولہ

سوز دل سے آہ کی بہڑکے اٹھا دون تو سہی — خرقہ پشمینہ زاہد کا جلا دون تو سہی

ریش قاضی افسر مینا ہے جیون بال ہما — ریش زاہد تخت طاؤسی بنا دون تو سہی

ترش روئی سے ہوئی زاہد کو کہانسی آخرش — اس بہانے اسکو مین دارو پلادون تو سہی

ولہ

پڑہ نماز یار باہر وقت رندون کو نچھیڑ — تجکو اے زاہد پرائی کیا پڑی اپنی نبہیڑ

میکدہ کی راہ اے زاہد نجا جائے خضاب — رند داڑہی کو تیرے دیوینگے لائے می لتھیڑ

یہ دل دیوانہ آہون کے تڑاقے جب جڑے
قید مین جو کوئی سو ہین آزاد اور آزاد و قید

ہوئے زمین کا شق جگر اور آسمان لرز پڑے
قمریان پرواز مین اور سرو کیچڑ مین گرے

مرزا۔ مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص۔ مرزا محمدی بیگ نام۔ اورنگ آباد اصلی وطن ہے منصبدارون مین ملازم تھے فن شعرگوئی مین سحرپرداز تھا اور سخن گوئی مین یکتا و بے انباز تھا سلیم الطبع و فہیم المزاج تھا سخن رنگین کی شیرازہ بندی کرتا تھا تازہ بیانی و پاکیزہ معانی سے دلون کو تسخیر کرلیتا تھا۔ کلام ہندی مین صاحب دیوان ہے فارسی مین کہتے تھے مگر بہت ہی کم۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا۔ آخر سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ الہندیہ

میرا غم نامہ اے قاصد سجن کے ہات بُردیجو
مرزا کو آج حاجت قاصد نہین رہی

یہی مضمون ہے اسکا کہ انجھو آنسو بہکو دیجو
پیغام پہنچتا ہے نگاہ رسا کے ہات

مقدس۔ محمد جان خلد آبادی

مقدس تخلص۔ محمد جان نام۔ روضۂ مقدس خلد آباد کے رہنے والے۔ شاہ برہان الدین غریب کے مجاورین مین سے تھے۔ مستعد طالب العلم تھے فارغ التحصیل نہین تھے مگر ذی استعداد صاحب سواد تھے۔ شعر ہندی و فارسی مین مشق کرتے تھے۔ میر عبدالقادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تھے۔ ذکی الطبع و ذہین تھا۔ شعر خوب کہتا تھا ہم عمرون مین بڑھا ہوا تھا۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تھا سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے اندر ہی فوت ہوا۔ سنجیدہ مزاج و خوش طبع تھا۔ من اشعارہ الہندی

وسیں عزلت مین می حدت کو پیدا کیجیے
خم مین رکھہ بیٹھ دانۂ انگور صہبا کیجیے
تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو
دیدۂ عالم مین نہرے کی طرح جا کیجیے

مضطر۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص۔ شیخ احمد نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ کتب درسیہ علوم سے فارغ التحصیل و مستعد تہا۔ پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کسب مین سعی کرتا تہا۔ زور بازو و محنت سے پیدا کرتا تہا۔ آپکی گذر اوقات تجارت پر تہی۔ شعر گوئی کا شوق تہا اکثر اوقات مشق سخن مین صرف کرتا تہا۔ خوش کلام و شیرین سخن تہا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۹۴ ہجری مین ہوا۔ من اشعارہ الہندی

عبث ہمکو سجن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے
اسی دنیا مین کوئی کسکے کام آتا ہے
جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے جب تب
تمہین یارو کہین بہات کا کچہ انت پاتا ہے

محرم۔ محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص۔ محمد ماہ نام۔ آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کے فرزند ہین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین اکرامی کے نواسہ تہے۔ شاہ صاحب مشاہیر مشائخ دکن سے ہین۔ نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین پنجہزاری منصب و صوبہ داری برار سے ممتاز تہے۔ مدت تک برار مین بہادری و شجاعت سے کام کرتے رہے آخر رگہو غنیم کے جنگ مین صوبہ مذکور سنہ ۱۱۵ ہجری مین شہید ہوئے۔ محرم کے بڑے بہائی باپکے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے رہے۔ محرم منصبدار تہے۔ جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم و ذہین تھا۔ فراست و متانت سے موصوف تھا۔ تھوڑی مدت مین شعرگوئی مین رتبۂ کمال کو پہنچا۔ کم گو تھا جو کچھہ کہتا تھا خوب کہتا تھا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر مین مشق کم کرتا تھا۔ اکثر فارسی شعر کہتا تھا ۱۱۶۶ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نزاکت بسکہ رکھتا ہے وہ دلدار جہان آرا
بجا ہیگا کہ کوئی فرش راہ گلرخان ہوئے
شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار
بہار آوے تو بلبل کو قفس مین قید مت کرنا

ولہ

صفائی آئینہ ہے یار اسکے عکس عالی کا
سلے جیون خار اسکو ہر گل نازک نہالی کا
گل پہ شبنم نہین ہے اسکو می پلاتی ہے بہار
تو ایسا ظلم اس بیکس پہ صیاد مت کیجو

مراد۔ میر منور برہانپوری

مراد تخلص۔ محمد منور نام آپکی ولادت برہانپور مین ہوئی۔ آپکے والد ماجد محمد فخرالدین نصیر آباد خاندیس کے قاضی تھے۔ آپنے تعلیم و تربیت کے بعد شعرگوئی شروع کی موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی کلام موزون کرتے تھے۔ تقدیر ایزدی سے آپکے والد ماجد کا انتقال ہوگیا آپ پراگندہ حال و پریشان ہوئے نواب نجف علی خان بہادر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ نوابصاحب اسوقت برہانپور مین تھے آپکے والد سے شناسا تھے۔ مراد کے حال پر مہربانی کی اور اپنی رفاقت مین رکھا۔ مراد آپکی بدولت بامراد ہوا۔ آخر ۱۲۰۸ سنہ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔

من اشعارہ الہندی

اپنا دامن اشک پرخون سیتی افشان کیجیے
خوب نہین دیوانگی مین شہرت کا بود و باش

بیٹھیے صحرا مین ور سیر گلستان کیجیے
مصلحت یون ہے کہ اب مسکن بیابان کیجیے

کیجیے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا — بے تکلف سیر باغ کوے جانان کیجیے
آخرش ملک عدم کو یہان سے جانا ہے ضرور — بیٹھے بیٹھے فکر کیا چلنے کا سامان کیجیے

مہندی - میر مرتضی اورنگ آبادی

مہندی تخلص - میر مرتضی نام - سید صحیح النسب ہے - اور اورنگ آبادی المولد ہے حیدرآباد مین نشو و نما پایا - ابتدائے جوانی مین بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد پیدا کر لی - اور شعر گوئی بہی شروع کی - مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تہا نقاش فکر کی سعی و کوشش سے نوادر صورتین پیدا کرتا تہا - سرکار بندگانعالی کے منصبدارون مین تہا - لچھمی نراین لکہتے ہین کہ مجھکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین مرہٹہ کی لڑائی مین فوت ہوا راقم نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی - (مہندی شہید شد) اب یہہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوئے گزارش کرتا ہون انتہی کلامہ

من اشعاره المهندی

جب سے تیرے حسن نے گلشن مین بیداد کی کیا — گل نے اپنا اتبک چاک گریبان نہین سیا

ولہ
خار داغون سے جلی ہے لالہ ایسا آگ مین — مین ہزار داغ مجہہ دلپر سراپا یہہ پہیا

ولہ
تجہہ رنگیلے لب کے بوسے نے خواہش ہیچ دل — رات دن جلتا ہی رہتا ہے بغل مین جیسے دیا

ولہ
نان داغ دل ہمارا آب آنکہون کا ہے اشک — عشق کی دولت سے ہمنے خوب کچھہ کہایا پیا

ولہ
بوجھتے ہین چشم کر نرش تجمل خاکسار — نقش قالین سے نہین کمتر ہے معوج بوریا

ولہ
چار دن بچھڑا سجن ہمپر قیامت آ گئی — مہندی حیرت ہے تنہا خضر اتبک کیون جیا

ولہ
ہے کسی نگہ کا تاب دیدہ ہوا — یون جو آئینہ آب دیدہ ہوا

ولہ
گرم جوشی ستی خورشید لقا گہر سے نکل — ہو گئی صبح دم سرد کے بہرتے بہرتے

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ	ولہ	ہوا ہے اُسکے عکسِ رُخ سے رشک گلشن آئینہ
کدہر جاویگا وہ تیر نگہ سینے سنی اُس کے		پہر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نہ ہائین	ولہ	بانکی بہوان چڑہا کر ترچہی کرین نگاہین

ستعد ۔ آقا صابا

ستعد تخلص ۔ آقا صابا نام ۔ آپکا اصلی وطن ری تہا ۔ آپ وطن مالوف سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے ۔ نواب مہمان نواز وغریب پرور تہے ۔ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی ۔ آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے ۔ نواب کے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے ۔ آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تہا ۔ پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دِلّی روانہ ہوئے ۔ اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے ۔ شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے ۔ نواب شہید کی توجہ و عنایت سے ستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے ۔ آپ خوش اخلاق تہے پاکیزہ رو و پسندیدہ خو تہے ۔ عضدالدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکہتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے ۔ باجے راو کی لڑائی مین سرِ سواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی ؎

بہر مدد نمودنِ تو مرتضی علی شمشیر خویش داد بسید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے وگرنہ آپسے ناخوش ہون گے ۔ آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکھا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا۔ آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے۔ شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرائف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ھ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین مہینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھہ ہوا مگر مفید نہین ہوا۔ اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہہ ایک غزل ملی۔ باقی نادر الوجود ہے۔ شاید تلف ہو گیا ہے۔ من الشعراء الفارسی

اسیرم ہجرم زندگانی را تماشا کن ... بمردم از فراقت سخت جانی را تماشا کن

بگلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد ... زپا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن

بیادت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی ... ز در غافل در آغوش نہانی را تماشا کن

ز رنگ اشک گلگونی رخ زردم بہجرای گل ... بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن

گذاری کن بمن اے ابر نیسان کرم انگہ ... ز بحرین دو چشم درفشانی را تماشا کن

بیا یکدم بہ بزم مستعد اے غنچہ خندان ... رخ زرد و سرشک ارغوانی را تماشا کن

مبارک ۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص۔ مبارک خان نام۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہین آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب و مقرب تھے بد زبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کاشغری کے ہاتھہ سے بزخم تلوار آبدار زخمی ہوے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح و سلامت رہے۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوے۔ آخر [illegible]

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہرشناسی سے منصب مقرر کردیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادے میان مبارک ہی سرکار آصفجاہی کے منصب دار و جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشتی متعلقہ برار مین تھی۔ اور آشتی مین نیازی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کھنڈر و نشان تک بھی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین میر افضل ثابت نے مبارک خان ثانی کا حال لکھا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبھی غزل و رباعی بھی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تھے۔ آپکی وفات تقریباً سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین واقع ہوئی آشتی مین مدفون ہوئے من اشعارہ

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ دریدن باقیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی میکدہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون۔ رائے مدن سنگھ

موزون تخلص۔ رائے مدن سنگھ نام۔ آپ قوم کایتہ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبۂ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبۂ اکبر آباد تھا۔ آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ خاطر ہوکر دلی مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگھ مدن سنگھ کے والد نواب غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ کی سرکار مین تھے۔ اول دار الانشا مین میر منشی تھے۔ پھر نواب صاحب کی مرحمت سے سہ ہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوئے

اور رائے مدن سنگ نواب آصفجاہ کی سرکار مین مستوفی الملکی کی خدمت پر ماموُر تہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین دو ہزاری منصب و علم و نقارہ و خطاب راجگی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفی نگر متعلقہ حیدرآباد دکن کی حراست آپکے متعلق ہوئی۔ آپ مدۃ العمر قلعہ کی حراست مین مشغول رہے یہانتک کے فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور اسپر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ مین ہمت و جوانمردی سے ثابت قدم و مستعد رہا آخر کئی زخم بندوقون کے اٹہائے قلعہ سے باہر نکلے انہین زخمون کے صدمہ سے پچاس برس کی عمر مین ۱۱۹۶ھ ہجری مین اس جہان ناپائدار سے دار القرار کا سفر اختیار کیا۔ ذی استعداد و صاحب سواد تہا سخن سنجی و تاریخ گوئی مین یگانہ ظرافت مین و لطافت مین مشہور زمانہ تہا۔ انشا پردازی مین بے نظیر و سخن دانی مین روشن ضمیر تہا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دوست گرفتہ تہا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے دربار مین معزز و مکرم تہا۔ آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح مین لکہا تہا ہم وہ قصیدہ ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ آپ صاحب دیوان تہے افسوس مولف فقیر کو آپکا دیوان نہین ملا ہان اشعار منتخبہ ملے ہین وہ بہی ہدیۃً ناظرین کیے جاتے ہین

من اشعارہ الفارسی

گرد گلشن جلوۂ رنگین یار آئینہ را	سیر سد بعرض قدم بوس از بہار آئینہ را
روش قد تو دیدہ کہ دارند زہر رو	دایم انگشت ندامت بلب خود جو ہا
شب کہ یا ما ہروئے در دل من راہ داشت	چشم گریان از خیالش یوسفی در چاہ داشت
بیجا کنند غمزدگان شکوۂ فلک	سوزون چہ فتنہاست کہ در چشم یار نیست
لب او گرد برین صحفہ تبسم آشنا گردد	دل ز با بود گل ستی ز می آب از گہر گیرد
از اخگر و سپند تپیدن خریدہ ایم	از آبشار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم — روکشش آفتاب می بینم

بسکه من شیفتهٔ چشم سیاهی شده ام — سرمه گون پرتو مهتاب شود در باصرهم

سخت حیرانم چسان برمن گوارا کرده — حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن

زسر کوی تو رفت آئینه ترسان ترسان — چید گل از چمن حسن تو از دامان

میکند صید خود این کج کلهان را آسان — آفریده ست خدا آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بمدح یگانهٔ خسرو نموده رنگین قصیدهٔ سحر — که حسن هر حرف اوست روشن ز آب خود همچو شمع گوهر

نوید نصرت ز حرف هاتف رسید وقت سحر بگوشم — که رخم رنگین چو گل نماید نثار سلطان فیض گستر

برای تحریر مدح وصف جهان خداوند مهر سیما — گرفته ام از بیاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور

ز زلف سنبل کشیده مسطر قلم گرفتم چو شاخ نرگس — ز مشک اذفر مداد کردم ولی مخمر بآب کوثر

دبیر گردون اگر ببیند عروج فکر فلک خرامم — بذوق خواهد قصیدهٔ من گهر فشاند ز عقد اختر

زهی جوان بخت بادشاهی که هست ایم ابن نصیر الدین — جهان ستان و ظفر نصیب و فلک شکوه و زمانه داور

بعدل گستری بتعمد ز دارا برور رستم بجود حاتم — بتخت سرور بعزم برتر بتعبیر قیصر بدل سکندر

برای نظم امور گیتی بود موافق بفکر و دانش — هر آنچه آرد قضا با منظاهر آنچه دارد قدر مقدر

ز رش چو قارون سخا چو حاتم چو اسکندر ز سکت عهدش — لبش چو عیسی یدش چو موسی خطش چو یوسف دلش چو حیدر

چرا نبالد جهان به وش که حرف عدلست همت او — چرا نناز و جهان بعهدش که جرم بخشش است بنده پرور

چرا نباشد غنی و مسکین بلذت عیش محفل آرا — که دور او هست راحت افزا ببزم چو دور ساغر

کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون — که پیر گردون پیش رایش بود سبق خوان چو طفل اصغر

ز ذات والا صفات ناصر بود جهان را بهار خوبی — بعز و اقبال و فتح و دولت چو خضر سازد خدا معمر

مسرت - شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص - شیخ وزیر علی نام شرفاء دلّی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق و فائق تہا - حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد - سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین آیا - مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین بارباب ہوا - بہادر موصوف نے آپکا دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے - چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کئے آخر سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے - محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے - من اشعارہ

اگرچہ روتے روتے کہوئین آنکہین	نرکہا دیدۂ خونبار پر ہا تہہ

مرہون - مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص - مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے - آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوے - شہر دلّی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلّی مین ہوئی - نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا - میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے - جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے - میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے - خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی - مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین دلّی سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے

راجہ چندو لال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپئے ماہوار مقرر ہوئے خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تہے۔ اہل دکن کے ساتہہ مثل شیر و شکر تہے یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تہے آخر آپ تقریباً سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ من ۲ اشعارہ

پہر آرزو سے دلکو حسرت نے خون کیا ہے جز ایک نگاہ خشم کبہی اُسکی خو نہین	گردن پہ پاس کے ہے خون اپنی آرزو کا قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مشتاق ۔ حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص۔ محمد تاج الدین نام۔ آپکا اصلی وطن میرٹہہ ہند ہے۔ آپکی ولادت میرٹہہ مین ہوئی۔ نشو و نما بہی وہین کی سرزمین مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین وطن لوفہ سے دلی مین وارد ہوئے۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کرکے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تہی۔ صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے۔ کلام شستہ و سنجیدہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجۂ استادی کو پہنچے۔ آپ دلی سے لکہنو گئے۔ وہان مشاعرے مین داخل ہونے لگے۔ شعراء لکہنو کو طبیعت کے جوہر دکہانے لگے۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکتے تہے۔ کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تہا۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تہا۔ آپ مدت تک لکہنو مین رہے۔ پہر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ ماہ لقا بائی عرف چنداجی کی خانقاہ مین فروکش ہوے چند روز کے بعد حیدرآباد مین آپکی شہرت ہوی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار مین ہوا اُسیوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار مین رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسیوقت خلعت عطا کرکے دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کردیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر مین اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے آپکی عمر قریب سو برس کی تہی۔ آخر اسی شہر مین سنہ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر چہرہ کشادہ کوہ چشم تہے۔ من اشعار الہندی

جسکو چتون تیری بیکسی نظر آئی ہوگی	بے اجل اُسنے کنی ہیرکیکے کہائی ہوگی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی دو	ہے یہہ ہی فسانہ شیرین ایک بری دیوانی دو

محسن۔ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا شیرازی کا فرزند ہے۔ علم و فضل مین ہوشیار و لائق تہا۔ اور شعر گوئی مین بہی فائق تہا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے خوش صورت و نیک سیرت تہا۔ صاحب مروت و الفت تہا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا۔ ہمدان سے ہند مین وارد ہوا۔ اولاً احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد مین دیکہا چندروز قیام کرکے حیدرآباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت مین پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ محسن کے ہم وطن تہے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ نے مہمان کی بڑی خاطرداری و مدارا کی۔ اور بہت کچہہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن مین

خوش خرم رہا آخر وقت ہو گو د ۱۰۵۰ہجری مین فوت ہوا۔ ص ۲ الشعرا الفارسی

غرور حسن نگذارد کہ یاد دوستان آرد		الٰہی تیرگی بخشد کسوفی آفتابت را

میرک ۔ میرک معین سبزواری

میرک تخلص۔ میرک معین نام۔ آپکا اصلی وطن سبزوار ہے۔ وطن کی آب و ہوا مین آپکا نشو و نما ہوا۔ سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کین۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے۔ طبیعت مین فراست و متانت تھی شعر گوئی مین مشہور و معروف تھے۔ آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ مین زمین ہند مین وارد ہوئے۔ خادمین سلاطین قطب شاہیہ کے حیدرآباد دکن مین پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا۔ بادشاہ کی خدمت مین ملازمت حاصل کی۔ بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ محبت رکھتا تھا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کردیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال فارغ البال رہے آخر سنہ ہجری مین بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدرآباد مین فوت ہوئے۔ ص ۲ الشعرا الفارسی

خضر گاہے خود نمائیہا بمردم می کند	ولہ	یا فنت ہر کس دوستی خود را چرا گم میکند
در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل		تا شمع روئے دوست نیابد نشان من
ہا کسے یکدم آشنا نشدیم	ولہ	کہ چو مژگان زہم جدا نشدیم
جز رفیقی غم و تنہائی		با عشق با خود آشنا نشدیم

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تھا - صاحب علم و فضل تھا - انشا پردازی و عبارت نویسی مین بے نظیر تھا - منشی و شاعر ناظم و ناثر تھا - شعر خوب کہتا تھا - اُسکا کلام رنگین و نمکین ہوتا تھا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تھا - کلام کے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے وطن سے احمد نگر دکن مین آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے نبیرہ کے دربار مین باریاب ہو کر منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی و خرمی سے بسر کرتا تھا آخر سنہ ۹۷۲ ہجری مین فوت ہوا - احمد نگر مین مدفون ہوا

من اشعاره الفارسی

برہنہ پائی منہ بر زمین کہ از ہر سو	برہگذار تو دلہا چو اخگر افتادست

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدرآبادی ہین - فن ڈاکٹری مین سند یافتہ ہین - بھونگیر علاقہ سرکار عالی کے شفاخانہ مین ڈاکٹری خدمت پر مامور ہین خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہین - امیر و فقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہین - خلائق آپکی ممنون و مشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ مین شفا پاتے ہین مشہور ہے کہ آپکے ہاتھہ مین شفا خداداد ہے - آپ فارسی مین اچھی استعداد و مہارت رکھتے ہین شعر گوئی و سخن سنجی کے شائق - آپکو میر سرفراز علی و صفی الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۲۹۵ ہجری سے تلمذ ہے - آپ صفی کے تلامذہ مین رشید و لائق ہین

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہیں۔ آشنا پرور و دوست نواز ہیں آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی۔ ادام اللہ بقاہ۔ **من اشعارہ الھندی**

تھام کر دل وہ بھی رو ئین ایکبار اتنا تو ہو
لامکان پر چھت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
ہنس پڑے وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو
نالہ آتش فشان کبتک یہہ ٹھنڈی گرمیان
اے خدا مجکو بنا دے اب تصور غیر کا
معنی لاتقنطوا سمجہادو آکر خواب مین
وہ ادہر بیخود رہے اورمین ادہر بیخود رہون

میرے نالون مین اثر پروردگار اتنا تو ہو
خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو
آنکھ سے ٹپکے محبت دلمین پیار اتنا تو ہو
جل بجھے کون و مکان توشعلہ بار اتنا تو ہو
اُن کے دلمین جا کے اُون اختیار اتنا تو ہو
پھر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو
لطف اسے آئے ام بوس و کنار اتنا تو ہو

معلی۔ محمد مظفر الدین حیدرآبادی

معلی التخلص۔ محمد مظفر الدین نام۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدرآباد ہے آپکے جد بزرگوار وطن سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی۔ معلی کی ولادت خاص حیدرآباد مین ہوئی۔ عالم شباب مین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کرکے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے۔ فی الحال آپکی عمر قریباً ساٹھ برس کی ہے سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ کلام درست و صاف ہے۔ اب آپ استادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبہ اس فن کے آپکے شاگرد ہین۔ ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے۔ **من اشعارہ الھندی**

دل سے دہیان اُس شوخ کا جاتا نہین | غیر کا ہرگز خیال آتا نہین
ہرطرف اُس شوخ یکتا کے سوا | دوسرا کوئی نظر آتا نہین
ہے جرم گنہگاری کا خوف | ورنہ مین مرنے سے گہبراتا نہین
اسقدر محو جمال یار ہون | مجکو اپنا ہی خیال آتا نہین

وله

چال کچہہ غیر نے چلکر ہے بچہائی شطرنج | آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون - خواجم قلیخان

موزون تخلص - خواجم قلیخان نام - ذوالفقار الدولہ قائم جنگ خطاب - آپکے والد نذربی ترکمان شرفاء توران سے تہے - سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تہے - ہند مین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کے طرف سے بتقریب سفارت آئے - اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے - مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولباش خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بہیجا - اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول ہوا - قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلر بیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بہائی کے پاس آیا - خواجم قلی خان مذکور اُسوقت ایک سالہ عمر رکہتا تہا - بچہ شیرخوارہ تہا بلگر بیگی خان سادات بارہ کی توجہ سے انڈو کی قلعداری و فوجداری پر رحمت خان کی جگہ پر مقرر ہوا خواجم قلیخان بہی بہائی کے ہمراہ تہا - چند سال کے بعد آپکا بہائی عارضہ جنون سے فوت ہوا - نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورشی کا بوجہ سر پر آیا عالم شباب مین تہا سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہونیکے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے - آپنے راستہ مین خواجم قلیخان کو

ہمراہ لیا۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کر کے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا۔ پھر کون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ خواجہ مدت تک اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا۔ چند ہی مہینے نہین گذرے کہ معزول ہوگیا۔ بعد ازان کبھی بگلانہ کی فوجداری کبھی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امراء نامی مین ناموری حاصل کی۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا۔ ہمعصرون مین معزز و مکرم ہوا۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا۔ اُسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال و خستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جالگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر ۱۱۷۹ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تھے۔ سلام کے وقت محبت سے سپر ہاتھ رکھتے تھے۔

قاقشالی تحفۃ الشعرا مین لکھتا ہے کہ خواجم قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلقی و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تہا۔ شعر گوئی مین بھی لیاقت و سلیقہ رکھتا تہا۔ ہندی فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تہا۔ آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین۔

من اشعار الفارسی

الٰہی بر فروز از برق حرارت شمع جانم را	برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را
بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن	ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را
تنم چون مور نازک شد ز ضعف خود پرستیہا	توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی کن — ز سوز سینه روشن ساز مغز استخوانم را

ز بس خورده است از جوی وحدت گلبن طبعم — نسازد فرق کس از برگ گل برگ خزانم را

دلم همچو صدف دارد امید قطرهٔ از جودت — گهرافشان ز جود خویش کن یارب بانم را

ز پندار خودی یارب تهی کن خاطر موزون — چو نی دمساز کن با نغمه پردازی هانم را

وله

نهان چون غنچه نتوان کرد در صد پرده راز اینجا — چو شمع آرایش دل گل کند سوز و گداز اینجا

جنونم همچو گل خندان و من چون غنچه دل تنگم — که جز چاک گریبانم نشد کس چاره ساز اینجا

به پیش چشم مستت نیست کارم جز بسجود امشب — چو مینا می کنم در عین مستیها نماز اینجا

بیاد قامت شوخی که از خود رفته ام یارب — بچشمم هر گیاهی می نماید سرو ناز اینجا

ز سوز شمع آید نکهت مشک ختن هر دم — اگر گویم سخن امشب از آن زلف دراز اینجا

زیکرنگان عشقش زاهد از مشرب چه می پرسی — میان مسجد و میخانه نبود امتیاز اینجا

براه عشق منشین یکزمان بی چشم تر موزون — چو شمع از کف مده سررشتهٔ سوز و گداز اینجا

وله

ز بس دارد صفا از جوش حسنش بگرم امشب — بجای اشک ریزد گوهر از چشم ترم امشب

بیاد چشم مخمورش ز بس از خویشتن رفتم — چو نرگس مست حیرت گشت کف بر ساغرم امشب

خیال شمع رخسار که دارد گرم پروازم — که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب

بسان شمع سرگرم است بهر سوختن آهم — نمیدانم هوای کیست یارب بر سرم امشب

نمیدانم بسینه آتش روی که شد داغم — که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب

ز بس یاد بنا گوشش بهم آغوش خیالم شد — توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب

بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من — ز بس تابید از خورشید رویش اخترم امشب

ز بس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او — برنگ غنچه می ماند قبای اخگرم امشب

ندارم بر رخ آرائے نگہ موزون   طپیدن می برد دل را برنگ دیگرم امشب

ملا عبد القیوم

ملا تخلص۔ عبد القیوم نام۔ تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو مین محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار مین معزز و مکرم تھے ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو مین جاری رہا۔ ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلیٰ مین ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی کے عہد مین بلدہ برہانپور مین آئے۔ اور وہان سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے۔ طلبہ کے درس تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ گوشۂ عزلت مین گوشہ نشین تھے۔ ملک قناعت مین حکم رانی کرتے تھے۔ قانع و صابر تھے۔ باشندگان برہانپور کیا امیر کیا امیر و فقیر حضرت شیخ کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے۔ آپ بروز جمعہ جامع مسجد مین وعظ فرماتے تھے۔ فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے۔ تفسیر قرآن و تشریح احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین کے دلون پر موثر ہوتی تھین۔ اور بزرگ شیخ کے کلام مین وہ اثر تھا کہ سامعین وعد و وعید کے بیان سے کبھی روتے تھے۔ اور کبھی ہنستے تھے۔ آپ مدۃ العمر برہانپور مین رہے آخر وہین فوت ہوئے شیخ کے اولاد مین شیخ عارف مولداً برہانپوری تھے۔ یہہ بزرگ بھی بزرگان سلف کے قدم بقدم تھے۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف و بزرگی اور مشیخت مین معروف تھے۔ آپکے فرزند شیخ معروف بھی حافظ قرآن و قاری تھے انتہیٰ کلامہ

نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ حافظ شیخ معروف نے نواب لاجاہ کے عہد مین برہانپور سے

مدراس مین وارد ہوکے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام حمید مین اوقات
شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتھہ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم و تکریم
کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار مین ملازم
تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس مین
واقع ہوی۔ چنانچہ آپکا حال صدر مین لکھا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف
ہین آپکا حال بہی ردیف واو مین مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبد الباسط عشق
تخلص ہین آپکا ذکر خیر بہی ردیف عین مین لکھا گیا ہے۔ ملا عبد القیوم صاحب ترجمہ حضرت
عشق کے فرزند دلبند ہین حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد مین مدراس سے
مع عیال و اطفال حیدر آباد دکن مین آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ مین چند
مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوئے۔ آپ حکیم حاذق و طبیب
فائق تھے طب یونانی کے ساتھہ ڈاکٹری مین بہی مہارت کامل رکھتے تھے۔ شبانہ روز آپ
بنی آدم کے علاج مین بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تہا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک
برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و بسیار یاد و سیر تھے۔ فن شاعری مین استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس
و حیدر آباد دکن مین آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضون کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی
کے ساتھہ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدر آبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے
آخر آپنے شہر حیدر آباد مین رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد والمنشا ہین باپکے
ہمراہ مدراس سے حیدر آباد مین وارد ہوئے۔ ابتدا مین والد ماجد کی خدمت مین تربیت
و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہندو دکن سے ختم کین۔ علم و فضل کے
لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کڑوہی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور
آپ موزون الطبع تھے۔ شعر و شاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی رضا صاحب
شوستری سناد الملک طوبی کی خدمت مین مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپ کا
کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام مین مابہ الامتیاز نہین ہوتا ہے
جو کچھ موزون فرماتے ہین مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے۔ بیت نواز
و غریب پرور تھے امیر و فقیر آپکی نظر مین مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ مہمان دوست تھے واردین و صادرین کی نہایت ہی خاطرداری و مدارا کرتے
تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافرخانہ تھا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تھا۔ صبح و شام
آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام رہتے تھے۔ آپنے تا مرگ مہمانداری
و غربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردی قوم مین بے نظیر تھے۔ درمے قلمے
زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تھا دریغ نہین فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین و مددگار رہتے تھے
اور ہر ایک کے لئے سعی و کوشش مین کوتاہی نہین جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدر آباد
آپکی سفارش و سعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ
شبانہ روز قوم کی خدمت و سرپرستی مین کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی و غمخواری
قدرۃً آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہین کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوی
کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے مین جسقدر محنت و جانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے
ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت مین بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغۂ مجیدیہ
اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندھ سندھ سے گجرات
وغیرہ ممالک مین سفر کیا۔ تا مرگ چندہ جمع کرنے مین مصروف رہے۔ افسوس کہ ملا صاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس چندہ حجاز ریلوی برخاست ہوگئی
آپ ابتداءً محکمہ گرنیٹر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست
ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چندروز کے
بعد ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے
چارسو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھہ
وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۱۳۲۳ سنہ ہجری مین فوت ہوے
حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی
بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی
عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے
آراستہ ہے۔ خدا تعالی انکو خوش خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے
اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت
خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین
موزون کیا تھا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

بیا ز زلف و رخ آن نگار گریہ و خندد — مریض عشق بلبل و نہار گریہ و خندد

چنان بعشق تو رسوا شدم کہ دشمن و دوست — مرا بہ بیند و بے اختیار گریہ و خندد

نشان گریہ و خوبیست خندہ عاشق را — ببین صراحی مے آشکار گریہ و خندد

چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذراند — عبث بزندگی مستعار گریہ و خندد

دہان خندہ بگو ہم یا کہ دیدہ خونبار — جراحت نظر دل فگار گریہ و خندد

وله

در حریم وصل او دامان اگر پیچیده ام — دامن حشر است پنداری که بر پیچیده ام

گو سیه روزم ولی چون شام ای خورشید روی — آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام

جعد او همچون سیه ماری که باشد شعله دم — می نماید چون بران موباف زر پیچیده ام

بر ورش ملا بشکل حلقهٔ بیرون در — سر بسر سر تا بپا پا تا بسر پیچیده ام

وله

آنکه را زست نگردد باز تقدیر است این — وانکه باز است نه بیند چشم تصویر است من

از سپهر جان نگذرم خود را رسانم تا به دوست — گر ازین تدبیر ناید کار تقدیر است و من

ذره ذره محو دیدار رخ پر نور او — نی همین خورشید و مه حیران تنویر است و من

وله

افتادگی مقابل خصم زبون مدان — چون شیر در کمین و نهیم سینه بر زمین

گر آن رقیب کرده جدایم ازو چه باک — شیطان و آرمند پی کینه بر زمین

ملا حکایت دل و جان دادنت بیاد — ماند بیادگاری دیرینه بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام که گفته (مادر بحلال به که دختر بحلال)

غافل ز سرائر شعار اسلام — جاهل ز شرایع و نصوص احکام

مادر چو بکار برده ای خیام — دختر البته بر تو گردیده حرام

وله

از آتش فرقت تو ای میر حسین — سر تا قدم شده ست رشک گلشن

یعنی که چو طاؤس بباغ حسرت — صد دیدهٔ انتظار وا گشته ز تن

وله

مینا آسا ز سربلندان باشی — چون باده بکام مستمندان باشی

ای گلبن امید بباغ جاوید — چون گل بفشانی زر خندان باشی

قصیدهٔ غرا بجواب طوبی بتقریب سالگره بندگان عالی جناب شره

شود چو زلف گره‌گیر تو بحال گره
مسلسل است ز خال تو در خیال گره

بروی خال چو از موی میزنی گرهی
فتد بسلسله مویه ام ز خال گره

خیال خال گره میزند بهر دل صاف
چنانکه بلبله بسته است بر زلال گره

چو دام زلف بچینی بگرد دانهٔ خال
کبوتر دل ما را زنی به بال گره

تو شحنه و عسسی دزد خال را بهمین
که برزنی همه بر گردن رجال گره

گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید
چنانکه بسته شود بر سر عقال گره

بکار و بار دل خلق تا گره زدهٔ
فتد بتار تو از صنع لایزال گره

دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن
ازین جهان آبندی بران غزال گره

از آنکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط
نهادهٔ همه از خوف انتقال گره

گره فتد بدلم زان دو زلف پر چینت
چنان بر آب زند جنبش شمال گره

رخ تو گنج صفت زلف پرشکن بر جنت
چو اژدری که همی برزند بال گره

چو آفتاب جمال تو سر نهد یا قول
زنی بزلف گره‌گیر بر جمال گره

بهر گره که ببندی کشوده عقدهٔ دل
بلی به بست و کشاد دل ست دال گره

ز بستن تو کشاید دری بخسته دلان
جزت که بسته بر ینگونه محال گره

ز مشکسائی هر عقده ات مگر ایزلف
بخون ختنک زند نافهٔ غزال گره

بسان سلک درر آری بهم بود بنظم
چگونه بسته ایزلف زاعتدال گره

دلی بهر گرهٔ زلف تو بدان ماند
که غنچه به بر شاخ و بر نهال گره

زبسکه بر سر مویت گره زنی بگره
هماره روز و شبت هست اشتغال گره

گره زده بگره از برای آنکه دلی
نریزد از گره و زد باحتمال گره

ازانکه وعده فراموش میکنی ز لفت — همیزند همه بر وعدهٔ وصال گره

ازانکه دور و تسلسل محال میداند — عقول فلسفیان زن باعتقال گره

سرین تو دو جبال و میان تو یک موئے — چه معجز ست بیک موئے بر جبال گره

کمندِ زلف و خدنگِ نظر بدل بندد — چنانکه در دل اعدائے شه بنال گره

چو رشته گره سال شه ببے اے سرو — زنے بکاکل خود هم علی الطوال گره

چو عمر شاه درازی و پر گره اے زلف — مگر که میشود امروز جشن سالگره

چه جشن جشن شهی کز کمال محبوبی — ملک ز بوسه زند بر سر لغال گره

بدین خیال که شاید رسد بتکمهٔ شاه — ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره

برشتهٔ چو گره میفتد شود کوتاه — مگر چو صفر عدو بر فزوده سال گره

باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال — ابر شماره هر ریزهٔ رمال گره

بقلب تست چو آدم لآلی بسیار — ببد سگال تو افتد در انتسال گره

شہا بابرو تو کان ز و قوس او ادنی است — مباد هیچ گه از غصه و ملال گره

برشتهٔ امل و شمنت کمند مثال — همی فتد بتو الی و اتصال گره

چو رشتهٔ املش خواستی شود کوته — سر عدی تو گردیده بر نصال گره

زانکه سفته سنانِ تو بند بند عدو — پدید گشته ز سر تا بپائے نال گره

حباب گجه هیجا مفارق اعدا — سمند تست نهنگش ببال و یال گره

ز سهم رمح تو دشمن کمر گسسته شود — چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره

مگر کمند تو بسته ست دست و پائے عدو — دیا که بسته باطراف و خیال گره

اگر عدو سے گره بر همی برد گر ہے — ز لانه لیل نیفتد بلا زوال گره

هلال تا که رکاب تو گردد از سر شوق — بزیر آید و گردد بدبر دوال گره

هلال آید و گردد نعال شبرنگت — چو میخ خورده ثوابت بران نعال گره

ز رشک خنجر شه چونکه ناتوان بی است — زبدره برزده خود را بدل هلال گره

ز بسکه شاه بود با کشاده پیشانی — نزد ز چین بجبین یار برد لال گره

کشود نافه و بشگفت غنچه از خلقت — بهیچ شئے نه پسندی بهیچ حال گره

گره نماند بجائے بغیر قلب عدو — از انکه هست همه دال بر ملال گره

بسعی باطل او بین که بر جبین عدو — ز قطرهائے عرق بسته انفعال گره

نسیم حکم تو زلف بتان پریشان کرد — از انکه بسته بدلها باختفال گره

بتحصلاش نه پسندی گره ازان پیشاه — که عادلان نه پسندند بر خال گره

زبسکه صیت نوال تو رفته در عالم — بار ستجال زر دستند بر رحال گره

رحال را بسر پشت جمال می بندند — چنان جمیع حرم بهر ارتحال گره

همین نطاق زر و طوق گوهرش بخشی — بدو زپوزنه بسته هست بر بغال گره

بصرهائے زر و سیم چون گره بزنند — گشاده زسر شان نواز نوال گره

گه نوال تو مداح همچو بازرگان — نموده پر ز گهر بسته بر جوال گره

ز مشت مشت جواهر که میدهی ریزند — فتاد بر دهن سائل ز سوال گره

چنان یراق دهی با عراقیان براق — ز تنگهائے زرین بسته بر جلال گره

موطلفم بمدیح تو در و کن ثناها — همیشه داده کمر را با متثال گره

چو هست هیچ کسے تا که قدر من داند — زدم بدامن عزلت به اعتزال گره

رسد بخاک نشینان رشحت از فیض — ز قطرهائے سحاب است بر طلال گره

شکسته حالی من از زبان حال شنو — نه از مقال که گرد لب سوال گره

چنان رسم گرهہای کار خود بتو عرض — فتد چو در گره ہم بے مثال و مال گره

مرا ز چشم وفا نیز این اشاره رسد — که در وجود و عدم ہر دو نشان آل گره

شہا منم که بسی عقدہ ہای لاینحل — کشوده ام بمقالات انفصال گره

چو نیست مادح شه عجمی لال زبان — چرا بمدح بیفتد گه مقال گره

مرا که طبع روانست چون فرات نشد — جبال قافیه ہا یم بقیل و قال گره

نہم چو نیل بکہسار نغط روی سخن — روان کنم و نیابد دران مجال گره

ز تیز زبانی من بین درین چکامه نغز — همه بسلک سخن گشته چون لآل گره

سخن گره بزبان سخنوران کردم — چنانکه گشته سخن بر زبان لال گره

سخنوران زمانه گره بسی زده اند — نیافته ست بدینگونه انحلال گره

مرا بعرض ہنرہا کشایشی دگرست — اگرچه طبع ملولم شد از ملال گره

اگرچه بسته وبکشاده ام گره صدبار — ولی نه بسته یکی ہم با بتذال گره

صبا بگو بغزال غزل سرا از من — که نافه تو نه بسته بدین کمال گره

گره ز بسته ام وبسته ام گہر انصاف — ہمین بعرض رسانید از زبان حال گره

من ۲۰ شعار ۲۸ الھندی

کیا نمایاں چشم شوخ تیغ زن آہن میں ہے — ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن میں ہے

یہہ وہاں قفل ہے یا قفل وہاں یار ہے — کہئے آہن میں دہن ہے یا دہن آہن میں ہے

ہے یہہ بہتے خون کے کیا آپکی تلوار پر — یا کہ آب تیغ سے پہولا چمن آہن میں ہے

آب تیغ ناز کی چادر سے سِلتا ہے کفن — تیرے کشتوں کے لئے قاتل کفن آہن میں ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہر دار کی
یا زبان تیغ کافر کا بھجن آہن مین ہے

زندہ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا
دیکھیے آب بقا کیا موجزن آہن مین ہے

سر سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا
گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن مین ہے

ولہ

چھت آسمان کی توڑکے چھپر بنائین گے
ساماں لے کہاں ہے جو ہم گھر بنائین گے

یہہ دل ہمارا خانۂ کعبہ نہین کہ آپ
توڑین گے بار بار مکرر بنائین گے

تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب
ان گلرخون کیواسطے مسطر بنائین گے

تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری
عاشق تجھی کو تجھپہ ستمگر بنائین گے

رباعی

ہے مجھسے وہ دور اور ہے دمساز رقیب
یہہ اپنے ہین تقدیر وہ اسکے ہین نصیب

کہتے ہین قیامت تجھے عالم مین تمام
حیران ہون کہ پھر کیون نہین تو مجھسے قریب

غزل

گرچہ پامال ہین پر تجھکو دعا دیتے ہین
ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہین

نہ سہین ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم
ہم وفا کرتے ہین وہ داد جفا دیتے ہین

سچ بتا دعوی مسیحائی کا پھبتا ہے کسے
تری بیداد کو ہم مرکے جلا دیتے ہین

لاکھہ لاکھہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا
سرو مہرون کو وہ اپنا کف پا دیتے ہین

کسطرح کھا گئے ان سیمتنون سے دھوکا
نقد دل آپکو لالا یہہ بھلا دیتے ہین

محمود - حافظ غلام محمود

محمود تخلص ۔ غلام محمود نام ۔ ابو المعین کنیت ۔ آپکی ولادت باسعادت بانگر عرف ادھونی مین واقع ہوئی ۔ اور آپکا نشو و نما وہان کی آب و ہوا مین ہوا ۔ آپ عالم شباب مین تقریبا پندرہ سولہ برس کی عمر مین علم قرأت و تجوید مین عالم باعمل تھے ۔ حافظ قرآن تھے ۔ آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تہا کہ کبھی تلاوت قرآن مین سہو خطا نہین فرماتے تھے۔ جب تراویح
مین قرآن سناتے تھے آپکی اقتدا مین سولہ سترہ حفاظ ہوتے تھے۔ تراویح کی نماز مین کسی
حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہین آتی تھی۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑہتے جاتے
تھے۔ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تہا۔ عین عالم شباب
مین آپکے دل مین یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہیئے۔ بناءً علیہ
وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن مین آئے۔ دو سال تک شہر مین بسر کرکے وطن
مالوفہ مراجعت کی۔ اور جسقدر مال کسوبہ ہمراہ لیگئے تھے والدین کی خدمت مین بطور
نذرانہ پیش کردئے۔ والدین کے فرمانے سے شادی کرلی۔ جو کچھہ والدین نے شادی مین
خرچ کیا تہا۔ آپنے تمام صرفہ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ شادی کے صرفہ سے
والدین کو زیربار نہین کیا اور آپ تا بزندگی جو کچھہ پیدا کرتے تھے اپنے ذاتی اخراجات
کے لئے رکھہ کے باقی تمام والدین کی خدمت مین گذرانتے تھے۔ والدین کی زندگی تک
وطن مین سکونت پذیر رہے۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد مین آئے
محلہ براق پنچی مین فروکش ہوئے۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تہی اور اہل صدسے
حسن ارادت تہی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدر الدین صاحب و حضرت
مولانا شاہ سعد اللہ وغیرہم کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے۔ اور مولوی حافظ
شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت
پائی۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان مین نواب صمصام الدولہ کے جلوخانہ
کی مسجد مین نماز تراویح مین ایک شب مین قرآن ختم کیا۔ نہایت خوش الحانی سے سنایا
سامعین نے توجہ سے سنا۔ نوابصاحب آپکے حالات سے واقف ہوئے فوراً آپکو حضور مین

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کرکے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ
ماہوار و طعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب
ترجمہ مدت تک نواب ممدوح کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین
فریزر صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑھنے کا شوق ہوا۔ دیوان صاحب
کی خدمت مین لکھا کہ کوئی لائق منشی بھیجئے۔ دیوانصاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔
منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق و فائق ہے
مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر
کے پاس رقعہ بھیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بھیجدیا۔ دیوانصاحب
نے حافظ صاحب کو ماہوار پچاس روپیہ دار الانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک
سالار جنگ و رزیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس بھی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی
تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے
عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوے تب مدار المہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس
روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے
کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کرکے دوسو ماہوار
مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت نیابت دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت
عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان
والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدار المہام نے دیکھا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام
نہایت دیانت و امانت کے ساتھ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سرمو کوتاہی
نہین جائز رکھتے ہین اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپئے اضافہ کرکے

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبداروں کے
زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا زندگی عیش و آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے
اور منصبداروں کے زمرہ مین شریک ہونیکے بعد منجملۂ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام
اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والاجاہی من ابتدائے سنہ ۱۲۷۳ ہجری تا زندگی حافظ
صاحب ترجمہ کے تفویض ہا۔ حافظ صاحب ترجمہ نے جب دو بارہ حرمین شریفین کا عزم جزم
کیا۔ تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب
نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ حسب مرضی آقائے
ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبھی مالک آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے
بمصداق کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام تاریخ
نہم ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۶ ہجری دنیائے ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ
و انا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی عربی و انگریزی
مین لائق و فائق تھا سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم
والفنون تھے۔ فارسی و عربی مین ادیب کامل تھے۔ ناظم و ناثر تھے۔ شعر و شاعری سے رغبت
رکھتے تھے۔ آقا جواد حاجب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تھے آپکا کلام فصاحت
و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی
صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن
آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرہ زادے
سیرۃً فرشتہ صورۃً انسان کامل جناب ابوالقدر حاجی عبدالقادر محی الدین قادری منصبدار
سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت مین ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف تذکرہ کو بھی ایک نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام نادر الوجود ہے صرف چند ہی غزلین دستیاب ہوئی ہین۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات مین شریک کئیے ہین۔ اب مین آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

مرا عشق بر صبر ست و آن نبود دل ما را ـ خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل ما را

کجا مہر تو بیرون از وجود ما و ہرگز ـ کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل ما را

وله

بہ ز ندا بروئے آن مہ تیغ پنہانی مرا ـ میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا

وله

بسکہ جو یاست دلم ناوک مژگان ترا ـ جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا

وله

بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما ـ زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما

وله

اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا ـ مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا

وله

عزم مدینہ باز بود در دکن مرا ـ ہر دم کشوق نست سفر در وطن مرا

وله

بود بگرد رخ یار طرۂ پر تاب ـ چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب

وله

بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم ـ بجائے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب

وله

مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب ـ کہ میکشد ز دل و دیدہ ام سر آتش و آب

بفرق داغ جنون سیل اشک تا زانو ـ ز زیر پائے مراہست و بر سر آتش و آب

وله

تا در دلم خیال لب نوش دلبرست ـ مستغنی از تصور تسنیم و کوثر ست

تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او ـ خضر خطش باین دل لب تشنہ رہبر ست

وله

کسے گدائی کوئے تو اختیار کند ـ کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیال زلف تو دیوانہ میکند ولہ آئینہ را رخ تو پریخانہ میکند

در چمن آن گل نورستہ اگر می آید ولہ غنچہ در جیب خود انداختہ سر می آید

عشق احمد کا گلے جبکہ میں ڈالا تعویذ ولہ وحشت و حزن و جنون میرا ہٹایا تعویذ

نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے ولہ رکھتا ہوں نام محمد کا میں ستھرا تعویذ

خط بر خسار تو دارد شوکت و شان دگر ولہ گشت ہر مورے بعہد تو سلیمان دگر

ہر خم زلفت بپائے دل کند بندے دگر ولہ میشود دیوانہ حسنت خردمندے دگر

چو حسن جلوہ کند با رخ جہان افروز ولہ بجلوہ آئینہ ساز و ز عشق عالم سوز

بہ بوئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز ولہ در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز

درد تو مرا انیس جان بس ولہ دل را غم چون تو دلستان بس

مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش ولہ ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش

نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص ولہ عشقش گشت از پئے تجدید وجہ خاص

از سراپائے چمن روئے تو ام باشد غرض ولہ از ہواہائے چمن بوئے تو ام باشد غرض

ہرگز نشد بگلشن و گلزار ارتباط ولہ چون شد مرا بہ سید ابرار ارتباط

الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ ولہ جواب قالو بلے کا دیا خدا حافظ

تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع ولہ از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع

تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ ولہ مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ

اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف ولہ پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف

سرور ایجاد و تکوین است عشق ولہ مظہر پیدایش دین است عشق

مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک ولہ ز مہرۂ لب نوش تو بایدم تریاک

ساقیا گرد چمن ریخته گل بر سر گل — وله — خوش بود موسم گل ساغر مل بر سر گل

نہ الفتی کہ بزنجیر زلف او دارم — وله — ہزار طوق تو گوئی کہ در گلو دارم

کرد تا طفل سرشک من وطن در آستین — وله — موجۂ طوفان نما یہ ہر شکن در آستین

شاہی بود بدل گدایان کرم او — وله — عدل است بما ہر چہ رود از ستم او

اے از فروغ نور رخت نور آئینہ — وله — با زیب طلعت تو صفا پرور آئینہ

غنچہ دہان من بگو سرو روان کیستی — وله — سرو روان من بگو غنچہ دہان کیستی

غنچہ ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل — در چمن جہان دل سرو چمان کیستی

زلف کج تو دام دل لعل لبت کام دل — چون نشوی تو رام دل در پئے جان کیستی

صورت رشتہ در نظر شکل تو ہست جلوہ گر — ایدل زار گو کہ در فکر میان کیستی

در شب تیرہ من ز غم نالہ و آہ میکنم — تو برخ چو صبحدم شمع مکان کیستی

نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی — وله — نشاندی زلف خاطرہا پریشان ساختی رفتی

دل من چون تنور از سوز ہجران ساختی رفتی — روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی

ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان — ز گہ بر کہربا جذب نمایان ساختی رفتی

ز مردم بردہ چشمان تو دل در طرفۃ العینے — بجادو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعار الہندی

خال پیدا رخ پہ تیرے سے بہت پر فن ہوا — کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا

جیسے عریانی کا خلعت مجھکو زیب تن ہوا — پھر نہ یار دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا

جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکل آتے ہین وہان — کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا

دلمین اپنے رات دن روئے بتان کا ہے خیال — یہہ چراغ دیر بیت خدا مین روشن ہوا

ہو جس کے دلکو حضرت خیر الورا سے ربط — ولہ — کیونکر نہووے اُسکو ورا الورا سے ربط

مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر چلے مدام — رکھے وہ بس حبیب خدا کی رضا سے ربط

حشر و نشر کا ہول ہوگا جسے کبھی — رکھتا ہون دل سے شافع روز جزا سے ربط

کہا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیان — ولہ — آتش فرقت سے جلتے ہین بدن کے ہڈیان

ہون سگان کوچہ محبوب کے یارب نصیب — تا نہ طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ہڈیان

دام مین گر وہ نکلجائے تو لے صیاد تو — تا چمن پہنچائیو مرغ چمن کے ہڈیان

ہم دل و جان سے وفا کرتے ہین — ولہ — کیا ہوا گر وہ جفا کرتے ہین

سیر گلشن جو کیا کرتے ہین — گل سے بلبل کو جدا کرتے ہین

عارض و زلف پہ چھڑکتے ہین نمک — ہم سے مت پوچھ کہ کیا کرتے ہین

دن کو والشمس کا کرتے ہین حفظ — رات واللیل پڑھا کرتے ہین

وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے — ولہ — اے سرو خراماں تو بتا مجکو کہ کیا ہے

دل کیون نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف — یہہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے

کب ہے وہ ترا خال تہ ابروئے خمدار — محراب حرم مین یہ سیہ مست پڑا ہے

دولت ہے ترے خاک نشینون کو میسر — یہ سایہ دیوار ترا ظل ہما ہے

جون نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی — پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام - عماد الملک غازی الدینخان بہادر

نظام تخلص - میر شہاب الدین نام - غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند
و نواب اعتماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب
ناصر جنگ شہید کے بعد دلّی سے صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر عین موسم بارش مین
ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ بتاریخ سوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری
مین شہر مین داخل ہوئے امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے لشکر مین تھے کہ ایک سانحہ تاریخ
ذیحجہ سنہ مذکور بعارضہ قئے و دست جان بحق ہوئے۔ نقشبندی خان مصاحب نے آپکی نعش
مبارک کو دار الخلافہ دلّی مین لیجا کر آپکے مدرسہ و باغ مین دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ
کی ولادت باسعادت سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین شہر دلّی مین واقع ہوئی نشوونما بھی اوسی شہر فیض اثر
کی آب و ہوا مین ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن مین آئے اوسوقت آپکی عمر آٹھ برس کی
تھی۔ والد ماجد آپکو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ
بادشاہ کے وزیر کے تفویض کر گئے تھے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت سے
فرزندون کی طرح رکھتا تھا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی کہ مجھکو بادشاہی دربار
دکھلائیے مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابھی بسبب صغر سنی دربار دیکھنے کے لائق
نہین ہو۔ انشاء اللہ تعالی مین آپکو موقع دیکھکر لیجاؤنگا۔ پھر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام
کی خدمت مین دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ
وزیر کی بیوی نے بھی آپکی سفارش کی بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ
بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپسے کوئی
سوال کرے تو جواب مین سبقت نہین کرنا۔ مین سوچ سمجھکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق
جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار مین پہنچے اوسوقت

احمد شاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھتے تھے کہ یہہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہین
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہین ہوتے ہین عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت ۔ تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہیئے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہون ۔ بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بھی فکر کرنے لگے ۔ مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی مین موجزن تھی آپنے اسوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالائے طاق رکھا آگے بڑھ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینون الفاظ کے معانی عرض کرے ۔ بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکھکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہر چند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہین رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایون ظل الٰہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بھی بادشاہ تھے ۔ اور لفظ ثانی اُسکا مفہوم و مصداق عمو ہمارے
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہین ان کے آبا و اجداد مین سے کوئی وزیر نہین ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیک بینی و دو گوش ہند مین وارد ہوئے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہ ہند
کے وزیر ہوگئے ۔ اور لفظ ثالث اُسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر سعید و ممتاز رہے ۔ کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت موروثی عم بزرگوار
کے ہاتھہ مین گرفتار رہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گزار نہین کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہوگئے ۔ بادشاہ نے صفدر جنگ و نیز سے
فرمایا اب تک آپنے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورشی کی اب ہم کرین گے
یہہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک مین لیگیا ۔ آپ چند مدت تک پادشاہی ظل عاطفت مین رہے
پھر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کر دیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اور

آپ بدستور امیر الامرائی پر رہے۔ چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے
بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تہا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشمم در گلو زنجیر شد — طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

بعدین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مہتمم و مدار المہام
تہا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کردی۔ ہولکر کو مقام
خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فراہم ہونے کی خبر معلوم ہوی۔ بہیجا با علی الصباح ہولکر
کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا۔ اُسسے تیموریہ خاندان
کی بڑی ذلت ہوئی۔ اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دار الخلافہ دلّی مین پہنچے
ہولکر ملار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کراکے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو
امیر الامرائی دلائی۔ وزارت ہوتے ہی اُسیروز ۱۰ تاریخ شعبان سنہ ۱۱۶۷ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو
مع والدہ شاہ مقید کرلیا۔ اور معز الدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیز الدین کو تخت نشین
کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا۔ پہر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی
آنکہون مین سلائی کہنچوائی ۸ ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین۔ پہر چند مدت کے بعد عزیز الدین
عالمگیر ثانی کو بہی قتل کرایا۔ اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین
کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکہا۔ آخر ان تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہو کر
چند مدت بندر سورت مین رہے۔ اور پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے۔ حرمین سے
مراجعت کرکے کالپی مین جو آپکی جاگیر تہی بسر کئے آخر سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین بہشت برین کو
روانہ ہوئے۔ آپکی اولاد مین نصیر الملک تہے وہ بہی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی
اولاد مین معلی جاہ۔ قطب الملک۔ حمید الدولہ۔ مجید الدولہ۔ مع والدہ خود مسماۃ

عمدۃ النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے
تمام کو جاگیر سیر حاصل عنایت کی خوشحال وفارغبال رہے اونکی بنائر مین ایک بزرگ
حاضر دربار نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر بحال برقرار تہے۔ مجید الدولہ
بہادر و حمید الدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تہے ۔
گل رعنا مین لکہا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تہے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکہتے تہے
اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کر سکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی
اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکہتے تہے۔ علما و فضلا و شعرا کی صحبت کو
پسند کرتے تہے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتہہ رکہا۔ آپ شعر گوئی سے
نہایت ہی دلچسپی رکہتے تہے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تہے تحریر و تقریر و حاضر جوابی
مین بے بدل تہے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے
مرغوب و دلپسند ہوتا تہا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تہے۔ آپ
صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہوچکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تہا موسئی ندی
کی طغیانی مین غرق آب ہوگیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتائج طبع انتخاب
کرکے گزارش کرتا ہون۔ من اشعارہ الفارسی

بحرف مدعی گفتم مرزا اے سنگدل خونم		کہ بعد از کشتنم سوے ندارد لب گزیدنہا
زخط گر حسن جسارت فزون تر شد عجب نبود		صفائی تازہ دارد سبزہ گرد رومیدنہا
ابکہ از روز قیامت خبرے می گوئی	ولہ	گوئیا از شب ہجران خبرے نیست ترا
دوستان نیست عجب گر بدل آرامم نیست		کہ بکام دل ناکام دل آرامم نیست
تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست		بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست

بجاست عهد وفا گر بما نیست درست — وله — که هست نقص درشیوهٔ شکست درست

بگو چه چاره کنم از پے نوائے سر فکر — نماند جیب من از دست برد و سد درست

زباغ رخت سفر در بهار نتوان بست — وله — شگوفه بر سر شاخ است بار نتوان بست

سفر از زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت — وله — بنده ام سودائے دل را کان خرید و این فروخت

دولتے ست نصیب تو اگر دیده ترست — وله — چشم گر اشک ندارد صدف بے گهرست

تا چسان آگهی از حال منش دست دهد — وله — یار من بیخبر و نالهٔ من بے اثر است

غمزهٔ چشم فزون سازت مرا از خویش برد — وله — آنچه عشقت با دلم میگفت آخر پیش برد

یار برداشت نقاب آئینهٔ صاف بیار — وله — جلوهٔ مفت است اگر دیدهٔ بینا داری

بادشاه کشور دین حضرت مرسل که هست — تخلص قصیده — جملهٔ موجودات از نور وجودش آشکار

گر بخاک تیره اندازد نگاه فیض بخش — ور بسنگ خارا کند یاد لب اعجاز بار

سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین — خاک تیره گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت۔ میر محمد نعیم

نصرت

نصرت تخلص۔ محمد نعیم نام۔ دلاور خان خطاب۔ وطن سیالکوٹ ہے۔ آپ کے والد میر عبد العزیز دارا شکوہ کی خدمت مین ملازم تھے۔ دارا شکوہ کے درہم برہم ہونیکے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت مین حاضر ہوئے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز۔ میر محمد نعیم صاحب ترجمہ عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا۔ جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس مین ممالک دکن آصفجاہ کے تفویض ہوا تب میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن مین آیا

بعد ازان امیر الامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ میر محمد نعیم کو رائچور ضلع بیجاپور کی فوجداری پر مامور فرمایا۔ پہر امیر الامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے۔ پہر محمد نعیم آصفجاہ کے سایہ عاطفت مین آیا۔ آصفجاہ کی خدمت مین عمر بہر زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۱۳۹ ہجری مین فوت ہوا۔ وصیت کے موافق پائین قبر شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضہ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا۔ نصرت نے اپنے مرشد کے حق مین کہا تہا ؎

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم — نصرت پسرش زجان و دل تسلیم است
عیسیست بزندہ کردن مردہ دلان — ہر چند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک صوبہ سرا توابع بیجاپور پر حاکم تہا۔ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر مقرر تہا۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی مین فائق تہا۔ آخر سنہ ۱۱۹ ہجری مین اس ورانا پائدار سے کوچ کیا۔ من اشعارہ الفارسی

می کشم بے و منا بے کہ میسوزد مرا — آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
ولہ
پست فطرت را بود معراج روز ہی فتن — مور را تخت سلیمان است سنگ آسیا
ولہ
می دہد از شام غربت صبح وطن — بیکسی انداخت آخر کار ما را با خدا
ولہ
بسکہ دارد داغ حسرتہا دل پر درد ما — جلوۂ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما
ولہ
صبح محشر شد و از شب باقی است — سخن از زلف ایاز است امشب
ولہ
رہرو بے را بخرد کار است — ہست کو رنگ بروئیش بار است
ولہ
از لب فخری نگو شم خورد این حرف بلند — سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگرست — وله — آرزوی عالمی از بسکه اینجا رنگ ریخت

وله

اینقدر بر خود منازای چرخ صبحت شام شد — در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست

چشم نعمت داشتن از سفرهٔ گردون غلط — نان خشکی دارد آن هم صبح هست و شام نیست

وله

فراموشی می پیمانه کیست — زخود رفتن ره میخانه کیست

وله

کسی بد گهر ز صحبت نیکان رسد بفیض — گر سنگ حجر و کعبه شود بی شرار نیست

وله

نصرت هلاک مشرب پروانه میشوم — در بند شمع بزم و چراغ مزار نیست

وله

آئینه پرستیش دلیل ست — از ما دل یار بی خبر نیست

وله

سوی دلدار میروم نصرت — سفر رو بآفتاب این است

وله

ذره با خورشید چشمک می زند — جام هستی اینقدرها نیک درشت

وله

ناله کردن برمیا چرخ کار هوش نیست — آسمان را صورت گوش است با گوش نیست

دامن از گل کشیده می آید — مگر آئینه دیده مے آید

رنگ می بازد از نزاکت طبع — گر ز دل تا بدیده می آید

دست دعا بدامن نازش نمیرسد — دست ز کار رفتهٔ ما را کجا رسد

وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد — آئینه بیقراری سیماب می برد

هرزه گردی مرا در کعبه و بتخانه برد — گر بدل وا میرسیدم یار من درخانه بود

نامه را امروز از دستم شراب ناب برد — زاهد از فردا مترسان دفترم در آب برد

بخاطر چو منی گر ترا نزول افتد — بغیر سجده که دارم اگر قبول افتد

نمی فتد بزمین همچو سایه اش هرگز — کسی که در ره حق پیرو رسول افتد

رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد — این کار بسته بغیر از حنا که کرد

وله بی آبروئی تو از نظرم نور میرود ‌ ‌ این تیر بی کمان چه قدر دور می رود

وله وارد شکست رنگم امشب بهار دیگر ‌ ‌ می آید آن چمن رو شاید که بار دیگر

وله من چه خونها خورده ام در کار دل ‌ ‌ دل نمی آید بکار من هنوز

وله صفحهٔ ساده فلک هفت است ‌ ‌ سخن چند یادگار نویس

وله تا ابد زندگی کرامت کن ‌ ‌ بس باست بر هزار نویس

دامن کشیدا ز من چون آفتاب در شب ‌ ‌ میرفت و میدویدم چون سایه از قفائش

حق ناشناس بخت فریدون اگر دهد ‌ ‌ در کشورش مباش بقید فرنگ باش

هوس عشق به پیری چقدر نادانی است ‌ ‌ شمع گیر آمدن ماهست شباه غلط

هستی شمع فنا در هستی معشوق او ست ‌ ‌ ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع

خوشدلی را گر بود لازم فراغ ‌ ‌ بید ماغی نیز می خواهد دماغ

نوری بهم آسان کند هر که زند بخلق ‌ ‌ روشن زیک چراغ توان کرد صد چراغ

جان بحسرت داده زلف ترا در روز حشر ‌ ‌ نامهٔ اعمال باشد دستهٔ سنبل بکف

نگر تو دامن نازی فشانده بهوا ‌ ‌ نداشت شوخی رنگ اینقدر بهار شفق

دل چو شد آب نمی گردد خشک ‌ ‌ چاه سیماب نمی گردد خشک

آب زمزم هم کجا سنگ را تواند کرد پاک ‌ ‌ نیست زاهد را بغیر شست و شو از آب تاک

گلشن ز یاد رفتست از بسکه می بالد بخود ‌ ‌ میتوان امروز چیدن از سر دیوار گل

چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا ‌ ‌ اگر روز محشر نامه وا از شرم اعمالم

از وفا رنگی ندارد نو بهار روزگار ‌ ‌ برگ این گلستان را چو بو گردیده ام

مارا که تواند ز دل سخت تو برداشت ‌ ‌ چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

صبح وصال چون بود رخ بنما کہ ہمچنین — شام فراق چون رسد زلف کشا کہ ہمچنین

جان عزیز چون رود طرز خرام جلوہ دہ — عمر دوبارہ چون رسد باز بیا کہ ہمچنین

ولہ

ہر کرا دوست گفتہ نصرت — گلہ او نمی توان کردن

ولہ

جوہرش ہمچون سپندر روی مجمر می برد — آتشے تا در دل آئینہ زد تمثال او

بے حجابانہ کجا تنگ ببر می آید — تو کہ از جلوہ کہ آئینہ تر می آئی

زلفش پائے تو صد رنگ گل توان چیدن — بگل کہ می نگرد چون تو در چمن باشی

نیر - مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیر تخلص - مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے - آپ نقدعلیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی - اور نشو و نما بہی شہر کی آب و ہوا مین پایا سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین - عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ و مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی - شعر گوئی کا شوق ہوا - طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا - چند ہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا - لچھمی نرائن نے گلرعنا مین لکہا کہ مین جب سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیر میرے غریب خانہ پر کبہی ملاقات کیلئے آئے باہم مشاعرہ رہا - نیر پسندیدہ سیرت خوش اخلاق ہین انتہی آخر سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوا من اشعارہ الفارسی

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست — اے نو بہار گرد تو گردیدن آرزوست

طپش دل مرا خبر کردہ است — نیر امروز یار مے آید

بوسہ از گلعذار می خواہم
نیر از مرتضی علی بہ نجف
سینہ چاکم بگلعذار رفتم

ولہ

غنچۂ یادگار می خواہم
گوشۂ قبر وار می خواہم
وا نخدارم بلالہ زار رفتم

نکہت محمد یوسف برہانپوری

نکہت تخلص۔ محمد یوسف نام سخنور علیخان خطاب ہے۔ آپکے نسب کا سلسلہ طائفہ جلب سلاطین کشمیر سے پہنچتا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش کلام تھا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا شیرازہ باندھتا تھا۔ گلہائے صنایع و بدایع کا گلدستہ بناتا تھا۔ آپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز تھی۔ جو کچھہ طبع موزون سے برآمد ہوتا تھا۔ ملاحت و فصاحت سے بھرا ہوا۔ لطافت و ظرافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ سامعین کو سننے سے لذت بے اندازہ و فرحت تازہ حاصل ہوتی تھی۔ اوائل مین امیر الامرا کی خدمت مین تھا بعد ازان شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا۔ جب اعظم شاہ باپکے طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر گیا۔ نکہت بھی ہمرکاب تھا۔ فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین دار الخلافہ دلی مین پہنچا اور سخنور علی خان کے خطاب سے سرفراز اور سخنورون کے زمرہ مین ممتاز ہوا امرا کے مدائح مین قصائد لکھتا تھا بیشمار صلے و جائزے پاتا تھا۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر زمانہ تک روشن الدولہ ظفر خان بخشی دوم کی رفاقت و ملازمت مین رہا۔ مزاج مین شوخی و آزادی تھی ہجو کرنے مین بھی استاد تھا۔ اگر کوئی ممدوح صلہ نہین دیتا تھا تو اوسکی ہجو کرتا تھا۔ چنانچہ اسد علیخان جو ایک ہاتہ نہین رکھتا تھا۔ اور پنجہ آہنین بنوا کے جمایا تھا۔ اوسکی ہجو مین کہتا ہے ؎ بیستون تازہ از سنگین علی ایجاد کردہ

ناخنے در بندہ تر از تیشئہ فرہاد کرد ؛ در مقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گرفتن پنجہ فولاد کرد ؛ واشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی رباعی
سے رکہتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال مین لکہا ہے۔ کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہین ہے۔ خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین فوت ہوا۔ جب سادات بارہہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا۔ تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادۂ تاریخ یہ ہے ؎
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد بدر ؛

من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پابوس مرا — زکف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
زپائے تا بسرم محو انتظار کسی است — کہ غیر چشم چو بادام نیست یار مرا

ولہ
نگردد رفعت دنیائی من بے کشمکش حاصل — بگردون خیمہ را چندین طناب افتد کہ برخیزد

ولہ
گاہے جواب خط من اے دلربا نویس — فرہاد نامہ ہے بت شیرین ادا نویس

ولہ
ہمت نقد دل این خاک نشین پیش تو قرض — آنچہ در کیسہ من بود ہمین پیش تو قرض
من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ — آن بود پیشکش ناز تو این پیش تو قرض
دلربا یا نہ بیا بوسہ بدہ باز بگیر — نکہت امروز طلب کردہ چنین پیش تو قرض

ولہ
بغیر من کہ بتن نقش بوریا دارم — اگو کشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر۔ شاہ نصیر الدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیر الدین نام۔ چونکہ آپ سیاہ فام تھے اسلئے عزیز و اقارب مین میاں کلو معروف تھے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند ہین۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امراو شرفاء آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکہتے تہے۔ ہزارہا معتقدین گہر پر جا کر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گانون بادشاہ کی طرف سے آل تمغا معاف تہے۔ ملا۔ ماجرا۔ ہرسانہ علاقہ سونی پت۔ بیگم پور علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد دہلی کے قریب مین ابتک ۷ جمادی الاول کو آپکے بزرگونکا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے کہ فی الحال موضع ہرتن ایک گانون تلپت گڈہ کے علاقہ مین عبداللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی۔ تربیت و پرورش بہی اسی شہر مین پائی۔ والد ماجد نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تہا۔ استاد و ادیب موزون کر رکہکر تعلیم کیا تہا۔ آپنے فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد و شاعر بہی آپکے کلام کے دیکہنے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ موروثی معاش پر زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی۔ اور جوہر دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہے ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور صلہ پایا تہا وہ قطعہ یہہ ہے ؎

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ — کہ جاڑے سے پڑا ہے اب یہ پالا
پناہ آفتاب اب مجھکو بس ہے — کہ وہ مجھکو اُڑھا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکہنؤ گئے

وہان آپکی کچھہ قدر ومنزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے
آپکے کلام کی داد نہین دی - آپنے مشاعرہ مین آٹھہ غزلین فرمائیتھی سنگلاخ زمین مین
پڑہی تہین اور ایک غزل اپنی طرح کی ہوی پڑہی جسکی ردیف وقافیہ عسل کی مکھی -
محل کی مکھی تہا - اسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب
مکھی بیٹھی ہے - کسی نے کہا کہ قبلہ یہ مکھی تو نہ بیٹھی - آپنے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے
جی متلانے لگا - شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اُٹھاتا ہے جو صفراوی
حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا - آپ لکھنو سے دل برداشتہ ہوکر دلی آئے پیشتر حیدر آباد
مین تین مرتبہ آئے تہے انعام صلے لیکر دہلی چلے گئے - اب چوتھے بار اسطرف آنے کو
تہے کہ راجہ چندولال مہاراجہ بہادر نے سنہ ۱۲۵۴ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بھیجکر
بلایا - آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدرآباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے
آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کردیا یعنی ساڑھے ساتہہ سو روپے ماہوار
کردی - علاوہ ماہوار انعام وصلہ بھی مرحمت کرتا تہا حیدرآباد مین تمام امرا و علما آپ کی
عزت وآبرو کرتے تہے - اکثر شعرا آپ کی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے اب کے مرتبہ
آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ پہر تا مرگ دہلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ نے سنہ ۱۲۵۴ ہجری
مین جہان فانی سے رحلت کی - حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن
ہوئے - آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی - آپنے مدت العمر اپنا دیوان
مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک تہیلی مین جمع کرتے تہے اور گہر مین دیتے تہے
اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق اور قصاید نسخہ تلف ضایع
ہوئے - مولف فقیر نے شہر حیدرآباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین ڈہونڈہا مگر کہین

نہین پایا نادر الوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین۔ آپکا کلام تشبیہون اور استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈھب سے کہتے ہین کہ خوشنما معلوم ہوتے ہین مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین۔ اکثر بے سمجہے لوگ غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے۔ کلام کی شیرازہ بندی درست نہین کرسکتے رطب و یابس مین تمیز نہین فرماتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر معاصرین آپکی سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر پہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی چمک جاتا تہا۔

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی تہی عین مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اُسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہیے شاعر چپ ہو جاتا تہا۔ مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا۔ نہایت بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اُٹہتا تہا۔ تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ و جوش موجود تہا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا اولیا اُن کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے۔ اور اصحاب کبار کو بہی نہین بہولتے تہے۔ خوش اعتقاد و وضعدار تہے۔ جہان کہین رستہ مین کسی قبر یا جگہ پر پہول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اُتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے۔ ایکروز تمام شاگرد ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ پڑہ دئے۔ شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ بہٹیارن کا گہر ہے اُس نے اپنے پیر لال بیگ کا طاق بنا رکہا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اُسکا ثواب کہین نہین جائیگا۔ جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچے گا۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے خوش پوشاک و خوش خوراک تہے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے متانت فام کشیدہ قامت ریش مختصر وجاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی و عظمت نے آپکی شان و شوکت دوبالا کردی تھی محلس مین لطائف و غرائب کو اس خوبی و حسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزارون خوبیان آپ پر صدقے ہوتی تھین۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خوش مزاج و زندہ دل تھے جوانون مین جوان بڈھون مین بوڑھے بچون مین بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل و میلے مین شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہین۔

لطیفہ آپ ایک دفعہ دلی مین بھولو شاہ کا ہنست مین گئے اور چند شاگرد بھی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھ رہے تھے۔ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک رتہ رنگین کارچوبی بنوائی تھی اور اسمین بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا استاد اسپر کچھہ کہنا چاہیے آپنے اسیوقت فرمایا ؎

اُس کی رتھ کا کلس سنہری دیکھہ بھر پرواز یہہ نکالی ہے		شب کہا ماہ سے یہہ پروین نے چونچ بیضہ سے مرغ زرین نے	

لطیفہ۔ کسی بیسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اُس کے سر پر اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکھاتی تھی۔ ایک شاگرد نے پھر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

اودی وسمہ کی نہین تیری رضائی سر پر — مہ جبین رات ہے تارون بھری چھائی سر پر

لطیفہ۔ دلی مین ایک ہندو نجیا نامی رنڈی پر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا آپنے فرمایا

جس طرف تو نے کیا اک اک تنارا نہ جیا — نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بھائی دلی مین تھے۔ مال و دولت کی بابت آپسمین جھگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا - آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع ہے
ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسی خان کا گہر موسا + لطف یہہ ہے کہ دونون بہائی
شاعر تہے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تہا اور یہہ دونون شاعر حیدرآباد
دکن آئے تہے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپیے ماہوار پر نوکر ہوئے
تہے اور یہین فوت ہوئے۔

لطیفہ - دکن مین راجہ چندولال مہاراجہ بہادر مشاعرہ و مناظرہ رات پچہلی پہر کرتے تہے
ایک رات نہایت عظمت و شان کا جلسہ تہا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے
سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکہانے لگے - علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد
سنائے ہر طرف سے داد آفرین پائے - شاہ نصیر کی نوبت آئی - سب شاہ صاحب کے طرف
متوجہ ہوئے اُسوقت آپسے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل نہ پڑہین
تو مناسب ہوگا - آپ ہین بگڑے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا تہر ہے لطف نہین ہوگا
آپ خفگی سے منہ پر ہاتہہ پہیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت ہی نہین کہ کوئی صورت
دیکہنے کو نوکر رکہے گا یہہ نہین تو پہر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی
آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا -

لطیفہ - آپ حاضر جوابی مین برق تہے چنانچہ ایک دن سلطان جی کی سنروں مین
گئے اور باولی مین جا کر ایک طاق مین بیٹہہ گئے حقہ پی رہے تہے اتفاقاً ایک نوابصاحب
آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تہین اور رقص سرود
ہو رہا تہا - نوابصاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بہی بالائے طاق ہین - آپنے
فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹہا ہون آئیے تشریف لائیے۔

لطیفہ - ایکدفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جھجر کی خدمت مین اُترے کئے دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے - نواب نے کہا گرمی سخت ہے - دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے - خدا پھر خیر و عافیت سے لاوے - وعدہ فرمائے کہ اب جھجر مین کب آئیگا ہنسکر بولے کہ جھجر کی چیاہ تو وہی گرمیون مین -

لطیفہ - دیہات جاگیر کے تعلق سے ایکدفعہ تحصیلدار رسولی ہے کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھ رنگترے دلی سے بطور سوغات ساتھہ لیگئے - تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگترون کی تکلیف کیا ضرور تھی - آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے - ان رنگترون کی حسن تشبیہ مین کوئی شعر ارشاد فرمائیے اُسیوقت رباعی کہی اور سنائی -

اے نیر برج آسمان اقبال	ان رنگترون پر غور سے کیجئے کا خیال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر	پردہ مین شفق کی ہین گرہ بند ہلال

من اشعارہ الہندی

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا	لیکن انجام یہہ ہوگا کفن سرخ ترا
مجکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق مین یہ ہلال	یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا
دستر س پاؤن تک اُس شوخ کے تجکو ہے یہانتک	کیونکہ رتبہ نہوا اے گلبدن سرخ ترا
ہے مری آہ یہان نخل گلستان خلیل	رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا
شیشۂ بادۂ گلرنگ ٹپکا دے ساقی	جامۂ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا
آستین سے یہہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھہ	بن گیا موج یم خون شکن سرخ ترا
رنگ نیلم ہی نہین رنگ مسی کی یہ نمود	لب ہی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا
سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل	لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
ہوا اس چمن سے روکش بیلی صبا کی کیا ہے
زندان و کہاں کے مست ہنس اسے بخیہ گریبان
کیا جانے یہ گیا تہا کس منہ سے روکشی کو
برگشتہ بخت ہم وہ اس دور زمین میں ساقی
موج سرشک سے ہے رونق قبائے تن کی
آخر کو کہکشان ہے یکسرہ ہانگ نکلی
کشتی دل تو دائم موج خطر میں ڈوبی
کیونکر یہ ہاتھ اپنا پہنچے گا تا گریبان
اپنے بہی بعد مجنون یارو ہوا بنا ہی ہے
نامحرموں سے تم نے کہلوائے بند محرم
ہر دم نصیر رہ تو امیدوار رحمت
اے اشک رواں ساتھ لئے آہ جگر ہی کو
سقف فلک کہنہ میں کیا خاک لگاؤں
سر معرکۂ عشق میں آسان نہیں دینا
ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل پر ہے مرے خیمۂ ہر آبلہ استاد
ہر جا متجلی ہے وہی پردۂ غفلت

وله

صاف ہے شعلۂ آتش بدن شوخ ترا
بل بے تری شرارت یہاں تک کبھو نہ آیا
غنچہ کے آہ مونہ سے کسدن لہو نہ آیا
چاک جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا
آئینہ وہاں سے لیکر خاک آبرو نہ آیا
لب تک کبھو ہمارے جام و سبو نہ آیا
کیونکر کہوں کہ اسکو کا راتو نہ آیا
اسبات میں ہمارے فرق ایک مو نہ آیا
چین بر جبین ہو کس دن وہ روبرو نہ آیا
دست خیال جسکے دامن کو چھو نہ آیا
لے گرد باد خیمہ کعبہ کو بکو نہ آیا
مین تو بہی آہ لیکر کچھ آرزو نہ آیا
تیری زبان پہ کسدن لاتقنطوا نہ آیا

وله

عاشق کہیں ہے فوج و علم اٹھ نہیں سکتا
اے ضعف دل اس آہ کا تھم اٹھ نہیں سکتا
گاڑی ہے جہاں شمع قدم اٹھ نہیں سکتا
دل سے خلش خار الم اٹھ نہیں سکتا
کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اٹھ نہیں سکتا
اے معتکف دیر و حرم اٹھ نہیں سکتا

یون اشک نے مین پرہین کہ منزل کو پہنچکر
جون قافلہ ملک عدم اٹھہ نہین سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجکو ہے بہتا سہرطرہ ہار گلیمین
جون پروین ہالہ مہ تہا سہرطرہ ہار گلیمین

رونق سہرہا داغ جنون ہے اشک مسلسل زیب گلو ہے
چاہئے تجکو غیرت لیلی سہرطرہ ہار گلیمین

شعلہ کہان آنسو مین کدشب شمع کہی تہی محفل مین
تاج زر اور ہیرونکا سا سہرطرہ ہار گلیمین

بال پریشان ہین کاکل کے پیچ گلیمین ہین بکہرے
یون رکہتا ہے وہ مست والا سہرطرہ ہار گلیمین

حق مین ہے ہیرے طائر دل کی بازو کا چنگل دام کا حلقا
اے بت کافر مجہکو دکہلا سہرطرہ ہار گلیمین

شعلے اور تسبیح کے بدلے شیخ جی صاحب رکہنے لگے ہین
کیونکر نہ دیکہین ہند تماشا سہرطرہ ہار گلیمین

اشک چمن تعیہ سیر کریگا جبکہ کنار حوض لب جو
فوارہ اور پہول کہیگا سہرطرہ ہار گلیمین

عکس شعاع مہر نہین یہہ بیل چنبیلی لپٹی ہے
سرو چمن نے کیا ہے پیدا سہرطرہ ہار گلیمین

کیفیت کیا ہو بن ساقی سے چمن طاؤس اور قمری
ابر ہوا مین کہین مین تہا سہرطرہ ہار گلیمین

ہے یہہ تمنا میری جی مین تو تجہے دیکہون بادہ کشی مین
ہاتہہ مین ساغر بر مین مینا سہرطرہ ہار گلیمین

اور بدلکے ردیف و قوافی لکہئے غزل اس بحر مین جلدی
تمنے نصیب خوب ٹہایا سہرطرہ ہار گلیمین

ولہ

وقت نماز ہے انکا قامت گاہ خدنگ و گاہ کمان
بن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدنگ و گاہ کمان

مرد جوانی مین تو ہے سیدہا پیری مین جہکجاتا ہے
قوت و ضعف کی ہے یہہ علامت گاہ خدنگ و گاہ کمان

ولہ

بادہ کشی کے سکہلاہین کیا ہی قرینے ساون و بہادون
کیفیت کے ہمنے جو دیکہا دو ہین مہینے ساون بہادون

چہوٹتے ہین فوارہ مژگان روز و شب ان آنکہون سے
یون برستے دیکہے ہونگے ملکنے کسی ساون بہادون

تاکنے کو پہرتی ہے بجلی سمین گوٹ تمامی کے
دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگتے ہین سینے ساون بہادون

بہولے جم کی آمد و شد ہم یاد کر اس جہولیکی پینگین
سوجہے ہے یہ رند ہینگے آہ یہہ جینے ساون بہادون

کیونکہ نہ یہہ دریائے نگر گے اے بادہ پیو پیمائین
کان گہر جہٹ زر کے کہتے ہین گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ یہ سمجھے کہیت کو ہفتا دبون سے
برساتے ہین ہتہون مین پہرکے نگینے ساون بہادون

ابر سیہ مین کہبی نہی نکلون کی قطرا اس شکل سے بہنے
یاد دلائے پہر کے تری زندان مسی نے ساون بہادون

وله

سدا ہے اس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نکل کے دیکھو تک اپنے گھر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن عرق فشان ہے
عجب ہے اک سیر دوپہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہنسے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا مین زیر دیوار رو رہا ہون
عزیز و دیکھو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

پتنگ کیونکر نہووے حیران کہ شمع سبکو دکہا رہی ہے
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نہا کے افشان جو جبین پر نچوڑ زلفونکو بعد اسکے
دکہاو عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کدہر ہے فصل بہار شبنم
نیا ہے اعجاز طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کرو نہ دریا پہ میکشی تم ادہر کو آؤ تو مین دکہاون
سرتنک ہے مینا او جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کدہر کو جاؤن نکل کے یارب کہ گرم مہر زمانہ مجکو
دکہائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ تیغ کہینچی ہوئی ہے پہر مین سر جہکائے ہو شک ریزان
دکہاؤن ہے اول تجھے کدہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

غضب ہے چین جبین وہ کیا ہے بدن سے ٹپکے ہے یہی پسینا
عیان ہے یار و نئے ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیب لکہی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو
بندہی ہے کب یون کسی شرر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وله

نہان ہے کب چشم ہر شرر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دکہا کے تم تشنہ تیغ جلوہ جو دیکھو فوارہ کا تماشا
تو بہہ صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مہر وش پشت فیل پر ہے اور اسکی خرطوم آب افشان
عجب ہے تشبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ طفل تم سا جبین پہ قشقہ جو کہینچ سورج کو دیوے پانی
تو کیون نہ دل دیکھئے کدہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ دوپٹہ پہر سے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتہ مین ہے
نگینو کہ چمکے نہ کیونکہ بر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تو اپنی پگڑی پہ کہیلے طرہ جو کہیلے پچکاریون سے ہولی
عیان ہو نیرنگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دہان وہ غرفہ مین تابرج ہے پہنہان یہ اخترہ پیہم ہے
عجب ہے کچہہ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے سیکنڑون نے

وہ شوخ چہرے کی سیر کر کے پہسلے تہہر تہر جا کے بیٹھا
نصیر صد آفرین ہے تجکو کہ اہل معنی پکارتے ہین

ولہ

خال پشت لب شیرین ہے عسل کی مکہی
سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو دیکہہ
بنگیا ہون مین خیال کمر یار مین مور
تیرہ بختان ازل کا کبہی دیکہا نہ فروغ
بیٹہنے سے ترے ہم سمجہے لب یار کو قند
ان کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہین
ہوگیا ہے بہہ تری چشم کا بیمار نحیف
ربس پروانہ جانسوز کی کرتی تو ہے پر
صنعت لعبت چین دیکہہ لا جا کر تو
دلربا قہر فسون ساز ہے بنگالہ کے
سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر

یہ حسن لعبت کے ہے ثمر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
مدام پنہان دیکہہ ترے سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
پکارہی خلقت ادہر ادہر ہے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجب ہے مضمون تازہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

روح فرہاد لپٹ ہنکے جبل کی مکہی
ہاتہہ ملتی ہے پتہوار کے مخمل کی مکہی
نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکہی
شکل جگنون کیطرح اڑ سکے نہ جہل کی مکہی
بات مشکل تہی مگر تونے یہ حل کی مکہی
قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی مکہی
نہ اڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکہی
لگہ شمع مین ہو جائیگی ہلکی مکہی
دیکہنی گر تجہے منظور ہے کل کی مکہی
آدمی کو وہ بناتے ہین عمل کی مکہی
ہے ردیف اسلئے اس شعر و غزل کی مکہی

نثار ۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص ۔ مرزا محمد جان نام ۔ وزارت خان خطاب ۔ آپ امانت خان مرحوم خوافی کے بنائر مین سے ہین ۔ آپکی ولادت شہر اورنگ آباد مین ہوئی ۔ سن شعور کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کرکے شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے۔ فارسی ہندی دونون
زبانون مین موزون کرنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تھا آپنے اپنی
مثنوی مین شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کرکے استادی
سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجھے بیت استاد کی یاد تھی میرے پر عجب طرح کے درد مین	نہ یہہ بیت تھی بلکہ فریاد تھی کہ سب ورد داس درد کے گرد مین

آپ انجمن سخن دانی کے صدر۔ امراء اورنگ آباد مین جلیل القدر تھے۔ سخن سنجی مین اقران مین
کوئی ایک فرد بھی اس فن و فکر کا نہین تھا آپ ہم عصرون مین بے نظیر انشا پردازی مین یکتا
خوش تقریر و تحریر تھے۔ حسن اخلاق و اشفاق مین عدیم المثال نازک خیال و شیرین مقال
تھے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ مین دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تھا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا
سلسلہ برابر جاری رہا۔ پھر کسی وجہ سے درہم و برہم ہوگیا۔ آپ سخن شناس و شعر دوست
تھے۔ شعراء و علماء کے ساتھہ حسن سلوک و مساعدت فرماتے تھے۔ سخاوت و شجاعت آپکی
موروثی صفت تھی۔ شرافت و نجابت خاندانی وراثت تھی۔ ہر ایک قریب و غریب کے
غمخوار و مددگار رہتے تھے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تھے۔ منصبداری کی
علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بھی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہین۔ سرکاری خدمات کا فرض
پورے طور سے ادا کرتے رہے ہین۔ ولی نعمت کی تابعداری مین ثابت قدم خیرخواہی
مین مستقل و راسخ دم تھے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب آپکی تھی۔
ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تھی۔ انہین کارگزارون کی امانت داری
و فرمان برداری کی بدولت ملک مین امن و امان تھا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تھا۔

روز بروز حکومت کی طاقت بڑہتی جاتی تہی افسوس صد افسوس وہ امانت داری کہان ہے اور وہ فرمان برداری کہان ہے۔ آجکل امانت ہے نہ اطاعت۔ ہان تن پروری خودپسندی ہے۔ اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے۔ اور ہماری اصلی عادتین پہر ہمارے طرف رجوع کرے۔ جناب نثار ۱۲۱۲ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

اگر اول نہ آدم دانہ گندم کے تئین کہاتا ۔ تو دل ان گندمی رنگون کے الفت مین نہ پہنس جاتا

ولہ
نہوتے شور و نالے سے مرے آنسو اگر جاری ۔ نہ صحرا سبز ہو جاتا نہ دریا جوش مین آتا

ولہ
بلبل ساتھ بیکش رات وہ گلفام تہا ۔ سرو مینا پاس مے مجلس چمن گل جام تہا

ولہ
تم ہوئے گل رو کے ہاتون ہم ہوئے گلشن کے ہات ۔ روح بلبل سے ہماری روح کا پیغام تہا

ولہ
کیا ہے مجکو محبت نے دلربا کے اسیر ۔ پڑے ہے دلکی گلے بیچ زلف کی زنجیر

ولہ
ظلم ہے اُس بن جنبش باد نسیم ۔ اس جلے دلکو مرے بہڑکی لگاتی ہے بہار

ولہ
غم کی قمری سرو پر آہ کی کرتی ہے شور ۔ آب جو لوہو کے مرے چشم مین جاری ہے زور

ولہ
ہماری جانکا دفتر ہوا سابق سے ابتر ہو ۔ نکر نامی کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر

ولہ
مین پوچہا شوخ سے کس قسم کا ہے یہہ دل تیرا ۔ کہا اُس سنگدل نے سخت رو ہو کر مجہے مرمر

ولہ
بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دہوم ۔ کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم

ولہ
دام مین کر دو سبہی جلدہی تا ہووین آزاد ہم ۔ آرزو رکہتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم

ولہ
ہم اگر ہوتے تو لے آنکہونمین آتی جوئے شیر ۔ اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتہین فرہاد ہم

ولہ
ہنستے ہو طفل دیکہہ عبث موسفید پر ۔ گر پیر مین ہوا تو مرا عشق ہے جوان

ولہ
گہٹا غم ہے بجلی ہے ہر آہ میری ۔ برستا ہے آنکہون سے یہہ ابر نیسان

وله — اشک دریا سے میرے اے ناخدا اڑتا ہے — ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان مین

وله — دل کہین اور پہرتی ہے دانۂ تسبیح کو — ہے خلل ان زاہدون کی سربسر ایمان مین

وله — مانند گل چمن مین گریبان دریده ہون — جیون عندلیب وجدائی کشیدہ ہون

وله — بغیر جام و ساقی اس ہوا مین کیا قیامت ہے — ترشح ابر کا ہووے سبزہ ہووے اور بجلیان چمکین

وله — جان جانان آملا ہم سین جدا ہوتا نہین — جان آیا یہہ ہماری اس دل بیجان مین

وله — کیا آستین چڑہا کر آتا ہے شوخ ہمپر — یہ بانکپن کی طرز مین کس نے سکہائیان مین

وله — یرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن مین — آنکہون سے جبین تیرے آنکہین ملائیان مین

وله — جی کا نثار کرنا نہین کام ہر کسی کا — یہہ کوہکن کی باتین ہمنے نبہائیان مین

وله — ہے جی مین وصف اسکا کس کس منہ سے کہئے — جس لب کا نام لیتے شیرین دہن ہوا ہے

وله — باتون اور پہر کیا ہون اسکے نثار جی کو — اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے

وله — اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر مین پہنچے — زلیخا چاہ سین یوسف کے شاید باز آجاوے

وله — شب تاریک مین کر عزم ہوی سیر کا تمکو — تعجب مین ہے لیکر چاند مشعل ہاتہین آوے

وله — تیرے زلفونکی سایہ مین روانا کر دیا سکو — گریبان چاک کرتا رات مین نظر نہ آتا ہے

وله — رات کو دیکہا تہا مین نے خواب مین مار سیاہ — صبح تیری زلف دیکہا اسکی یہہ تعبیر ہے

مصحف رخ پر نہین ہے خط سبز کا نمود — متن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے

مسکرا خنجر کو لے چہاتی چہڑائے پر جفا — عاشقون کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے

موسم ہجر مین یہہ تازہ بہار آئی ہے — دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے

بسکہ روتا ہون تیری یاد مین اے گوہر حسن — مردم چشم میرا مردم دریائی ہے

نہ خبر ہے دلکو جہانکی غم بیخودی سے وہ مست ہے — کہ خیال چشم صنم اسی قدح شراب الست ہے

نیاز۔ نیاز مند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص۔ نیاز مند خان نام۔ آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین۔ آپ بادشاہی منصبدارون مین تہے۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا۔ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین تربیت و پرورش پائی۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بہی اُنسے تمام کیا ذہین و فہیم تہا موزون الطبع و خوش فکر تہا سخن کی صلاح مرزا محمدی بیگ۔ مرزا تخلص سے لیتا تہا۔ خوش اخلاق اسم با مسمیٰ تہے ہر ایک سے خاکساری و نیازمندی کے ساتہہ ملتے تہے۔ طبیعت مین ظرافت زیادہ تہی ہر ایک سے دل لگی و مزاحت فرماتے تہے۔ جلسہ مین یاران ہم مشرب کو ہنساتے تہے آپکے چند لطائف اس قسم کے تہے کہ آجکل کے مہذب اُن کو غیر تہذیب مین شمار کرتے اس لئے ہم نے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکہا۔ کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ ہوتا تہا۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ آپکا انتقال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی نہیں دکہلاتا	ولہ	تو گل کا رنگ خون یا تا نہ مرجان سرخ ہو جاتا
بہرا یا جل گیا گلشن مین نافرمان کی قسمتین	ولہ	مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت
رنگ ہے آنسو خامۂ مژگان سے ٹپکے صفحہ پر	ولہ	کہینچ کر تصویر تیری ہو گئی بہزاد ہم
یک نگہ بہی آسمان نا کیا اے سنگدل		جیون بگولہ اڑ گئی تجہ یاد مین برباد ہم
مست چشم دلربا کسطرح آوے ہوش مین	ولہ	کیا گذر ہے ناصحون کو بزم نوشانوش مین

بہو لکر مت توڑ گلچین رحم کر بہر خدا
فرقت گل کا الم ہو بلبل محزون سے پوچھ

میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر
تمہاری زلف کا شانہ ہوا ہے

باغ مین جب مت آوے خوشخرام اے غنچہ لب
گل پیالہ بادہ شبنم سر بمینا کیجیے

کیا ہوا اگر مہر خاموشی کیے ہین لب پہ ہم
گر فغان کیجیے تو ایکدم حشر برپا کیجیے

ندرت میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص۔ میر نجف علیخان نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ میر جمال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین۔ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پہ سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تھے۔ آپکے والد ماجد آصفجاہی منصبدارون مین تھے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت و انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا۔ موروثی منصب کے سوا ضلع بیڑ مین تحصیلدار تھے۔ ہوشیار و معاملہ فہم تھے۔ سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تھے منصف مزاج و حق پسند تھے ناراستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تھے۔ جودت ذہن و رسائی طبع مین یگانہ تھے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تھے۔ وزارت خان نثار کے ہمسبق تھے۔ وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ؎

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت
خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے۔ لطافت و نزاکت سے خالی نہین۔ آخر آپ ۱۲۱۳ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ من ۲ شعارہ ۲ الھندی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے
خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک کے پانی سے اپنے منہ کتین دھوکر اُٹھے ۔ ہم دکھیاروں پاس جو بیٹھے رو کر اُٹھے

ناطق ۔ میر محمد ماہ نذربار ی

ناطق تخلص ۔ میر محمد ماہ نام ۔ مولد و منشا نذربار خاندیس ہے ۔ اولاد مین حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہین میر اکبر علی حاجی تخلص بال فرخ آبادی کے شاگرد ہین ۔ جوان صالح رنگین گفتار و پسندیدہ کردار تہا ۔ صوفی المشرب فقیر دوست ۔ آبائی طریقہ پر کہ رگان طریق کی ہدایت کرتا تہا ۔ خاندیس برارمین اکثر آپ کے مرید تہے ۔ گذراوقات مریدون کی نذر و نیاز پر تہی ۔ متوکل و قانع تہے کسی سے سائل نہین ہوتے تہے سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین بطریق سیر اورنگ آباد گئے تہے ۔ وہان کے مشائخ و شعرا سے ملے تہے ۔ آخر سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین فوت ہوئے ۔ من ۲ شعارہ الہندی

آیا تہا مست رات کو وو جی پیا ہوا ۔ انچل زری کا ناز سین مکھ پر لیا ہوا

رات ساری درد و غم کا سب اسباب تہا ۔ ہجر تہا مین تہا الم اور دل بے تاب تہا

ولہ

نہ پوچھو حال کچھ وہ نزدیک عشق نجات کے ۔ یہہ سلطان حبش پیاسا ہوا آیا چاہ زمزم پر

نجات حشر کی ناطق جو ہم امید کہتے ہین ۔ بہروسا سب طرح سے ہے جناب عزت الاعظم پر

بدل ہے مشاطہ کہان لگ سخن نظر و شرط ۔ عیش و عشرت کے گہڑے قول و قسم مین گذری

کچھ میسر ہو نہوا بہید کمر کا معلوم ۔ خوب تہا خوب کہ یہہ بات بہرم مین گذری

نادر ۔ شیخ نور الدین اورنگ آبادی

نادر تخلص ۔ شیخ نور الدین نام ۔ مشائخ اورنگ آباد سے تہا ۔ ذکی الطبع و سریع الفہم تہا

زبان بہا کا و محاورہ فارسی کا عالم و فاضل تہا - دوہے و کبت کے مطالب خوب سمجہتا تہا ہزار ہا دوہے و کبت اُسکی نوک زبان تہے - میر آزاد و میر فوکا و شفیق کا معاصر تہا - لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت و خلوص سے پیش آتا تہا - فارسی شعر خوب کہتا تہا - ہندی مین نہایت ہی کم - ہمکو آپکے فارسی اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیۂ ناظرین ہے - آپ سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوئے **من اشعارہ الہندی**

ہوا اُس شمع رو سے آشنا دل	لگی آتش اُٹھا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق و مذاق خوب جانتے ہین -

نجات - مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص - مرزا عتیق اللہ نام - حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے حاجی صاحب حج و زیارت سے فارغ ہو کر اورنگ آباد آئے - حضرت شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے - مقبرہ خلد مکان مین صلوٰۃ خوانی کرتے رہے - سرکار سے حضرت شاہ جلال گنج روان کی درگاہ جو روضہ مین ہے اُسکے متولی ہوئے - قانع و صابر تہے درگاہ مین زندگی تا بمرگ بسر کرتے رہے - نجات کا عالم شباب تہا - دلمین تحصیل علوم کا شوق موجزن تہا بمصداق - اطلبوا العلم ولو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا اوّلاً سورت مین آیا کتب درسی پڑہتا رہا تا نیاً احمد آباد گجرات مین جو اُسوقت مجمع علما تہا گیا - وہان کتب درسیہ فراغت حاصل کی تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان وحید جنگ کی رفاقت مین رہا - دونون امیر علم و فضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے پہر

احمد آباد نندرباد خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اُسوقت حضرت شاہ یسین صاحب قادری بڑے بزرگ کامل و روشندل تہے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقیرانہ رنگین لباس زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ ۱۱۷۲ھ ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

فقیر شاعر خوش میرزا عتیق اللہ	کہ بود مسکن او در دکن بخجلہ آباد
نمود رحلت جانگاہ از جہان فنا	بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن تعمیہ بہر چنین سخن سنجی	کہ شد سیاہ ز فرط عیش جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ	نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بہی لکہی ہے

قانون شناس شعر و سخن بیدل	از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم	گفتا نجات یافتہ زین بیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تہا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تہا۔ فارسی مین نہایت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تہا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تہا اور ریختہ مین بہی خوب فکر کرتا تہا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الہندی

سب زر لے غنی ہوے ملک سے	چرخ ایسین کو مال دیتا ہے
پرو پیکان تیر آہ کرے	دل بیتاب بسکہ آب ہوا
گہر بسے تیرے ہات سین بن گیا	خانۂ آئینہ خراب ہوا

بیخبر مائل شراب ہوا	منعم آخر جگہا یہ دنیا ہیر

نیاز - محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص - مرزا محمد علی نام - یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچھہ حالات نہین لکھے سنہ ولادت ووفات کا بہی پتا نہین - ہان لچھمی نرائن شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۲۰۵ھ ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تھے شاعر خوش تقریر و صاف تحریر تھے - شعر فہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تھے - دیوان صائب وقصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تھے - ہر ایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تھے - محاورات فارسی سے ماہر فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تھے - من اشعارہ

عنقا بہی اُس نگاہ ہما گیر کا ہے صید ہفت آسمان جسکے ہین جالے شکار کے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے - اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا -

نشاء - میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاء تخلص - میر فقیر اللہ خان نام - آپ راد تمند خان دیوان ہیوتات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرہ زادے - آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوی اسی شہر مین تربیت و تعلیم ہی پائی - نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتھہ حسن سلوک و مراعات فرماتے تھے - ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تھے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد ماجد کے خطاب سے سرفراز فرما کر قلعہ پانکل یعنی

گولکنڈہ علاقۂ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی۔ تا مرگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے صحبت پرور دوست پرست تھے سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہوگئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہمشرب سے خوب ملتے تھے۔ لطف و مزے کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے آپکے سامنے نادر شاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑہی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کہا کر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑہائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

ازین رفتن و آمدن عار نیست ۔۔۔ کہ بے زجر و مد موج بحار نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سرشک افتادہ ۔۔۔ خدا کند کہ بیفتد کسے ز چشم کسے

ولہ

بسکہ بیدار بود دیدۂ پر آب مرا ۔۔۔ جوہر آئینہ کہ دید رگ خواب مرا

ولہ

ہر گشتہ می زند مژہ ات تیر از نگاہ ۔۔۔ این فتح در گریز نصیب سپاہ کیست

ولہ

عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر ۔۔۔ بر قد ہر کہ راست نیاید قبائے فیض

از دم سرد پریشان شمع دل پر پروانہ نیست ۔۔۔ بے فانوس در بزم ہوا ایمن چراغ ہیست

گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونی ۔۔۔ نگر از دامن کہسار دیدم بستہ صحرا را

شب بہ بزم خندہ مائل بالبان حور بود ۔۔۔ از تبسم چون سحر کاشانہ ام پر نور بود

تا نہ بندد تہمت بیدردیم دور فلک ۔۔۔ از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

ای آرزو اگر ہوس روشنی تراست	از مہر چشم خاک رہ بوتراب گیر
بعرض مدعا جوشیدنم صورت نمی بندد	زبان چون شمع گیر و شعلہ در ہنگام تقریرم
نظارہ زد داغ جگر از بسکہ خوش افتاد	بر روی گل امسال نکردیم نظر ہم
بجز گردش ندیدم از تلاش نارسائی خود	برای مدعا ہرچند ہیچو آشنا گشتم
زبس نالیدہ ام از لطف صیاد	نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال ۱۰۸۲ ہجری مین ہوا۔ حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

ناجی ۔ شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص ۔ شاہ قاسم نام ۔ مشہدی الاصل ہے ۔ اولاً وطن سے ملک دکن مین وارد ہوا تیس برس اسی ملک مین سیر و سیاحت کرتا رہا ۔ کبھی بیجاپور مین جاتا تھا کبھی احمدنگر مین ۔ پھر دکن سے دلی مین گیا ۔ نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر نے کمال قدردانی سے آپکی معاش و مقام سکونت مقرر فرما دیا ۔ نہایت خوشی و فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا چند مدت کے بعد نواب موصوف کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کرکے دلی سے اودہ روانہ ہوا اکبرآباد پہنچکر وہین ملک بقا کو رحلت کی ۔ من اشعارہ

آتشکدہ در سراغ ما می سوزد	پروانہ ز رشک داغ ما می سوزد
شمع دل ماست روشن از مہر علی	تا صبح ابد چراغ ما می سوزد

نوریں ۔ مولانا نوریں قزوینی

نوریں تخلص ۔ مولانا نوریں نام ۔ آپکا اصلی وطن قزوین ہے ۔ آپ قزوین کے مشاہیر سادات سے تھے

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بھی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تھے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت ۱۰۶۸ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیرت شاداب منصب مناسب پر ممتاز ہوئے۔ پہر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم
تنم بآتش خاکسترم بباد رسید

ولہ

نہ چون گلم ہوس جوش عندلیبان است
چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان است

ولہ

آہم کہ طرہ بر دوش سپہر بود
از ضعف این زمان مژہ چشم سوزن است

ولہ

دل چون نشود خانہ زنبور از آن چشم
آئینہ فولاد ز رہ شد ز نگاہش

ولہ

سگش را کباب از جگر می برم
ز راز دیدہ از چہرہ زر می برم

بجذب محبت ز کنعان بمصر
پسر در کنار پدر می برم

نوعی۔ مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص۔ مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تہا تحریر و تقریر مین نظیر نہ تہا شعر گوئی مین عدیم المثال شعراء جہان مین مشہور تہا۔ اکبری زمانہ مین ہندوستان مین وارد ہوا اولاً شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین ہا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین آیا۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم توقیر کی۔ اپنے ساتہہ حضر و سفر مین رکہا۔ خانخانان کی تعریف و مدح مین اکثر قصیدے لکہے۔ بہت انعام صلے لئے۔ اور ایک وقت سونے مین تولا گیا

نوعی

میر غلام علی آزاد ید بیضا مین لکھتے ہین کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تہا اُسوقت لا ہولہ
مین کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی مین فوت ہوا اُسکی عورت نہایت خوبصورت
تہی۔ پروانہ کی طرح شوہر کے ساتھہ آگ مین گری اور اپنے وجود کونا بود و خاک کی (یعنی
ستی) ہوگئی اُسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال مین ایک مثنوی مسمی
سوز و گداز لکہی یہ مشہور ہے۔ اور ایک ساقی نامہ ہی لکہا وہ بہی معروف ہے۔ ہم آپکے ساقی نامہ
کا ایک قطعہ اور اشعار مین سے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آخر سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین شہر
برہانپور مین فوت ہوے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا۔ مو ٔ شعار الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید
کہ روز خزان ہا بپایان رسید
بگردان زرہ عمر بگذشتہ را
چو شاہ نجف روز و شب گشتہ را

ولہ
بشکن دلم کہ رایحۂ درد بشنوی
کس از برون شیشہ نبوید گلاب را

ولہ
وجد و منع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی ست
منکر مے بودن و ہمرنگ مستان زیستن

ولہ
باغبان در شہر دیدم خار در چشمم شکست
زین خلاف رسم دانستم کہ گل در بار نیست

ولہ
دلے کہ بوی محبت ازو نمی آید
سبوئے چون گل کاغذ کہ بو نمی آید

سبوئے بادہ بدوش کسے کہ سایہ فکند
بآفتاب سراو فرو نمی آید
ہمین خمارم از بادہ بس کہ چون مستم
شکستہ رنگئے عشقم برون نمی آید

ولہ
ما عاشقیم و جز خانہ خرابی فن ما نیست
خصم است ہر کہ بجان دشمن ما نیست

ولہ
بخور مجمرہ سوز آہ شعلہ بار منست
شراب شیشہ شکن اشک بیقرار منست

زان پیش کہ صبح از شب امید برآید
یکبار دہن شیشہ کہ خورشید برآید

چون مراحسن خیال تو در آغوش آید	وله	طفل اشکم تماشائے بر و دوش آید
تا رو تو بینم مژه ام پاک کن اشک	وله	کز گریه نگاہم چو نفس در ته آب است
بقدر وسع نظر جلوه می کند دلدار	وله	چو آئینه همه تن دیده شو تماشا کن
با اشک تازه نه مژگان چکیده پامنه	وله	حذر که گوهر نو سفته بگزبان گرم است
قانع به تجلی نشود تشنهٔ دیدار	وله	پروانه بمهتاب تسلی نتوان کرد
ناخوش بود ز ساغر بیگانه آب خضر	وله	زهر ہلال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتداروں سے تھا
ریختہ مین شاعر خوش بیان و شیرین زبان تھا سخن سنجی و شعر فہمی مین بے مثل تھا - معانی
و الفاظ کی شیرازہ بندی مین بے بدل تھا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان ہین
لطائف و ظرائف عیان - آپکی گذر اوقات توکل و قناعت پر تھی اکثر امرا و شرفا
حسن سلوک سے مساعدت کرتے تھے مگر آپ کشادہ دست و فیاض دل تھے جو کچھہ ملتا یا
آتا تھا اُسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تھا اور دوسرا نصف فقرا و غربا پر تقسیم کرتا تھا -
مدت تک کرناٹک مین رہا پھر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اُسوقت علی عادل شاہ کا
زمانہ شباب پر تھا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا ۱۰۶۷ھ ہجری مین دکنی زبان مین
علی نامہ لکھا - علی نامہ کی تھینیت دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بھی اُس زبان کو سخت
جانتے ہین - مگر اُس زمانہ مین یہی زبان درست و ٹھیک تھی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے
فتوحات و سیر و حالات کو نظم مین لکھا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکھا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف مین نہین لکھی گئی تھی - اور یہہ علی نامہ بھی ولی کے دیوان و وہ مجلس کی طرح کتب مدایح مین اولیت کا مستحق ہے - علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تھا - نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تھا آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری مین فوت ہوا - ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے ہین - جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے

نقل ہے کہ ایکروز شاہمیر نامی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا - نصرتی نے اُسکو کچھہ دیا - فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائیے - نصرتی نے ایک تازہ بیت جو اُسیوقت موزون کی تھی سنائی ؎

زمین کے زلف مین بولا ندیکو ــــ نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدہی کو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

زمین کے کاند بولا ہون کوے کو ــــ نہین ظاہر کسی جیتے موے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا - شاہمیر کو مین مین آویزان کیا -

	من اشعارہ الھندی	
ناداں سے نصیحت کی بچن بول نکو تجہ عشق کے دریا منے جن تیر گیا ہے		پانی منی کہاری نو شکر گھول نکو وہ گوہر مقصود کمان کر سو لیا ہے

	من علی نامہ حمد باری	
سرانا سری اُس سکت دار کون دیا اور رستم کے پنجہ مین زور		کر اتر ہار ہے آن نرار ہار کون پڑیا ڈرتی جس ڈل مین دریا کے شور

کر نہار سرکش کو مغلوب دے
طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے

بزرگی جسے دیکہہ پستی دیا
ظفر مین پیش دستی دیا

جسے تون دیا زور شمشیر کا
نہ سرپنچہ ہوئے تسکی سم شیر کا

دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون
کہڑک شاہ پر تہیر پرواز کون

ڈہی تو نچہ ہے مسجد و دیر کا
نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا

تیرا دہیان دائم دہری دلمین پور
جتا جن وانسان و وحش و طیور

کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار
کہ دریا کون کوئی تیر جاتا ہے پار

کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی
اپنا کر مناجات اسے نصرتی

تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین
شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین

شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر
دیا ہیبت پکڑ تیغ کون تونچہ قدر

تیری کاج حق نے پیدا کیا
غزا کا شرف تون ہویدا کیا

تیرا دبدبہ دیکہہ خوش دہا تکا
زمین پر نہ تہایا قدم لات کا

تیرا نور بے مثل گوہر کا آب
تیرا روح بے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بلبنۂ لامکان کا دبیر
علی ولی او خدا کا ہے شیر

ولایت کا اور کہہ ہے تون سایہ دار
کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار

محبان تجے دلمین تیرا حب یقین
جنم جاک ہی ایمان کون حصن حصین

تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام
او بارا اماما ن علیہ السلام

ہوا جب سون حصار استوار
زمین پائیداری سون ہوی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھون نیا مدح شاہ زمان ۔۔۔ کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران
قلم آج جو مجہ جہانگیر ہے ۔۔۔ صفت شہ کی لکھنے کی تاثیر ہے
زہے شاہ عادل سمی ولی ۔۔۔ علی بن سلطان محمد ِبلی
جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا ۔۔۔ بچن سون مسخر یو عالم کیا
دکن نِت ہے اس فخر سون باغ باغ ۔۔۔ کہ تُسّی گھر ہے تجہ سا گھر شب چراغ
ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور ۔۔۔ کہ سب ملک اندھارا دکن پر ہے نور
تیرا چتر خورشید کا سائبان ۔۔۔ منگی تجہ علم کا پناہ آسمان
دکھن اتھی کیا بلند آج بخت ۔۔۔ کہ جان تون ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پناله

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا ۔۔۔ علی نے پلمین پنالا لئے صلابت سون
۱۰۷۵

قصیده مدحیه

اے شہ تون ہمنام علی شاہا نپتہ تیری سروری ۔۔۔ دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کون کرتی ہے خوار ۔۔۔ کرے جگمین بے قول و بے اعتبار
طمع نام و ناموس کا کال ہے ۔۔۔ طمع جیون کو سکہ کے بہونچال ہے
طمع مرد آزادہ بند جان ۔۔۔ طمع تیچہ ہوی دین و دنیا کون ہان
طمع بخت لے چہین ہوندا کرے ۔۔۔ طمع ساؤ کون نت کلوندا کرے
طمع یار سون ناموافق دِس آئے ۔۔۔ مسلمان کو ناموافق دِس آئے

وہ اشعار علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس | کہ جوہر پرکھتا ہے جوہر شناس
کہتا ہون سخن مختصر بے گمان | کہ یو شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تھا بندہ نواز گیسودراز کے خاندان کا مرید و معتقد تھا۔ چنانچہ اُسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکھا ہے عیان ہے۔

جسے ناون عالم مین بندہ نواز | محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس۔ بھوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص۔ بھوانی پرشاد نام۔ آپ چنی لال ایلچپوری برار کے فرزند ہین۔ آپ قوم کے کائتہ ہین۔ آپکا مولد و منشا بلدۂ ایلچپور صوبہ برار ہے۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین۔ فارسی اور حساب و سیاق مین منشی بیبدل ہین۔ اور قانون دانی مین بے مثل شہر ہین وکالت کرتے ہین۔ وکلاء نامی مین شمار کئے جاتے ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبھی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر وقت معینہ پر ہو جائیگی۔ اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکھے۔ آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبھی کبھی شعر موزون فرماتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری سے تلمذ تھا۔ اب امین بھولاناتھ صاحب سے مشق کرتے رہے ہین۔ کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے۔ من اشعارہ الہندی

بتون کو سنگدل حق نے بنایا | بچاؤن شیشۂ دل مین کہان سے
فقط نفرت ہے تجھسے رنہ بیجان | محبت ہے تمہین ساری جہان سے

ترے ایوان کا اللہ رے رتبہ — وہ باتین کر رہا ہے آسمان سے
دوا سمجھا ہون اپنے درد سر کی — مین سر گہستا ہون اُنکی آستان سے
ہوا اچھا جو سر قاتل نے کاٹا — سبک مین ہو گیا بار گران سے
نفیس اب تجھسے وہ گویا نہوگا — کیا ہے لال منہ کو اُس نے پان سے

نفیس - محمد رفیع الدین حسین حیدر آبادی

نفیس تخلص - محمد رفیع الدین حسین نام - آپ محمد حامد حسین منصبدار سرکار عالی نظام کے فرزند ہین - آپ حیدر آبادی المولد ہین - آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا - محمد مظفر الدین متخلص بہ معلی کی خدمت مین اس فن کو حاصل کیا - فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے - فی الحال قیاساً آپکی پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالے - من شعراء الہند ہے

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک — کیونکر نہ چومے تجھے خالق بنا کے ہاتھہ
مثل حباب غرق ہون دریائے عشق مین — ہے میرا فیصلہ کسی آشنا کے ہاتھہ
کر لیجئے گا قوت بازو کا امتحان — باقی رہین نہ آپکے جور و جفا کے ہاتھہ
حامی ہین تیرے شافع روز جزا نفیس — ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتھہ

من اشعارہ الفارسی

پریرویان مرا دیوانہ کردند — بشمع حسن خود پروانہ کردند
بوقت انعقاد بزم کونین — مہیا ساغر و پیمانہ کردند
ستمہائے بتان ہند بینند — حریم کعبہ را بتخانہ کردند

ناقص۔ قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص۔ خواجہ محمد صاحب نام۔ خواجہ مظفر عرف نہنے صاحب کے فرزند۔ آپکے
نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے۔ آپکی ولادت
باسعادت ۱۲۸۱ھ ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار مین واقع ہوی۔ نشو و نما بھی قصبہ
مذکور کی آب و ہوا مین ہوا۔ و تعلیم و تربیت بھی اُسی قصبہ مین ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حضرت
شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف اللہ والے صاحب برہانپوری سے جو
مولف فقیر کے جد فاسد تھے ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ
فارسیہ تحصیل کین۔ اور کسیقدر عربی مختصرات نحو صرف مین بھی استعداد حاصل کی تھی۔
فارسی انشاپردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے۔ سید عبداللہ صاحب
جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تھے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ قاضی صاحب کی
اولاد مین صرف یہی ایک دختر تھی۔ بوجہ لاولد ہونیکے اُنہون نے داماد کو اپنی معاش
و قضات کا مختار کر دیا۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر سرکاری طور
سے ہبہ کر دی۔ خواجہ صاحب اُسیروز سے ملقب بقاضی ہوئے۔ خواجہ صاحب اجداد سلف
کی طرف سے بھی صاحب انعام و جاگیردار موضع ہیگنہ تعلقہ ملکاپور تھے۔ اور اب سسرال
کی طرف سے بھی صاحب معاش ہوئے۔ آسودہ حال و فارغ البال ہو گئے۔ عمدہ طرح سے
زندگی بسر کرنے لگے۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار
تھے۔ خوش خلق و خوش گفتار تھے۔ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتھ
ملتے جلتے تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور۔ نامور و فیض گستر تھے۔ برار مین آپکی مہمان نوازی
اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے۔ ہمیشہ آپکے گھر پر ایک دو مسافر مہمان رہتے تھے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ کیا تھا مسافرون کے لئے مسافرخانہ تھا۔ اگر اتفاقاً کسی روز
مہمان نہین ہوتا تھا تو آپ بیچین و بیقرار ہوتے تھے۔ اُسروز انتظار کرتے تھے۔ کہانا
وقت پر تناول نہین فرماتے تھے۔ ملازمین سے کہتے تھے دیکھو مسجد مین کوئی مسافر
تو نہین ہے۔ ملازم دیکھکر آتے اور کہتے کہ ابتک کوئی نہین آیا ہے۔ آپ مجبور ہوکر اسوقت
کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سد رمق نوش فرماتے۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو
اپنے اخلاق سے تسخیر کرلیا تھا۔ ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تھا کوئی آپکی حکومت کے
دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتا تھا۔ آپکی انتظامی قوت بہی نہایت درست تھی ہر امر مین
حکمت عملی کو مدنظر رکہتے تھے۔ آپ جو کچھہ کرتے تھے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تھا
آپکے بہائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۲ہجری مین نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے
نواب ناصر الدولہ کے زمانہ مین نیابتاً برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے
آپ نواب صاحب کے غیبت مین بہائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد و اعانت فرماتے تھے
آپ کی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تمام رعایا
و عہدہ داران کے کام سے خوش تھے۔ کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہین کرنے پاتا تھا
آپکی سرشت کا خمیر اتفاق و صحبت کا تھا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام و خاص خلائق مین
اتفاق کراتے تھے۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تھا۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار
اور مسلمان ولی کہتے تھے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تھے۔ علما و فضلا و مشائخ
و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ اور ان بزرگون سے نہایت کسر نفسی و خاکساری
سے ملتے تھے۔ ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تھے ضعیفی
مین نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تھے۔ جس سے ایکوقت ملاقات کرتے اسکا

لحاظ ہمیشہ رکھتے تھے۔ کبھی آپکی استقلال مین تزلزل نہین ہوتا تھا متانت و حلم مین
گویا ایک پہاڑ تھے۔ ایسے بردبار و مستحکم تھے کہ جگہہ سے نہین ہلتے تھے کسیکے برا کہنے
سے نہ رنجیدہ ہوتے تھے نہ بھلا کہنے سے خوش۔ آپ ہر حال مین ایک حال پر تھے۔ آپ ظاہر مین
امیر تھے مگر باطن مین فقیر متشرع و متدین تھے صوم و صلوۃ کے پابند۔ صلوۃ خمسہ جماعت
سے ادا کرتے تھے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی۔ سنت نبوی پر قائم۔ خدا و رسول
کے حکم کے کاربند تھے۔ بزرگان دین و اولیا کرام کے معتقد تھے۔ محمدی حنفی المذہب
چشتی الطریقہ تھے۔ آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت و خلافت تھی
آپ ۱۲۸۷ ہجری مین ملکاپور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز
رہے بیعت و خلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ کو واپس آئے۔ آپ عزیز و اقارب
سے اسطرح سلوک فرماتے تھے کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہین تھا۔ یہ خوبی جناب قاضی صاحب
ہی کو مخصوص تھی کیونکہ انعام دار و جاگیردار جو قرابتدار ہوتے ہین اونکی نسبت عرب کی
مثل مشہور ہے۔ الاقارب کالعقارب۔ بایکدگر دشمن جانی ہوتے ہین۔ باہم ایک
دوسریکی تباہی و ہلاکی کی فکر کرتے ہین۔ ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل
کے مفہوم کو باطل کردیا۔ انسانیت و آدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب
مین تھی۔ ہم ناخلفون کو اُن کی پیروی کرنا چاہئیے۔ اور اُن کے قدم بقدم چلنا چاہیے
مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تھا۔ نہایت محبت و مرحمت فرماتے تھے۔ میرا
عالم شباب تھا حضرت مجکو نہایت تعظیم و عظمت سے یاد فرماتے تھے۔ کبھی حقارت سے
نہین دیکھا۔ یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی
ناخوش و کشیدہ ہوگئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ و نامبارک سمجھتی تہین مین

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تھا اتفاقاً کبھی کبھی
ملاقات ہوجاتی تھی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تھا کہ حضرت مجھسے ناخوش و رنجیدہ
ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
آپ مجھسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے کبھی بھولکر بھی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا
پاک طینت و صاف طبیعت تھے۔ اللہ تعالی اُنکو غریق رحمت کرے۔
حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔
آپکا کلام فارسی و اردو دونون زبان مین درست و بامحاورہ ہوتا تھا افسوس کہ ہمکو آپ کا
کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین
کو روانہ ہوئے۔ قصبۂ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان
یادگار چھوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی سنہ ۱۳۲۲ ہجری
دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدینصاحب المتوفی سنہ ۱۳۱۷ ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیر الدینصاحب
سلمہ اللہ تعالی تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق ہین۔ صاحب
عزت و جاہ ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو
ہین یہی تینون بزرگ قصبۂ ملکاپور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برار مین مشہور و معروف
جناب خواجہ بدیع الدینصاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تھے۔ خواجہ صاحب ہوشیار
و تجربہ کار۔ سنجیدہ مزاج و شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تھے
دنیوی امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تھے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادری کا
خطاب ملا تھا۔ قصبۂ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر مقرر تھے۔ مدت سے

کام کرتے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے۔ واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار
کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے صحبت رکھتے تھے
طلبہ کو اپنے بچون سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبۂ مذکورہ مین ایک دینی مدرسہ مسمیٰ
فیاضیہ قائم کیا تھا اُسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کہانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ
کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی تہین اللہ تعالی
آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال
جو اسمان سیادت و نجابت کے فرقدین ہین کامیاب و فائز المرام کرے۔
ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بہ خانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین کیل اول درجہ
سلمہما اللہ تعالے صاحب جمہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب
سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت مین خاکساری تہی
فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرأت مین بیمثل مہمانداری و غربا نوازی
مین بے بدل تھے مولف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت و کرم فرماتے تھے ۱۳۱۷؁ ہجری
مین فوت ہوئے اُن کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب
جوان سعادتمند و نیک شخص ہین خدا اُنکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ
منیر الدین صاحب جوان صالح ولائق ہین انگریزی و مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے ہین
اکثر بیمار رہتے ہین گرفی الحال چاق و تندرست ہین وہ بھی خلیق و لئیق ہین مہمان نوازی انکی
موروثی عادت ہے۔ جناب قاضی صاحب کے تینون صاحبزادے اخلاف صدق تھے انہین سے ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالے

ناصر۔ نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص۔ میر احمد خان نام۔ نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والیٔ دکن کے صاحبزادے ہیں۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ہجری میں ہوئی حضور بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی میں ایک جشن شاہانہ منعقد فرمایا۔ تمام ارکین دولت کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم و رواج کے موافق تسمیہ خوانی کا جشن نہایت تکلف و عظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد دانشمند کی خدمت میں بہیجا چشم بددور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار و ہونہار تہے تحصیل علم و کسب فضل میں مشغول ہوئے۔ پہر آپ سن شعور کو پہنچے علوم و فنون میں لائق ہوئے جب حضور بندگانعالی حسب طلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵ ہجری میں دلی متوجہ ہوئے اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام واہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا۔ نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم و نسق میں بڑی جانفشانی و عرقریزی کی خوب انتظام فرمایا اور ملک میں امن و امان قائم کردیا۔ ادنیٰ و اعلیٰ کو انعام واکرام و جاگیر و خطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تہے جب حضور بندگانعالی دار الخلافہ دلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند و پدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت میں پہنچ گئے۔ چند روز معتوب رہے۔ پہر حضور نے سنہ ۱۱۵۵ ہجری میں فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت و مرحمت میں لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۶ ہجری میں اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد روانہ کردیا پہر سنہ ۱۱۵۹ ہجری میں حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلایا۔ آپ فی الفور خدمت میں حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد میں لکہتے ہیں کہ یہ بہی

اس سفر مین نواب شہید کا رفیق تہا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر واکنگیرہ و میسور گئے
حضور نے نظام الدولہ کو سرپرنگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت
کیا اور آپ ورنگ آباد آئے۔ پہر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت مین
بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پہر چند روز کے بعد فرزند و پدر دار السرور برہانپور روانہ ہوئے
نواب آصفجاہ برہانپور مین متوجہ جنت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب رحمہ
مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد مین جو دکن کا دار الخلافہ تہا آئے بارش کی
موسم تہی انہین دنون مین احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے
نربدا تک پہنچے تہے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن مین واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس
آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو رائچور و ادہونی کی حکومت پر
مامور تہا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد مین قیام پذیر تہے
کہ اسی عرصہ مین حسین دوست خان عرف چندا صاحب نوایط ہدایت محی الدین سے ملگیا
اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انور الدینخان
ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۶ شعبان ۱۱۶۲ھ ہجری مین سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر
انور الدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار
و ایک لاکہہ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پہلچری جو اورنگ آباد سے
پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ
قریب پہلچری کے قیام پذیر تہا۔ ۲۶ ربیع الآخر ۱۱۶۳ھ ہجری مین فرانسیسی فوج سے
مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الآخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کہائی
ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپ نے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت مین رکہو۔ اور باغی کی فوج کو

جان ومال سے امان دیا۔ خیرخواہون نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکھنا مناسب نہین
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بہی باوجود ہزیمت شورش وفساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ وہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیرخواہون نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی
اثنا مین چنجی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پہر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک درویش کامل سے ملے اور اُسکے ہاتہہ پر
منہیات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تہے۔ آپکے نمکخوار وپرورش یافتہ تہے
مگر باطن مین یہ ناحق نشناس مالک قدیم ومحسن کریم کا پاس نمک نکرکے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تہے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ ہجری مین زیر قلعہ چنجی لڑائی شروع ہوئی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک نہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تہی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیرخواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد وغدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے
اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجہتے تہے کہ افاغنہ میرے نمک خوار وجان نثار ہین۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعاً
سلام کے لئے ہاتہہ اُٹہایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پہر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجہکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پہر افاغنہ نے
نواب کا سر تن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تہا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نواب کے ساتھہ کیا - انا للہ و انا الیہ راجعون - دوسری اہل فوج نے سر کو بیرہ سے علیحدہ کرکے اورنگ آباد روانہ کیا - شاہ برہان الدین کے مرقد کے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا - شہادت قریب قلعہ چینجی واقع ہوی - میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت لکھی ہے

نواب عدل گستر عالیجناب رفت ۔۔۔ فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد ۔۔۔ تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے - بندہ نواز و غریب پرور - اولوالعزم عالی ہمت ذی مروت و جرأت تھے - فصاحت و بلاغت مین جیدعصر سخن گوئے و سخن فہمی مین فرید دہر تھے - مشق سخن مین مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے - کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے - نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف و شستہ و ہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپکے ہمطرح کہنا محال ہوتا تھا کلام مین صائب کی طرح تمثیل و نظائر کو خوبی کے ساتھہ لاتے ہین اجنبی شخص بیکتے ہی صائب اور آپکے کلام مین تمیز نہین کرسکتا ہے - آپ صاحب لدیوان آپکے تین دیوان ہین اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینون دیوان سرکاری مطبع مین آقا نصر اللہ المخاطب نواب دولت یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہو چکے ہین - فقیر مولف کے پاس تینون نسخے موجود ہین ان مین سے اشعار انتخاب کرکے ذیل مین لکھتا ہون - من اشعارہ الفارسی

سایۂ لطف خداوند بود بر سر ما ۔۔۔ ہست اقبال خداداد مقیم در ما
طالع ماست زانوار جلالت روشن ۔۔۔ فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

شرف آدمی از یمن ارادت باشد
ناصر از یاوری همت شاه مردان
بدست ناز افشاندی چو زلف عنبرافشان را
ز قدر و منزلت هرگز نگردد ذره کمتر
ارسطو شد ز فطرت ارباب بزم اسکندر
گر تو خواهی بقای دولت را
از کرم هر که دام گسترده است
گل خلق است خوش نما ناصر
امید ها ز وصال تو در دل است مرا
ز حال من نگذر غافل ای شکار افگن
هر که رنجی میکشد آخر بگنجی میرسد
سیه‌ها یاوی ز زلف خط و رخسار کسی
فشانده ایم ز دامن چو گرد دنیا را
شمار شوق تو از وسع خامه بیرون است
از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر
صبر و دوری از رخ او گرچه باشد یک نفس
دل ز زخم تیغ جانان بوستانی شد مرا
همسفر در راه عشق او مرا در کار نیست
کهنه رندیم و نظر بازیم ما

وله
دست تسلیم او نگاه بود افسر ما
شاهد فتح و ظفر جلوه کند در بر ما

وله
بروی خاک افگندی چه لبهای پریشان را
زند مور ضعیفی بوسه گر دست سلیمان را
بحکمت میتوان گشتن مقرب پای شاهان را

وله
به ادب نه بنای دولت را
صید ساز و همای دولت را
چمن دلگشای دولت را

وله
ازین خیال بهاری مقابل است مرا
که از طپیدن دل رقص بسمل است مرا

وله
میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا
گر در ایم در گلستان سنبل و ریحان مرا

وله
فگنده ایم چو اشک از نگاه عقبی را
که در سبو نتوان کرد آب دریا را

وله
سینهٔ خود محشر آب میدانیم ما
بیشتر از محنت توب میدانیم ما

وله
جوش زد خون در نظر جوی روانی شد مرا
حرف با هر کوه کردم همزبانی شد مرا

وله
باده نوش و کیسه پردازیم ما

طائر صحرای غربت بوده ایم
سیر ما بی بال و بی پر بوده است
تشنه ام با وجود سیرابی
بت پرستی نمیگذارم من
هر بهاری را خزانی لازم است
گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا
میزند از جوش خجلت مهر خاموشی بلب
نگاهش داد از شوخی سبق وحشی غزالان را
مده آن زلف نازک را بدست شانه هر ساعت
خداوندا الها کردگارا
بده امن و امان و تندرستی
غمی دارم که پایان نیست او را
دلی دارم بدرد و غم سرشته
شد از فروغ چهرهٔ او ساغر آفتاب
شاه و گدا بدیدهٔ روشن گهر یکیست
وصف روی کیست یارب بر زبان عندلیب
از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشته است
جام می از عکس او شد آفتاب
می کشد عاشق ز خون دل شراب

از پر خود خانه می سازیم ما
همچو بوی گل بپردازیم ما
وله آب شمشیر کرده اند مرا
گرچه تکفیر کرده اند مرا
وله گر برنگ گل گهی خاریم ما
وله میگذارد شمع گر در انجمن بیند مرا
گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا
وله قدش آموخت آئین نزاکت نونهالان را
پریشان می کنی خاطر چرا آشفته حالان را
وله رحیما جرم بخشا بردبارا
نظام الملک آصفجاه ما را
وله چه پرسی از دلم جان نیست او را
که هرگز فکر درمان نیست او را
وله آئینه دار روز رخ او در بر آفتاب
وله یکسان کند نگاه بخاک و زر آفتاب
وله چشمهٔ خورشید رخشان شد دهان عندلیب
پرتو حسن که زد آتش بجان عندلیب
وله ساقی امشب طرفه نقشی زد بر آب
باشد از لخت جگر بهرش کباب

نام احمد گر رسد در سمع او
کرده ام چون نام احمد را رقم

شمع جانسوز که مارا در جگر آتش زده
هر که در لخت دل خود جا کباب انداخته است

آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست
خاکساریها بجو دلا زم عروجی داشته است

نوبهار آمد جهان را پر گل عشرت نمود
تا که روی آتشین او بر آمد از نقاب

دیدهٔ مور من از فیض قناعت سیر است
در خور حوصله هر کس ثمری می چیند

ما را هجوم واقع به لشکر برابر است
دریا دلان تمیز به بخشش نمی کنند

ابرها امسال بر بستانه رفتار آمده است
دامن هر آرزو پر شد ز گوهر چون صدف

کعبهٔ صدق و صفا خلوت درویشان است
سنگ را آنکه کند لعل به یک چشم زدن

خادم خواجهٔ شیراز بجانم ناصر
بی نیاز نیست دوائی که نظیرش نبود

قیمت حسن فزون از شرف تربیت است

وله

آتش دوزخ نشیند زالتهاب
از گل حرفم دمد بوی گلاب

وله

بهر خود فانوس از بال پر پروانه ساخت
بی تکلف همچو ما زلف سخن را شانه ساخت

وله

سینهٔ شب از کواکب داغدار زلف کیست
برسر پا اوفتادن افتخار زلف کیست

وله

در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت
شبنم از خورشید عالمتاب بالیدن گرفت

وله

ورنه در خندان سلیمان شکری نیست که نیست
ورنه در باغ سخایت ثمری نیست که هست

وله

اقلیم دل بملک سکندر برابر است
کف در کف محیط به عنبر برابر است

وله

از شکوفه شاخها آشفته دستار آمده است
ابر دریا دل به بخششهای بسیار آمده است

وله

سجده گاه دو جهان حضرت درویشان است
کیمیای نظر رحمت درویشان است
مایهٔ تخت شهی خدمت درویشان است

وله

فکر اسباب جهان مایهٔ صد درد سر است
سهل چون میوهٔ خودرو پسر بیدا است

هیچکس یاری نمی پرسد ز حال یکدگر — دوستدار بهار طبع دوستان برخاسته است
جلوهٔ یوسف بچشم اهل عرفان میدهد — هر کجا گردی ز راه کاروان برخاسته است

ولہ

نوبهار خجسته بنیاد ست — روزگار خجسته بنیاد ست
سلسبیلی اگر بعالم هست — جویبار خجسته بنیاد ست
هر متاعی که هست در عالم — در دیار خجسته بنیاد ست
دولت آباد قلعهٔ بیمثل — در جوار خجسته بنیاد ست

ولہ

قیمتش جوهری نمیداند — آب هر قطره بی بها گهر ست
در صدف نیست قیمت گوهر — در وطن خوار صاحب هنر ست

ولہ

سر زمین عشق را آب و هوای دیگر ست — سبزهٔ این خاک را نشو و نمای دیگر ست
سر بصحرا دادگان عالم تجرید را — کاروان دیگر و بانگ درای دیگر ست
دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق — داغ درد بی دوا را کیمیائی دیگر ست

ولہ

سیر و دیر و حرم هر که ز حق بیخبر است — بت پرستی دگر و یار پرستی دگر ست
گرچه رنگین سخنان مشق مضامین کردند — آب رنگ سخن از فکر تو ناصر دگر ست

ولہ

نخل بار آور خورد سنگ و عوض بخشد ثمر — در تلافی بدی از شخص احسان خوشنماست
میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش — خدمت پیران شما را ای جوانان خوشنماست

ولہ

سیر عشرتکدهٔ گبر و مسلمان کردیم — جای آسایش اهل محفل درویشانست
نسبت ربطی بهم مرو ز بد اندیشانش — نسبت ناصر با شمائل درویشانست

ولہ

در معرض تلف همه اسباب دنیوی ست — می بین که مه بعین کمالش زوال داشت
بوی ثبات نیست درین تیره خاکدان — هر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

تخت شد دست سلیمان مور را از ضعف
پاسبانان زمانه را خواب غفلت برده است

روشن جهان ز مهر جمال محمدست
ناصر جواب آن غزل ست اینکه گفته اند

فاضل ترین امت صدیق اکبرست
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود

در دوستان نشان محبت نمانده است
از اہل دہر شکوۂ احسان نمی کنم

می کشیم در گلستان بے رخ جانان عبث
بلبل پر بسته در کنج قفس افتاده ام

از دعائے خیر صحتا جان بر آید کارہا
نخل را تا شاخ یکسر زرد می سازد چو برگ

ہمچو رخش آفتاب صبح ندیدست صبح
مصرع صهبائی ست سیلی ناصر برخ

اگر بہار کند چہرۂ گلستان سرخ
ز خون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر

نگاه شوق من از روئے او گل چیدنی دارد
کمال عشق را نازم اثر کردست در طبعش

دلم از سیل غم رفت ز جا

وله
ناتوانان را ز فیض عجز زورے دیگرست
انتظام ملک را زانرو فتورے دیگرست

وله
بیحد و حصر وصف کمال محمدست
صلوٰة بر محمد و آل محمدست

وله
شائستهٔ خلافت صدیق اکبرست
از حب و از صداقت صدیق اکبرست

وله
فرقے کنون میان قیامت نمانده است
افسوس شرم چشم مروت نمانده است

وله
بے خط و زلفش نگه بر سنبل و ریحان عبث
میزدم پر از برائے دیدن بستان عبث

وله
ہست تیرے روئے ترکش آه سر احتیاج
باشد از برد خزان ہم سخت بر احتیاج

وله
بلکه بگوش کجا صبح شنیده است صبح
دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح

وله
نمود رنگ رخ ما خیال جانان سرخ
درین بہار بود قطره ہائے باران سرخ

وله
ز روئے لطف وہم جانب من دیدنی دارد
بحق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد

وله
کوه صبر و شکیب باید دید

وله

آتش گل چه داغها که نکرد ‌ ‌ ‌ جگر عندلیب باید دید

وله

فقرا پادشاهان می باشند ‌ ‌ ‌ افتخار دو جهان می باشند

عاشقان سوخته جان می باشند ‌ ‌ ‌ شمع شان شعله زبان می باشند

وله

کسی ز آهوی وحشی شنیده است وفا ‌ ‌ ‌ هلاک چشم تو گشتن سزای دل باشد

سعادت دو جهان رو بسوی او آرد ‌ ‌ ‌ کسی که بر سر دولت سرای دل باشد

وله

تا که در مصر که عریان نشود ‌ ‌ ‌ جوهر تیغ نمایان نشود

جوهر ذاتی هر کس دگر است ‌ ‌ ‌ مور از تخت سلیمان نشود

وله

ابر دریا دل بدست گوهرافشان می رسد ‌ ‌ ‌ گنجها در دامن امیدواران می رسد

خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد ‌ ‌ ‌ تا بدامن هر کرا چاک گریبان میرسد

فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن ‌ ‌ ‌ در دکن هر لحظه از شهر صفاهان میرسد

وله

رنگ و بوی ز وفا نیست درین گلرویان ‌ ‌ ‌ عاشق حسن کسی شو که وفائی دارد

معنی مصرع پیچیده ز زلفش فهمید ‌ ‌ ‌ ناصر ما چه قدر فکر رسائی دارد

وله

رشته عمر ابد شاید بدست آورده است ‌ ‌ ‌ هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند

عجز از نازم که دارد این بزرگیها بخود ‌ ‌ ‌ مور بر دست سلیمان کامرانی میکند

خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد ‌ ‌ ‌ ذره تاج پادشاهان کامرانی میکند

غنچه آسا هر کسی با گوشه دل ساخته است ‌ ‌ ‌ در بهشت جاودانی زندگانی میکند

گوهر شاهوار آخر از صدف آید برون ‌ ‌ ‌ راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند

خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی بحر ‌ ‌ ‌ هر ره گرد بهای کشتی را تحمل میکند

خسروا عشرت جاوید مبارک باشد ‌ ‌ ‌ بزم آرائی جمشید مبارک باشد

آسمان جام هلالی ز رمه عید نمود
زفیض بی ثمریهاست سرو در چمن آزاد
بزیر چرخ نشستن نه نیز بالغ زیبد
محو کن نقش غیر را از دل
هر که نا محرم عشق گفت سخن
رافت و عدل هر که پیشه کند
گرم و سرد زمانه میداند
قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر
بتان که چهرهٔ خود بی نقاب می سازند
رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد
خواهی که ترا گرد جهان نام برآید
آرائش ظاهر نشود زینت باطن
بیک رشتهٔ زنار موی یار بس باشد
چون گل شگفته روی درین باغ میشود
مانند برق زود فلک تاز می شود
یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز
گوهر بجای قطره بدریا فشاند ابر
نیست اکسیر دیگری به ازین
اعتباری ندارد این دنیا

وله اختر عیش درخشید مبارک باشد
وله فراغت کسیرا که اد عیال ندارد
قفس خوش است بمرغی که پر و بال ندارد
وله عارف نقشبند می گوید
سخن ارجمند می گوید
وله صاحب چتر و تاج زر گردد
همچو ماهی که بحر و بر گردد
وله روشنان همچو گهر کی بوطن پردازند
وله زبرق چهرهٔ دل راکباب می سازند
خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند
وله این نام چو خورشید ز انجام برآید
از قند کجا تلخی بادام برآید
وله بکار زاهدان این سبحه صد دانه می آید
کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند
از خود سفر کسی که ببال ثمر کند
وله تا چاشنی محنت زندان نمی کشد
طبع کریم منت احسان نمی کشد
وله خویش را خاکسار باید کرد
حرف ما اعتبار باید کرد

رسن خود را ز خاکساری بها	وله	زر کامل عیار باید کرد
گر رضای خدا بود مطلب		راستی را شعار باید کرد
گمنام چنان شدم که عنقا	وله	راهی بسیاری ماند ار رو
دامان و دست آرزویش پرگهر شود	وله	دریوزه هر که از در شاه دکن شود
عیسی صفت بطارم خورشید جا کنند	وله	آنها که ترک خلق برای خدا کنند
حدوثش زین تصور می توانی کرد ای عاقل	وله	که اوضاع جهان گاهی چنین گاهی چنان باشد
کرم گستر بفرق بنده ناصر حضرت آصف		الهی در جهان باشد سلامت در جهان باشد
زیر آب داده ناوک مژگان خویش را	وله	زخمی زند بسینه و ناسور می کند
آنها که دل بحلقهٔ زنجیر بسته اند	وله	تار نگه بزلف گره گیر بسته اند
مطعون خاص و عام همه مسلمین شوند		جمعی که دل بطعنه و تکفیر بسته اند
بخاکساری او رتبه فلک نبود	وله	کسی که بر در دلها وی گدائی کرد
شمار ورد من خاکسار ممکن نیست	وله	حساب ریگ بیابان که می تواند کرد
از بس طپیدنها دلم تاثیر دیگر میدهد	وله	طائر جانرا ز شوق وصل و پر می دهد
یادش بود ز شربت جان در دهان لذیذ	وله	نامش بود ز شهد و شکر بر زبان لذیذ
آن شربت فنا که ز تیغ تو می چکد	وله	ما را بود ز آب خضر بیگمان لذیذ
الهی شرم رای من نگهدار	وله	مکن رسوا حیای من نگهدار
چه دیروز و چه امروز و چه فردا		مرا باشد خدای من نگهدار

از بسکه لازم سردارست و هشیاری
مرو بخواب تو ای میر کاروان زنهار

بنائے خانۂ دل استوار کن ناصر ‏ وله ‏ مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار

هرچند من ز مهر و جهان دست شسته ام ‏ وله ‏ هرگز نمیرود ز دلم آرزوے یار

از خاکساری ست بدل روشنی نصیب ‏ وله ‏ آئینه صاف میشود از صیقل غبار

گذشته ایم ز نیروئے بازوئے تدبیر ‏ وله ‏ سپرده ایم عنان را بقبضۂ تقدیر

ترا صفائی دل از مطلبست پاک بسوز ‏ وله ‏ برائے آئینه خاکستر ست چون اکسیر

با وجود پخته مغزی همچو طفل نو سبق ‏ وله ‏ میکنم مشق جنونی در دبستان بهار

نیست غیر از کشتی می امن ناصر در جهان ‏ ابرها امسال آورده ست طوفان بها

قرب آتش خانمان پنبه سوخت ‏ وله ‏ الحذر از قرب سلطان الحذر

خرمن پروانه یکسر سوخته ست ‏ الحذر از شمع خندان الحذر

زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم ‏ وله ‏ در کوئے خاکساری یک خاکسار دیگر

هر درختے که شود خشک ز تاثیر هوا ‏ وله ‏ غیر آتش بهر او ثمری نیست دگر

نهد سلسلۂ عشق سر بدست عمر ‏ وله ‏ ازان ز بند تعلق مجرد ست عمر

رفیق همدم و یار محمد ست عمر ‏ زما سوائے محبت مجرد ست عمر

منکه از آدم با انم چه کار ‏ وله ‏ با شراب و بزم و یارانم چه کار

هرچه باشد عاقبت دارد باصل خود رجوع ‏ وله ‏ میرسد آخر بدریا از ره سیلاب ابر

موج پر زور سرشکم تا سر کیوان رسید ‏ از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر

مرا که هست دلم گرم با نوا و مساز ‏ وله ‏ کباب شعلۂ حسن ست و شعلۂ آواز

بیا ناصر از راه صدق و یقین ‏ وله ‏ بشو بندۂ شاه گیسو دراز

هر جبه بسر کشی دعوی شیخی باشد ‏ حرمت جبه و دستار نمانده است امروز

هر گرامی نگرم هست بهر جا مشغول — وله — دل وارسته بیکار نمانده ست امروز

ز راه و رسم محبت اگر خبر داری — وله — ز خویش بگذر و با یار آشنایی ساز

بسر سرشت جنون دیوانها بیهوده نیست — وله — عاقل پابند را از سیر آن صحرا مپرس

هیجا نهاگشاده و شهرا بی ندید کس — وله — برخواست بر یاد دم آبی ندید کس

گذشت عمر بسودای زلف یار افسوس — وله — ز هر گذشت سیه بختیم هزار افسوس

بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن — بغیر یار بود ماندن دیار افسوس

اخلاق نیک حاصل کس میشود ز کسب — وله — در سعی حسن نیکی اطوار خویش باش

شادکر دهی تو خاطر ما را — وله — ای پری رو همیشه شادان باش

کار عالم از و نمی آید — وله — هر که باشد بفکر راحت خویش

چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش — وله — راست رود تا بدل بدین کج ستادنش

بزم بی غرضان سرنگون نوانی شد — وله — خط نوشته اگر رسیدی نجون عرض

ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل — وله — ساقی رسید طرفه سامان انبساط

پروانه وار بساغر می رقص می کند — وله — افروخت شیشه شمع شبستان انبساط

چهره گلگون او را شد خط اخضر محیط — وله — گشت این دریای حسن ناز را عنبر محیط

خاک و زر یکسان بود در دست صاحب همتان — میکند از خویش بیرون همچو کف عنبر محیط

شبنم نه همین دل نگرانست درین باغ — وله — گل نیز ز غم جامه درانست درین باغ

لب بسته سیه پوش ز ماتم شده سوسن — با آنکه سراپای زبانست درین باغ

تیرباران حوادث بسکه دیده گشته سر — وله — صورت پیکان همه سبزه چون برگ خلاف

گردن تسلیم پیچم من از شمشیر و — گر زند بر فرق و بشگافد سینه تا بناف

تا گشتہ ایم از سر الفت فنائے عشق — ولہ — در بستہ ایم عمر ابد با بقائے عشق

دل را ز ما گرفتہ بجائے سپردہ است — ولہ — زبین بہشت ما چہ بود مدعائے عشق

گلگل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک — ولہ — در جلوہ گلعذاران بر عاشقان مبارک

آتش رخسار او سازد دل ما را کباب — ولہ — لعل شیرینش فشاند بر کباب نمک

شد مسخر دیار کرناٹک — نظم گشت کار کرناٹک

میکشد دل دیار کرناٹک — سیقوان گشت یار کرناٹک

بشکند قیمت زمرد را — جلوۂ سبزہ زار کرناٹک

خاک او حکم کیمیا دارد — حبذا اعتبار کرناٹک

زر و سیم ہست ہمچو ریگ روان — جا بجا در دیار کرناٹک

طعنہ زد بر طلائے خالص مہر — زر کامل عیار کرناٹک

در خور تاج پادشاہان ہست — گوہر شاہوار کرناٹک

از حساب محاسبت برون — شجر میوہ دار کرناٹک

ہست در ظرف آبہائے لذیذ — شربت خوشگوار کرناٹک

دشت و در رشک کشمیر ہست — دیدہ ام کشت و کار کرناٹک

خال رخسار ہفت اقلیم ہست — حسن سبز و بار کرناٹک

بردہ فوقیت از جلال آباد — در حلاوت انار کرناٹک

مقدم فتح تو ام ناصر — باعث افتخار کرناٹک

پادشاہا ہمائے ہمت تو — زیر بر کرد فتح کرناٹک

بال بکشاد تا بہ تسخیرش — سر بسر کرد فتح کرناٹک

نامهٔ فتح بادشاهی را
تاج سر کرد فتح کرناتک
نونهال مراد را ناصر
بر ثمر کرد فتح کرناتک

ولہ

بباغ جهان من گلی را ندیدم
کز و نکهت مهر و الفت شمیدم

ولہ

رمد هر که از من ز او من رمیدم
ز دامان او دست خود را کشیدم

ولہ

عشق بازی ز ازل کار من است
من کجا در کار دیگر مانده ام
گرچه گشتم خاک سوزم باقیست
زیر خاکستر چو اخگر مانده ام

ولہ

بسی سیر کردم بهار و خزان را
زبان گل و خار را می شناسم

ولہ

داغ عشقم کباب را نمکم
تلخ کام شراب را نمکم

ولہ

بسکه آئینه دار او گشتم
صفحهٔ آفتاب را نمکم

ولہ

هر قدر رنگ خودی باخته ام
خویش را محرم او ساخته ام

ولہ

ناصر از فضل الهی فتح است
هر کجا من علم افروخته ام

ولہ

نوبهار ملک میسور است ما و باده ایم
بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم
تا کمر در خدمت بنت العنب بربسته ایم
بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم

ولہ

نوبهار آمد بصحرا میروم
از میان شهر رسوا میروم
خاکساری عاقبت آید بکار
تا بچشمش سرمه آسا میروم

هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد
شمشیر تو ز آب بقا کرد فارغم
این سایهٔ عنایت آصف که بر سر است
ناصر ز ظل بال هما کرد فارغم

چو درد هجر آزاری ندیدم
ازین دشوارتر کاری ندیدم
بود هر خوب را زشتی مقارن
گلی در باغ بی خاری ندیدم

مثال آصف جم جاه ناصر | وله | امیر تازه گفتار بدیدم

گر ندارم هنری شکر خدا را عمریست | وله | مجلس انس با رباب هنر داشته ام

بال پروازی اگر این شهر رسید اشتم | وله | پای خود زین وا دهی خونخوار رسید اشتم

قد آن نونهال را نازم | وله | پایهٔ اعتدال را نازم

سخنش جان تازه می بخشد | | اثر این مقال را نازم

ارتفاع جاه دنیا پست تر باشد ز چاه | وله | در تلاش منصب سنجر نمی باید شدن

افراشت هر طرف که لوا لشکر دکن | وله | منصور شد بفضل خدا لشکر دکن

از بهر دفع سحر سیه مار و کفر و شرک | | دارد بکف ز نیزه عصا لشکر دکن

عندلیب آسا بیک منقار نالان نیستم | وله | با نوا چون بند بندی بود اعضای من

زانکه در راه طلب نگذاشتم هرگز قدم | | تو تنها شهر بندگی دارد ز خاکپای من

خون بین البت غنچه ز رشک دهان تو | وله | گردید سرو بنده سر روان تو

چنانکه آب بطوفان گذشت از سر پل | وله | گذشت از سر من اشک آنچنان بیتو

ای کائنات جمله نظر بر رضای تو | وله | تا مهر و ماه ارض و سما در ثنای تو

ای که خورشید صفت جلوه طراز آمده | وله | چشم بد دور که خوش ذره نواز آمده

بنوازش سر من بر سر افلاک رسان | | بر سر لطف چو ای بنده نواز آمده

از لعل لبت بر سر گفتار رسیده | وله | از جیب صدف گوهر شهوار رسیده

دل را اسیر زلف سیه فام کرده | وله | این آهوی رمیده چسان رام کرده

ز دنیا گر دلت بر کناره باشی | | قبول مردم دل زنده باشی

بهار زندگانی گل کند گل | | برنگ ابر گر بازنده باشی

بمطلب میرسی رونے یقین است — ولہ — بسوئے او اگر پویندہ باشی

گشتم فدائے طرز کمر بستن کسے — ولہ — قربان شدم بناز خرامیدن کسے
شرمندہ کرد سرو و گل و غنچہ را بباغ — خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے
تا تہ نشین چو خاک بدریا نمی شوی — جوہر شناس گوہر دریا نمی شوی

من رباعیاتہ

در بزم تو اے مایہ ناز آمدہ ام
از تابش خورشید قیامت چہ غم است
من در حرم بندہ نواز آمدہ ام
از صبح بود کلام من روشن تر

ولہ

مشتاق تو اے بندہ نواز آمدہ ام
در سایہ گیسوئے دراز آمدہ ام
ز صدق و صفا وقت نماز آمدہ ام
از روئے ارادت بہ نیاز آمدہ ام

نامی - مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی

نامی تخلص - تراب علی نام - عباسی الاصل ہیں آپکا وطن خیرآباد ہے - سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی خدمت میں ختم کیں - اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت میں کیں - تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش میں کلکتہ گئے - حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کر کے مدراس میں آ گئے - کمپنی کے مدرسہ میں مدرس ہوئے چند مدت بسر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے - مراجعت کے وقت مقام پٹن میں ۱۲۴۳ھ ہجری میں فردوس بریں روانہ ہوئے - آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے - نیک محضر و نیک سیرت تھے - خوش تقریر خوش تحریر تھے - شعر و شاعری سے

دلچسپی رکھتے تھے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے خوب و مرغوب ہوتا تھا

من اشعاره الفارسی

سحر از جنبش شمشاد نگلگشت چمن
باد م آمد روش قامت دلجوی کسے

ہر زبان دست کشان می بردم جذبہ عشق
از پے سجدہ بطاق خم ابروئے کسے

نیست از بخت بدم چشم امید آنکہ بود
دست در دست و سرم بر سر زانوئے کسے

ناجی - سید اصغر حسین

ناجی تخلص - سید اصغر حسین نام - آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر مامور رہے ہین - جاگیرات و خطابات وصلات سے سرفراز - آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تھے اور خاص علم محاسبہ مین کمال مہارت رکھتے تھے - اور انتظام مہمات ملک سے خوب ماہر تھے ریاست حیدر آباد مین امرائے دولت کے نزدیک امانت گزار و دیانت دار مانے جاتے تھے - منیر الملک بہادر و سعید الملک بہادر و راجہ راو رنبھا جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام انھین کے تفویض کیا تھا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بھی انھین کے اہتمام مین رہا نہ ورانہ کار ہا - خوش اخلاق و نیک نیت تھے - اقربا و احباب کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے - سادات و زائرین کی بھی خدمت کرتے تھے - آپنے ایک مسجد چادر گھاٹ مین موسی ندی کے کنارے بنائی اور اسکے تحت مین ایک دوکان بھی تعمیر کرادی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آوے - آخر عمر مین حج

وزیارت سے مشرف ہو کر کربلائے معلی مین اقامت اختیار کی تھی سنہ ۱۳۰۷ ہجری مین
وہین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ناجی صاحب ترجمہ بمصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم ہین بلکہ بہ از پدر - اہل ہنا صاحب کے زمرہ
مین شریک ہین - اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت کوتوالی کے معتمد
خانگی ہین - نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق کہتے ہین - نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو کرتے
ہین - اور وقتاً صلات وکرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے - آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تہی - میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے - خاص اس فن مین آپکی مہارت اس درجہ بڑہ گئی کہ معاصرین و اقران
آپکو استاد سمجہتے ہین آپکے کلام مین میر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین - آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین - ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا - قصائد مدحیہ و مراثی کہنے لگے - اور تواریخ گوئی مین
ید بیضا رکہتے ہین - تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین - بعض احباب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین - فی زماننا بسبب ضعف بدن و ناتوانی تن
صاحب فرش ہین - خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوار معتمدی عطا فرماتے ہین - اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہو جائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام بدست نہین ہوا - لہذا صرف قطعات پر ہی اکتفا کیا

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور بر آمد سر برہنہ بر فلک — کرد چون سفر سوے عدم سالار جنگ
گفت ناجی عیسوی سال وفات غم فزاش — شد سوے خلد روح پاک سر سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاہ بحمد اللہ قربان حسینم شد — از لطف ولی اللہ و زامداد رسول اللہ
بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش — قربان حسینم شد نوشاہ بحمد اللہ

قطعہ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

رہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت کی محفل — قبا پہنے کوئی زرین ہے اور کوئی ستارونکی
بصد حسرت فلک دیکھے نہ کیونکر چشم انجم سے — کہ بزم عیش ہیرونکی ہے محفل نامدارونکی
ہوا کرتے ہین عشرت مین بسر دن عیش مین راتین — کبھی مجمع عزیزونکا کبھی صحبت ہے یارونکی
خدا نواب فخر الملک کو قائم رکھے دائم — فزون ہو خضر کے بھی عمر سے عمر انکے پیارونکی
یہہ دو نو نونہال گلشن زہرا و حیدر ہین — رہین خرم بر آئین انسے امیدین ہزارونکی
بنے ہر ایک دولہ اور دولہن کو بیاہ کر لائین — رہے سہرون مین چہرے چاند سے ہو چھاون تارونکی
خیال سال تاریخ آیا جب اس رسم نیکو کا — کہا ناجی نے۔ بسم اللہ ہوئی دو گلعذارونکی
۱۳۱۶ھ

نعمانی۔ محمد عبد الجلیل رامپوری

نعمانی تخلص۔ محمد عبد الجلیل نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہین آپکا مولد و مسقط الراس دار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور ہے۔ آپکے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی
عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی۔ اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد
والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت
مین تحصیل کین۔ اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی رام پوری سے کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت
و درس و تدریس کا شوق ہوا۔ وطن سے برآمد ہوکے دہلی مین چند مدت رہے اور دہلی سے
ضلع پیلی بھیت اور وہان سے بنگلور ملک میسور مین آئے۔ ہر ایک مقام مین آپکے
پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا۔ آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عامہ
خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے ۱۳۰۸ھ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین
وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ھ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب خلف
چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ بسنتی جملہ آیات
احکام قرانی کا وعظ شروع کیا۔ شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا۔ تمام آپکے
بیان سے مستفید ہوتے تہے۔ اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے
اور آپسے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے
بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو
اپنے پاس بلایا۔ اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا۔ مولانا
نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار
ہوئے۔ یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی۔ دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک
تیار ہو چکی۔ مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف

رحلت کی تفسیر ناتمام رہگئی۔ سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین صاحبزادے جمع نے امداد تکمیل کیلئے بذریعۂ نواب افسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم کی ملاحظہ مین پیش کیا تہا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا تکمل ہونا ضروری ہے۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوی کہ یاد دہانی کرے۔ سنہ مذکورہ مین نواب افسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد مدرسہ آصفیہ واقع ملک پٹنہ مین دینیات کے پڑہانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مدرسہ مین دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب واقف ہوئے۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے گوشہ نشین و متوکل تہے۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے سمستان نارائن پور مین امور مذہبی کے انجام و اہتمام کے لئے مامور ہوئے۔ چند سال سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین۔ مولانا مغتنمات سے ہین آپکو درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے۔ علوم و فنون مین متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہین۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع ہوچکے ہین۔ آپکے مولفات کی تعداد اسی سے زائد ہے۔ فی زماننا بہی تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس تدریس و تالیفات شعر و شاعری سے بہی رغبت رکھتے ہین۔ آپ قدرۃً موزون الطبع ہین۔ اپنی موزونی طبع سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمات وغیرہ موزون فرماتے ہین۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر۔ بداہتہً موقع و محل پر واقعات کے مطابق کہتے ہین۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے۔ آپ جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے
آپکے بعض رسائل دیکھے۔ واقع مین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی
تفصیل مع شرح لکھنا طوالت سے خالی نہین تھا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف
انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسماے رسائل بدون شرح ہر ایک کا
لکھنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب معذور سمجھکے معاف فرماینگے
منجملہ اسی کتب کے ۵۴ کتب شایع ہوچکی ہین انمین ۳۱ رسائل منظوم ہین۔ اب مین
آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد	جو سب سے ہو بد مین ایسے بد سے زائد
مانا کہ یہہ سب سہی مگر سچ یہہ بھی نہین	بخشائش رحمت ہے حد سے زائد

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے
خیر مقدم مین ایک رباعی لکھی مقبول خاص و عام ہوی۔ ھو ھذا

سرکار سفر کرکے وطن مین آئے	اس طرح کہ جیسے روح تن مین آئے
جان کرکے نثار خود رعایا نے کہا	دہلی سے حضور اب دکن مین آئے

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ سنہ۔ پندرھوان جلسہ سالانہ محمدن ایجوکیشنل مدراس
مولوی مہدی علیخان محسن الملک نے کانفرنس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔
ہمیشہ کے لئے یادگار ٹھیرایا۔

نصرت۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا دکنی الاصل ہے

خاقان زمان کے عہد مین ایران مین آیا۔ اور زیارت کے لئے گیا۔ خطاط تہا۔ خط نسخ مین متوسط الطبع تہا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکہتا تہا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

زہیم آنکہ دوران شنا یدم از وی جدا سازد	بروبش ہر نگاہ من نگاہ آخرین باشد
عقدہ در کار من از آبلہ پا افتادہ	سخت واماندہ ام اے خار بیابان مددے

نوائے ۔ سید عزیز

نوائے تخلص۔ سید عزیز نام۔ مجمع الفصحا نے لکہا کہ ۱۲۲۹ھ ہجری مین ہند سے ایران بغرض زیارت آیا۔ من اشعارہ ھذہ انتہی کلامہ۔

دستے بدوش غیر نہاد از سر وفا	مارا چو دید دستی پا را بہانہ ساخت

واصف ۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص۔ محمد مہدی نام۔ آپ محمد عارف الدین خان رونق کے فرزند ہین تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ آپ نے نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے تب آپ نے اولاً کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اور آپ کو علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ سے بہی فراغت حاصل کی۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے دلمین زبان انگریزی سیکہنے کا بہی شوق ہوا۔ انگریزی شروع کی تہوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتہہ باہم مکالمہ و مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی مین مستعد ہائے گئے اور ایام خورد سالی مین والد ماجد کے ساتھ وطن سے برآمد ہوئے اضلاع مدراس مین سیر و سیاحت کرتے رہے پھر سترہ برس کی عمر مین وطن مالوفہ مین آئے۔ بذریعہ مولوی تراب علی صاحب نامی مدرسہ کمپنی مین نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم کے لئے ملازم ہوئے۔ درس و تدریس مین تخمیناً سترہ برس تک مصروف و ملازم رہے آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذر اوقات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کر لی تھی پس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ و تالیف و ترجمہ رسائل مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ اسی اثنا مین ترچنا پلی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان مولوی سید جام عالم واعظ سے ملاقات ہمدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ ہوئے۔ قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین بہ صیغہ مجلس شعرا کے توسل سے مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اور سرکار اعظم جاہی مین معزز و مکرم رہے آخر محکمہ عالیہ مین مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ **من تالیفاته** - دلیل ساطع۔ دلیل الشعرا۔ گلزار عجم۔ مختصر برہان قاطع املا نامہ واصفی۔ تذکرہ معدن الجواہر۔ ترجمہ اول جلد در مختار۔ ترجمہ آداب الصالحین خلاصۃ التکمیل در عقائد۔ تحسین اخلاق مطلوب الاطبا ترجمہ موجز۔

آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تھے۔ سخن گو و سخن فہم۔ کلام کے نقاد و جوہری تھے شعرائے قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تھے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست ہوتے ہین اور بعض بیجا و نادرست۔ **من اشعاره الفارسی**

بسکہ کاہیدہ شود مانند خارے تن مرا
تا شود خاک رہ آن یار پیراہن مرا

کشتی جان نادر آب تیغ او افگندہ ام
بادبانے گشتہ موج جو پیراہن مرا

گردش چشم سیاہش سرمۂ آواز شد	وله	چون ستمہای رقیبان کرد فریادی مرا
تا جہانیم را کز آب چشم من گردیده تر		یاد کن غیر از جواب خشک کی وادی مرا
چو آن سرو چراغان کز ہوای شعلۂ ی باشد	وله	نہال قامتم بالیده شد از گرمی تپ ہا
دیدم چو صبح تیغ جگر گون آفتاب	وله	دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق که شکرین دہنت را چو پسته گفت	وله	تشبیه تازه بزبان شکسته گفت
حیف باشد چارۂ عریانی مجنون نکرد	وله	آمده با این فراخی دامن صحرا عبث
جذبۂ عشق نظر کن که پس از مرگ من	وله	خاکم آویخته با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی بمن ایدوست ہوس شد	وله	ذکر تو بپای گہر تار نفس شد
جواب بخت من نخواہد دید بروی انقطاع	وله	رشتۂ آمال صرف پردہای خواب شد
در شوق بوسۂ لب او خوردن دلم	وله	باشد برنگ شیر و شکر در جہان لذیذ
کسیکه از تو سپرده ره عدم بر تیغ	وله	نہاد اساس حیات خود ای صنم بر تیغ

حرف واو

ولی۔ محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص۔ محمد شمس الدین نام۔ خاندان مشائخ قادریہ سے تہا۔ اسکی تخمیناً ولادت ۱۰۷۹ھ سنہ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی نشو و نما بہی اسی مین کی آب و ہوا مین ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دل مین پیدا ہوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہو کے سفر اختیار کیا۔ اس زمانہ مین احمد آباد گجرات دار العلم تہا۔ وہان مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی ۹۹۹ھ سنہ کا مدرسہ مشہور تہا

ہندمین بغداد کے مدرسۂ نظامیہ کا ہم پلہ تہا۔ دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تھے
مدرسہ مین داخل ہوکے علم وفضل سے کامیاب ہوتے تھے۔ ولی بہی دکن سے احمد آباد
گجرات مین آیا۔ اور مدرسہ مین فروکش ہوا۔ طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا۔ مدت تک
علوم ظاہری وباطنی کی تحصیل مین مشغول رہا۔ چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد و
ولیاقت حاصل کرکے علوی خاندانین خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقہ قادریہ شطاریہ
مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ واحبا کی ملاقات
سے محظوظ ہوا یہ آزادانہ مشرب درویشانہ مذہب رکہتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا
قناعت پسند ومتوکل مزاج تہا۔ دنیا ومافیہا سے متنفر تہا۔ گوشہ نشینی وتنہائی کو
پسند کرتا تہا۔ صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا
شعرا کے دواوین ومثنویات کو اوراد ووظائف کی طرح حفظ کرتا تہا۔ طبیعت مین موزونی
خداداد تہی۔ زور طبیعت وقوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا۔ اور ریختہ مین
ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوے۔ اور ایسی ایسی تشبیہین
اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے۔ اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اسبات پر
ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے۔ اور اہل زبان نے
اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت وعزت سے لیا ہے
اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے۔ ہم دکنیون کو ولی کے نام پر
فخر کرنا چاہئے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی
استادی کا اقرار کرتے ہین۔ بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی
نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تھے انہون نے لکہا ہے کہ

اوائل مین ہندمین دلّی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تھی - ہان تلفظ
ولہجہ مین مابہ الامتیاز تھا - دلّی کی زبان ہمیشہ خراط پر چڑھتی رہی اور اہل زبان
اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی - اور
دکن مین کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہین کی اس وجہ سے دکن کی زبان
صاف و درست نہین ہوئی - ابتک دکن کے قصبات و بلاد مین دلی کی زبان مستعمل
ہے دکن کی استادی دلّی کے نام لکھی گئی - دلّی والے دکنیون پر بڑھ گئے جیسا کہ ابتدا مین
اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا - یورپ و افریقہ مین علوم و فنون کی نہرین
جاری کین - اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار مین قائم کئے - مدارس مین طلبہ اہل اسلام
و غیر اسلام مساوی درجہ مین ہوتے تھے مابہ الامتیاز نہ تھا - تعلیم و تربیت مین بخل نہ تھا
اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہین - اور اہل اسلام کی فیض بخشی
سے سیراب و شاداب ہوئے ہین - اور اہل اسلام کو اُستاد مانتے ہین - یہ اُن کی الوالعزمی
اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری اُستادی کا اقرار کرتے ہین - نہین تو ہم ننگ خاندان فی زمانہ
اس خطاب کے لائق نہین ہین - واقعہ مین جو شاگرد تھے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو
اُستاد تھے شاگردی کے بھی لائق نہین رہے - زمانہ مین اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہین
اور آیندہ بھی ہوتے رہین گے یہہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے بمصداق
تلک الایام نداولہا - تو ایسی حالت مین کسی پر لعن و طعن نہین کرنا چاہئے -

دلی شاعر پُرگو تھا - ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبھی قصیدہ لکھتا اور کبھی غزل و مثنوی
موزون کرتا - کبھی مستزاد و مخمس مین طبع آزمائی کرتا کبھی رباعیات و قطعات مین
جولانی طبیعت دکھلاتا کبھی مثنوی و ترجیع بند مین رجوع ہوتا تھا متواتر اسی شغل مین

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع راو کا ایک ذخیرہ ہو گیا۔ پھر اسکو اسبات کا خیال
ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہیئے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہیئے
اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندھنا چاہیئے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تہوڑے
ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلسہ و معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے
دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکھا۔ پھر ولی دوسری
مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بھی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا
دیوان کو دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکھون پر رکھنے لگے۔ معاصرین مین
ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف
و جوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گوئے گانے لگے
بعض نے لکھا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا
شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین
لکھے۔ سب معاصرین نے اسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اسکا نام اول
لکھا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین
اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایکصدی قبل ریختہ مین سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت
قطب شاہیہ کا دیوان اور اسکے برادرزادے محمد قطب شاہ کا بھی دیوان مرتب ہو چکا ہے
دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تھے افسوس موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب
ہو گئے۔ دیگر فی زماننا مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتب خانہ مین وہی دو دیوان
خوشخط دیکھے موجود ہین۔ اِنْ کُنْتَ شَائِقًا فَارْجِعْ اِلَیْہِ
ولی احمد آباد گجرات مین ایک سید زادہ مسمی ابو المعانی سے نہایت محبت رکہتا تہا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تھے۔ ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی
مدح و تعریف مین گویا رہتا تھا۔ ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ۔ ایک لحظہ
جدائی کو گوارا نہین کرتا تھا اتفاقاً اُنہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلّی و
سرہند کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ولی بھی ہمرکاب ہوا۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تھا
ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تھا۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلّی مین پہنچا۔ دیوان مرتبہ بھی
ہمراہ تھا۔ ولی کی شہرت ہوئی شعرائے معاصر نے بھی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو
آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ سب نے شعر
و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تھے کلام سے مستفید ہوئے۔ دیوان مرتبہ کو
بڑی عظمت و شان سے دیکھا۔ کثرت محبت سے سر و آنکھون پر رکھا۔ پھر دلّی مین ولی کے
دیوان کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی۔ سب نے کمال
شوق سے عزت کے ہاتھون پر لیا۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکھون پر رکھا۔ دلّی کے
ہر کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین
گانے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹھانے لگے۔ ارباب نشاط کی زبان پر بھی
انہین کی غزلین جاری ہوئین سُننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین
شعرائے موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ ہر ایک ولی کی طرز
پر غزلین مرتب کرنے لگا تھوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہو گئے۔

اُس زمانہ مین دلّی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ
تھے۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسیقدر آپ سے فیض باطنی بھی پایا اور آپکے
فرمانے سے اپنے کلام کو دلّی کی بول چال مین ترمیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مجکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے۔ انمین اکثر اشعار باہدگر مختلف معلوم ہوتے ہین۔ بعض مین
ٹہیٹ دکہنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان
ولی کے محاورہ مین نہین لکہا متفرق غزلین لکہی ہین۔ اسوقت ہندوستان مین دو ہی
مقام کی یعنی دلی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجہی جاتی تہی۔ دکن کی زبان کو دلی کی
زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تہا۔
دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مورد تہا۔ اکثر علما تور ان
و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب و عجم سے دکن مین آئے ہین
سلاطین بہمنیہ ان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تہے۔ علما و شعرا کو معزز عہدے
عطا کرتے تہے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر و برار مین بڑے بڑے مدرسہ تہے اکثر
طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تہے۔ ابتک ہماری تصدیق کے لئے مدارس کے کہنڈر باقی ہین۔
بیدر کا مدرسہ موجود ہے اسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے
باہر لنگر حوض کے قریب تہا مسمار ہوگیا۔ مدرسہ کا باغ و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ
بہی ابتک قائم ہے۔ اب اسمین محرم مین علم ٹہہایا کرتے ہین اور وہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے
علی ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین اور در و دیوار شکستہ
آثار پدید ست صنادید دکن را کہ یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ پہر اُٹہے
متوطن ہوگئے تہے۔ اور دکنیون کے ساتہہ شیر و شکر کی طرح مل گئے تہے اور ایسے تعلقات
پیدا کئے تہے کہ سب اُنکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تہے۔ اُن کی اولاد اسی ملک مین
پیدا ہوئے اور یہین کی آب و ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بہی لائق و فائق ہوئے
ہین۔ ابتک اکثر یہان انہین خاندانون کے باقیات الصالحات موجود ہین۔ ہم ان سب کے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ اور وہان چند روز رہکر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان ۱۱۲۱ھ ہجری مین کتاب روضۃ الشہدا کربلا کے بیان مین تالیف کی۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا۔ تخمیناً دس جز کی کتاب ہے۔ کتاب ٹہیٹ دکنی زبان مین ہے۔ ولی کی وہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کردیا۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تہی کہ فضلی کی وہ مجلس محمد شاہی زمانہ مین معروف ہوگئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے۔ واقع مین اس ولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے۔ ولی نے وہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو درد کا حال   تہا گیارہ سو پو اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بہی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول   ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین وہ مجلس کے بہی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرین گے۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹہائین۔ وہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی ۱۱۴۱ھ ہجری مین زندہ تہا اسکے بعد ولی پہر گجرات مین آیا ولی کا یہہ آخر سفر تہا علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹہا کہ مرکر اٹہا۔ کہتے ہین کہ ۱۱۵۵ھ ہجری کے قریب احمد آباد گجرات مین فوت ہوا۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل اور اورنگ آبادی المولد ہے اور ولی بہی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بہی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اسکی کچھہ اصل نہین انکا قول اعتبار کے
لائق نہین کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا۔
شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق
مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے
اور اسکے نسب کا سلسلہ بھی وجیہ الدین علوی سے ملا یا۔ اس امر کی بھی کچھہ اصل نہین واقعہ یہہ ہے
مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تھا۔ ہمنے وجیہ الدین
کے تمام نسب نامہ کو دیکھا مگر ان کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا۔ علویہ کے انساب کی
خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اور ولی کے نام مین بھی اختلاف کیا ہے۔

ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے
کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب ولی تخلص ہے۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے
مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اسمین ولی کی کیفیت لکھی ہے جرمنی عالم مذکور
دونون روایتین نقل کرتا ہے۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا۔ جناب مولانا محمد حسین
آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقینا لکھدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا
سلسلہ بھی وجیہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس ولی اللہ لکھدیا۔ ہان اس نام و تخلص کا
شخص احمد آباد مین تھا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہوگیا۔ علاوہ این طرفہ یہہ ہے کہ
صاحب آبحیات نے نام گجراتی کا لکھا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا۔ حضرت آزاد نے
خلط ملط کر دیا۔

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین	
یہ دکھہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس	ولی پروانگی کرتا تیری ملک دکھن بہتر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور — اگرچہ شاعر ملک دکھن ہے
دکھنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین اے ولی — لیکن نہین بولا ہے کوئی یک شعر خوش شیرین نمط

لب لہجہ سے بھی خاص دکھنی ہونا معلوم ہوتا ہے ۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو — غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکنی لایا ہے ۔ اور یہہ حرف ہنی ہے اسوقت سے اتبک اس ملک مین مروج ہے ۔

ایضاً مثل نکو

نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز — مہوا ے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز

ایضاً لفظ سٹین بمعنی ڈالین

بجائے سرمہ اگر خاک اس قدم کی لے — نین مین دلکی سٹین تیز رو جگت کی رنگ

ایضاً لفظ وہانچہ ۔ بمعنی وہان

شریعت کا جہان ہے شارع عام — بوتنکا وہانچہ کر آغاز و انجام

لفظ سنگات ۔ بمعنی ہمراہ

تب سون اٹھیا ہے دلسون ہر غیر کا خیال — تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات

لفظ باتان ۔ بمعنی باتین

اے شکر لب قند سون تجہہ لب کی ہین باتان لذیذ — حرف تیرا اسکی ہین جیسین حلوہ سوہان لذیذ

لفظ اپس ۔ بمعنی اپنے

کیا ہون بر مین اپسکے لباس عریانی — ولی برہ وہا یو قبا مجھے تشریف

لفظ بیگی ۔ بمعنی جلدی

گر اس کے دیکھنے کی ولی آرزو ہے تجھ
بیگی آپس کے دل کے سنوار آرسی کیتین

لفظ سٹ

عالمان دیکھ تجھ فصاحت کون
سٹ دئے دعوی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً انبان کے جہاڑان۔ نوابان کے باغان۔

تجھ دل کی آ چمن مین کر ایک نظر تماشا
داغان سکے ہے گلانسون روشن ہوا ہے میرا

لفظ دستا بمعنی دیکھتا

کتاب الحسن کا یو مکھ صفا تیرا صفا دستا
تیری ابرو کی دو مصرع سون اسکا ابتدا دستا

ولی گجراتی الاصل نہین تہا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تہا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے ؎

اس سیر کی نشے سون اول تر دماغ تہا
آخر کون اس فراق مین کہنچا خمار تہا

سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تہا نہ کہ وہان کا متوطن تہا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکہتا۔

ولی رند مشرب و حسن پرست تہا۔ نوجوان حسین کی محبت مین مست تہا۔ پاکیزہ دل و پاکیزہ خو تہا شگفتہ طبع خندان رو تہا۔ صوفی زندہ دل صلح جو تہا۔ درویش دوست جگت گرو تہا۔ وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تہا۔ محبت کی راہ مین چلنا پڑا تہا۔ اورنگ آباد مین لالہ کہیم داس سے محبت رکہتا تہا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اداس ہوا۔ پہر گجرات مین ایک سیدزادے مسمی ابو المعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا مرگ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دتی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تھے بہار نوجوانی کے نئے پودے تھے پاکیزہ نظر سے دیکھتا تہا اور احسن الخالقین کو یاد کرتا تہا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تہا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین۔

	کھیمداس کی تعریف مین	
ہے بسکہ آب رنگ حیا کھیمداس مین ہے اُسکی مکھہ سون جلوہ نما موج آفتاب		آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین
	ابو المعالی کی تعریف مین	
ہوا مجہہ دل کی جنت مین سو ہر اک جیون طوبی تیرا قد دیکھہ اے سید معالی		لٹک چلنا جو دیکھا بسکہ مین سید معالی کا سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی
	امرت لال کی تعریف مین	
شمع بزم وفا ہے امرت لال ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز لعل تیرے بہرے مین امرت سون		سرو باغ ادا ہے امرت لال اس سبب کم نما ہے امرت لال نام تیرا بجا ہے امرت لال
	گوہر لال کی تعریف مین	
ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال ہر جا ہے اُسکی دلکو کہون گلشن بہار		استاد چال سرو ہے چال گوہر لال آتا ہے جسکے دلمین خیال گوہر لال
	محمد یار خان کی تعریف مین	

کیون نہووی عشق سون آباد سب ہندوستان ‏ — حسن کی دہلی کا صوبہ ہے محمد یار خان

پیچ و تاب سے لان اسوقت مین بیجا نہین جیب ‏ — لٹ پٹی وسنا سون آتا ہے وہ نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر و سیاحت کا مشتاق تہا۔ چندروز سورت مین رہا۔ وجد و سماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ دنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم بارتا رہا حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط و خال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پر نور یک شہر ‏ — بلاشک وہ ہے جگ مین مقصد دہر

رہے مشہور اُسکا نام سورت ‏ — کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت

بہری ہے سیرت و صورت سون سورت ‏ — ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت

ختم ہے امردان پر رو صفائی ‏ — ولی ہے بیشتر حسن نمائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک صاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان۔ اور ہر ایک مصرع سے بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام و نشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط و خال کی تعریف مین اور حسن و جمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ و معانی کا باہم ربط و ضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ جمایا ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دلی و دکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی وہ مقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر بہ الامتیاز چند الفاظ دکنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین تھے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہین تہ بطور نمونہ مذکور کیئے ہین اہل زبان تمیز کرسکتے ہین ۔ ولی کے اشعار کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق و محبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تھا ۔ حسن اعتقاد مین پورا تھا ۔ سنت جماعت کے زمرہ مین تھا ، اہل بیت پر جان نثار تھا اکثر اُن کی محبت کا دم مارتا تھا ۔ اصحاب کبار کے نام پر فدا تھا اولیاء کرام کو بھی حسن ارادت سے یاد کرتا تھا مستغنی المزاج و وضعدار تھا ۔ اہل دنیا سے غرض و تعلق نہین رکھتا تھا ۔ مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے انعام و اکرام کا خواہان ہوا ۔ جو کچھہ کہا خدا اور رسول کی حمد و ثنا مین کہا ۔ اہل بیت و اصحاب کرام و اولیاء عظام کو بھی نہین بھولا ۔ جو کچھہ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تھی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے ۔ یہ خاصان خدا کے لئے مخصوص ہے ۔ اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بھی شاعرانہ تعلّی و تفاخر تھا ۔ اکثر اشعار مین متقدمین و معاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین ۔

وہ اشعار جو شعرا متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

رجا ہے اگر جگمین ولی پھر کہ دوجی بار	رکھہ شوق تیرے شعر کا شوقی حسن آوے
یون شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین	مشہور ہے جیون کہ سخن اس بلبل تبریز کا
تجھہ حسن کی تعریف مین جب بیخبر بولے	سنے سکون یقین اٹھہ جاوے دلسوختان عجم اگر
تیری تواضع دیکھہ کر رجا ہے یجان ولی	کہو بو علی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کر سن ولی
ڈوبیا عرق کے بیچ آقا عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعرا معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہون یہہ مصرع مناسب	جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
تیرے اشعار ایسے فراقی	کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
ولی مصرع فراقی کا پڑہون تب جبکہ وہ ظالم	کمر سون کہینچا خنجر چڑہا تا آستین آوے
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے عجب	الفت ہے دل و جان سون مجہے سیم کمر سون
پڑے سنکر اچہل جیون مصرع برق	اگر مصرع لکہون ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکہی باعی کا ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی	در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر ولی	زان سانکہ خط نمیرسد بخط پیر علی

بعض نسخ مین بجائے ولی کے مرقوم ہے تقادیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہوگیا۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے ۵

باعجاز سخن گر اوڑ چلے وہ	ولی ہرگز نہ پہنچیگا علی کون

من اشعارہ الہندی

تجہہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا		جادو ہے تیری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے تجہے بادشاہی حسن نگر کی		یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
زخمی کیا ہے مجہہ تیری پلکون کے انی نے		یہہ زخم ترا خنجر بہالان سے کہونگا
دیکہنا صبح تجہہ رخسار کا	وله	ہے مطالع مطلع انوار کا

وله

یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا — ہے وظیفہ مجھ دل بیمار کا

آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں — تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا

بلبل و پروانہ کرناں کے تئیں — کام تھا تجھ چہرۂ گلنار کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر — حرف حرف اُس مخزن اسرار کا

گر ہوا ہے طالب آزادگی — بند مت ہو سبحہ و زنار کا

مسند گل منزل شبنم ہوئی — دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

اے ولی ہونا سریجن پر نثار — مدعا ہے چشم گوہر بار کا

وله

بے وفائی نکر خدا سوں ڈر — جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر

ہے جدائی میں زندگی مشکل — آ جدائی نکر خدا سوں ڈر

اُس سوں جو آشنائی ڈر کر ہی — آشنائی نکر خدا سوں ڈر

آرسی دیکھ نہو مغرور — خود نمائی نکر خدا سوں ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار — جبہہ سائی نکر خدا سوں ڈر

وله

جب صنم کوں خیال باغ ہوا — طالب نشۂ فراغ ہوا

فوج عشاق دیکھ ہر جانب — نازنیں صاحب دماغ ہوا

پان سیں تجھ لباں کے سرخ ہوا — جگر لالہ داغ داغ ہوا

دل عشاق کیوں نہو روشن — جب خیال صنم چراغ ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ — دل صد برگ باغ باغ ہوا

وله

جس وقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا — ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

مت جا چمن ہوں لالہ بلبل پہ مت ستم کر — گرے سوں تجھ نگہ کی گل گل گلاب ہوگا

ولہ

مست آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن — تجھ مکھ کی تاب دیکھے آئینہ آب ہوگا

نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کوں لیکر — سینے پہ عاشقان کے اب فتح باب ہوگا

رکھتا ہے کیون جفا کو مجھ پر روا ای ظالم — محشر مین تجھ سین آخر میرا حساب ہوگا

مجھکون ہوا ہے معلوم ہے مست جام خوبین — تجھ انکھڑیان کے دیکھے عالم خراب ہوگا

ہاتف نے یون دیا ہے مجھکو ولی بشارت — اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

ولہ

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا — ہر جو برو کے حسن کے جلوہ سون بیپروا ہوا

سینہ مین اب محشر تلک کون نین کو بستر ہے وہ — جو تجھ نین کے جام سون می پی کے متوالا ہوا

پایا ہے جگ مین اے ولی وہ لیلی مقصود کون — جو عشق کے بازار مین مجنون نمن سودا ہوا

ولہ

لیا ہے جب سون موہن نے طریقہ خودنمائی کا — چڑہا ہے آرسی پر تب سے رنگ حیرت افزائی کا

ولہ

بہیتل تجھ مکھ کے کعبہ مین مجھے اسود حجر دستا — زنخدان مین تیرے مجھ چاہ زمزم کا اثر دستا

ولہ

کیون کرے آلودہ زر جگ منی صید مراد — ہے علم اوپر معطل صورت شتیر طلا

بلہوس کہتے ہین دائم فکر رنگ عاشقان — ہے ہوس کی صدا سینہ مین تدبیر طلا

بو کناری مکھ پہ تیری اے زلیخا وش نہین — سورۂ یوسف کو لکھا گرد تحریر طلا

ولہ

خمار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجھکون — رکھون نشہ نمن انکھیان منین گر وہ مست ناز آوے

عجب نین گر گلان دوڑین پکڑ کر صورت قمری — ادا سون جب چمن بھیتر وہ سرو سرفراز آوے

ولہ

تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے — جس من منے یکبار وہ گل پیرہن آوے

سایہ ہو مرا سبز برنگ پر طوطی — گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے

کھینچین اپس انکھیان منے جون کحل الجواہر — عشاق کے گر ہاتھ وہ خاک چرن آوے

ہرگز سخن گولاوے نہ زبان پر — جس من منین یکبار وہ نازک بدن آوے

وحدت۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص۔ شاہ ہدایت اللہ نام رہ بندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی
اولاد مین تہا۔ بلدۂ چارکار مین پیدا ہوا۔ صغرسنی مین والد یا جد کے ہمراہ دلّی مین
آیا۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا۔ چند مدت مین علوم فنون مین فارغ التحصیل ہوا
مدت تک میرزا عبد القادر بیدل کی صحبت مین رہا مرزا لیاقت وقابلیت کی وجہ سے
وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تہا۔ پہر دلّی سے دکن مین آیا۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر
شہید کا مرید ہوا حضرت باباشاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت
تکیہ مین باباشاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تہے۔ حضرت بابا مرحوم نے
تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے عمارات عالیہ تعمیر کرائے۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی
جب زمین کو کہدوایا اُسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی
نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکہنے سے حیران ہوتی تہی ہموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر
پانی کا قحط ہوتا تہا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمہ
آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد ❊ مسجد اقدس خیلے با صفا
اتمام یافتہ ❊ خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے ہین۔ نہایت
خوشرنگ وخوش وضع معلوم ہوتے ہین۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ
درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل
دریا تیار کرایا گیا۔ چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کیساتہہ
ریزش کرتا ہے۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش وخروش سے

اسکا فوارہ نکلتا ہے۔ تکیہ کا تمام صحن گلہائے رنگا رنگ سے سرسبز ہے اور درخت بھی فیض
بہار سے کم نہین ہین۔ نہایت پرفضا مقام ہے اسکے دیدار کا شوق زیادہ ہوتا ہے
اور دل اسکی سیر سے سیر نہین ہوتا۔ تکیہ کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است — ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاہ ہدایت اللہ ایسے مکان پرفضا مین کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہتا تھا
نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تھا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب
کہتا تھا۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوا اور اورنگ آباد مین مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ الفارسی

دارد آسیب نزاکت دل غم پیشۂ ما — خود بخود بشکند از موج صفا شیشۂ ما
ہمت از مکافات عمل مستغنی است — گہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما
صاف نیرنگی ما نشئۂ دیگر دارد — جام جمشید بود دُردِ تہ شیشۂ ما
ما درین باغ نہال چمن تصویریم — ہست در خانۂ نقاش رگ و ریشۂ ما
وحدت از ساغر حیات می نابی زدہ ایم — مینا و می گلگون از رگ و ریشۂ ما

واحد۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہین
سید صحیح النسب ہین۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ مین پانچہزاری منصب سے سرفراز
تھے۔ امرا مین معزز و مکرم تھے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ اور اسی شہر
کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ یہین کے علما کی

خدمت مین استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ وقدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پہر شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام مین شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے معاصرین کے زمرہ مین شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ موزون الطبع وخوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی ونمکینی سے بہرا ہوا ہے۔ لطف و مزہ سے خالی نہین۔ نیک سیرت وخوش خصلت تہا یاران ہم صحبت کے ساتہہ اخلاق و اشفاق سے ملتا تہا۔ آسودہ حال تہا۔ سرکار سے معاش معتد بہ ومنصب برقرار وبحال تہا۔ درویش دوست وفقیر نواز تہا۔ سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین فوت ہوا۔ **من اشعارہ الہندی**

آرسی کو دیکہہ حورون نے درخشان کر دیا	ذرہ بیقدر کو خورشید تابان کر دیا
نامہ درد جدائی لکہا دلدار کو	خون کے تنگرے سے آنکہون نے افشان کر دیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو	معنی رنگین لعلون سے بدخشان کر دیا
رونق بزم نہین شمع رخ ساقی بن	گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا سب ہین

واضح - مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص - مرزا علی اصغر نام - وطن اصفہان ہے - بقدر ضرورت استعداد و لیاقت علمی رکہتا تہا۔ فارغ التحصیل نہین تہا مستعد طالب العلم تہا۔ شعر گوئی مین لائق شعر خوب کہتا تہا۔ وطن مین پیشہ زرکشی کرتا تہا۔ آخر اس پیشہ سے دست بردار ہو کر بامید کامیابی ہند مین آیا۔ سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا یکایک اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین واقع ہوا من اشعارہ

پس از ریزش ہلال ابرو سے ماندن ابر پیشانی	قرارے میکند ارباب ہمت را پریشانی

روئے استادن نمیاید بدلش بریزش سحاب — اہل ہمت راپریشانی قرارے میکند

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد ہین - عالم وفاضل وشاعر کامل ہین مولانا محتشم کے شاگرد ہین - آپ سنہ ۹۹۹ ہجری مین شیراز مین تھے - ابوتراب بیگ فرقتی سے نہایت محبت والفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی مین ایک مصرع کہا ع مرا کہ شرو صل ابوتراب سان ہے غزلگوئی مین مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی مین صرف ہوئی - کلام نگین وشیرین ہوتا ہے - وطن سے ہند مین پہنچا متفرق مقامات مین رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا عبد اللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت مین رہنے لگا - ناظم تبریزی کہتا ہے کہ سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین فوت ہوا اور دکن مین مدفون ہے انتہی کلامہ - صاحب ریاض الشعرا نے مدفن انکا گولکنڈہ دکن لکھا - من اشعارہ الفارسی

فتاند از عرق ہرگاہ زلف عنبرافشان را — برون آرد زظلمت چشمہای آبحیوان را

ندارد آسمان ہم در خور امید من کامے — ازان ہرگز ندیدم برمراد خویش دوران را

زآسیب بوسہ دیدیم برپائے اریشانی — یارب دگر کہ بوسید آن خاک آستان را

ولہ

گر سر شک آتشین بیرون دل من دور نیست — شعلہ نتواند نگاہدارد شرار خویش را

ولہ

دور از و چشم در نظارہ راستمار کرد — ہر نگاہے خنجرے گردید و در دل کار کرد

ولہ

از شوق سوختن دل من ہوا گرفت — بلغے کہ چرخ نامزد جان لالہ کرد

ولہ

گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال — ہر دم مرا نسیم بسوئے دگر برد

تا چشم نیم مست ترا دید روزگار
شب گزاری دل بی خور و خوابم کردی

وله

خاک سیه بکاسهٔ چشم غزاله کرد
آنقدر گرم گشتی که کبابم کردی

وصل - مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

وصل تخلص - مرزا ترک علی بیگ نام - اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تھے - باوجود استعداد علمی بمصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد عنان مراد ‌ ‌ ‌ ‌ تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہ بس است

دنیوی جاہ و ثروت و مال و دولت سے کچھہ نفع نہین اٹھائے - درویشی کے رستہ مین ثابت قدم ہوئے - مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تھے - حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تھے - مسائل توحید و تجرد مین وحید تھے - شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تھے شاہ صاحب کے اکثر مرید آپ سے استفادہ پاتے تھے ذکر و شغل کے طریقے سیکھتے تھے - میان وصل کے دلمین محبت الٰہی کا جوش و خروش تھا - کثرت محبت و عشق مین ہوش سے بیہوش تھے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تھی شہر کے اکثر شائخ شریک مجلس ہوتے تھے - اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تھی - کثرت رقت و جوش محبت سے ہر ایک کے آنکھون سے گنگا و جمنا جاری ہوتی تھی علی الخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تھے آپکی کیفیت و حالت سب سے نرالی تھی آپ عالم محویت کے دریا مین ڈوبے ہوے تھے - خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوتے تھے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تھی - آپ علاوہ کمال

صوفی واصل تھے۔ مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے۔
شاعر خوش فکر و موزون الطبع تھے۔ شوق و ذوق مین طبیعت کی جولانی سے اکثر شعر آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہوگیا۔ آپکے شاگردون نے کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کرلیے اور گلہاے منتشرہ کا شیرازہ باندھکر گلدستہ بنادیا۔ دیوان کامل مرتب ہوگیا۔ ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملاہے۔ ترجمہ کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین آپکا کلام توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے۔ آپکے ہر ایک شعر کا مطلب دلپسند و دلاویز ہے۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فارسی مین آپکے دو دیوان تھے۔ آپنے ایک دیوان عالم شباب مین لکھا تھا دوسرا دیوان عالم شیب مین تیار کیا۔ ہر ایک دیوان کا رنگ نرالا ہے۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است انتہیٰ۔ دوسرے دیوان کا انتخاب بھی ہمکو تلاش کے بعد ملا اسمین سے بھی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد لکھینگے۔ تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہوجائے۔
کسی تذکرہ نویس نے آپ کی نسب و ولادت و وفات کی کیفیت نہین لکھی۔ مگر ہمکو تحفۃ الشعرا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تھے۔ اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین اس دار فانی مین موجود نہین تھے۔ اپکا انتقال سنہ ۱۱۷۸ ہجری کے قریب مین ہوا ہے پیرو مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوے۔ آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی اورنگ آباد مین واقع ہے۔ مرقد پر گنبد خوشنما بنا ہوا ہے۔ زیارتگاہ متبرک۔
صاحب تالیف تھے علم صرف مین جواہر التصریف۔ اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی۔ اور ایک نصاب ترکی۔ اس کتاب مین

اٹھائیس قطعات ہیں ہر ایک قطعہ میں اسامی اشیا و ما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکھے مثلاً قطعہ البر و ما یتعلق بہا۔ و قطعہ الاطعمہ و ما یتعلق بہا و قطعہ البحر و ما یتعلق بہا علی ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

از دل ما روشن چو مه جام صفا داریم ما — یک طریق از ابتدا تا انتها داریم ما

کارها بگشاید از امداد پیران بیشتر — قامت خم گشته محراب دعا داریم ما

راست بر سرو قد ما جامهٔ عریانیست — هستی خود عقدهٔ بند قبا داریم ما

وله

زود رونق از شکستن می بساحل میرسد — این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا

تازه گردد روح من از رشک و آه و عشق او — راحت افزای دل این آب و هوا باشد مرا

ز جوش گریهٔ شوق تو رقص من پیداست — بود حباب صفت خانه بر آب مرا

از در گفتار تو در دل گره دارد صدف — معدن از لعل تو دارد در جگر خونابها

وله

از ره دل چه عیش کند از نشاط دهر — شاخ گل شکسته نه بیند بهار را

پروانه یافت خلعت رنگین ز سوز عشق — زینسان نشد اتیاز ز عاشق نواز ما

بنازم از فروغ حسن و آن داغ محبت را — که نور از مهر رخشانش بود صبح قیامت را

نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیاران را — چه باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را

سالک از جنبش نفس مقصود حاصل میکند — ره بود پر گوهر مطلب هم غواص را

نکته گوهر صفت را نفس صالح لازم است — گوش باید چون صدف تا بشنود موعظ ما

واصل بیان ماست سراپا فن بدیع — پیداست از معنی ما اختراع ما

بهر فروغ دل از ضعیفان مدد طلب — امداد حسن بس است بروشن چراغ ما

در سینهٔ ما گوهر دانی چو گره بست — جز گوهر یکتا نبود در صدف ما

تا ہست گرم بر رخ نو اشتیاق ما	افتد بجان سر از زمام فراق ما
دل چو آزاد از علائق شد بہ نیرنگی	شتافت شیشہ ہرگز نبینی رنگہا
صبحدم آن مہر تابان تا کہ بردارد نقاب	در تماشا گاہ جنبش سہر برآرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے۔ قافیہ الف و ردیف الف۔ قافیہ الف و ردیف با علی ہذا القیاس۔ ہر حرف کا بلحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے۔

وفا۔ محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص۔ آقا محمد امین نام۔ آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہین آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ مین اصفہان سے ہند مین وارد ہوئے مدت تک آصفجاہ بہادر کی رفاقت مین رہے۔ خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ اور آپ برار کی نظامت پر مقرر تھے۔ دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات مین عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہین۔ آقا محمد امین سنہ۱۱۱۰ ہجری مین بلدہ ایلچپور مین پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے سایہ عاطفت مین پرورش و تربیت پائی۔ کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفی انسان سے تحصیل کین۔ اور شعر و سخن مین بھی انہین دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی مین رہے۔ حدیث و فقہ و معقول مین بھی کامل تھے۔ درس و تدریس مین زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہین کی۔ توکل و قناعت کی جاگیر مین جاگزین و گوشہ نشین ہوئے۔ جو کچھ

یومیہ برار مین حکام سے ملتا تہا اُسپر قانع تہے - زاہد کے طالب نہوئے - درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تہے - مزاج مین تواضع وخاکساری بیشمار تہی آپ کی صحبت مین ہمنشینون کو لطف وسرور ہوتا تہا - بزرگ باکمال تہے فرشتہ خصال وپاکیزہ خیال تہے - طبیعت موزون تہی نظم کلام مین لآلی آبدار ودُرر شاہوار پروتے تہے معانی تازہ کا جلوہ دکہاتے تہے - آخر آپ سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے اور بلدہ ایلچپور برار مین مدفون ہوئے -

بلدۂ ایلچپور برار مین حضرت شاہ عبد الرحمن دولہ شہید کا روضۂ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت وشان سے ہوتا ہے - آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے - روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفانے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکہے ھو ھذا

اگر زبان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فتیلۂ بیان روشن نمی تواند نمود - واگر تقریر سراپا غرق لجۂ چرب ونرمی گردد جز بر سامان خشک مغزے نتواند افزود - از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشای شعلہ زیر سر - واز فیض بے پرواخرمی بر سطح تن زلال جیب تو ارست از موج لباس زنار در بر واز حباب تاج یاقوت بر سر - از ہجوم بنگلہ ہائے چراغان کار روشنی چندان ارتفاع پذیرفتہ کہ آسمان باین ہمہ ستارہ وماہ عیار دستگاہ رنگ زردی بنید وخفتہ ہ

تعالی اللہ کہ از جوشش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ است	گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی ہر چراغے ہست چندان	کہ چون پروانہ گردد دل پرافشان

ز سیر این چراغان پرفسون — شود پیرایهٔ نظارهٔ گلگون

ببین عکس چراغان در تہ آب — بہار آتشی در عالم آب

صفا از بس گرفت آفاق یکسر — خرامد ہر نگہ آئینہ در بر

تماشا محو انداز سرور است — کہ اینجا شش جہت لبریز نور است

خمیر این چراغان باشد از برق — کہ روشن می کند از غرب تا شرق

شد از جوش ضیا نزدیک تا دور — بلند از ہر طرف فوارۂ نور

نگہ بحر خور آر در تلاطم — کہ شد نظارہ ہا را دست و پا گم

ازین سیر بہار عالم آرا — کہ ہست از قدرت حق معنی انشا

بود گر بہرہ ات آگاہ بودن — چراغ دل توان روشن نمودن

ببین گر دولت شمع شعور است — چراغ دیدہ را روغن ز نور است

بہر حال اندک از ظاہر سفر کن — ز دل در معنی ہر شئے نظر کن

مرزا افضل قاقشال تحفة الشعرا مین لکھتا ہے کہ حاسدین نے نواب آصفجاہ بہادر کی خدمت مین میرے طرف سے بدگمانی پیدا کردی نواب ناخوش ہوئے اور مجکو معتوب کیے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدر دانی سے مجکو اپنی سرکار مین بخشی مقرر فرما کر ایلچپور مین ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نہایت محبت سے ملے اور ایکروز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرمایے اپنی طبعزاد سنائے اور سنے۔ دیر تک خوب لطف رہا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تھے اللہ تعالی غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکھا کہ جناب وفا صاحب نے سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین حسب الطلب ناظم اورنگ آباد نواب معین الدولہ ایلچپور کے پاس

آئے تھے ایک سال تک قیام کرکے سنہ ۱۱۸۲ ہجری میں الچپور مراجعت کی۔ اقامت کے زمانہ میں اکثر حضرت میر غلام علی آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے مکرر سہ کرر ملاقات کا اتفاق ہوتا تھا۔ بزرگ سیرت۔ صاحب کمال تھے انتہی کلامہ۔

بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ وفا صاحب ترجمہ نے مجھکو خط لکھا کہ اس غزل کے چودہ شعر ہیں میں نے چودہ برس میں موزون کیا۔ فی الواقع اس غزل کا ہر ایک شعر مضامین بلند و تلاش ارجمند سے سرانجام پایا ہے مگر نسخہ قدیم میں ایک شعر کرم خوردہ ہوگیا برابر پڑھا نہیں گیا اس لئے صرف تیرہ اشعار لکھے گئے انتہی کلامہ وھو ھذا

باده عشرت وهد جام لب جانانه ام
گل کند چون غنچه موج خنده زین پیمانه ام

کان یاقوتم ز دل وز دیده ام گوهر شمار
بحر و بر در آستین دارد جواهر خانه ام

با شرر همچشمی پرواز دارد اشک من
خاک ناگردیده میگردد هوای دانه ام

فرصت از برق ست و سرعت بیک پروا زتر
گشت از پیری دو بالا بازی طفلانه ام

دامن دشت جنون از کف ندادن عاقلی ست
گر گسستم از گوشه زنجیر پا دیوانه ام

بر چراغ رسم ظاهر بستم دامن فشاند
روشن از دل کرد شمع سوختن پروانه ام

هست کیفیت پذیر گردش چشم تو دل
نے سبوئے شیشه بخشد نشانی پیمانه ام

کیست تعمیرم نماید مهر عشق پاکباز
تا فلک چیده است ناهموار می‌پرانه ام

داشت در بر دفتر بال و پر از تعلیم شمع
کرد شب روشن سواد سوختن پروانه ام

گر بود مخفی ز ناقص فطرتان قدرم بجاست
پیش این جهل آشنایان معنی بیگانه ام

می کند غواص بحر معنی روشن گهر
از سخن معلوم استعداد استادانه ام

رنگ پا بوسش وفا آسان نمی آید بدست
چون حنا عمریست با خود جگر همخانه ام

خواب شیرین منم نمک ریز و بچشم از اشک شور — از خموشی گر بگوش خود رسد افسانه ام

من اشعاره الفارسی

سیه کاری نماید سنگدل از عز و شان پیدا — نگین را روسیاهی گردد از نام و نشان پیدا
نشان بی نشان کم در قت شناسان نشد حاصل — ز تصویر عدم گردد حرفی در میان پیدا

وله
ز جام خون جگر سرخرو چگونه شود — چو لاله هر که درین باغ داغدار نیست

وله
در دو عالم نعمت دیدار معشوق را ست — بر سر خوان کرم پیوسته دل مهمان کیست

وله
قرب هر عالمست با جانان چو ربط تن بروح — زین معیت نیک آگاهی نصیب جان کیست
خاموشی به گز ندارد مستمع فهم درست — در تکلم غیر تحسین بر وفا احسان کیست

وله
بوی خلق خوش علاج درد ناکی میکند — کار آب زندگی این عطر خاکی می کند

وله
نگردد چشم خاکی سد راه سیر روحانی — سبکروحان برنگ نکهت گل زین چمن رفتند
شبی روشن دلان جا گرم اگر کردند از صحبت — سحر از مهر و مهر بها چو شمع از انجمن رفتند

وله
ز جبین چو موج نگو هم که صورت گله شود — تو از گشاده جبینی محیط حوصله شود

وله
عشقت ز بس یگانگی اتحاد میکند — مارا کسی که دید ترا یاد می کند

وله
شبی بخاطر گلشن گذشت مژگانت — زند ز خون رگ گل بهار جوش هنوز
تبسمی مگر از غنچه لبت وا شد — صدای خنده گل میرسد بگوش هنوز
بیا که بی وصل تو چون سبوی تهی — نگه بدیده من هست بار دوش هنوز

وله
در آن نگاه یادت پنهان خود نشینم — تا میتوان ترا دید خود را چه به بینم

وله
قناعت پیشه کن بگذر ز حرص بد معاشی هم — بعالم عالمی دارد تلاش بی تلاشی هم

وله
چو شد از شوخی چشم سیاه پر ایاغ من — دل پر خون برنگ لاله می پیچد بداغ من

نسیم هر نفس می آرد از دل نکهت زلفت — وله — نگر گلهای داغ سینه شب بوئے باغ من
دیگری را بکرم گر کنی از خود سهل است — هنر آنست که خود بنمائے دگرے

وحشت ۔ شیخ عبد الواحد تهانیسری

وحشت تخلص شیخ عبد الواحد نام تهانیسری الوطن۔ شاعر خوشفکر و پرگو تھا۔ الفاظ شوخ و رنگین معانی دلچسپ و دلنشین کو استعمال کرتا تھا۔ ضعف تالیف و تنافر کلمات سے کچھ پروا نہیں کرتا تھا اولاً ناصر علی سرہندی سے اصلاح لیتا تھا۔ ثانیاً مرزا عبد القادر بیدل کی خدمت میں مشق کرتا تھا۔ ہند سے دکن میں آیا۔ شہر اورنگ آباد میں عالمگیری لشکر میں پہنچا۔ امراو اہل مناصب کے توسل سے منصب مناسب خدمت پر سرفراز ہوا جب شیخ سعد اللہ گلشن اورنگ آباد میں آئے وحشت کے مکان پر فروکش تھے اُسوقت اکثر شعرا کا باہم جلسہ ہوتا تھا موسوی خان جرات اورنگ آبادی بھی جلسہ میں شریک ہوتا تھا یہہ واقعہ صحبت مشاعرہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں تھا۔ بعد ازان درہم و برہم ہوگیا وحشت نے سنہ ۱۱۳۵ ہجری میں عالم فانی سے رحلت کی اور اورنگ آباد میں مدفون ہوا من کلامه

باکمال اوج در پستی ها گم کرده اند — آسمان وقت خود بودم که خاکم کرده اند
تصویر خود بنامه نوشتن ضرور شد — وله — اظهار حال بے قلم مو نمی شود
چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است — آرزو در سینه بشکن جلوه ها را نازک است
صد بیابان ناله پرداز خموشی گشته ایم — سرمه میداند که فریاد دل ما نازک است
شوخ چشمی قابل کیفیت رندی ار همت — شیشه از حیرانی دل کن که صهبا نازک است
بمحفلی که حریفان وحدت آهنگ اند — بهم چو دیده تصویر محو یکرنگ اند

فغان ز بیخبری ہائے این خودی مستان ‍ ‍ ‍ ‍ که کعبه در بغل و برہ ہزار فرسنگ اند

جوابم بر لبش گرد خط نارسته را ماند ‍ ‍ ‍ ‍ بقدر آرزو بر خویش باشد گر سوال من

ز بس وحشت مرا بر دشمنان ہم رحم می‌آید ‍ ‍ ‍ ‍ تپ از اعضا رشیران میبرد آب لال من

بسکه از یاد تو حیرانی قیامت شور بود ‍ ‍ ‍ ‍ جوہر آیینه فریاد دل رنجور بود

در بیابانی که چشم بیخودی وا کرده ایم ‍ ‍ ‍ ‍ ہر کف خاکی تجلی خانهٔ منصور بود

خانمان پروازی ہمت تماشا کرده ایم ‍ ‍ ‍ ‍ صد بیابان عالم از ویرانهٔ معمور بود

وفا - ابو العلی حیدر آبادی

وفا تخلص - ابو العلی کنیت - عزیز الدین نام آپ مولوی احمد علیخان مرحوم ناظم عدالت بزرگ کے فرزند اور مولوی محمد اکبر المخاطب محمد اکبر علیخان کے پوتے ہین آپکے والد ماجد و جد امجد اس ریاست مین شمس و قمر سے زیادہ مشہور ہین - آپکے بزرگ ریاست مین معزز و مکرم تہے - آپکے جد امجد وعظ و نصیحت مین ضرب المثل تہے اور جد موصوف نے ایک نئی خانہ عمارت نہایت عالیشان و باعظمت تیار کرائی اور اسمین ہزارہا روپیے کے جہاڑ و فانوس شیشہ آلات و بلور کی قسم سے جمع کئے ماہ ربیع الاول مین اُس مکان کو روشنی و فرش وغیرہ آرائش سے نہایت آراستہ فرماتے تہے اور اسمین وعظ کرتے تہے شہر کے عمائد و مشائخ و بیگمات سننے کیلئے جمع ہوتے تہے - بیگمات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام ہوتا تہا اور اطعام اقسام کے کہانے بہی تیار کرتے - فاتحہ کے بعد تمام حاضرین تناول فرماتے تہے - ہم آپکے والد و جد کا حال مستقل طور پر اس کتاب مین لکہین گے - آپکے جد کا اصلی وطن

سورت تہا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آئے اور یہین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت اسی شہر مین ہوئی۔ نشو ونما کے بعد مدرسہ دار العلوم مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ عربیہ وفارسیہ تمام کین مستعد و لائق ہوئے شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا میر احمد علی تعلیجان سخی کی خدمت مین خوب مشق کی خوب کہنے لگے کلام صاف وشستہ ہے ایہام واستعارہ سے پاک ہے۔ آپ خوش خلق و نیک سیرت تہے سرکاری کسی محکمہ مین ملازم تہے فقیر مولف کو آپ کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوئی۔ **من اشعارہ الہندی**

وصل کا روز گیا نوبت زاری آئی
کبہی گلشن مین جو اس گل کی سواری آئی
سر کو ٹکراتے رہے سنگ لحد سے پیہم
پہر ہوا جوش جنون آپکے دیوانے کو
وہ بہی خود رونے لگا تہام کے ہاتون سے جگر
آج بہجوایا ہے خط شکر خدا کرتے ہین

جان کہا نیکو شب ہجر ہماری آئی
ہو گیا سب کو یقین باد بہاری آئی
بعد مردن جو نہین یاد ہماری آئی
شکر للہ کہ پہر باد بہاری آئی
کوچۂ یار مین جب لاش ہماری آئی
یار سے اس بت کو وفا یاد ہماری آئی

واقف غلام علیم حیدر آبادی

واقف تخلص۔ غلام علیم نام۔ حیدر آباد دکن کے باشندہ ہین عالم شباب مین شہر کے فضلا کی صحبت مین فارسی نوشت وخواند مین بقدر ضرورت مہارت ولیاقت پیدا کی لیاقت کے بعد شعر وشاعری کا شوق پیدا ہوا مرزا قربان علی سالک دہلوی کی خدمتمین مشق کرنے لگا۔ استاد کی توجہ سے چند مدت مین موزون کرنے لگا خوب کہتا ہے کلام رنگین و بامزہ ہوتا ہے۔ **من اشعارہ الہندی**

یاس و امید مین ہے شب وعدہ کشمکش
اسکی شمیم زلف کی ایسی ہوا چلی
برباد ہوکے یکہین پہنچے ہین ہم کہان
موسی تو دعوی ارنی کرکے غش ہوئے
واقف کو آج دیکہہ کے آنسو نکل پڑے

دیدہ نہ بند ہے نہ کہلا انتظار کا
ملتا ہے مفت و ہر مین نافہ تتار کا
پہلا قدم ہے جوش پہ اپنے غبار کا
اب ہمکو دیکہنا ہے مآل انتظار کا
کیا جانے حال کیا ہے دل بیقرار کا

والہ - میر سید محمد

والہ تخلص - میر سید محمد نام آپ ملا سید محمد باقر موسوی خراسانی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا خراسان ہے - آپ سن شعور و تمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب درسیہ معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے اور علم ادب کی بہی تکمیل والد ماجد سے کی - شباب کا عالم تہا - مزاج مین ذکاوت و ذہانت کی بجلی شعلہ زن تہی دماغ مین قوت خیالیہ کی جولانی موجزن تہی - شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین جلوہ افروز ہوا - موزون کرنے لگے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے رہے چند ہی روز مین معاصرین سے بڑہ گئے والد ماجد کے انتقال کے بعد عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے - چند روز ہند مین قیام پذیر رہے - پہر ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے - بادشاہی منصبدار تہے انور الدین خان کی ہمرکابی مین متعین تہے - خان بہادر کی عنایت و رعایت سے حیدر آباد مین عیش و عشرت جاہ و حشمت سے بسر کرتے رہے حیدر آباد مین شادی بہی کرلی تہی آپنے نوکری و خانہ داری وغیرہ علائق کے وجوہ سے حیدر آباد کو وطن قرار دیا تہا - اسیوجہ سے اولاً میر افضل قاقشالی اورنگ آبادی مولف تحفۃ الشعرا نے آپکو حیدر آبادی لکہدیا - اور

میر افضل آپکا معاصر ہے۔ اور تذکرہ تحفۃ الشعرا سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین تالیف ہوا ہے
مولف تحفہ نے آپکو باعتبار سکونت و تاہل حیدر آبادی لکہدیا۔ اسی وجہ سے
بعض تذکرہ نویس متاخرین مغالطہ مین پڑے۔ صاحب گلدستۂ کرناٹک نے ٹہیک
و درست لکہا۔ ہم بہی آپکے ساتہہ اتفاق کرتے ہین اور تائید مین ایک دلیل قاطع پیش
کرتے ہین کہ تذکرہ علما و سادات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد باقر موسوی ہند مین نہین آیا
فرمائے والد کی ولادت حیدر آباد مین کیونکر ہوئی۔ فتامل ولاتکن من المغالطین۔
صاحب گلدستہ نے لکہا کہ پہر آپ مدت دراز کے بعد حیدر آباد دکن سے تہر نگر مدراس
مین رونق افزا ہوئے۔ اسوقت مدراس مرکز علوم و فنون تہا وہین سکونت اختیار
کرلی۔ پہر مدراسی الوطن مشہور ہوئے۔ آپ عالم فاضل و شاعر کامل تہے۔ سخن دان
و سخن سنج تہے۔ شعرگوئی کے فن مین استاد اور کلام کے پرکہنے مین نقاد تہے مدراس مین
اکثر شعرا آپکے چشمۂ فیضان سے فیضیاب ہوئے ہین۔ مدراس کے اطراف و جوانب مین
اسی چشمہ کی بہت سی نہرین جاری ہوئی ہین۔ آپ صوفی مشرب زندہ دل تہے درویش دوست
و کامل تہے۔ خوشمزاج و خوش اخلاق کیا امیر و کیا فقیر کیا ہندو و کیا مسلم سب سے
اتفاق تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر سالک تہے۔ پاکیزہ خیال و شیرین مقال تہے تحریر و تقریر
مین سحر البیان تہے۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ پر شیفتہ۔ نازک خیالی و رنگین معانی
پر فریفتہ تہے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے قند و شکر
کا مزہ آتا ہے۔ آپکا دیوان کیا ہے حلوائی کی دکان ہے ہر ایک صفحہ و ورق مین قسم قسم کے
حلوے اور انواع انواع شکرپارے دکہلائی دیتے ہین۔ شائقین دیوان کے مطالعہ سے
خوب لطف و مزہ پاتے ہین۔ ہم آپکے چند اشعار بطور نمونہ ترجمہ کے خاتمہ پر لکہتے ہین

تا کہ شائقین لذت پائین - اور آپ کبھی کبھی زبان ریختہ مین بھی موزون کرتے تھے آپ صاحب التصنیف والتالیف تھے چند رسالے آپکے تصنیف سے یادگار ہین - رسالہ عروض و قوافی - رسالہ تصوف - فن انشا مین قانونچہ ہین - آخر بفحوائے کل من علیہا فان سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین شہر مدراس مین اس عالم ناپائدار سے دست بردار ہوکر بہشت برین کے طرف متوجہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ الفارسی

بہ بزم امشب مگر آن دلبر طناز می آید — کہ مہتاب از تمنا بہر پا انداز می آید
بگلگشت چمن نازک نہالم میرسد آیا — کہ در گوش از شکست رنگ گل آواز می آید
ندانم شب کدامی شوخ ساقی بود در بزمم — کہ امروز از گل پیمانہ بوئے ناز می آید
مگر مطرب شنید از نالہ ہائے والہ آہنگی — کہ بانگ دل طپیدنہا ز تار ساز می آید

وله

ز بس وارد نگاہ وحشی سر در بیابانم — دماغ آشفتہ ام ساغر کش چشم غزالانم
نسیم صید گر انجا نی نسیم گلشن شوقم — ہوا خواہ بہار جلوۂ نازک خیالانم
خیالش شمع بزم دل تمنایش گل حسرت — بہار شعلہ سوزم گلستان چراغانم

وله

خیال زلف تو امشب کہ راہ خواب گرفت — چو ماز تاریک تگ شہاب گرفت
ز برگ لالہ حسنش ز شبنم از عرق است — نظارہ ام ز گل آتشین گلاب گرفت

وله

ہر کہ ہمچو لالہ در دل سوخت داغ عشق را — ساخت لبریز از می سودا ایاغ عشق را
لالہہائے داغ را پیچیدہ ام از تار آہ — دستہ رنگین بستہ ام گلہائے باغ عشق را

وله

روشن ز بنا گوش تو شد چشم تر ما — منت نکشد از صدف آب گہر ما
آئینہ دل مشرق انوار تجلی است — تا مہر رخت سایہ فگن شد بسر ما

وله

والہ نکشد نخل هنر منت خورشید — از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما

وله

صاف طینت را بود در خاکساری آبرو — منت خاکستر فزاید اعتبار آئینه را

سینه صافان را دل از فیض خموشی روشن است — جلوهٔ آهی نماید پر غبار آئینه را

وله

والہ شکست توبه بجا شد که چشم عیش — روی بهار در آئینهٔ هوا

وله

تا سایهٔ رخ حسن تو افتد بر آفتاب — هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب

والہ نداشت طاقت نظارهٔ جمال — روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب

وله

مریز ای ساقی ظالم گل مستی بجیب دل — که خواب خوش بپای شیشه مینا می برد ما را

قرار از والہ شیدا بود این مصرع صائب — همان بیطاقتی صحرا بصحرا می برد ما را

وله

کشته عشقم مرا شمع مزار گل کنید — پردهٔ فانوس شمعم از پر بلبل کنید

وله

تا کند جولان بگرد چشمه کوثر بحشر — جان والہ را نثار راکب دلدل کنید

وله

طبع روشن ز بس آئینه گره پوش منست — صورت معنی دلچسپ در آغوش منست

کیست قمری و چه پروانه که نازد بر شمع — شعله قد نظر مهر و زری پوش منست

وله

بسکه شوق کشد بسوی شراب — روم از خود ز گفتگوی شراب

وله

ز داغ عشق تو تا گشت شاخ گل دستم — نمود کوچهٔ باغ است آستین مرا

وله

بسکه شبها آهوی چشم کسی آید بخواب — می کند از خلوت آئینه رم تمثال ما

وله

رقص بسمل کند از نالهٔ زنجیر دلم — ای پری شوخی دیوانه مبارک باشد

وله

اینچنین کز غنچهٔ لعل لبت خواهد شگفت — بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود

کرد دل را ابروش بیتاب از ایمای لطف — زخمی این تیغ می گردد ز مرهم خسته تر

تا خیالش بدلم جلوهٔ فانوسی ریخت — چون حنا خون جگر دیده بپابوسی ریخت

دل گشت ز شوق زخم صد چاک	وله	شمشیر بدوش و دیدمش دوش
با زلف تو دل چه کارها داشت		من حلقه بگوش دیدمش دوش
بر نیاید نگه از ضعف ز چشمم بے تو	وله	با اشارات تو وابستہ شفائے تنم
غلطد از شوخی عشق تو ز گہوارۂ چشم	وله	اشک چون کودک خو کردہ بدامن گستاخ
لالہ خونین دل گل زخمی نرگس بیمار	وله	در چمن دل بچہ تقریب شود وا بے تو
غمزہ بیباک و نگہ مست و تبسم لبریز	وله	شوخ جادو فن من طرفہ بساز آمدہ
قلم اے قاصد از شوقش رقم ساز و چسپان حرفی	وله	کہ دل حرفے نویسان نگہ حرفے زبان حرفے
ز بس از خویش رفتم در خیال نرگس مستت	وله	مرا ہشیار ہم خواب افسونش ست پنداری

واصل - مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص - محمد واصل نام - آپ سید محمد قریر کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے - آپ سادات کاظمی المشہدی ہین - آپکی ولادت قصبہ مذکورہ مین ہوئی - اور تربیت و پرورش بہی قصبہ مذکورہ مین ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین - چند مدت وطن مالوفہ مین رہے پہر تلاش معاش کے ارادہ سے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے اُسوقت یہان مدرسہ انجینیری جاری و قائم تہا - آپ علم ریاضی مین ہوشیار و چالاک تہے - اور طبیعت کا تعلق بہی قدرتاً اسی علم کے ساتہہ زیادہ تہا فن انجینیری کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوئے - آپکو سرکار سے بیس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا - مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان دئے تب طلبہ مین

کامل الامتحان ہوئے۔ اب منتظر و امیدوار تھے کہ سرکار سے صیغۂ انجنیری مین کوئی
خدمت پر متقرر ہوجائین اُسوقت جناب نواب مکرم الدولہ بہادر معتمد مال نے
مدرسہ اعزہ حیدرآباد مین امراو شرفازادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین
مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسہ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے
آپکو انتخاب کیا اور یہہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی
نہین ملیگا۔ آپکو مدرسہ انجنیری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہیے
یہہ امر قرارداد ہونے کے بعد نواب صاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ
لکھا کہ آپ محمد واصل صاحب سندیافتہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئے ہم اُن کو وہی ماہوار
دینگے جو محکمۂ انجنیری مین ملیگی۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی
منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسۂ اعزہ مین بھیجدیا۔ آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری
مین مدرسۂ اعزہ مین ریاضی کے صدر مدرس ہوئے۔ اور آپکی ماہوار ڈیڑھ سو روپیہ
قرار پائی۔ پھر آپ چند سال تک مدرسۂ اعزہ مین اپنا فرض منصبی بامانت و دیانت کے ساتھہ
ادا کرتے رہے ہر سال آپکے طلبہ کامیاب ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے
اراکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تھی کہ مدرسہ مین آیندہ کسقدر ترقی
ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی۔ بڑا سبب
یہہ واقع ہوا کہ مدرسۂ اعزہ کے سرپرست و مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی
مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین رہا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تھی
مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے ماند شب دیگر
نمی ماند کے مصداق ہوگئی۔ آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

کوشش و جستجو شروع کی بمصداق ہر جوئندہ یابندہ ۱۳۰۷ھ ہجری مین سرکار عالی کے محکمہ صفائی مین مساوی ہوا پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمہ مذکورہ مین خدمت مددگاری پر مامور رہکر سرکاری کامون کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔

جب ۱۳۱۰ھ ہجری مین بندگانعالی عرش آشیانے حضور پرنور میر محبوب علیخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ ششم سنمکنڈہ مین بتقریب شکار رونق افزا ہوئے تھے آپ بھی محکمہ صفائی کے طرف سے اہتمام و انتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اسوقت آپنے جو کام صفائی کے متعلق تھا اسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگانعالی اور ملازمان سامی خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانے اور ایک شکارنامہ جو اردو نظم مین تصنیف کرکے مطبوع کردیا تھا وہ بھی پیش کیا۔ بندگانعالی حضور نے آپکو اجازت دی کہ اسمین سے چند اشعار پڑھو آپنے سنائے حضرت بندگانعالی سنکر محظوظ ہوئے۔

آپ موزون الطبع و صائب الفکر تھے شعرگوئی و سخن کے فریفتہ مضمون رنگین و معانی شیرین کے آشفتہ تھے۔ روشنی طبیعت و صفائی طینت سے شعر موزون فرماتے تھے آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے حلاوت نمایان اور ہر ایک مصرع سے عذوبت عیان ہے،

آپ ہمدردی قوم مین جان و مال تک دریغ نہین کرتے تھے ہمیشہ اسی فکر مین رہتے تھے کہ کوئی ایسی بات کرنی چاہیے کہ جسمین قوم کی بھلائی ہو۔ عید الضحی مین قربانی کی کھالون کا جمع کرنا دیوبند کے مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی ہمدردی کا ثمرہ تھا مدرسہ کے لئے علاوہ کھالون کے چندہ بھی سالانہ جمع کرکے بھیجتے تھے۔ آپکی توجہ و ہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو بڑی اعانت پہنچتی تھی۔ مدرسہ کو کیا بلکہ ہند کے مسلمانون کو آپ اسی ہمدردی کی تحریک سے ایک یا دو مرتبہ دیوبند کے مدرسہ کو

گئے تھے اور جہاں جہاں اس قسم کے مدرسے تھے وہاں بھی گئے ہیں - غرض کہ آپ فنا فی القوم تھے - صفائی کی کچہری میں جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن منعقد ہوتا ہے اس جلسہ کے آپ ہی موجد ہیں - جلسہ میں شہر کے معززین شعرا وامرا و عہدے دار جمع ہوتے ہیں - شعرا حضور کے مدح وثنا و دعا میں قصائد پڑھتے ہیں - حاضرین سنکے تحسین و تعریف کے ساتھہ داد دیتے ہیں - اسی جلسہ مسرت افزا کو دیکھہ کے شہر کے امرا بھی کرنے لگے - شہر میں متعدد مقام میں جلسے منعقد ہوتے ہیں سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں حضور غفرت منزل نے ایک مصرع موزوں فرمایا - ہندو دکن کے بلاد میں بطور طرح شایع ہوا مصرع یہہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے (شعرا نے اسی طرح میں غزلیں لکھیں - اخباروں میں مطبوع ہوئیں - آپ نے بھی بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ ہجری کمپ شاہی واقع مانکوٹہ میں اسطرح میں غزل سنانے اور نذر پیش کرنیکا شرف حاصل کیا اب میں اس غزل کے چند اشعار ذیل میں گزارش کرتا ہوں - آپکا کلام خوبی و خوش اسلوبی سے خالی نہیں ہے پاکیزہ و شستہ ہوتا ہے - آخر آپ نے سنہ ۱۳۲۳ ہجری میں اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے نکالی { واصل حق داخل جنت } بیرون دروازہ چادر گھاٹ مسجد کے صحن میں موسی ندی کے کنارے مدفون ہوئے - مولف فقیر کے مخلصین سے تھے اللھم اغفرلہ آپکے باقیات الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکرم و محمد مکرم و حشمت علی وغیرہ یادگار ہیں - سلمہم اللہ تعالی - **من اشعارہ الھندی**

کہیں سے شہ نے دیکھا اک پری کو	کہ ہٹ پکڑے ہوے در پر کھڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے
چمن مین کسکی آمد اس گھڑی ہے
کسی جا گوشش بر آواز گل مین
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی

ولہ

یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے
نگہ با ہمدگر جب سے لڑی ہے
کہ خلقت پیشوائی کو کھڑی ہے
کہین نرگس بہی در تکتے کھڑی ہے
کہین قمری کی کو کو ہر گھڑی ہے

وزیر ۔ میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص ۔ میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین ۔ نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد ۔ آپ خاندان آصفی کے نور بصر دودمان نظامی کے لخت جگر ہین ۔ ریاست کے رؤسا مین ممتاز ۔ اور سلطنت کے عمائدین سرفراز ہین آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی ۔ تربیت و پرورش بہی اسی شہر کی آب ہوا مین ہوئی ۔ نشو ونما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد و اتالیق مقرر کئے گئے ۔ آپ ذہین و ہوشیار تہے دو ڈہائی سال مین کتب درسیۂ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پہر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب درسیہ بہی پڑہنا چاہئے ۔ چند مدۃ عربی کا بہی شغل رہا ۔ چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پہر ایسے موانع واقع ہوئے کہ آیندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا دلمین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تہی ۔ فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ھ ہجری کی استادی مسلم الثبوت تہی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تہے آپ بہی اپنا کلام میر موصوف کو دکہلانے لگے میر صاحب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی و امراء دکنی مین اس فن بلاغت و فصاحت کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہین آتا ہے آپ صاحبزادون مین فرید اور امراء مین وحید مین مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور استاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت کی مداومت اور مشق مین شاعر کامل ہوگئے۔ استادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام سے شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس و با محاورہ ہے الفاظ کی نشست و معانی کی بندش پاکیزہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہین فرمایا ہے آپ خوش خلق و حلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ اعزہ و احبا کے ساتھہ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہین علم و اہل علم کے قدردان۔ اہل کمال جوہر کے جوہر شناس ہین۔ اعزہ و احبا کو اسبات کی ترغیب دیتے ہین کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے دینا چاہئے۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہئے کہ سرکاری عہدہائے جلیلہ کے لائق ہو جائین آپ خوش اعتقاد ہین اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان۔ ولی کامل و صاحبدل کے جویا ہین۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے ہین مشائخ و علما کو مدعو کرتے ہین ہر ایک مدعو کی مہمانداری و خاطرداری پوری طور سے ادا کرتے ہین۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہین۔ اور ہر ایک کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ بندگانعالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے ہین۔ شہر کے امرا اور صاحبزادون مین بھی آپ معزز و مکرم ہین۔ معاش لائق و جاگیر فائق سے ممتاز و سرفراز ہین آپکی عمر تقریباً پچاس برس کی ہوگی۔

فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال ۱۳۲۹ ہجری مین انتقال ہوا۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون من اشعارہ الہندی

ہمسر کیا جو آپکو گیسوئے یار کا	منہ کالا اس خطا سے ہے مشک تتار کا
قاری ہوا ہے مصحف روئے بتان نہو	حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا
کب ہاتہہ مین ہے باگ مرے اختیار کی	ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا
پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم	پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح - میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص - ارادت خان خطاب ہے - کشمیری المولد - جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر ارادتخان شرفا ساوہ سے تہا اور میرزا محمد جعفر اصفہان کا داماد - اور جہانگیری زمانہ مین میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تہا - شاہ جہان کے زمانہ جلوس مین وزیر ہوا - بعد ازان صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا - اور کبہی کبہی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا - کسی وقت بیکار نہین رہا آخر بادشاہ نے اُسکو اجازت دی جہان چاہے وہان کی حکومت کرے - اُس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی وہان چندروز حکومت کر کے ۱۰۵۶ سنہ ہجری مین فوت ہوا - اُسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تہی اُس عفیفہ سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا - اور اُسکا چہوٹا لڑکا میر اسحق ارادت خان عالمگیری زمانہ مین داراشکوہ کی فتح کے بعد اودہ کا صوبہ دار ہوا اور اُسی سال مین اس دار فانی سے رحلت کی - اُسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب ترجمہ درگاہ عالمگیر سے بخطاب موروثی ارادتخان مامور ہوا - اور سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز اور

سنہ ۱۱۰۵ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعد ازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چارہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے زمانہ مین دلّی مین سنہ ۱۱۳۸ ہجری مین فوت ہوا انتہی کلامہ

واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد ۔ اور تصوف مین میر سنجر نقشبندیہ کا مرید تھا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بھی تھا ۔ میر کی نسبت سیاق نامہ کے دیباچہ مین لکھتا ہے {راح اعتدال بری از پستی افراط و خالی از خمیازہ کشی تفریط از شاہ سنجر بتوان کشید ۔ صراط مستقیم طریقت و ست و نعمت غیر مغضوب تحقیق اور در عنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سرم جمع بود ۔ آن جوش فزائے خم دیر سالہ و صاف پیمائے صراحی و پیالہ ثلاثہ غسالہ شست و شوئی باطن من چنان نمود کہ لوث کج فہمی مزاج و مواد اعوجاج اصلا نماند انتہی} اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا ہے ۔ ہم ایک بند ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتے ہین ؎

اے فلک اے بیوفا اے ظالم اے بیدادگر
نے گریبان میدری نے خاک بر سر میکنی

اے ز سوز سینۂ اہل مصیبت بیخبر
زین چنین شور قیامت از چہ باشی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر داد بیدادی
خاک بر سر ریخت در ہجرت دل ناشادی

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکھا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان بخط مولف نوشتہ سنہ ۱۱۶۸ ہجری ملا ۔ دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح ہین اور انکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے {فاتوا بسورۃ من مثلہ} اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب مین شمس المناقب معز فطرت قمی دوسرا مسمی بفخر وارین دونو قصیدونکا کلام سہر سہری ہے - ہم فلک المعارج و فخر وارین سے دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکہتے ہین ہ

کے گیرد از عزیمت سن شصت نیم تار	نه بنجنی فلک کشاند اگر مہار
از موج بحر ہمتم اول قدم بود	نه کشتی فلک چو بیابند بر کنار

قصیدہ ثانیہ فخر وارین مین اولا تشبیب کے بعد ازان ہمت خان بن اسلام خان کی مدح کرتا ہے - منہا ہ

ولیک شکر عنایات و لطف ہمت خان	که فخر می کند از ذات پاک و خانی
چگونه شرح دہم کان ستودہ قدر شناس	که با دولت ہر دو سرانش ارزانی
مرا خرید بہنرے که لا نقش بودم	زمین منت او ہیم ز انسی و جانی

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکہے - اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین مستقل دیباچہ لکہا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تہا - مہر کا نقش الحق واضح تہا منجملہ رسائل - مثنوی مرات دیدار مقابل مخزن اسرار + کمند وحدت مقابل سلسلۃ الذہب + نغمہ و شیون مقابل بلدین + آئینہ راز مقابل محمود ایاز + تاب زنار مقابل سبحۃ الابرار + ساقی نامہ ہم بحر سکندر نامہ + اسرار معنوی درپیروی مثنوی مولوی

یہہ ساتون مثنویات کو سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شروع کیا او سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین تمام کیا یہہ تمام مثنویات مختصر ہین - قلیل اللفظ کثیر المعنی - مرآت دیدار کے پچپن اشعار ہین نغمہ و شیون ایک جزو - کمند وحدت کے ایکانوے اشعار - آئینہ راز کے ۵ جز

وتاب نار ایک جزء ساقی نامہ دو جزء اسرار معنوی ایک و نیم جزء۔ ان رسائل کے علاوہ ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات وغیرہ اشعار پر شامل ہے۔ صاحب گل رعنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کر کے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر اکتفا کرتا ہے۔

من۲ اشعارہ۲ الفارسی

پرواز چون کند ز چمن مرغ جانِ ما
در پائے گل بخاک سپار آشیانِ ما

دل ز طپش ز رفتن خود مید ہد خبر
آواز پا بود جرس کاروانِ ما

وله

ز مقراض فنا نو رست شمع زندگانی را
بود آبِ دم شمشیر صندل سرگرانی را

با اسیرے چکند معجزهٔ یوسف حسن
ہفت در وا شد و نکشود درِ زندان را

بزخم دل نمک ماہتاب مرہم نیست
سواد سرمہ شبہائے تار را دریاب

گذشت صبح جوانی و گرد پیری ماند
چو رفت محمل لیلی غبار را دریاب

باسکندر داشت صحبت بزم درویشان بدید
خق بدست خضر باشد گر خورد تنہا شراب

وا ضیح از شور جنون صبح قیامت شده ام
انچہ انجام دو عالم بود آغاز نیست

داغ جگر بخاک نشینان غنیمت است
رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است

تا بے حجاب بوئے گل آید بزم دل
در نو بہار چاک گریبان غنیمت است

میرود دل بخبر سوئے جنون تدبیر نیست
اینقدر دانم کہ الفت میکشد زنجیر نیست

بوئے خون از نفس باد صبا می آید
شاید از گلشن داغ دل ما می آید

سنگین مشو کہ زود فرو می روی بخاک
دیدم بلوح تربت قارون نوشتہ اند

راحت و رنج بود خواب پریشانی چند
یوسفی چند تراشیدن و زندان چند

دام بر دوش نگر باز کسے می آید | گر ہوا یاد ز کنج قفسے می آید

بے نوا را بے نسیم غمزه او فریاد رس | گرد غربت بست بر بار رخنۂ چاک قفس

سپر کردم گرمی ارباب دنیا سوختم | در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم

جنگ ہفتاد و دو ملت را سپر انداختم | تیغ کین بر ما کشی بے خصم عمر می کنی

بره جنون دویدم خبرے خود ندارم | نگہم کجا فتاده دل من کجا شکسته

بکاغذ اخگرے پیچیده ام یعنی دل خود را | مبادا گریه بر حالم کنی اے نامه بر رحمے

آبرو جوش طپش زد در دل ناشاد ہستی | صید ما در بیضه دارد چشم بر صیاد ہے

ہستی با خاکساران نقش پا ہی بخشیست | چشم بر رہ خرابی دارد این بنیاد ہے

الہی کعبه میخانه بادا القدر باقی | که بینا سجده ساغر کند من سجده ساقی

رباعے منظر

دنیا که در و دل بہوس پیچیده است | رنج است مآل و راحتش فہمیده است

غم خانش تمام حسرت و بیمزگی است | چون صبح عروسی و چو شام عید است

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اللہ ملکه سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہین - آپکے نسب و حسب کا سلسله حضرت جعفر طیار سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسباً جعفری مذہباً شافعی - قوماً نا عطی ہو لداً مدراسی ہین - والد ماجد کے ہمراہ کم سنی مین حیدر آباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

یہان ہوئی۔ سن شعور وتمیز کے ابتدا مین فارسی عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد
اساتذہ سے ختم کین۔ آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ کے سررشتہ عدالت مین مقرر ہوئے۔ درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج
کرتے گئے۔ عدالت و فنانس و مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے۔ ہر ایک محکمہ مین
امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ ختم ملازمت پر عہدہ تعلقداری
ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے۔ حسن خدمات کے صلہ مین ۱۱۳۱ روپیہ ماہانہ وظیفہ
خزانہ شاہی سے پاتے ہین۔ چند مدت سرفارالامرابہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد
و صدر تعلقدار رہے۔ پائگاہ سے بھی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ آپ دو سال
تک سرکار آصفیہ کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد مینو سپالٹی کے
رکن اور ایک سال نائب صدر نشین۔ اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی ہانا
ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے اسیوشیٹ ممبر ہین۔ آپ سرکارین یعنی سرکار نظام
و سرکار انگریزی دام اقبالہما کے نزدیک معزز و مکرم ہین۔ آپکی عزت و عظمت مسلم ہے
آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزاز انظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا
اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی۔ اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند
مین قانون اسلحہ سے مستثنیٰ ہین۔ آپ علم دوست و ہنر پسند ہین۔ علما و فضلا
شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرۃً و فطرۃً موزونیت واقع تھی
بنا برعلیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن
ہے۔ سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین
جو کچھہ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

معنی تخلص ور مولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام دونون زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے۔ فی زماننا مطبوع ہو کے شایع ہو چکا ہے۔ آپ اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا۔ آپکو تاریخ گوئی مین ملکہ تامہ حاصل ہے فی البدیہہ کہتے ہین۔ فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین۔ غرائب الجمل کے دیکھنے سے آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہو گا داد دیگا تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمیناً پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین قوانین و متعدد فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ سترہ اڈیشنس نظام فنانس ریونیو لا رڈس شایع ہو چکا۔ سرکار سے انعام صحت ہزار سے زیادہ ملا۔

مندرجۂ ذیل کتب مطبوع ہو کے شائع ہو چکے ہین۔

فن فلاحت مین۔ فلاحۃ النخل۔ کاشت انگور۔ کاشت ترکاری۔

فن سیاق مین۔ سیاق دکن

فن تاریخ مین۔ تاریخ النوائط۔ محبوب السیر۔ عطیات سلطانی

فن جمل مین۔ غرائب الجمل۔

فن طیورہ مین۔ حیوۃ الحمام

فن لغت مین۔ آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھہ رہے ہین۔ چار جلدین شایع ہو چکی ہین اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویسرائے ہندنے

پانسو روپئے سکۂ کلدار انعام۔ اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپے سکۂ محبوبیہ منظور فرمایا ہے۔ ہر چہہ مہینہ مین ایک جلد شایع ہوتی ہے مولف نے کل جلدین پبلک کے لئے وقف کردین۔ اور اسکا خالص نفع محمدن کالج علیگڈہ کو دیدیا ہے اور دیگر تالیفات کے خالص نفع سے کتب قلمیہ نادر الوجود خرید کے پبلک لائبیریرں کے نام وقف فرماتے ہین اسوقت تک مدرسۂ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ اکزامنرس کلکتہ محمدن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بہیجے ہین۔

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید۔ عقل و فراست و تدبیر مین ذات وحید ہین صایب الرائے مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین۔ معاملات دنیوی مین راست بازی سے کام کرتے ہین۔ ناجائز طور سے کسیکی رعایت نہین فرماتے۔ جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے اوسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی راست بازی و صاف گوئی دیکہہ کے ناراض ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نوابصاحب تندمزاج و سخت گیر ہین۔ جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف کرتے ہین۔ چنانچہ فقیر مولف بہی سنی سنائی باتون پر اعتماد کرکے آپسے بہت کم ملتا تہا لیکن فی زماننا مجہے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا۔ نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے اور آتے ہین۔ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم۔ مین لمین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا مین سچ کہتا ہون کہ جناب نوابصاحب ترجمۂ واقع مین عزیز الوجود ہین۔ مغتنمات سے ہین خدائیتعالے آپکو سلامت رکہے۔ آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیر خواہ ہین۔ آپ کی ذات بابرکات سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے۔ آپ اتمدن نفع عام کی غرض سے تالیف و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین۔ ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف مین صرف کرتے ہین اور کتب و لغات طبع کرکے خلائق کو
بلاقیمت ہدیۃً و تحفۃً تقسیم کرتے ہین۔ ایسے بزرگ فی زماننا نادر الوجود ہین اللہم اسلمہم بالخیر
والعافیہ۔ فقیر مولف آپکی تالیفات کو بنظر محققانہ دیکہتا ہے۔ درست
و لائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح و بسط کے ساتہہ لکہی ہے
اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی وقعت ثابت ہوتی ہے
ابتک اس فن مین جامعیت کے ساتہہ ایسی کتاب نہین دیکہی گئی اسیطرح دیگر رسائل
بہی ہین۔ فی الحال آصف اللغات لکہہ رہے ہین اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہین
ایسی تحقیق کسی نے نہین کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے۔
اب مین آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ناظرین مطالعہ کرین
اور مولف کے کلام کی داد دین۔

من اشعارہ الفارسی

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا
آن عارض لجوبت یک صفحۂ صد دیوان
ور روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
یک شعر دو ابروت بیت الغزل آنہا

ولہ

بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را
ز چشمم خاست سیل خون بجوشش آب آتشگون
کہ بر آتش نشاند آب تابش آب و آتش را
بہم آوردہ در مضمون جوابش آب و آتش را

ولہ

قطرۂ اشکم اگر مثل گہر میدارد آب
آب جاری من از مژگان کشم در راہ عشق
در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
گر بود چشمے کہ او از دو ہر می دارد آب
پنبہ بر داغم نہد چشم پر آب او ولے
ہر زبان زخم دل عشاق بر می دارد آب

ولہ

دل من گر بدست دلربا نیست
گرت سیل سرشکم رہنما نیست
بدستم اختیار من چرا نیست
چرا در دیدہ ما نقش پا نیست

برزده چون آفتاب سر ز گریبان صبح
آئینه حیرت است از رخ تو آفتاب

وله

پیش تو گردش نقاب شرم ز دامان صبح
سرمه کش غیرت است دیده حیران صبح

تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند
عشوه زن فتنه گر دست منه بر کمر

وله

آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند
ناز ترا یک نظر در دلم ارمان نماند

دوش با پیوسته ابرو اتفاق افتاده بود
آرزوی مرده را آمدم وصالت زنده کرد

وله

اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود
در من و جان من ایجان افتراق افتاده بود

برنگ ابر نیسان بخت بینا آب در ساغر
بتابید شب لطف تو هشیاران غافل را

وله

ز جوش باده خیزد صد در نایاب در ساغر
نماید عکس مست هم خواهت خواب در ساغر

در چشم آبدار تو آبی ندید کس
جز روی بی نقاب تو از تاب حسن او

وله

در جویبار تیغ حبابی ندید کس
عشاق را بدست حجابی ندید کس

دود آهم برلب گلناری من همچو شمع
سوختم از آتشت چندانکه خاکستر شدم

وله

سوز جانکاهم نهان در کسوت تن همچو شمع
تو ده خاکسترم گردید مدفن همچو شمع

دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ
برآب دیده من (حالیکه در من و تست)

وله

بجوهرش سر تسلیم کرد خم دم تیغ
پلی است بسته تیغ نگاهت از خم تیغ

پرده شگاف دل است نوک خدنگ نگاه
تند برآید ز چشم باز در آید بچشم

وله

برون جان مشکل است حیف خدنگ نگاه
لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاه

بدیده مست خواب بی خواب و هم باز تو خواب نیمی
رخت چو نیمی نقاب گیرد به نیم قرص آفتاب گیرد
چو مهر مه با تو شد مقابل بمهر و شد آفتاب حاصل

وله

بجام مست نیم مست کرشمه سازت شراب نیمی
ز رخ گر نقاب نیمی ربود ز مهر آفتاب نیمی
رسید نیمی بماه کامل تقسمت آفتاب نیمی

انتخاب رباعیات

باشد بہ دلم حرمت نام حافظ — در چشم من است احترام حافظ
او خواجہ شیراز و ولا بندۂ او — این نظم کجا ۔ کجا کلام حافظ

ولہ

ابروے تو کرد عالمے را نہ تیغ — تیر نگہت جفا کند ہمرہ تیغ
کافی است گرہ بر ابروت بہر ولا — مشتی بمحل بہ بود از حربہ تیغ

ولہ

خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست — حرفے تو اگر کند از دشمن و دوست
آید بزبان ہر انچہ باشد در دل — از کوزہ ہمان برون تراود کہ در وست

ولہ

دود دل ما کہ بر سما خواہد رفت — در بارگہش شکل دعا خواہد رفت
ابر کرمش خبر دہد زین کہ ولا — آخر آبے بہ جوے ما خواہد رفت

ولہ

حاسد ز حسد بہر چہ خواہد نرسد — نیکوئے خواہ را گہے بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب — بدخواہ کسان ہیچ بہ مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر
از تخرجۂ لطیف گفتم تاریخ
پیشکارہ دکن کشن پرشاد
اے ولا سال سرفرازی اوست

ولہ

صد گوہر اشک ریخت از چشم پدر
این شمع شد از قطع زبان روشن
٢١٧٨ - ٣٠٠ = ١٨٧٨ء
شد وزیر حضور شاہ دکن
دل ما شاد و چشم ما روشن
١٣٢٠ھ

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی — اقلیم سخن کی ہے یہ بد اقبالی
افسوس جہان مین فرد کامل تر تھا — استاد سے ہو گیا زمانہ خالی
١٣١٢ھ

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل مینائی

دیوان سخنور جلیل ذیشان		جس روز چہپا ہوا وہ مقبول جہان
سلطان قلم و سخن کا دیوان ۱۳۲۸ھ		کیا خوب کہی ولاؔ نے اسکی تاریخ

ولاؔ سید ابو سعید المخاطب سید ابو طیب خان

ولاؔ تخلص۔ سید ابو سعید نام و کنیت ہے۔ آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان نامی کے فرزند ہین۔ آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی بہر الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین۔ اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ ناعطی عرف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے۔ موزون الطبع تہے مولانا موصوف کی خدمت مین مشق کلام کرنے لگے۔ درجہ کمال کو پہنچے۔ فن خطاطی مین بے نظیر تہے۔ مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولاؔ تخلص عطا کرکے یہہ بیت لکہی

خط ولا فی بہر از سیر چو بلبل والا　　　اولین جوش بہارست گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے۔ مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تہا آئے۔ مدت دراز تک سکونت پذیر رہے اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین ولاؔ طریقہ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی - مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے - آخر
سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے
غربت اختیار کی - چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کرکے واپس آئے - آپکے بنی عمام سید محمد یحیی خان
بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکھا - پھر آپ اُسی زمانہ مین حافظ یار جنگ
کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہوکے خطاب سے سرفراز ہوئے - اور
نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کئے گئے - نواب موصوف اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ
سبحان اللہ کیا شان والا ہے - اُستاد کامل ریادل ہین - آپکے نیسان فیض سے ہزارہا طلبہ
کے دامن ہائے صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے
ایک عالم کا جیب دل مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے - آپکے تلامذہ درجۂ
استادی کو پہنچے - آپ خوش تقریر و تحریر تھے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے
تھے - نظم کو ایسی ادا سے پڑھتے تھے کہ دل مسخر ہو جاتے تھے - اور نثر کو بھی ایسے لہجہ سے
ادا فرماتے تھے کہ قلوب تازہ ہوتے تھے - تاریخ دانی مین بے نظیر تھے - مثنوی معنوی و
کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانہ عامرہ وغیرہ کے حافظ تھے - اور
متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تھے - صاحب تالیف
و تصنیف تھے - مثنوی بحر غم - و مثنوی آیہ رحمت و رسالہ بحر رحمت - و شرح بعض قصائد
عرفی - و چند رسالہ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین - اور ایک دیوان
ضخیم ہے - دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے - آپکا کلام شاہ
ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے - جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو
مین تول کے داد دیگا - بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین - فرق نہین کریگا - آخر آپنے

بحکم کل من علیها فان ہشتم ماہ صفر ۱۲۶۴ ہجری مین بعارضہ فالج جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد معمور کے صحن مین واقع متیال پیٹہ دفن ہوئے خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۴ھ اور نواب اعظم جاہ نے بہی لکہی ہو ہذا

نکتہ سنج رموزدان سخن ... رخت بربست چون سوئے عقبی
بیدل شنا و گفت ہاتف غیب ... رفت ہیہات زین جہان والا
سرخوش عصر ابوطیب خان ... ولہ ... کرد زین دار فنا چون رحلت
راقم از بہر خرد سالش خواست ... گفت ہاتف بخدا در جنت

آپ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ باوجود کبر سنی ظریف الطبع جوان مزاج تہے۔ آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تہے محفل کو روشن کر دیتے تہے محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تہے۔ اہل مجلس آپ کے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تہے۔ ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے۔ چنانچہ آپ نے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت لکہہ کے مولف اعظم کی خدمت مین بہیجی **ہو ہذا**

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن ... مہر و قدرت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکہی ہے

خارج ز بیانست کمال والا ... مفقود زمان ست مثال والا
گر شد بہ بخاطر ز ثنایم واری ... این نظم نشانست ز حال والا

من اشعارہ الفارسی

الٰہی ساز روشن چون ید بیضا بیانم را ... کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
الٰہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را ... کرامت کن اثر برگ حنا آسا زبانم را

شدم همچو کمان یک استخوان پهلوان ولا
سیه پوشش است یارب در غم تو حرف حرف من
مدار اعداد وجود بسم الله عنوان ما
هست دور از خلق آمیزش صافی گهران
نرم خوئی سبب امن بود از ظالم
گر پسر شد به از پدر چه عجب
اهل بصیرت از سخنی رنج می برند
مس را چو زر بروی محک کس نمی کشد
گشت حسن از پرده ظاهر صورت جانانه شد
خاست دود از شعله حسنی گیسو نام یافت
صاف طینت را نشود عرفان فن بعد از فن
جان کند تعجیل فلک چون شود قامت دوتا
دل بعشق خال او خواهد ز لعلش بوسه را
دائم آفت دان مکن نعمت دنیا هوس
نمی افتد بغفلت هم نگاه چشم فتانش
جز سیاست نبود کار ریاست جاری
بنگر از چشم بصیرت رفعت والای شرع
هست از بیت بلندی جمله دیوان اشرف
کی بود در لکنت او هیچکس را جای حرف

وله غم ابرویش ز بس کاست جسمم ناتوانم را
وله کرامت کن اثر چون بت جمع و پرست دیوان را
وله هست بیت ابروی مطلع دیوان ما
وله نتوان ساخت جدا چونکه قند شیر در آب
نشود زخم نمایان چو زنی تیر در آب
وله لعل از سنگ می شود دُر نایاب
وله مو در میان دیده کم از نوک خار نیست
سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست
وله عشق در جوش خروش آمد دل دیوانه شد
چاک زد عشق جنون انگیز در دل شانه شد
وله این سخن از خم ز هنگام شغل مل رسید
سر عیش یارب بجا باشد که وبر بل رسید
وله شخص تریاکیست کثر بخت آنگ هناک شکر
وله می شود زنجیر آخر شهد بر پای مگس
مگر بخشم رقم کردند ز ان ابر گشته مژگانش
وله نشود خامه روان تا نزنی آن نقط
می نهد عرش برین بر تارک خود پای شرع
می شود طفل نکو در خاندان چشم چراغ
و هم مدام شیرینی لعلش نگیرد پای حرف

ایکه بسائل زلب ممسک جواب خشک	وله	از جیب خشک سال برآید سحاب خشک
اصلا زگرم جوشی خوبان مخور فریب	وله	کز جیب آفتاب برآید سراب خشک
عشق فائز کند آخر بحقیقت ز مجاز	وله	میرسد شبنم افتاده بمهر از بر گل
چون درخت نوکه سر بیرون زند از جیب تخم	وله	هر دو دست خود ز رنگ و بو بهم سوده ایم
گرد ابیم از سر مژه ابروئے ترا دنباله دار		حسن این بیت بلند از مستزاد افزوده ایم
دستگیر عاجز وا مانده شمشیر است و من	وله	خاک گشتن بهر دلگیر کار اکسیر است و من
دل من از گل داغش به بستان میزند پهلو	وله	ز جوش اشک چشم من بعمّان میزند پهلو
زاهد کجا شناسد رمز سیاه چشمش	وله	هر کودکے نگردد از بحث کحل آگاه
از رخنه دل گوهر آهسته بمن گوید		صدا من نهان باشد در گوشه تنهائی

وفائی۔ سلطان اسمعیل عادل شاه

وفائی تخلص۔ اسمعیل عادلشاه نام۔ یوسف عادلشاه والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا۔ بادشاه حلیم و کریم و سخی تہا۔ علم دوست تہا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تہا۔ اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تہا۔ نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچھہ پروا نہین کرتا تہا خیرات بیشمار کرتا تہا علما و شعرا کو خوب دیتا تہا۔ ظلم و ستم کا روادار نہین تہا۔ مجرمین کے ساتہہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکہتا تہا ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تہا۔ نیک سیر و شیرین زبان تہا۔ زبان سے کبہی فحش نہین نکالتا تہا سخندان و سخن فہم تہا۔ اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تہا۔ فقیر مولف کے آپکا حال

محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح وبسط کے ساتھہ
لکھا ہے۔ ان کنت شائقا فارجع الیہ۔ فرشتہ نے لکھا کہ علم موسیقی وشعر مین
مہارت کامل رکھتا تھا۔ اور وفائی تخلص کرتا تھا۔ سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی
مین لطیف ومتین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا۔
انتہی کلامہ۔ آخر وفائی صاحب ترجمہ بمعرکہ محاصرۂ قلعہ بالکنڈہ بیمار ہوا۔ بیماری کے سبب
پالکی مین سوار ہوکے روانہ ہوا۔ اور چہارشنبہ بتاریخ ۱۶ صفر سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین فوت ہوا
قصبہ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا **من کلامہ**

دل خوبان ز قید بہر آزادست پنداری … مدار دلبری بر جور و بیدادست پنداری
مرا صد محنت از عشق تو بر دل ہر سحر آمد … دل ویران عاشق محنت آبادست پنداری
ز عشق قامت سرو سہی ماندیا در گل … دلش صد پارہ و زبار دل آزادست پنداری
ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش … نصیحت ہائے مہر زاہدان بادست پنداری
دل ریشم وفائی آن چنان خود کردہ پاش پاش … کہ پیکانش بجائے مرہم افتادست پنداری

ولہ

شب ہجر جز گریہ کاری ندارم … بجز دیدہ اشکبار ی ندارم
شبے نگذرد کز فراق تو چو شمع … پر از اشک حسرت کناری ندارم
من و عشق و رندی کوی ملامت … براہ سلامت گذاری ندارم
ازان با غمش خو گرفتم وفائی … کہ غیر از غمش غمگساری ندارم

ولہ

دل بزلفش حکایتے دارد … از شب غم شکایتے دارد
تا کہ آزار اہل دل طلبی … بہ وفائی نہایتے دارد
خون دل میخورم ز غصۂ یار … با رقیبان عنایتے دارد

دل سختش ز آہ من شد نرم اے وفائی منال از ستمش	آہِ عاشق سرایتی دارد کر ستم نیز غایتے دارد

وحدت - محمد امان اللہ

وحدت تخلص - محمد امان اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ آپ قاضی سراج الدین قدس سرہ کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین قلعہ قندہار ضلع محمد آباد بیدر مین ہوئی نشو و نما بہی وہان کی ہوا مین پایا - والد با جد و دیگر اساتذہ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - ذی استعداد تہا - آپکے والد قندہار کی قضا پر مقرر تہے - اور آپ پرگنہ نرل کی قضا پر مامور تہے - شعر و شاعری سے مناسبت رکہتے تہے - کبہی کبہی موزون فرماتے تہے - صرف آپکا ایک شعر ملا - ھو ھذہ

انجام انکسار بود اوج اعتبار تخمے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی ہست

ولا - سید حمید الدین

ولا تخلص - سید حمید الدین نام - مستعد خان خطاب ہے - آپ سید ابو الطیب خان والا کے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی - ابتدائے شعور مین پدر بزرگوار سے کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی - مختصرات عربی تا کافیہ پڑہکے مدراس مین آئے اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلمی و مولوی تراب علی خیر آبادی و محمد حسین ہانلی کے حلقۂ درس مین شریک ہوئے تحصیل علوم مین مصروف ہوئے - ذکی الطبع و تیز فہم تہے - تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسہ کمپنی

مین بھی شریک ہے۔ علما و فضلا سے سند حاصل کرکے اپنے اُس موضع مین آئے جو حیدرآباد کے قریب تھا۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے۔ نہایت تندمزاج و شوخ طبع تھے۔ جب مشاعرہ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور والد ماجد کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ اور خطاب سے سرفراز ہوکے مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن مالوفہ مراجعت کی۔ وطن مین مدة العمر گوشہ نشین رہے۔ آخر ۱۳ تاریخ ماہ رمضان ۱۲۶۶ہجری مین اس جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ شعرگوئی مین والد ماجد سے اصلاح لیتے تھے۔ فصیح البیان و شیرین زبان تھے۔

من اشعاره الفارسی

یافتم از فتنه کاریهای خال روی یار — عقل بالادست باشد قامت کوتاه را

الفت مال تیره سازد دل — دیده باشی خریطهٔ زر را

وله

چون ذره را کشد رخ گلگون آفتاب — از خود روم چون شبنم مفتون آفتاب

وله

محفل باده کشان بیتو خموش است امشب — قلقل شیشهٔ می سرفروش است امشب

وله

دست و بازوی که گاهی عقدهٔ کس وانکرد — پنجهٔ مریم صفت سرتا قدم پیدا عبث

وله

نیست مژگان که باطراف دو چشمش پیدا — صف آرا شده بر میکده رندان گستاخ

وله

بهزاد نقش قامت او تا جبین کشد — بیند چو تیغش الفی بر زمین کشد

نام آوری اگر طلبی همه سجده باش — کین خط سرنوشت جبین نگین کشد

تا از سواد زلف کسی کامران شدم — قربان روای کشور هندوستان شدم

عمریست هیچو جاده براهی فتاده ام — ای من فدای ره تو گاهی گذر بکن

رباعی

جان نذر است بادشاه آفاق — بر سبزه سرش رفت چو مصحف بر طاق

یا احمد مرسل است بر پشت براق		جبریل بدرہ یا سلیمان بر تخت

وفا - مرزا عبد الباقی

وفا تخلص - میرزا عبد الباقی الشریف الرضوی نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا
آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپایگان کے فرزند ہین - ملک عجم آپکے بزرگان
سلف کا وطن اولاً عراق عرب ثانیاً خراسان و اصفہان تہا - آپکا مسقط الراس
بغداد شریف ہے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والد ماجد کی خدمت
مین تربیت و تعلیم پائی - والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے
وہان علمائے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل و مرزا شمشاد وغیرہم سے مستفید ہوئے
علما سے سند علوم و فنون کی حاصل کی - محمد کاظم والہ و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی
خدمت مین شعر و شاعری مین مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے
لگے - نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے برآمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کر کے
ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے - حیدرآباد دکن مین پہنچے - مدت دراز تک منیر الملک
بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے - چند روز کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے
دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہوئے - پہر آپ سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین تقاضائے
آب و خورش مدراس مین پہنچے - سرکار کمپنی کے اجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر
مقرر ہوئے - ذی استعداد و لائق تہے قصائد گوئی مین استاد تہے - غزل کم کم کہتے تہے
خوشنویس تہے - ہفت قلم تہے - فن خطاطی مین استاد مانے جاتے تہے مشاعرہ مین شریک
تہے - آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - من اشعارہ

غنیمت گر بار رقیبان همنشین ای بیوفا
برتن از غیرت خانه بر موی چون سوزن مرا

مسکن خوبان دل از وفا بود و کنون
سخت واژون بین که شهر و ویرانه مسکن مرا

خورشید را بجبین تو سنجیده ایم صبح
دیدیم چون ستاره مقرون آفتاب

هر نکته که بود نهان در دلم ز عشق
یکیک سرشک بر رخ من جسته جسته گفت

خور بے کسب فروغ بر در ما هم مدام
هست بدریوزگی همچو گدایان صبح

ز وصل یار جدا او فتاده می گوییم
سر نیاز بهر دو نهاده می گوییم

صبح چو طغیان کند اشک جهان پیمائے من
آسمان گرد و زمین از چشم انجم زائے من

وصفی ـ مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص ـ سرفراز علی نام ـ آپ شاہ نجیب بخش ساکن قصبۂ امیٹھی ضلع لکھنو کے صاحبزادے ہین آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم بہاء الحق جد ملا جیون شیخ احمد سے منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت ۱۲۵۰؁ ہجری مین واقع ہوئی ـ نشو و نما کے بعد مولوی غلام امام شہید کی خدمت مین تعلیم پائی ـ موزونی طبیعت خداداد تھی ـ شعر و شاعری کے طرف متوجہ ہوئے مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے ـ تھوڑی ہی مدت مین مولانا کی فیض صحبت سے کامل ہوئے ـ فارسی اردو دونون زبان مین سخن ورون فرماتے ہین ـ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے خالی نہین ہے شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے ـ آپ صاحب دیوان ہین ـ ترانۂ بلبل و نغمۂ عندلیب ـ و گنج تواریخ ـ و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہین ـ آپ ۱۲۷۹؁ ہجری مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے ـ صدر مرافعہ مین منشی گری پر مقرر ہوئے ـ مدت تک عہدۂ مفوضہ پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوفہ گئے ـ وہین

فوت ہوئے۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا۔ آپکے باقیات الصالحات سے منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدرآباد مین موجود ہین۔ نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی خدمت مین ملازم ہین۔

من اشعارہ الفارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است
داد خواہ کدام صیاد است

سر شوریدہ را دو احسنتم
گفت سنگ مزار فرہاد است

بیدار شود یار و لش نرم نگردد
در آہ من خستہ اثر ہست و اثر نیست

بسکہ دیوانۂ آن نرگس فتان گشتم
می شدم جام شدم گردش دوران گشتم

از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد
دیوانہ چو با مست در افتاد بر افتاد

بیمار تو دماز سپند ست درین بزم
بنشست چو برخاست چو استاد بر افتاد

گریم چنانکہ اشک کباب جگر شوم
سر تا بپا گدازم و شمع سحر شوم

وصفی اگر بدار کشندم بجرم عشق
من ہم بکشتگان غمش نامور شدم

وصلی۔ میرزا وصلی

وصلی تخلص۔ میرزا وصلی نام ہے۔ عراقی الاصل تھا۔ خوش طبع و خوش وضع تھا علم و فضل سے آراستہ تھا۔ سخن سنجی و شعر گوئی سے زیادہ رغبت رکھتا تھا۔ پرگو تھا ولایت عراق سے حجاز گیا۔ اور وہان سے جہاز مین سوار ہو کے ہندوستان کیطرف روانہ ہوا۔ سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے۔ صرف وصلی صاحب جریدہ نجات کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کیجے علاقہ مین آیا سکونت اختیار کی۔ علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تھا

زور و قوت میں بڑہا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیروں سے اکثر کشتی و پنجہ گیری میں غالب
ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو جو رہتے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری میں مقابلہ
کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلوں میں حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیے۔ یہہ واقعہ
سنہ ۱۲۷۰ ہجری میں واقع ہوا۔ مرگ وماہ

دل فریبانہ بره میبرد و می ترسم	که مبادا بودش دل نگرانی از پے
نگار من تو چنان تندخو بر آمده	که کس به تندخوئی تو بر نمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد ابو تراب
کے فرزند ہیں آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۸ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی۔ زمانہ خوردسالی
میں والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہاں سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا
آگاہ و معجز سے ختم کیں۔ اور شعر و شاعری میں معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی
شان میں لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما	تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت
میں کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران
و امثال میں نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوئے
ریاضت و ہدایت مریدین میں مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم میں مدرسی پر مامور
اکثر طلبہ آپکی خدمت میں مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

فائز المرام ہوتے تھے ۔ من اشعارہ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا		سایہ سان کارے نباشد با غم و شادی مرا
از سر حرف انا الحق شد بدست من عصا		حضرت منصور وقف تا بود ہادی مرا
تا بقائے نقش سان سنے	ولہ	شور ما نیست اختیاری ما
کرد ما را چو نقش پا واقف		ہادی خلق خاکساری ما
چشم ہجر یار سراسر سپید شد		اشکم مگر بشست بصابون آفتاب
آید یاد مگر روئے زر افشان کسے		دلم از دیدن انجم بجز و تن است شتاب
پندار ہستی تو حجابی ست در نظر		ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی ۔

واقف شیخ نور العین المتوفی ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص ۔ شیخ نور العین نام ۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہین ۔ آپکے بزرگان سلف موضع مذکور مین منصب قضا پر سلسل یکے بعد دیگرے مامور ہوتے رہے ۔ واقف صاحب ترجمہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تھے ۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی و زبان دانی مین مصروف رہے ۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہین کہ واقف نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب مین یہ مصرع میرے دل مین گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزون کیا ع درخندہ اختیار نداری برنگ گل ۔ اور پھر ایسا ہی دوسری شب بھی ایک مصرع دلمین آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا زودیا ۔ چھ مہینہ تک

ثانی مصرع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصرع موزون کیا ؎

دل ز روستم پہ شبستان غمت گم گردید۔ انتہی کلامہ

واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت واتحاد روحانی تہا۔ دونون باہم اتفاق کرکے سیر دکن کے لئے پنجاب سے برآمد ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ماہ رجب سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ ہوئے۔ حاکم حرمین شریفین روانہ ہوگیا۔ اور واقف بسبب بیماری وضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہوگیا۔ عذر خواہی مین کہتا ہے۔ ؎

گرچہ جان ہمچو لب نزدیک ماست | دور بودن با ادب نزدیک ماست

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی و بزدلی پر طعن کرتے تھے۔ کہ شرف زیارت وحج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانیکی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے۔ جب حاکم نے زیارت وحج سے فارغ ہوکے سورت مین مراجعت کی۔ دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۱۵ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۵ ہجری اورنگ آباد پہنچے۔ شاہ محمود خلیفہ بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریباً ایک سال تک رہے۔ اسی مدت مین چند روز حیدرآباد بہی گئے۔ پہر سال مذکور یعنی سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے۔ رستہ مین مابین بالاپور واورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان واسباب لوٹ لیا۔ بے سروسامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے۔ بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہہ کے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا۔ اور حسب حال ایک رباعی موزون کرکے لکہی ؎

عینکے و پارہ سیماب با ما ماندہ است | چشم بیخواب و دل بیتاب با ما ماندہ است

کردند غریب غارتے راہزنان	پھر ماند و نماند ہیچ چیز از سامان
بردند ہر آنچہ بود الا عینک	وا ماندہ بجا ہمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا۔ دونوں بالاپور سے کھولاپور گئے وہان سے لکھا کہ خرچ کافی نہین ہے پھر آزاد نے دوبارہ اعانۃً خرچ بھیجا۔ آخر دونوں بزرگ ناگپور ہوتے ہوئے پنجاب مین داخل ہوئے۔ وطن مالوفہ مین اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔ **من اشعارہ الفارسی**

میان چشم او در بند دارد جان محزون را	پے پائے غزالان بس بود زنجیر مجنون را
نیست می درکار رنگ آن رخ پر نور را	حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاہانہ برکرسی ناز آرد نشست	عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی ہنگامۂ داغ است گرم	سر و بازار یست اینجا ہم کافور را
چون نے نساخت ہمدمے ہیچکس مرا	نالم اگر بتیغ شود ہمنفس مرا
گفتم کہ ادہم دل ازین دلبران شہر	خندید زیر لب کہ ارادت مقدم است
قربان آن لبیم کہ بخشش نکرد میل	با آنکہ ہر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسیٰ نفس را ہرچہ ممکن بود داد	با وجود حسن یوسف نغمۂ داؤد داد
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند	بیمار را زیادتی خواب گران کند
حسن در پردہ محال ست کہ ماند پنہان	غنچہ گل گردد و گل نیز ببازار آید
مقبول نیست جز بہ تیمم نماز عشق	ما ئیم و خاک کوئے گو ابرو مباش
بسیار دلبرانہ نگہ میکنی مگر	دانستۂ کہ دل ز تو ای یار میکنم
شب فراق چراغی ز دل فروزم و گریم	چون شعلہ قتم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

بگلشن وصف رویت کردم گل را خجل کردم
حدیثے گفتم از موئے تو سنبل را خجل کردم

ز من شرح پریشان حالی امشب بپرس او واقف
بنوعی شد ادا کان لعف کاکل را خجل کردم

نمیکند بدے کار زخم کاری من
بگو کہ جمع کند دل ز من شکاری من

بصد ہزار جفا از تو نا امید نیم
کہ از جفائے تو بیش است امیدواری من

ورخنا کس نہد دست باین رنگ کہ تو
پنجہ در خون جوانان زدہ پیر شوی

ایکہ پیوستہ زنی تیر و نداری سپرے
نخوری تیر دعائے سحری از جگری

سزاواری بزندان قفس بلبل چہ بینائی
تو خود کردی چرا فکر گل و گلشن بدا استما

نفس شد قطع از بے ہمد میہا رو بکوہ آرم
مگر آنجا کنم پیوند فریادی بفریادی

دم مزن اے تیغ با ابروئے یار از ہمسری
بخت کج باشد دلیل قاطع بیجوہری

وازع ۔ حکیم شاہ زین العابدین قادری

وازع تخلص ۔ شاہ زین العابدین نام ۔ نسباً و لقباً و قوماً قادری نائل اعظمی میں
گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ غلام محمد نائل اعظمی المخاطب بہ رضا حسین خان کے
فرزند ارجمند ہیں آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت اللہ خان بہادر کے
ہمراہ دہلی سے محمد پور میں آئے ۔ سکونت پذیر ہوئے ۔ وازع صاحب ترجمہ کی ولادت
سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں واقع ہوئی عقل و شعور کے عہد میں کتب فارسیہ اپنے برادر بزرگ
شاہ حسن علی قادری مائل و محمد اسلم خان شایان سے ختم کیں ۔ اور شعر و سخن کی مشق بھی
بزرگان مذکور کی خدمت میں کی اور حکیم غلام مرتضی کی خدمتمیں کتب طب کی سند حاصل
کرکے مطب میں مشغول ہوئے ۔ اور علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمتمیں

پڑھ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس سے تفسیر و حدیث کی سند پائی - اور علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر مین بہی لیاقت و استعداد حاصل کی - علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطار اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کے طرف مصروف ہوئے - اکثر اوقات طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف مین مشغول رہتے تھے - تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے - اور اخلاق و عادات پسندیدہ مین بے مثل - جامع علوم و فضائل تھے - ہر فن کے طلبہ آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے - آپ نے اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تہا - افادہ و افاضہ مین کوتاہی نہین فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے آپنے چند رسائل مفید تالیف کئے تھے مثلاً فتاوی جمعہ - رسالہ لیلۃ القدر - و صدقۃ الفطر - و تکمیل لمہام فی الصیام - و تبصرۃ الواہب - و تکمیل الحجہ - فی بیان السنۃ و البدعۃ - و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین - و مراۃ الحق وغیرہا چند روز مشاعرۂ اعظم کی محفل مین باریاب ہے - ملازمت سرکار سے فائز المرام ہوئے - آخر مقام ملور مین عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے - آپکے وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا بعض احباسے سنا گیا - کہ سنہ ۱۳[illegible] ہجری مین فوت ہوئے ہین واللہ اعلم بالصواب -

من اشعارہ

ساده لوحان را تحمل از جفای خلق نیست — یک نفس باشد متاع صد غبار آئینه را
هوشیاری ظلمت افزای نگاه باقیست — بیعت دست سبو کشف الغطا باشد مرا
در شهود آن پری شبها مراقب بوده ام — بیخودی تا گه جنون انگیخت فتح الباب شد

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا برائے صید دلہا می کشاید شانہ زلف او	کے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد چو صبا دیگر دامے گسترد آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز ۔ شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص۔ شیخ عبدالقادر نام۔ قادر علیخان بہادر خطاب ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہین آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے آپکے والد ماجد محمد پور مین سکونت پذیر تہے۔ آپکی ولادت ۱۲۴۰ھ ہجری مین بلدہ بیلور مدراس مین واقع ہوئی۔ نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت مین کتب مختصرات سے فارغ ہو کے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کین استعداد کامل حاصل کر کے شاعری کے میدان مین قدم رکہا۔ سید ابو طیب خان والا و محمد اسلم خان وجوہری و مسعد خان ولا وغیرہم کی خدمت مین اپنا کلام پیش کرتے تہے شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ پختگی کو پہنچا۔ معاصرین مین معتبر شمار کئے گئے۔ اوائل حال مین آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تہے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تہے۔ چندروز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے۔

پہر سرکار انگریزی مین ملازم ہوگئے۔ متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے۔ آخر درجہ تحصیلداری ضلع بیلور مین فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام مین نہایت ہوشیار و تجربہ کار تہے۔ امانت و دیانت کے ساتہہ امور مفوضہ کو انجام دیتے تہے حسن خدمات کے صلہ مین خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے۔ سرکار کے نزدیک معتبر علیہ ہوے

خوش خلق و نیک خو تھے۔ مہمان نوازی مین مشہور تھے۔ وارد و صادر کی خدمت مقیم و مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اور احبا و اقربا کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی۔ من نتائج طبعہ

بیطاقتی چو راہ سنا می شود مرا
نازم بضعف خویش کہ مانند بوے گل
چہ پرسی اے پری و حالت دیوانہ خود را
چمن را اعتبار تازگی از پایہ افتادے
دلت ہمراز شدہ محو ہواے گلشن دنیا
بیاد لعل لبہایش چو لالہ خون و داغ شم
صبا شوخی مکن با طرہ زلف نگارینش
در حجاب زلف روے خویش پنہان کردہ
اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن
گر آید بر مزار م ان بت نیرنگ ما نغمہ

ولہ

ولہ

آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا
گریبان چاک بر سر خاک و در جان حسرت وارد
نمی جستی گر از رخسار گلگونش نفس گل
ولے بہ بیوفائیہائش خندید بے تامل گل
سراپا آتش و چون آتش یاقوت خاموشم
چو بوے گل ز تحریک نواز سر می پرد ہوشم
بہر ما صبح وطن شام غریبان کردہ
چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
بر آید از نے پر استخوانم بانگ نا قوسے

ہمدم۔ شاہ محمد نقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد تقی نام۔ مرزا محمد خانیخان کا خلف الصدق ہے۔ مرزا محمد خانیخان مورخ کے نبائرین ہین۔ آپکے جد اعلی نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے ہمدم کی ولادت برہانپورمین واقع ہوی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تہا۔ آپ بہی بائیس سال

کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تھی فتوحات مکیہ و فصوص
رات دن مطالعہ مین رہتی تھی یکایک دل مین محبت الٰہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و ما فیہا سے
تارک ہوئے - ہر وقت دیدہ گریان اور دل بریان رہتے تھے - آخر برہانپور سے حیدرآباد آئے
حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللہی کے خلف الصدق
و سجادہ نشین تھے - اُن کی خدمت مین بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے - خزان و بہار کے
مولف نے لکھا کہ حضرت نے دیکھا کہ ہمدم نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے - بناءً علیہ آپ کو
دامادی سے سرفراز و ممتاز فرمایا - چند مدت بسر کر کے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت
کے لیے رخصت لی - اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے - مرشد کی درگاہ
مین مقیم ہوئے - انتہیٰ کلامہ - عالم فاضل و منشی بے نظیر تھے طبیعت مین ذکاوت ترقی پر
تھی شعر گوئی کا خیال ہوا - فارسی و اردو دونون زبانون مین کہنے لگے میر سید محمد والہ حیدرآبادی
سے ابتدا مین اصلاح لینے لگے - خود استاد آپکی کلام کو دیکھکر کہتے تھے کہ استادانہ کلام ہے
اصلاح کی ضرورت نہین چند روز اصلاح برائے نام لی پھر ترک کر دی - فارسی کلام نہایت ہی
شیرین و بامزہ ہوتا ہے اور اردو بھی لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہوتا ہے - آپ مدة العمر
حیدرآباد مین رہے آخر ۱۲۱۵ ہجری مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

در ملک عجم عشق تو تنہا ہست دل ما
با فوج سرشک اہل سپاہ ہست دل ما

تابوت بسازید ز شاخ گل نرگس
جان دادہ شمشیر نگاہست دل ما

گشتہ است نقرہ آب بیابان ز ماہتاب
از جوش سحر شیر بمیدان ز ماہتاب

رنگین شدہ است تا کہ تراز نگار دست
پر ردہ ست رنگ دست تو از نو بہار دست

وله
دل بگیسوی پریشان تو بیجری نیست | گوی من وز خم چوگان تو بیجری نیست

وله
حاصل آبی و تابی بودت وانه اشک | چشم گریان دل بریان تو بیجری است

وله
کی حق نمک کند فراموش | عاشق که لب نمکیده باشد
یوسف که بچاه گشت پنهان | حسن تو بخواب دیده باشد

وله
ساخت باسوز بر آنکس هنری پیدا کرد | سوخت بر شمع چو پروانه پری پیدا کرد

وله
نیار تاب نیت ماه چون سوی تو می آید | بنازم آفتابی را که بر روی تو می آید
دل دیوانه ما را بافسون بستن و کشتن | تکلف بر طرف از زلف و ابروی تو می آید
دل سیپاره می آرد نیاز مصحف رویت | چو همدم با وضو از اشک خود سوی تو می آید

وله
بجا میکرد ما را مست و مدهوش | نیی ساغر بکف مینا در آغوشش

وله
شاخ سنبل را قلم کن گر نویسی صف او | مصرعی از قطعه خوش خط ریحانست زلف
قطعهای باغ حسنش سیر کن از چشم سیر | نرگستانست چشم و سنبلستانست زلف

وله
ما زخم دل خویش بمرهم نفروشیم | شادی نستانیم و عوض غم نفروشیم

وله
شاه مردان بود امام من | گرچه باشد کسی امام کسی

وله
تو معنی خط آن خوشتر چه میدانی | ز نقطه هیچ نخواندی سخن چه میدانی

وله
ز مخموری بمیخانه فتادم بر قفا جامی | عصای گردن مینا کف صهبا سبو دستی
مبادا بشکند موی کمر از بار میترسم | منه از نازای نازک میان بر تار مو دستی

من اشعار الهندی

جان برلب رسیده باقی تها | مجهه مین اور عشق مین حساب هوا

ول
کرو تم جور یار کهو گلابی جان پهلو مین | تهمین هم انکا شیشه بر مینای سر سا دیتے هین

نہ شب بر مین آتا نہ دن مکھہ دکھاتا	ولہ	نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلاتا
تڑپتا ہون روتا ہون جلتا ہون ہجران سے	ولہ	دل خون ہوا میرا دلبر کے ہاتون
آرائش حسن کون جب وہ بیٹھے گا کرو بر آئینے کو مصاحب	ولہ	دلے جا کہیا ان میری شانہ زبانی تو موجب بموئے زلف کاکل کہنا
تاریک راتون مین باریک تارے وکہین	ولہ	زلفون کی بالون مین الجھا میرا دل
ان مار پیچون سے اس مشکی مہری کو	ولہ	افسون گری سے فسونگر پہر آجا
ہجران کی تلخی سے دل بیزار ہیگا	ولہ	میرے سلونے سے کوئی جاکے بولو
کڑوی کسیلی رقیبون کی باتون سے	ولہ	ہون ترش لب سے میٹھا چکھا جا
قاتل نگہ کی ہے شمشیر تجہ پاس ہمدم	ولہ	شہادت کا رکہتا ہے خواہش
ظالم تغافل کا اب وقت نہین ہیگا	ولہ	یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی۔ عبدالہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص۔ عبدالہادی نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاہ سامی کے تلامذہ مین سے ہے۔ علمی لیاقت و استعداد سے معرا تہا مشہور ہے کہ شاہ سامی اُسکو کہدیتے تہے۔ لچھمی نرائن تذکرہ چمنستان مین کہتے ہین کہ مجکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع مین ہادی کچھہ نہین تہا کیونکہ جسوقت مین حیدرآباد آیا اُسوقت میان ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل مین باہم صحبت رہے کئی مرتبہ مینے مصرع ریختہ طرح کیے مگر اس عزیز سے ایک مصرع بہی سرزد نہوا کثرت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجہے ثابت ہوا کہ یہہ بیچارہ بے سرمایہ ہے۔ ہان حسن صورت جمال سے آراستہ تہا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تہے۔ حسن مجازی سے احسن الخالقین کے طرف پہنچتے تہے انتہی کلامہ

مین کہتا ہون کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل لکہنا اسبات کو نہین ثابت کرتا کہ وہ محض بے بہرہ اور شعرگوئی کے کوچہ سے ناآشنا ہو شاید اول کہتا ہو۔ اب کسی وجہ سے ترک کر دیا ہو اکثر شعرائے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اورنگ آبادی ور سالک اورنگ آبادی جلیل القدر شاعر تہے ابتدا مین خوب کہتے تہے۔ آخر مین جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات و ممنوعات سے توبہ کیئے ازانجملہ شعرگوئی بہی یک لخت ترک کر دی تہی۔ یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہئیے۔ ہادی صاحب دیوان ہے۔ دیوان کے کم و بیش پانسو ابیات ہین۔ ہادی حیدرآباد مین سکونت پذیر ہو گیا تہا۔ سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین زندہ تہا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہین ہوئی اس وجہ سے قلم انداز کیا۔

من اشعارہ الہندی۔ مدح شاہ سامی

بچہے ہے ورد زبان بسکہ نام سامی کا ۔۔۔ رہون مین کیون نہ ثنا خوان مدام سامی کا

مسیح وقت اگر مین کہون تو ہے برجا ۔۔۔ جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا

میری سرکی کیا بے زبان کو اہل سخن ۔۔۔ نہین یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا

شرف ہے مجکو جہان کے سخنورون پہ تمام ۔۔۔ ہوا ہون جب سے مین ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر رمال کی شان مین

جلکمین ہے دلچسپ بس حاجی اکبر کے سخن ۔۔۔ سنکے اسکے شعر مین گلشن مین سب بلبل خموش

نقد دل لیتا ہے میرا ایک میٹہی بات مین ۔۔۔ یہہ مین تیرا ہے غلام کیون نہو حلوا فروش

کیون نہو آنکہو کو تیرے تیرے دیدے و ستی ۔۔۔ دل ہوا ہے شیفتہ گر آنکہین تیری ہین بادہ نوش

ولہ

یقین مین نم نہاد و جنکو ہرگز بو جتا نہین ہم ۔۔۔ حبیب اپنا شفیق اپنا نگار دلربا اپنا

جہان فانی سطلق ہے عبث دل بستگی ہین ۔۔۔ یہ اپنا نہ اپنا رہے آخر خدا اپنا

یار تجھ پر مہربان ہوگا مت ہو بیقرار ‖ وله ‖ ہادی کامل سے مجکو یہہ بشارا ہوگیا

دلدار پر میرے ہے عجب کچھہ بہار آج ‖ وله ‖ ہے آفتاب حشر مگر آشکار آج

غم کی آتش بیچ جل گئی یہہ ہماری تن بدن دل دیکھہ ‖ وله ‖ ہات جل جاویگا ڈر تارہ انگاروں کو نچھیڑ

سن یہہ قائل ہادی کامل کی یہہ گفتار سے ‖ ایک کا مائل ہو بلبل ہزاروں کو نچھیڑ

ہے سبزگون چمن مین اور زرد رنگ سے غم ‖ وله ‖ نرگس کو جب سے تمنیں دکہایا تماشا یان ہین

عشق کی بے تابیان تو نہ دیکھہ ‖ کہین عاشق ہوا ہو تیون سمجھی

ہاشمی۔ شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص۔ شاہ ہاشم نام۔ بیجاپوری الاصل ہے۔ علی عادلشاہ کے زمانہ مین تہا نصرتی ملک الشعرا کا معاصر تہا۔ اندہا مادرزاد تہا۔ مگر اُسکے دل کی آنکھہ روشن تہی نہایت ذکی و فہیم تہا۔ ہندی مین غزلین رنگین کہتا تہا۔ اکثر آپکا کلام ایہام و تلازم شعر مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ قصۂ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے۔ لچھمی نراین نے تذکرہ چمنستان شعرا مین آپکا تخلص ہاشم دکنی لکھا ہے شاید بوجہ نام تخلص مین شبہ ہوگیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہواً بجائے ہاشمی ہاشم ہی لکھہ دیا ہوگا۔ لچھمی نراین نے بہی اُسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام و تخلص مین فرق نہین کیا یا ہاشم کوئی اور ہو۔ اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم۔ سیدی مسعود خان بیجاپوری ہاشمی سے حسن عقیدت و اخلاص رکہتا تہا۔ ایکروز محل سرا مین ہاشمی کو بلایا تمام اہل حرم موجود تہے کوئی پردہ نہین ہوئے اسوجہ سے کہ وہ نابینا تہا ہاشمی نے اُسوقت سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس و زیور اور شکل و صورت کا

ذکر تہا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ یہہ شاعر بیٹہا ہے وہان سے اٹھہ کر سب پردون مین پوشیدہ ہوگئین۔ ہاشمی اشعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اُسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے آپکا انتقال سنہ ۱۰۹۶ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من اللہ تعالی رحمہ الھندی**

رضا گر مجھکو دیتے ہی کرون گی گھر مین جا واڑ
اگر کوئی آکے دیکھے گا تو دلمین کیا کہیگا

اگر مجھہ ہو دیگی فرصت صبح پھر آؤنگی چھوڑو
مجھے بدنام کیا کرتے کہین مین جاؤنگی چھوڑو

ہاتف میر عاشق حسین خان حیدرآبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین خان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہان پوری کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلی میر لطف علی المخاطب بحکیم شفائی خان بندگانعالی نواب ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب اور منصب مناسب سے سرفراز فرمایا آپکے جد اعلی سرکار عالی کے نہایت ہی شکر گزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا بہی حکیم صاحب کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپکے والد نے بہی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی تہی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تہے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تہے۔ بیمار کا حال خوب استفسار کرتے تہے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلد ہی کرتا تہا تو آپ اُس کے معالجہ سے دست بردار ہوتے تہے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علمائے شہر سے

پڑہین اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہین۔ عمر تخمینا چالیس برس کی ہوگی۔ آپنے شعرگوئی کا فن میر سرفراز علی الہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری سے حاصل کیا مدت تک مرحوم کی خدمت مین مشق بعد ازان حکیم نواب مرزا احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت مین سخن کی صلاح لیتے رہے۔ فارسی وار دو دونون زبانو نمین کہتے ہین۔ کلام پاکیزہ و درست ہے مثنوی نغمات توحید اردو مین آپکی تصنیف سے ہے

من اشعارہ الہندی

یاد آتے ہین ترے رخسار کے سرو روان / بھول جاتا ہون چمن مین گل کی نکہت دیکھکر

چھوڑ دی جو تھی جفا بھی وائے قسمت یار نے / کاوش زخم جگر کا محو لذت دیکھکر

جان کو روتی ہو ہاتف کیا کہین کچھ بہت / دل لگاتا تھا کسی سے نیک ساعت دیکھکر

ولہ

اپنی حقیقت اپنی خودی کو مٹا کے دیکھہ / رہتا ہے کون تجھمین ذرا سر جھکا کے دیکھہ

ولہ

مذہب ہاتف مسکین کو نہ پوچھو ہم سے / لوگ کافر جسے کہتے ہین مسلمان ہے یہی

ولہ

اٹھ جائے مدینہ کیطرف کو میرا لاشہ / مین خاک رہ کوئے رسول عربی ہون

ہادی۔ ابو الحسن محمد داؤد حیدر آبادی

ہادی تخلص۔ ابو الحسن کنیت۔ محمد داؤد نام۔ حیدر آبادی المولد والمنشا ہین۔ طبیب و حافظ قرآن ہین فارسی وعربی مین بقدر ضرورت لیاقت وقابلیت رکھتے ہین سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی شعرگوئی مین مولوی عبد العلی صاحب متخلص بہ والہ سے مشق کرتے رہے۔ اور اردو مین مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے۔ دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے۔ جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین
کلام سلیس و با محاورہ ہے۔ آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہے ادام اللہ بقاہ

من اشعارہ الہندی

گریہ ہی رہا حال میرے شور و بکا کا	اللہ نگہبان ہے پہر ارض و سما کا
تاب رخ انور سے بڑہا حسن مہ و مہر	رتبہ ترے زلفون سے گہٹا مشک خطا کا
کیا حال کہا کیا کہون فرقت مین شب غم	بیتیا ہون بنے ارض کا نالون نے سما کا

من اشعارہ الفارسی

دارم تن نگار و دل داغدار را	یک درد نیست جان من بیقرار را
ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم	پروانہ شمع را بود و گل ہزار را
من دشت وحشت از خودی خود نمیرویم	آہم کشان کشان بہر جسم زار را

مہر گیان رائے حیدرآبادی

مہر تخلص۔ گیان رائے نام۔ آپکے اجداد کا اصلی وطن جہجر ضلع دلی تہا۔ مگر
آپکی ولادت سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد
والد نے وطن کو روانہ کر دیا تہا۔ آپکے والد اولاً وطن سے نواب قلیچ خان بہادر
کی رفاقت مین حیدرآباد آئے۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حسین قلیچ خان
بہادر خسر پورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ۔ اور چند روز رہکر وطن کو روانہ ہوئے
پہر ثانیا عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی
خدمت پر آئے۔ پہر بدستور چند روز کے بعد دلی جانا ہوا۔ پہر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

ملازمت مین شریک ہوئے۔ نواب قدردان کی خدمت مین مدت العمر رہے۔ آخر اپنے والد حیدر آباد دکن مین فوت ہوئے۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے ہر کو وطن سے بلوا کر باپ کی جگہ مرحمت کی۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت مین شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا۔ گیان رائے آخر عمر مین اورنگ آباد مین گوشہ نشین ہوا۔ اور استاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت مین حاضر رہتا تھا۔ شعر گوئی مین ہوشیار و ذہین تھا۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تھا۔ آخر سنہ ۔۔ ہجری مین عالم عناصر سے خارج ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد		آنقدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد
صورت گر جمال تو چون اہتمام کرد	ولہ	رنگہا کرد اشت در قلم خود تمام کرد
سینہ پوشید سنبل بدچون حال پریشانم	ولہ	نہ دانم زلف مشکین کرا یارب نظر کردم
رفتہ ام دیوانہ زیر خاک و ہرگز کس نکرد	ولہ	از شرار سنگ طفلان شمع تربت روشنم
نفرماید بعرض جوہر جرأت فلک رخصت		چو شمشیر اصیل افتادہ ام در دست نامردے

باب حرف یائے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص۔ یوسف عادلشاہ نام ہے۔ فرشتہ و دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکھا کہ رومی الاصل ترک نژاد خاندان آل عثمانیہ سے ہے۔ سلطان مراد المتوفی سنہ ۸۵۴ ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب تخت نشین ہوا۔ ارکان دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد مین ایک شخص نے

یوسف

دعویٰ کیا تہا کہ مین ایلدرم بایزیدم کا فرزند ہون قریب تہا کہ سلطنت عثمانیہ مین فتنہ برپا ہو جائے
لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تہا۔ پس بلحاظ حفظ ما تقدم بادشاہ اولاد سلاطین
سے سوائے ولیعہد کسیکو زندہ نرکہے۔ تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بناءً علیہ سلطان محمد
نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب جمہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت اہالی سیاست
مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کرکے جنازہ باہر بیجائین۔ سلطان محمد
کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکہتی تہی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے
نہایت ہی پریشان و حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ شاہزادہ کو
آج کی رات مہلت دیجئے تاکہ مین اسکے دیدار سے محظوظ ہون۔ کل صبح آپکے سپرد کردونگی
ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت دی مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر
کی حفاظت کی فکر مین مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر
ساکن ساوہ کو بلایا فرمایا خواجہ آپکے پاس کئے غلام فروختنی ہین۔ جوابدیا کہ پانچ غلام
گرجی اور دو چرکس حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کئے گئے۔ دو غلام چرکس سے ایک جو
یوسف کا ہمشکل و ہمرنگ تہا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہ ہوئی۔ پہر سوداگر
سے تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو مین تجکو زر و جواہر سے مالا مال
کردون گی۔ یعنے یوسف کو غلامون کے زمرہ مین شریک کرکے ملک عجم مین روانہ کرے
خواجہ مال و زر کی طمع سے اسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد روانہ ہوا۔ اور دلمین منت مانی
کہ اگر مین شاہزادے کے ساتہہ مع الخیر عراق عجم مین داخل ہو جاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی
کے مرقد پر زائرین سمرقند کو دونگا۔ صبح برآمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے
دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدہ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بہیجدیا۔ جلاد نے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو کفون
کرکے دفن کردئے۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سر جانجم مین مع الخیر پہنچا
اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مرقد پر نذر معہود کو ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو
شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف فرمایا۔ پہر خواجہ اپنے وطن مالوفہ سادہ مین آیا شاہزادہ کی
تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتہہ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے
کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے
کے لئے بہیجا شخص مذکور سادہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتہہ لکہوا کے
روم روانہ ہوا۔ جب اسکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔
شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بہی دیا والدہ فرزند کا خط
دیکہہ کے بہت ہی خوش ہوئی۔ پہر چند روز کے بعد شاہزادے کی انا کو مع فرزندان انا
روانہ کیا۔ جب شاہزادے کی انا اور اُس کے فرزند سادہ مین پہنچے۔ اُسوقت خواجہ عماد الدین
سوداگر ہندوستان گیا تہا۔ انا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل و عیال راز مخفی سے آگاہ ہوئے
کہ یوسف عثمانیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر سادہ کے حاکم کو معلوم
ہوئی۔ اُس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے اُن سے چار سو تومان لئے۔ انتہی کلامہم
پہر سوء اتفاق و گردش زمانہ سے یوسف صاحب ترجمہ و حاکم سادہ کے درمیان مخالفت
واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطرب الحال ہوکے مسافرت اختیار کی۔ سادہ سے شہر قم مین
آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ سادہ کا حاکم معزول نہو جائے۔ سادہ مین مراجعت نہین کرونگا
بعد ازان قم سے بطریق سیر و سیاحت برآمد ہوا۔ کاشان و اصفہان سے سیر کرتے ہوئے
شیراز مین پہنچا۔ چند مدت شیراز کے باغات سیرگاہون مین عیش و عشرت سے ساتہہ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہان سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہوگیا۔ خبر کے سنتے ہی مراجعت کا
ارادہ کیا۔ یکایک خواب مین خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر کر فائز المرام ہوگا
فوراً اُس بشارت کے پاتے ہی ۸۶۳ شنہ ہجری مین بندر ہرمز سے کشتی مین سوار ہوکے مع الخیر
والعافیہ مصطفی آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہان خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اسکا محسن
و مربی تھا ملاقات کی۔ پھر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اُسوقت نظام شاہ بہمنی
خوردسال حکمران تھا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر خواجہ گرجستانی و محمود گاوان مین باہم
محبت و اتحاد کا رابطہ مربوط تھا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی چیلون مین شریک فرما دیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
مین باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلون مین شریک کیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت مین اکثر کارنمایان کئے اور متعدد معرکون مین کامیاب
و فیروزمند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تھا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تھا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تھا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہوگئی تمام
صوبے خودمختار ہوگئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ۸۹۵ شنہ ہجری مین یوسف نے
عادلخانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد
مین بظاہر سنی المذہب تھا لیکن اقتدار و اختیار کی حالت مین امامیہ مذہب کی اشاعت پر
کمربستہ ہوا واقع ہین یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین کی
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ پر سنی المذہب تھا لیکن شاہ صفی کی ارادت
وعقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بنگیا تھا۔ ۹۰۸ شنہ ہجری مین ایک مجلس عظیم

منعقد فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ مجکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تہی اور فرمایا تہا جب تجکو سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کو تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو معزز و مکرم رکہنا مین نے عہد کیا تہا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے کہا ہوشیاری و احتیاط کے ساتہہ کرنا چاہئے ایسا نہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب ہین۔ اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و امیر برید و غیرہم سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہر چہ بادا باد مین اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی و مددگار ہوگا۔ پس روز جمعہ ماہ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین کلمہ اشہد ان علیاً ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبہ سے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نکالے گئے باوجود اشاعت مذہب امامیہ ایسا بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تہی کہ صحابہ کرام و سنیان اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بناءً علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل دور ہو گیا تہا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط و آمیزش رکہتے تہے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تہا۔ اور اس بیعت کے مضمون پر کاربند تہے ؎

گر آن بہتر ورین بہتر ترا چہ		چون حلقہ ماندہ بر در ترا چہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تہے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تہا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہیں بنتا تھا۔ بعض امرا مثلاً میاں محمد
المخاطب عین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پر مستعد
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکم دینکم ولی دین کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہو گئے۔ اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک جانب سے خبر دیتے رہیں انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تھا۔ سخاوت علم سے موصوف اور شجاعت عدالت و خیرات و حسنات میں معروف
تھا۔ خطاط تھا۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ علم عروض و قافیہ میں مہارت تمام رکھتا تھا۔
اور علم موسیقی میں استاد۔ طنبور و ستار خوب بجاتا تھا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تھا
ہمیشہ اسکی مجلس میں شعرا و علما کا مجمع رہتا تھا۔ قدما کے اشعار پڑھے جاتے تھے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتھ رکھتا تھا۔ ایک ساعت ملک و رعایا کے حال سے
غفلت نہیں کرتا تھا ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد۔ امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تھا تاکہ اراکین کے قلوب میں صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے۔
اور ان کے اخلاق شائستہ سے ملک میں آسائش تمام پیدا ہو جائے۔ تنومند قوی ہیکل تھا
حسن و خوبی میں گویا یوسف زمانہ تھا۔ باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن میں ایسی شہرت تھی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عامۂ خلائق بیجاپور میں آتے تھے سواری کے دن راستہ میں صف بستہ کھڑے ہو کے نظارہ
کرتے تھے اور زبان حال سے کہتے تھے ؎ رہزن کاروان زہد و پرہیز * بدعت نہ

دوستی خصمے آمیزد * درکوئے تو از ہجوم نظارگیان * نے جائے ستادن ست نہ راہ گریز

جہانگیری زمانہ مین ایران و توران و عربستان و روم سے صاحبان علوم و فنون بہادران کاردان کو خطوط و خرچ راہ بہیجکے اپنے پاس بلاتا تہا۔ اور انکی عزت و آبرو ایسی کرتا تہا کہ اسکے سایۂ عاطفت مین شکرگزار ہوکر زندگی بسر کرتے تہے۔ اور بیجاپور کو وطن اصلی پر ترجیح دیتے تہے۔ اور یہان ایسے جمتے تہے کہ مرکر اوٹھتے تہے۔ انتہی کلامہ۔

قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تعمیر سے تہا۔ قلعہ مذکور کی تعمیر گلی و خاکی تہی عادلشاہ نے پختہ گچ و پتہر سے بنایا۔ یادگار باقی ہے۔ مکٹ راو مرہٹہ جو محمد شاہ بہمنی کے امرا کی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن و جمال مین حور و پری سے کم نہ تہی اوسکا نام پونجی خاتون تہا مسلمان کرکے بموجب شرع شریف اپنے نکاح مین لایا۔ اس عفیفہ سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان۔ ایک مریم سلطان منکوحہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجہ علاء الدین عماد الملک سوم بی بی ستی زوجہ محمد شاہ ثانی بہمنی۔ اس بادشاہ نے بیس برس ۲ ماہ نہایت شان و عظمت کے ساتھہ سلطنت کی۔ اکثر راجگان دکن کو خراجگذار بنایا سنہ ۹۱۵ ہجری مین بندر گوا کو دوبارہ مسخر کیا تہا۔ آخر سنہ ۹۱۶ ہجری مین بقول[۱] بعض سنہ ۹۱۶ ہجری مین سوء ہضمی مین مبتلا ہوکر بعمر ۷۵ سالہ بہشت برین روانہ ہوا۔ قول اول معتبر ہے چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ کہی ھوعطوفہ بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل * حسب الوصیت قصبہ کوکی مین ۹۱۶ شیخ جلال الدین عرف شیخ چندا کے قریب دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکہتا تہا یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصۂ دوم طوائف الملوک مین بیان کیا گیا ان کنت شائقًا فارجع الیہ۔

[۱] تاریخ نظامی ۱۲

من اشعاره الفارسی

تا بار غم عشق گشت قافلهٔ ما — گلها شگفد هر طرف از مرحلهٔ ما
با آنکه بجان با تو نکردیم بخیلی — پیش دگران بهر چه کردی گلهٔ ما
تبخاله به لب آمده بر پارهٔ عشقت — رفتیم که شد مادی ره آبلهٔ ما
ما مسئله فقه ندانیم چه یوسف — آسان شده از عشق بتان مسئلهٔ ما

ولہ

گر وارسی بدرد دل ناتوان من — کے می برد بمرگ کسان رشک جان من
درد دل خود اره نکنم کار مشکل است — ظاهر که میکند بتو درد نهان من
با آنکه صد رہ ہم بجفا آزمودہ — تیغے کشیدہ ز پئے امتحان من
اے گل سیده است بگوش تو قصه ام — بلبل نخواند وقت سحر داستان من
گویا که بلبلان چمن نقل کرده اند — حرفے ز بیوفائی گل از زبان من
یوسف برای دل من گوش کس نکرد — کو بخت آنکه گوش کند نکته دان من

ولہ

مراز بادهٔ جامی فراغ یعنی چه — سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چه

رباعے منه

دوشینه بر آستان یار از سر درد — می مالیدم سر و دو دست و رخ زرد
بر حلقهٔ در دست زدم گفت چرا — بیهوده بود کوفتن آهن سرد

ولہ

اے آمده وبدن رخت وقت صبوح — آثار هزار گونه اسباب فتوح
انوار نکوئی از رخت می تابد — زان روست که رویت شده آئینهٔ روح
آنکس که علم به نیکنامی افراشت — در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت
نیکو نامان زنده جاوید انند — مردانکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

یار - مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص - مرزا محمد بیگ نام - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا الف بیگ بن دوست بیگ خان کے خلف اصدق ہین - آپکے جد امجد والد شاہ عالم بہادر شاہ ہند کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے منصب مناسب پر ممتاز ہوئے - یار صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۱۲۶ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی نشو و نما بہی شہر کی زمین مین ہوا - عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تہا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون کرتا تہا - اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تہا - آخر جب بلیغ اورنگ آباد دکن مین رونق افزا ہوئے اسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت مین پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا - حضرت بلیغ نے آپکے اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا - آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے لکہے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا - اس مقام مین ہر ایک قصیدہ سے چند شعر ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون - وہ یہہ ہین ؎

بلبل طبع شد نگار سخن ‌ ‌ ‌ می زند جوش نو بہار سخن

سنبل لف و سبزۂ خط را ‌ ‌ ‌ میکشم خط پے نثار سخن

گشت از فکر ناقصان نادان ‌ ‌ ‌ ساقط از مرکز اعتبار سخن

سخن خود رسان بگوش بلیغ ‌ ‌ ‌ کہ بروآمدہ مدار سخن

نیست جز او بقدرت و شوکت ‌ ‌ ‌ اندرین عرصہ شہسوار سخن

لفظ از فکر صائبش معنی ‌ ‌ ‌ معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح | صید معنی کند شکار سخن
از بلاغت بلیغ شد نامش | کرد در عالم اشتهار سخن

ایضاً اسی ردیف مین باختلاف قافیه

وصف زلف کاکل آن پیدا از پریشان خاطران | خویش را پیچیده ام در سنبلستان سخن
از خمار بیدماغی خاطرم افسرده است | لغزش مستانه میخواهم زمستان سخن
عمرها در انتظارش خون دل حل می کنم | تا کشم بر صفحه جدول ز دیوان سخن
خانمان چون هشت حسن بر باد حسرت داده ام | آشیان داری همی خواهم ز بستان سخن
شد مسلم ملک معنی مر ترا زیر نگین | ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن
ای ترا لفظ و معانی همچو من حلقه بگوش | خامه ات شان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش اخلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ اوصاف پسندیده و صفات ستوده سے موصوف تھے۔ احباب و اصحاب کے ساتھہ نہایت نیازمندی خاکساری سے پیش آتے تھے۔ آپنے ایک مثنوی چندربدن و مہیار کے قصه مین لکھی ہے۔ مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے۔ من ابیاته

قلم در خون کش افسانهٔ عشق | پروانه عشق
بیا ساقی که دل بیتاب گردید | مهرت سیماب گردید

مہیار کے حال مین کہتا ہے مگر جا بجا کرم خورده تھا

پا بر خار می رفت | قدم منصوروسان بر دار می رفت
سرشک او متاع کاروان بود | قدم با نالهٔ دل همعنان بود
روان شد نونهال سرو پامال | فغان قمریش فریاد خلخال

در هجر چندربدن

من اشعاره الفارسی

گرچه صد محشر ز شور ناله ام رنگ ریخت   آشنای گوش تمکینش نشد پیغام ما
آنکه نازش بر رخ آئینه مژگان وا نکرد   کی بکام او شود وصل بت خودکام ما

وله
ز حسن خویش در عشقم نداشت آگاهی   که داد آئینه در دست نوبهار مرا

وله
وسعت صحرای وحشت تختگاه عاشق است   بود آه نارسا چتر سیاه عاشق است
بی شکوه سلطنت نبود سر دیوانگان   سنگ طفلان دورباش بارگاه عاشق است

وله
از خلوت آئینه چو بنشست   فریاد ز نوبهار برخاست

وله
سرمه آلود نگاه کر بدادم نرسید   ناله خونشد بدل گفت صدا را عشق است

وله
ز دیده بی تو خون ناب میریزد   نمک بر زخم دلم ماهتاب می ریزد

وله
چشم مستش تا بخواب از غلطان فتنه بود   فتنه بیدار در آغوش مژگان خفته بود
برگ برگ این چمن آئینه دار حیرت است   صحو رخسار تو شاید در گلستان خفته بود

وله
تا فرق تیر آره جا نگاه نکردیم   چون شانه در آن زلف سیاه آه نکردیم
در حسرت فریاد همه بال و پرم سوخت   تنگ است قفس ناله دلخواه نکردیم

وله
در دل زیاد چشمش میخانه می تراشم   از گردش نگاهش پیمانه می تراشم

وله
یاد وی از کاوش مژگان درازی کردیم   سینه را پیشکش ناخن بازی کردیم

وله
بگسلاند تار تارش چون گریبان از جنون   نوبهار گریه ام طاقت گداز آستین
سیل اشکم چون گذشت از جویبار آستین   موج طوفان خیز شد هر تار تار آستین

وله
آتشی افروخت در دل اضطراب تحفه   سوخت آخر شوق بی پروا کباب تحفه
کرده ام ترک ستمگر انتخاب تحفه   خون ساغر می کشد جای شراب تحفه

نقطۂ صفر است تبخال والف آہ رسا — دفتر دیوانگان دارد حساب تحفہ
نہ سر زلفش گرفتم من نہ بوسیدم لبش — خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفہ

وله

دیدہ ام شیرین ادا گلگون شعار طرفہ — تلخ گوئی نیک بدعہدی نگار طرفہ
چشم نرگس زلف سنبل چہرہ گل شمشاد قد — اے جنون نام خدا آمد بہار طرفہ
نوبہار جلوہ آمد آمد انداز کیست — صد چمن گل کردہ می آید غبار طرفہ

من ٢ اشعارہ ٢ الہندی

مشت پر صیاد اُسکو جانکر ارزان نہ بیچ — ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہائے عندلیب
نوبہار آئی قفس سے کون پہنچاتا ہے اب — گل کو عشق اور ہمصفیرون کو دعائے عندلیب

وله

نین ہوس ہمکو شراب لعل اور ساغر سفید — ہجر مین خون جگر بس اور چشم تر سفید
یا فرش اطلس و زربفت کچھہ درکار نین — میکشون کو بس ہے اک مہتاب کی چادر سفید

وله

ٹک ایک انصاف کے نظرون سے دیکھہ اے باغبان نرگس — خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس
نکل گھر سے کہ سیر نوبہار انتظاری ہے — یہان آنکھین کھلی ہین یا کے ظالم وان نرگس

وله

مت بوجہ حال دلکا جیسا کباب و آتش — اشک و آہ میرا جون شمع آب و آتش
اُس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی ہین — یکسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش
سووے ہے آشیان مین کس نیند فصل گل مین — مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب و آتش
ظالم لبون پر تیرے اس رنگ پان کے دیکھے — ہے سر بسنگ حسرت لعل خوش آب و آتش
گرمی سے می کے اُسکا چہرہ ہے یار عرقناک — اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب و آتش

یکدل - میر علیم دانخان

یکدل تخلص - میر علیم دان خان نام - آپ سید محمد موسوی والہ کے فرزند مین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے۔ فارسی و عربی کی کتب درسیہ والد ماجد سے
پڑہی۔ ذی استعداد و کامل ہوا۔ حیدر علیخان کے عہد میں بالاگہاٹ ارکاٹ میں گیا
وہاں ملازم ہوا۔ اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے معتمد علیہ ہوا۔ چند مدت کے بعد حسب الطلب
والاجاہ پائین گہاٹ میں آیا۔ نواب والاجاہ کے دربار میں باریاب ہوا۔ نوابصاحب نے
تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا۔ موزون الطبع تہے
کبہی کبہی کلام موزون فرماتے تہے۔ کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے۔ نزاکت
و لطف سے مملو۔ صاحب دیوان ہیں۔ دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے۔
آخر آپنے اس دار فانی سے دار القرار کی طرف ہجری میں رحلت کی انا للہ
و انا الیہ راجعون۔ من اشعارہ الفارسی

خواستم ہرچند پنہان عیب خود سازم		طفل اشک از بیقراری میکند رسوا مرا
چو آسیا بہ تمنائے رزق سرگردان	وله	نمود گردش این گنبد کبود مرا
آئینہ مشربیم ز روشندلی خویش	وله	عکس جمال دوست بود در کنار ما
کہ بہمہ چشم آساید ز بیتابی ہجر	وله	طفل اشکم از ازل با دامنم خو کردہ است
تا خانہ بدوشم براہش ز تجرد	وله	چون سایہ شب روز وطن ہمسفر ماست
گر خضر قصہ از سر زلف تو سر کند	وله	تا روز حشر نیز بپایان نمیرسد
زبیکسی گلہ نیست در دلم یکدل	وله	گہر ز گرد یتیمیش آبرو دارد
کہ تواں دید بسوئے دگرے کز ہجرش	وله	موج اشکم شدہ زنجیر بپائے نگہم

امروز کباب دل من گشتہ نمک سود
بر بسملم ای شوخ تو خندان شدہ باشی

یاد - مولوی خواجہ حمید الدین

یاد تخلص - خواجہ حمید الدین نام - آپ خواجہ عالم کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشاء شہر حیدرآباد ہے - آپنے عالم شباب مین فارسی و عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی - شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تام رکھتے تھے - جو کچھ کلام موزون فرماتے تھے پسندیدہ ہوتا تھا - آپکو میر عبد الولی عزلت سے تلمذ ہے - اور آپ تاریخ گوئی مین بے مثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تھے - اس فن کے اساتذہ کے ساتھ فرزین اٹھا کے کھیلتے تھے اور بازی لیجاتے طرف ثانی کو مات دیتے تھے - درویشانہ و قلندرانہ وضع رکھتے تھے - آپ شاہ عنایت اللہ خلیفہ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تھے - پیر کی توجہ سے صاحب دل و صاف باطن تھے - قلیل معاش مین گذر اوقات کرتے تھے صابر و قانع تھے - زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تھے - ایک وقت آپکے دلمین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا - فوراً حیدرآباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہو کے متبرک مقامات مین پہنچے - زیارت سے مشرف ہوکے مدراس مین واپس آئے - چند روز کیلئے سکونت پذیر ہوئے - پھر یکایک برخاستہ خاطر ہوکے وطن مالوفہ حیدرآباد مین آئے عزلت نشین رہے - آخر سنہ ١٢١٦ ہجری مین فوت ہوئے -

یاد علیست درد من حرز جان من
ہر کرا تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت
مطرب از اشعار جامی و ہلالی ہم بگو

ولہ

تا د علیست دردمن حرز جان من
دیدہ ام در خواب شاید چشم آہوئے کسے
الفتے دارم بچشم مست و ابروئے کسے

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبرین

سر بدر رست حسن ہم دل بخجم است حسین
جان بنجم و دل بدر رستہ یکے ز قولین

هم سر نجم و سر سبعۂ سیارہ بدان | کہ طلوع قمرین است و غروب شمسین

آپ نے اپنی رحلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تھی۔ تاریخ سے آپکی روشندلی وصاف طینتی ثابت ہوتی ہے۔ **هو هذا**

خواندہ باشید فاتحۂ اخلاص ۱۲۱۶ھ		جاے تاریخ بہر ابن عاصی

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدرآبادی

یار تخلص۔ احمد یار خان نام منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے۔ نواب صفجاہ ثانی کے عہد مین منصب پنج ہزاری سے سرفراز تھے۔ آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلخان ناظم حیدرآباد کے خلف الصدق ہین اور حیدرآبادی المولد۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین دکن مین تربیت و پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوے چند مدت کے بعد استعداد ولیاقت حاصل کی طبیعت مین موزونی خدا داد تھی شعر گوئی شروع کی۔ ذہن وقاد و طبع نقاد رکھتے تھے۔ تھوڑے ہی زمانہ مین ہمعصرون مین بڑہ گئے کلام مین پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی۔ فارسی و ہندی دونون زبانون مین خوب کہتے تھے لچھمی نرائن صاحب شفیق تخلص چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہین۔ غریب غربا سے کمال محبت و اخلاص سے ملتے تھے۔ فقیر پر بھی نہایت مہربانی فرماتے ہین۔ غزل کے کسی ایک شعر مین فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر مین جدا ہین | ولے معنی مین ہین یک یار و صاحب

انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ سنہ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تھے۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ ہم نوالہ و ہم کاسہ تھے۔ بعد ازان سنہ ۱۱۸۵ہجری مین عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ یار صاحب تہ جمہ ۱۱۸۳ سنہ ہجری مین بیرون شہر پناہ اورنگ آباد گہوڑے پر جا رہے تہے یکایک گہوڑے سے زمین پر گرے چند مہینے ضرب کی سختی مین مبتلا رہے آخر ہا تاریخ ماہ شوال سال مذکور مین فوت ہوئے والد کی مسجد بنا کی ہوئی مین مدفون ہوئے ۔ انتہی کلامہ ۔ یہہ قول معتبر ہے

من اشعارہ الہندی

بہار گلشن خوبی چمن مین آیا ہے
کہان ہے جام کہان ہے شراب کا شیشہ

ولہ

ہمارے دلکو ناحق خوبرو ہر دم جلاتے ہین
کہین بتکدہ کے بہی برہمن کو ستاتے ہین

چمن مین رنگ رچا ہے پہولونکا حجاب الفت سے
رنگیلے ہونٹ تیرے حبیب ہنسی سے کہل کہلاتے ہین

نتیجہ ان کی الفت کا ہمین آخر کو کیا ہوگا
عبث سنگین لوہے اپنے دلکو ہم لگاتے ہین

ولہ

گریبان چاک مطعون جہان بدنام عالم ہون
پڑی خاک اسطرح کی ہائے رسوائی کے جینے مین

ولہ

مجہے پوچہا کہ کہو تم مین وفا ہے کہ نہین
مین کہا تم تو کہو تم مین جفا ہے کہ نہین

یار سے ترش ہو اوروں سے یہہ میٹہی باتین
کہو ن آزردہ تمہارے سے بجا ہے کہ نہین

کہا مین اس شعلہ خو کو اکدن جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجکو کہا مین پہر کیا کرون بلا سے
زبان جرأت کو تب تو مین نے دراز کر کر کہا کہ سن تو
کہ یہہ کون ڈہب ہے جواب دینے کا ٹک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کر تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تہا یہ تیری وفا سے
خوشی مین پایا ہے اسکو مین نے کہا کہ صاحب بہلا سنو تو

جو درد دلکو نہ کہئے تمسین تو کب تلک بیٹھے حیا سے
صنم نے میرے سخن کو سن سن کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو
جو ابتدا کو نہین سمجھتا تو کیا خبر ہوگی انتہا سے
یہ راہین مشکل ہین ایسی اہو نہین کیون قدم کو رکہا ہے تینے
اگر تو واقف نہین ہے جا پوچھ یار جیسے تو مبتلا سے
یہ عشق کا پنتھ سب سے نیارا ہے اسمین آنیکا فائدہ کیا
خوشی مین بیٹھا رہو تو اپنی تجھے غرض کیا وفا و جفا سے

موسم ہولی مین ہوتے ہین شہید
آج وہ قاتل بسنتی پوش ہے

ولہ

بلبل کہ سنکے تند فغان چپ جبین لا
گل نے کہا کہ کان مین تیرے تڑک اٹھی

ولہ

کیا گل کے نام مین بہی ہے اعجاز عیسوی
بلبل موئی پڑی تہی سو سنتے ہی پھڑک اٹھی

ولہ

باغبین کہتی تہی بلبل ہائے رے ابتک پڑی
دل جلا میرا تب اس گل مین ٹہنڈک پڑی

من اشعار الفارسی

چو می بینم کہ جام می بکف دلدار می آید
بلب از توبہائے خویشتم استغفار می آید
برنگ قلقل مینا تازہ می سازد دماغم را
چو آن مینا دہن در نکہت گفتار می آید

ولہ

بادہ کشیم و عصیان کشیدہ ایم
بشکن ز جام ساقی کوثر خمار ما

ولہ

در گل زمین شعر بہ نیرنگ فکر
رشک طاؤس است دیوان مرصع کار ما

ولہ

گفتیم در خیال رخت رفت خواب ما
آئینہ دید آن بت حاضر جواب ما

سگش از راہ وفا از پے ما می آید
سگ او ئیم کہ از راہ وفا می آید

یکدل۔ محمد انور مرادآبادی

یکدل تخلص۔ محمد انور نام۔ آپ شیخ محمد خان مرادآبادی کے فرزند ہین۔ آپ کے والد ماجد مرادآباد مین نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مرادآباد مین داروغہ تھے۔ اُسوقت نواب غفران مآب وہان حکمران تھے۔ پھر خدمت داروغگی سے چند روز کے لئے نیابت دیوانی پر مقرر ہوئے۔ نیابت دیوانی کے زمانہ مین فوت ہوئے میان محمد انور جوان صالح وذی استعداد ولائق تھے۔ آصفجاہی مقربین کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ آپ صاحب کمال وہردل عزیز تھے۔ پھر نوابصاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا۔ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ جب نوابصاحب حسبطلب بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بھی ہمرکاب تھے۔ دلی مین پہنچکر ۱۱۵۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا۔ شعرگوئی مین لائق وہوشیار تھے۔ آپکے اشعار مرغوب ودلچسپ ہوتے ہین مضامین شیرین ومعانی رنگین سے آراستہ وپیراستہ ہوتے تھے۔ خوشرو خوبرو وخوش اخلاق وظریف الطبع صاحب مذاق تھے۔ اور تماشائے رقص وسرود پر فریفتہ وشیفتہ تھے اکثر رقص وسرود کے مجلسون مین شریک ہوتے تھے۔ اور خود بھی مکان پر جلسے کرتے تھے۔ آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ رہتا تھا عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتے تھے۔

من اشعارہ الفارسی

روئے تو ہر کہ دید بمصحف شبیہ گفت		ہر کس شنید ذلک لاریب فیہ گفت
عابد ز کعبہ گفت سخن عارف از رخش		قربان او شویم کہ وجہے وجیہ گفت
از مسلک تمیز رہ عشق دور بود	ولہ	رفتن مرا ز خویش درین رہ ضرور بود

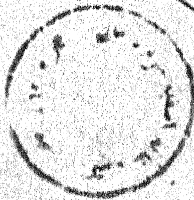
شب جلوه کرد باده و زاهد ندید هیچ	وله	در آفتاب دیدهٔ خفاش کور بود
بے شاه می شود نسق مملکت خراب		شب بے تو در قلمرو دلها فتور بود
صحرا نشین شد از ضرر اختلاط خلق		مجنون ما بہ بین چه قدر باشعور بود
ندیدیم راستی زبس بطبع مردم دنیا	وله	وزان رو سلام این کجان از دست چپ کردم

الحمد لله والمنه که درین ایام فرخنده انجام حصهٔ اول و دوم محبوب الزمن تذکرهٔ شعرائے دکن مولفه والد ماجدم مولوی ابوتراب محمد عبد الجبار خان صوفی الملکاپوری البراری الحیدرآبادی باعانت سرکار عالی نظام خلد الله ملکه الی یوم القیام بحسن اہتمام میر وزیر علیصاحب خوشنویس بتاریخ ۱۵ ماه ذیقعده سنه ۱۳۲۹ ہجری مطابق ۲ دے سنه ۱۳۲۱ ف

در مطبع رحمانی مطبوع شده

مقبول خاص و عام گشت





راقم

محمد صدر الاسلام خان ولد مولانا ابوتراب محمد عبد الجبار خان صدر مدرس مدرسهٔ اعزه حیدرآباد دکن

NOT TO BE ISSUED

تاریخ طبع از مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبد الجلیل صاحب المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد
از برائے سال تالیف و شیوع

یادگارے ہمچو محبوب زمن
تذکرۂ گفتم از روئے دکن
۱۳۲۹ ہجری

مولوی صوفی ملکاپوری
تذکرہ بنوشت بہر شاعران
کلک نعمانی رقم زد سال آن

از کمال جامعیت علم و فن
جامع انحاء تحقیق سخن
خوب و دلچسپ است محبوب زمن
۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے اتمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

۵ / ۲۱ / ۱۳	داخلہ نمبر
ط ۶	فن نمبر
	کتاب نمبر

CHECKED - 1963

اعلان

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف محفوظ ہے بغیر اجازت راقم کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین بعوض نفع نقصان آتہا مین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین۔

نوٹ

جس کتاب پر مولف کی مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائے

المشتہر

محمد عبدالجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس

فارسی عربی مدرسۂ اعزہ

NOT TO BE ISSUED